









صاحب بہادر جو دھور پور ہائیس ماراجہ صاحب جی پور ہائیس  
 ماراجہ صاحب سیفہ حصہ ہائیس ماراجہ صاحب بہادر پورہ  
 ہائیس ماراجہ صاحب اودھی پور۔ و ہائیس ماراجہ صاحب  
 ان گرامی مرات دلیان ملک کی قدر وانی پورہ دسر ہائیس  
 کاشکر یہ جہان ملک ادا کروں کم ہے حضور نے کتب۔ نقاد  
 و حشر عاری سے امدادی ہائیس حضرات کا فیض امداد تھا  
 مجھ میں ہرگز اتنی قوت نہ تھی کہ اس دقیق کام کو اس حسن و خوبی  
 سے انجام دیتا اور اپنے حسب نشانہ کامیاب ہوتا۔  
 میں ذیل میں اپنے معاذ میں کے نام ہائیس و اسمائے گرامی  
 تحریر کرتا ہوں تا ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ ایسے عالی ارادہ  
 علم دوست اور قدر افزائے اہل علم موجود ہیں۔

اہم دست اسمائے گرامی معاذ میں ہر حصہ قسم

(۱) صاحب عالیہ پورس میرزا سلیمان محمد حسن علی بہادر شاہزادہ اودھی  
 ۲۔ زاجہ روپ شاہ بہادر (جلن پور)

۳۔ رانی دیانت نور صاحبہ بہرہ۔

۴۔ نواب عزیز جنگ بہادر رئیس حیدر آباد دکن۔

۵۔ خان بہادر سید حسن بخش صاحب گروہی انزیری محبرٹ ملتان۔

۶۔ خان بہادر مولوی حکیم رحمن علی صاحب سانی محبرٹ ریاست ریوان۔

۷۔ سراجہ درگاہ پشاد صاحب تعلقات سروان وغیرہ رئیس سندیل۔

۸۔ محمد نعیم خان صاحب انزیری محبرٹ کیلا پور۔

۹۔ خان بہادر پورہ علی صاحب سکر ٹری انجنیئر تعلقات داران اودھ۔

۱۰۔ سر ماراجہ پرتاب نرائن صاحب لڑکے سی آئی۔ ای۔ دلی اودھی

۱۱۔ انرل ریکورڈر دیال صاحب تعلقات اودھ الدین پور۔

۱۲۔ خان بہادر نواب احمد اللہ خان صاحب دارالین چیمبرس پور ڈیڑھ

۱۳۔ سید ظفر علی صاحب رئیس جالٹھ۔ مظفر نگر۔

۱۴۔ خان صاحب قاضی محمد علی صاحب دھکی۔ بمبئی

۱۵۔ خان بہادر محمد عبداللہ خان صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس صیقل

۱۶۔ شرافت الدولہ مولوی سید اشرف الدین احمد خان صاحب مولی امام بارگاہ پور

۱۷۔ محمد حسن بخش صاحب انزیری محبرٹ و حیدر نشین حضرت شاہ بہادر پور

۱۸۔ مولوی عبدالرحمن صاحب محبرٹ وچ ریاست وٹار

۱۹۔ قاضی محمد عبدالغفار صاحب سررشتہ دار کورٹ سرداران جو دھور۔

۲۰۔ حکیم قمر حسین خان صاحب مینو سہیل کشن۔ برہنہ۔

۲۱۔ منشی عبدالمکریم صاحب مدرس سکر ٹری انجنیئر احباب۔ بمبئی

۲۲۔ منشی شام لال صاحب صفت تار پور پورہ پور ہائیس ماراجہ

اگرچہ پہلے سرور پر تعجیر صاحب نمبر بار پور ایک انگریزی میں عرب کی دانش  
 اول ہوئی مگر پھر نکل اور گوئی بکلی نکل یا اسکا ترجمہ کرنا غور میں تھا  
 مگر بعض اصحاب نے اسے (گو لڈن بک) کا بعینہ ترجمہ اردو زبان  
 میں کیا جسے کہ نام تک اپنی کتاب کا بدل نہ سکے لفظی ترجمہ کر دیا  
 اپنے تئیں مصنف کتاب ظاہر کیا اور اسے گو لڈن بک پر اعتراضات  
 کی پوجھار کی ان حضرات کے دعویٰ باطل کو دہی لوگ مان لیں گے  
 چکو انگریزی کتب ملاحظہ فرمائیں اتفاق نہیں ہوا ہی مگر وہ حضرات  
 چکو کتب انگریزی کے مطالعہ کا شغل رہتا ہی بھی طرح سمجھ لینگے۔  
 اگرچہ ہمارا دوسرا برس کار یا ضعیف اور جتنے اتنی مدت تک محنت و  
 جاہلستانی سے اس کتاب کو مرتب کیا اور یہ اختتام ملحوظ خاطر رہا کہ  
 اس کتاب کو پختہ عالمی کی تصحیح کردہ پورٹون کا اقتباس کیا۔  
 اس عرق ریزی و جاناکاری پر کسی کی تعریف و تالیف سے مقابلہ کرنا  
 معیوب سمجھتے ہیں جو قلم ہماری کتاب مصنف مزاج ناظرین کے  
 پیش نگاہ ہوگی جو اصلی بات پر ظاہر ہو جائیگی۔

یعنی زبان اردو میں اس کتاب کو ترتیب دینا چند وجوہ سے مناسب  
 جانا۔ اول تو اردو دوسری اور عام فہم زبان ہو دوسری جگہ ایسے  
 باوقت قابل قدر دوسری زبان نظر آئی جسکو رعیت نواز ملک معظم  
 نے پیرانہ سالی میں تحصیل فرما کر عزت عطا فرمائی ہو۔

### اسباب ترتیب

اس کتاب کی ترتیب میرے نزدیک ضرور حال غنی مگر بعض روسا  
 عظام کی اعانت اور سرپرستی سے میری ہمت کو ایسا بڑھا دیا کہ  
 یہ کار اہم مجھے انجام پا گیا۔

۱۔ ہر ہائیس سوانی ماراجہ پورہ رنگ سادہ کہ سی۔ آئی۔ ای۔ مائز اریہ

۲۔ ہائیس بدہ ملک نواب سر شہرہ خان۔ ای۔ ای۔ سی۔ آئی۔ وائز اریہ پان پور

۳۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۴۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۵۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۶۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۷۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۸۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۹۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۱۰۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۱۱۔ ہائیس نواب شہنشاہ حسین بہان بہادر فرما نوازے ریاست مگر دلی۔

۲۲۔ قاضی عزیز الدین احمد صاحب دینی کلکٹر درجہ اول۔

۲۳۔ شرافت الدولہ مولوی سید اشرف الدین صاحب بہادر کلکتہ

۲۵۔ شمس الصالح مولوی سید اہام امام صاحب المذبح قیصر ہند (پور)

۲۶۔ مولوی حاجی حافظ سید شاہ نذر الرحمن صاحب و حاجی سید

نور الرحمن صاحب روماء (بیکہ)

۲۷۔ محمد کاظم حسین صاحب رئیس گیا۔

۲۸۔ خان بہادر الہ بخش خاں صاحب نیو اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ

۲۹۔ راسہ بہادر لالہ بیچا تھ صاحب بہادر جگ آگہ۔

۳۰۔ خان بہادر مولوی قاضی فرزند احمد صاحب رئیس گیا۔

۳۱۔ نواب سکندر نواز جنگ حافظ سید احمد رضا خاں صاحب بہادر باکی پور

۳۲۔ مولوی ولی حیدر صاحب رئیس پتھور

۳۳۔ خان بہادر سید رضا حسین صاحب انسپکٹر برکی

۳۴۔ بیٹہ کشن راؤ صاحب پشیر ڈپٹی کلکٹر۔

۳۵۔ پھیر پال سنگھ خلیفہ دار محمد گاون ضلع گونڈہ۔

۳۶۔ سید الطاف حسین۔ اکوٹ حرنل جاوہر۔

۳۷۔ نواب حیدر علی خان۔ رئیس منڈاریا ست سرہس۔

۳۸۔ راجہ رام لعل صاحب بہادر ضلع کانگڑہ۔

۳۹۔ غلام محمد الی صاحب ایڈیٹر رسالہ جلوہ محبوب۔ حیدر آباد دکن۔

۴۰۔ مولوی احمد علی خان صاحب تھوچ پھین پریوسی۔

عالم ہمہ افسانہ ما وار و ما تیج

بعض عظیم المراتب قدر دانوں نے اصرار فرمایا کہ میں کچھ اپنے حالات

اور اخبار و پریس کی کیفیت بھی اس کتاب میں درج کروں۔

یہ ان حضرات کی ذرہ نوازی تھی ورنہ مجھ میں سوائے خاکساری

اور کون بات ہو جس کا اس کتاب میں ذکر کیا جائے۔

اگر تعمیل ارشاد بھی لازم و واجب سمجھ کر چند ذرہ نوازدن کا تذکرہ

مختصر تمہید کے بعد درج کتاب کئی دیتا ہوں

وَمِنْهَا قِسْمَةٌ الْجَنَائِزِ نِيْنَا لَنَا عِلْمٌ وَلَوْلَا نَعْبَ الْهَالِكِ

فَإِنَّ الْمَالِ يَنْتَفِيضُ نِيْبَ وَإِنَّ الْعَالِيَةَ بَاتٍ كَاتِبُ الْ

اگر خیال کیا جائے تو عزت سے مراد پنجشون میں اعتبار و وقار

حاصل کرنا ہو خواہ وہ اپنے حسن کردار سے ملے یا کسی سرکار سے

عطا ہو۔ یہ بات دولت دنیا سے ممکن نہیں۔ اگرچہ اہل دنیا مال

کو عزت اور دولت کو معزز جانتے ہیں عقلا کے نزدیک یہ خیال

غلط ہو دولت دنیا کو استدعا لے بھی اولیٰ فرماتا ہو مال دنیا کو

مقام رواں ہو اس سے کسی کو افتخار حاصل ہونا غیر ممکن ہو۔

ہاں وہ زوال دولت علم ہو جو ذلیل کو طیل اور ادنیٰ کو اسطے

بنادینے پر قادر ہو علم ہی کی وجہ سے انسان مفتی قاضی محمد ہوجاتا

ہو علم ہی کی بدولت سرکار سے عمدہ اسے جلیل پاتا ہو علم ہی اور

کو اسطے اور ادوالو العزم بادشاہوں سے ہمکلامی کا شرف بخشا ہو علم

سے انسان خدا کو پہچانتا ہو یہ بات دولت دنیا سے حاصل نہیں ہوتی

دولت علم سے مستغنی ہو کر ہر شخص عزت و وقار سرداری پاسکتا ہو شاہان

ذوالاقتدار و حکام والا تبار سے ہمکلام ہونا اعزاز کی دلیل ہو۔

شکر ہو اس خدا سے عز و وجل کا جس نے جسے ذرہ ناچیز کو دولت علم

عطا فرما کر ہمارے طور کلام کو طور سخن پر جگہ دی اور ہمارے پاک کلام

و ادج عطا فرما کر ہمیں بادشاہان ذوالاقتدار کا ہمکلام بنایا اور

اسکے بعد اپنی رحمت نواز کو گورنمنٹ عالیہ کے عہد عدالت مدد کی

برکات کا جہان تک شکر کیا ادا کر دین کم ہو یہ سب اسی عہد کے برکات

کا صدقہ ہو کہ سلسلہ رسل و رسائل میں اس قدر آسانی ہو گئی ہو کہ ہر

شخص اپنی تصنیف و تالیف ہر دربار و مصلحت میں آسانی بھیج سکتا

ہو اور ہر ذاتی حق و حق کا اظہار سیدقت ممکن ہو اور ان اریکٹار یا

سلطنت کی شکر گزاری واجب ہو جو ازراہ قدر دانی صاحبان

علم و ہنر کی عزت افزائی فرماتے ہیں ان سب کے بعد مجھ کو اپنے

ناچیز نصرت المطالع اور نصرت الاخبار کے واسطے دعا

خیر کرنا چاہیے جسکی کتب مطبوعہ مطبوع عالم ہوتی رہیں اور قدر دانوں

کی توجہ سے اب تک وہی کیفیت ہو۔ اگر اسکی عوض میں دولت دنیا

سے مستغنی ہوتا تو جلا کی نظردن میں ذی حرمت و قزرا پانا گر عقلا کی

نگاہوں میں قدر و منزلت نہ ہوتی نہ شاہان گرامی مراتب اس طرح ہر

عزت افزائی فرماتے چونکہ سلاطین کے قواعد مضبوط سے ظاہر ہوتا

ہو کہ اعزاز و مراتب کے تین درجے مقرر ہیں امین پہلا درجہ

فرزندان و عزیزان و مشایخ و فقرا و عباد و زبا و کے واسطے مخصوص

ہو دوسرے درجے کا اعزاز اراکین سلطنت کو حاصل ہو۔ تیسرے

درجہ عام حکم سلطنت کا ہو اس مدارج کے لوگوں کو شرف ہمکلامی

کا اعزاز حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ پروانہ جات و احکام انکے نام تحریر

ہوتے ہیں یہی قاعدہ دنیا میں امتیاز عزت کے لیے مخصوص ہیں

اب ہمارے مصنف مزاج ناظرین ان صحائف گرامی کو ملاحظہ فرمائیں

جو ہمارے رحمت نواز گورنمنٹ عالیہ اور دیگر سلاطین عالی مراتب

ازراہ قدر دانی تحریر فرما کر ہر حکومت عطا فرمائی کہ جیسا اخبار

رتن پر کاش زلمام میں منشی محمد نظام الدین صاحب۔ نظام۔ مصاحب



صنوبر نواب صاحب بہادر۔ جاویدہ۔ تحریر کرتے ہیں وہو جزا۔  
**بہتر استاد و شہداء و خدا واد**

جہان میں جس قدر اہل ہنر ہیں  
 یہی اونکا ہے ارشاد گرامی  
 برائے ذکر خیر و یاد گاری  
 درجہ قابل توصیف و تعریف  
 کہ تصنیفات و تالیفات عالی  
 ہمیشہ یادگار فیض دایم  
 کلام دانشیں اصل سخن کا  
 کہ جس درجہ تحقیقات کامل  
 بطور تازہ و باطلہ حسن  
 کہ تا ناواقف اس سے بیخبر ہیں  
 مگر ذہن نگارش میں ہو جدت  
 نہیں جاسے سخن کچھ اور نہیں  
 ہے تصنیف و تالیف زمانہ  
 یہ غیر معنی ہے اور اصل جو ہے  
 کہ ہو کوئی مصنف یا مولف  
 جو بہن منصف مرا جان خود  
 وہی قدر سخن پہچانتے ہیں  
 رفاه عام و نفع خلق و بہبود  
 جو اس صورت میں ہو وہ خطا  
 کہ مرصع قد استندت عیان  
 اند اگر چشم غور دیکھو  
 جو بعض اغلاط واقع ہوں گے  
 کہ ان کے حقین کہہ کر جہان  
 کسی نے خوب یہ مضمون لکھا  
 وہ ہی ہے سچی نیکی می  
 سخن جس کا ہو مقبول و یگانہ  
 یہ جتنی کہ میں تصنیفات عالم  
 کہ جو حین حیات اہل تعریف  
 ہوا ہے بلکہ ایسا اکثر اوقات  
 کہ جب آخر ہوا دور مصنف  
 تو پھر تصنیف نے حاصل کیا نام

جہان مودہ دل کیلئے بلکہ  
 کوئی اوستاد ہو کیسی ہی قابل  
 مگر یہ قدر حسب معنی  
 رہ رشک و حسد سے پاک عالم  
 بانداز و اداسے عیب بینی  
 جو کامل سابقین اورین گئے  
 ہمیشہ واقعات تازہ بہتر  
 رہے ہیں ان سے لوگوں کا  
 عرض تمیز سے یہ معاملہ ہے  
 کہ عین تجی جو کسی قدر تصنیف  
 وحید العصر میں کچھ ایسی شفا  
 حضور صاکیلو میں زندہ دہر  
 سراپا افتخار اہل تصنیف  
 فصیح افغان یکتا دوران  
 شریف اور عاقل و نیک سچول  
 جناب مولوی نصر علی بہن  
 تخلص قصیر اور کا ہے جان پیر  
 جو ان کے والد صاحب یقین پیر  
 وہ بہن راس لر و اس اہل جوہر  
 حینار کتاب اسمانی  
 جناب حق شناس دانش لایں  
 اسی دریا گے گوہر میں یہ نصیر  
 فیوضات جناب قبلہ گاہی  
 نہ کیوں ہمیشہ ہوں اہل سخن پیر  
 یہ طوطی ہی ان کو ہر زبان میں  
 اشاعت علم کی ہے انکو منظور  
 رواج علم کا گہوارا دہ  
 اسی باعث کیا مطبع ہو جہاں  
 رہے باقی جہان میں حشر کلام  
 کتابیں طبع کیں ہوں ہر طرح کی  
 علاوہ اسکے چند اخبار و گوش  
 خصوصاً انصرت الاخبار دہلی  
 وہ پرچہ مذہبی مسرور و خندان

لقب مودہ پسند ہی کا جہاں ہے  
 حقیقت میں ہنر و جہاں  
 ہنوی زندگی میں قدر و اسکی  
 کہ شکر و تحریف گری اور اسکی ہم  
 کہ لگا ایک مانتہ نہکتہ جہانی  
 کہ فخر اہل عالم بالحقین سے  
 اسی صورت سے گذرے ہیں  
 کہ بہن بل توارخ اس سے وقت  
 وہی دنیا میں خوش قسمت بڑا  
 کہیں سب نعلی ہوں اسکی تعریف  
 کہ جہاں یہ فضیلت خیکو ہی خاص  
 حیدر و انتخاب کشور و شہر  
 لبیک و یادگار اہل تصنیف  
 بلوغ البیان دانائے دوران  
 عقیل اور کاملون سب اکمل  
 سخن کی جان اور معنی کجی بہن  
 وہ بہن فرما و روم بیان میں  
 امام فن تقریرات دین میں  
 وہ بہن شمس الشہسوار اہل جوہر  
 بہار گلشن معجز نیازی  
 ابو المنصور سید ناصر الدین  
 اسی گردون کے زیر میں فیض  
 عیان بہن ذائقہ انکی کا ہی  
 کہ شاگرد پید ہیں علم دین میں  
 و صانیف انکی ہیں الشریان میں  
 بدل ساعی بہن اسمیں تا بقدر  
 درجہ کتب ہے مطبع ہو زیادہ  
 کہ تا قائم ہو عہد یاد گرامی  
 دعا کے جزو سے ہر خاص و عام  
 نہایت علم کو دی ہے ستر قی  
 کیے شایع کہ جن پر خلق پویش  
 بگھٹا رخصت بار دہلی  
 جواب باصواب نور افشار



غرض اونکی ہر ایک تحریر و فکر  
کہ اصداغ عبادت و لاویز  
کسی نے اسنے گری ہے ملاقات  
ربادہ عمر بہر انکاشت اخوان  
ہر ایک ہے شاہد حسن ایادت  
مگر اس جانقول چند اسناد  
نقط م کمتر بن کرتا ہر تحریر  
یہ وہ گوہر بن جتو صاحب ہو

رفاہ عام کی گویا ہے تصویر  
گہرائی معانی سے بین لیریز  
سناس ہے یا کلام دہش پست  
رہن منت و ممنون حسن  
ہر ایک ہے مدح گستر حسب قضا  
رتق پر کاش مین باخاطر شا  
کہ تا دیکھیں جوان کو دیکھیں  
بجان و دل کرین آویز و گوش

از اخبار دارالخلافتہ مطبوعہ استنبول

نقیدہ ملاغت عنوان کہ فیض جناب حضرت علی خان صاحب کے یکے از افاضل  
ہندوستان است بزبان فارسی در تہنیت جلوس سیاسی مانوس سلطان اعظم  
پرشتہ نظر در آورده بما ارسال فرمود مع الانتم استون جریدہ خود را  
بر ان زمینت میدہم و چون آن ذات حمیدہ صفات از فضل اسعہ حصہ  
بغاے دہر است پس جناب فضیلت باب مذکور را مانتہ شکر و بیان

از اخبار لسان الحال مطبوعہ بیروت ۲۳ مارچ ۱۲۹۲

ابری البیاح حضرت المجتہد الفاضل السید محمد رفعت علی بن السید محمد الیمین  
محمد ابی المصور امام فن مناظرہ الکتاب و صاحب و محرر صحیفہ نفرة الاخبار  
القی بصدر فی دلی من السند النخسہ من کتاب جدید بشری الی التساع و مرفوعہ  
معارفہ و اطلاعہ دلیسی تعلیم بلا معلوم و معلوم الاسند بشری علی قواعد الاسند  
السبعۃ و بی الار و دو لغا لسی و المعرب علی الترمکی - الفتح - الانکلیزی  
الروسی - الساجری - و ہونی جزین القواعد و لقرات اللغات الذکوریۃ  
شم لبیاجز و محتوی الجمل و الکلمات دہونی ۱۲۷ صفحہ فشتی علی  
قدام المؤلف و نزول و کتابہ الخیرۃ نیا و دہ التمام ۴ و دہ واج -

از اخبار کوکب امریکہ مطبوعہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۱۲

تلقینہ نمبر بد السورہ حدیث اعدا دین ہذا الجریۃ الی تمام فشتی علی  
حفرۃ زمینہ الفاضل العالم السید رفعت علی ابوشامہ لیرا و السند فی  
بہامن المقالات الرنانۃ الی تخی کمال من طولی البلیع و مسعۃ الاطالی  
و حسن الاسلوب فی افادۃ القادری و ارفادہ مذکور جنابہ بارسان  
کتاب التعلیم بلا معلوم اصوموا القاتلہ العبدیۃ لتعلیم اللغات العربیۃ و الفرنسیۃ  
و الفارسیۃ و الارویتیۃ و الانکلیزیۃ و الروسیۃ بلا معلوم و ہو کتاب  
مزید فی باب مفید الاطالی و مستغنی ہذا اللغات فی الاکثار الہندیۃ  
فشتی علی حفرۃ شاہ خیر بلا نزول ہذا فی التمام و التوفیق -

نقل اخبار غریبہ مطبوعہ لندن ۲۲ سبیلانی ۱۳۱۲

از جناب جامع الفضائل و مجمع المعارف جناب فضیلت ناب مولوی  
سید محمد رفعت علی خان صاحب کہ در شہار لغرت دہر در شہان از  
دلی تا اقصاے روم و ترکستان لمعان و تابان شدہ اند و معلوم  
زبان نام کتاب کہ از تالیف جناب موصوفست ۷ عدد کتاب ازان  
کتاب در ذوق فیر ارسال فرمودہ اند و بندہ نیز یک قطعہ با خود گذارشتہ  
باقی بار بخدمت سفراے دول کہ الان در لندن مقیم ہستند چون  
ناظم الملک و وزیر مختار سلطنت سنیہ عثمانی جناب دولت ماب (موسوی  
پاشا) و ناظم الملک و وزیر مختار دولت ہندیہ ایران جناب سعادت ماب  
(مرزا حکم خان) و سفیر جاقان چین در ورس و فرانسس و امانیا تعلیم  
ساختہ ام و ہر یکے ازین ذواتہاے موصوف و در بارہ جناب مولوی  
صاحب اطوار و موصوفت میفرمایند و از ہر اسے یاد آوری ہر یکے تحریر  
خود و رسید متسک کتاب یا از ذریعہ بندہ بطرف جناب مولوی صاحب  
بعضی کسان روایت فرمودہ اند و بعضی کسان نیز دین نزدیکی فرمودہ اند و

از اخبار عربی الخیر مطبوعہ لندن یکم فروری ۱۳۱۲

ترجمہ مولوی سید محمد رفعت علی خان صاحب قدس سرہ فذلت الخیر متالیف الی ہذا العدد  
صورت رجل سیر سہزی شریف الحسب قد القل نسبہ رسول العرب بابی  
بکرو اصحابہ و قد التاء لشررت لعلومہ الراسنہ و لوالیغہ النفسیتہ فمن  
اممن النظر فی حسن سمانتہ و عدوت لہرہ استدلی منها علی حذاتہ عقل الاسالی  
و نوقر فکرہ الثاقب و کات ولادنیہ لسیع و مشر لیلۃ خلعت من شوال ۱۲۹۲  
فکیون عمرہ الان ۳۳ سنہ و قد تقی فی العلوم و تحرق فی المعارف و ہونی  
عقوان الشیویتیہ و قد اشتہرت عالمتہ من حمد و قدیم فی المعارف و  
العلوم و قولت اجدادہ علی البلاء و وساست العیا و واقام امر اوالہ السند  
و الکام الانکلیزیہ منہم لا و منہم مبشرین و ما زال اخوہ سید ناصر علی نقلا  
زمام الاحکام فی المملکتہ الیرطانیہ و قد اشتہر لبقا ابوہ سید ناصر الدین  
محمد ابو المصور امام المناظرہ فی المعارف و الفنون و کان جدہ الشہید  
محمد سدی رئیس کانویشور با بالعلم و الکرم و کان یتودد الی الی العلم  
و ینفق علیہم فلکان الامام بخش ناسخ احشاعرا الہند و مرزا خانی مستاد  
رجب علی بک سکر و وزیر جمالیہیون فی فللہ و ینفقون من کرمہ و قد  
نقر و سیر مولوی محمد رفعت علی خان صاحب بحب المطالعه و الدرس  
و قد کف و صفت نموا ۷ کتاب فی فنون مختلفہ و قد تکریم علیہا بکالیغہ  
منہا کتاب فی اصول اللغت الترمکیۃ بالاربیۃ و الہندیۃ و منہا کتاب  
بالہندیۃ عنوانہ سراب عالم اسباب و غیر ذلک و قد انشی العلم علی  
قوالیغہ و علیہا الریغ و الوضیع و جانہ الخیر علیہا من المکومتہ و قد التاء  
بیموتیہ و علی ثلث جمر الکبیا الہندیۃ و العربیۃ اسم الواحدۃ منہا نفرة الاخبار  
و اسم الثانیہ منہا ناسخ الاسلام و اسم الثانیہ منہا مہر در شہان و انکلی  
من الطر از الاول و قد التاء علی شہادت عدیدہ از سلما الی ہذا  
الطوائف امر اوالہ المستور و فغانستان و الکام الانکلیزی و امت با شہا  
الصدر الی الخیر سادۃ الیمینون بہا علی قد الیقہ و در الجرحہ معلما ان لیر  
و نفقہ بشلی ہذا لادیب الفاضل الذی زین جید الشرق بقلا معلومہ  
ولانی فنونہ و مہر تہنہ الی احیا و علومہ اجدادنا الافاضل ایدہ اللہ  
تعالی و ازاد فی فکرہ لیلیغ مناہ من تہذیب بنی جسدہ الفخیرہ حافظا -

ترجمہ چھٹی صاحب جیف سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب مورخہ  
۲- فروری ۱۹۰۲ء کو قریب ہندو ام قبائل کو باغی ہو کر بغیریت نامہ رسالہ مولف  
صاحب من چھے ہدایت ہوئی کہ مین آپ کو اصل چھٹی نمبری ۵۲۳ مورخہ ۱۱-  
ماہ حال اسکے ساتھ بھیجوں جو گورنمنٹ آف انڈیا کی پیشنگاہ سے باقران آپکے  
اس پیغام پر ردی کے صادر ہوئی جو آپ نے بوجہ سانحہ دروناک رحلت  
جناب والا خطاب ڈیوک آف کلیئرنس اینڈ انڈیا وکیل بندگان حضور عالی جناب  
عظمت ماب علیا حضرت ملکہ مسقطہ قریب ہندو ام قبائل اور حضور رائل ہائوس  
پرنس آف ویلزا اور حضور پرنس آف ویلزا اور خاندان شاہی کی خدمت میں پہنچا  
ایچ۔ سی۔ اے۔ فرسٹا قائم مقام چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

ترجمہ چھٹی صاحب سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا صاحب قریب ہندو ام قبائل  
صاحب من چھے ہدایت ہوئی کہ مین آپ کے اس خط کی رسید کا اعتراف  
کروں جس میں آپ نے ہالیان مطیع نفرت المطالع دہلی کی طرف سے پیغام  
بہادر دی بوجہ سانحہ دروناک رحلت جناب والا خطاب ڈیوک آف  
کلیئرنس اینڈ انڈیا وکیل بندگان حضور عالی جناب عظمت ماب علیا حضرت  
ملکہ مسقطہ قریب ہندو ام قبائل اور حضور رائل ہائوس پرنس آف ویلزا اور حضور  
پرنس آف ویلزا اور خاندان شاہی کی خدمت میں پہنچا تھا اور اطلاع  
کروں کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے خواہش کی گئی کہ حضور ملکہ مسقطہ قریب ہندو  
شکر یہ سپرد دی ادا کیا جائے۔

جے۔ پی۔ ملوٹ قائم مقام سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

ترجمہ چھٹی گورنمنٹ آف انڈیا کو باغی ہو کر بغیریت نامہ رسالہ مولف  
مورخہ ۲۳- اپریل ۱۹۰۲ء نمبر ۹۹ جے پی فارن ڈپارٹمنٹ  
صاحب من۔ مجھے حکم ملا کہ حضور ملکہ مسقطہ قریب ہندو ام قبائل کی جان کے صدمہ  
سے بچنے پر مبارک باد آپ نے باوجود کی چھٹی میں بھیجی اس کی رسید لکھوں  
وہ مبارکباد حضور والیسرے کو پیش کر دی گئی اور حضور نے حکم دیا کہ آپ کی  
خیر خواہی اور عنایت کا شکریہ ادا کیا جائے۔

ترجمہ چھٹی حضرت شہنشاہِ ہندو اور ڈیوک آف کینٹا بہادر و دام اقبالہ۔  
حضور ڈیوک آف کینٹا آپ کی قابل تعریف کوشش کے لیے کتاب بنیاد  
لکھانے میں ہر طرح کی کامیابی چاہتے ہیں کیونکہ یقین ہے کہ اسکی لوگوں کی  
نظر میں بڑی تدریجی جو اسکی خوبن کو حضور سے بہتر سمجھ سکتے ہیں خصوصاً  
جب کہ کتاب جیسے عمدہ عالم کی تصنیف ہے۔

نقل تحریر نواب کا نڈر ایچیف صاحب بہادر لافولنچ ہندو ام قبائل  
مشفق۔ مولوی سید محمد نفرت علی مالک نفرت الاخبار دہلی۔  
پس از شرح شوق ملاقات محبت سمات توو و آیات کمتیا و زار و ارنیت

خلاصہ مدعا اٹھارہ محبت نامہ اخلاص طراز توو و فنون شوق بر مبارک باد  
خانہ جنگ افغانستان اسی جناب ملک رکا بگ گردون قلب سپہ سالار  
کشور ہند بہادر و دام اقبالہ و دام اقبالہ و دام اقبالہ و دام اقبالہ  
عربی از تصنیف اکوٹ و معلی شاد دانی لاکو باحث الشراح تمام و سرور و شاد  
مالا کلام کی ہوئی جناب علی القاب نواب کا نڈر ایچیف صاحب بہادر و دام اقبالہ  
بملاحظہ محبت نامہ و غیرہ از نس مسرور الوقت و شاد و خرم ہوئے فی الحقیقت  
آپ کی تحریر سے بہرہ بردی گورنمنٹ انگلشیہ و لیاقن علمی و عالی خانہ دانی از اہل  
اسلام عمدہ طور سے ثابت ہوئی ہے۔ اخبار جو کہ آپکے اہتمام سے شائع ہوتا ہے  
تمام اخباروں میں باعتبار مضمون نگاری وغیرہ مشہور و معروف ہے اسکا  
ثبوت خود اس اخبار کے مضامین اور نیز تحریرات اسنادا ہے اسکو سانسید و غیرہ  
سے ہوتا ہے جو ان جب کے نام تحریر ہیں بیشک آپ اس لایق ہیں کہ آپ کی  
عزت و تعظیم بقدر کیجا دے آپ اسکے مستحق ہیں۔ ۲۵ جون ۱۹۰۲ء صدر معظم  
راقم الشوق۔ کرنیل۔ ایچ مور صاحب ہادری۔ ایس۔ آئی۔ ترجمان جناب  
کا نڈر ایچیف صاحب بہادر۔

ترجمہ چھٹی عالیجناب اخطار نواب کا نڈر ایچیف صاحب بہادر والیسرے کشور ہند  
دام اقبالہ و تحفی صاحب پرنس کشور ہادری

از مقام شملہ ۱۰ جون ۱۹۰۲ء  
صاحب من۔ مین نے آپ کی چھٹی در باب مبارک باد خانہ جنگ افغانستان  
بمضور والیسرے بہادر پیش کی۔ مین ایما کیا گیا ہوں کہ آپ کے دلی اور  
خیر خواہانہ مضامین کا شکریہ ادا کروں جنکو آپ نے از راہ عنایت ظاہر  
کیے ہیں فقط  
آپ کا خیر خواہ۔ سی۔ اے۔ بکلیڈ پرنس کشور۔

ترجمہ چھٹی عالیجناب نواب لغٹ گورنمہ ہادری پنجاب  
صاحب من۔ مین حساباً سے نواب لغٹ گورنر صاحب آپ کے وفادار  
خیالات کا جو آپ نے ایڈرس مبارکباد صلح افغانستان میں ظاہر کیے ہیں  
اداکر دن حضور لغٹ گورنر نے آپکے ایڈریس ادا کرنا تو کو نہایت رغبت سے  
اور خوش ہوئے۔ سی۔ ای۔ اے۔ مارشل۔ بیر ایوٹ سکرٹری

ترجمہ چھٹی عالیجناب چیف کشور صاحب دار اسام  
صاحب من۔ بجواب مختاری چھٹی مورخہ ۱۷- اپریل ۱۹۰۲ء میں آپ چیف  
کشنر کی راے در باب پارچہ مضامین مطبوعہ رسالہ دریافت کرنے ہیں  
مین کہتا ہوں کہ سراسر اسٹوڈنٹ کیلی صاحب بہادر چیف کشور آپ کی محنت کو  
آپ کے شرف کا باعث تصور کرتے اور اسید کرتے ہیں کہ آپ کی محنت تمام  
کامیابی حاصل کر گئی جسکی وہ مستحق ہے۔ آپ کا نہایت فرمانبردار۔ ال۔ سکرٹری

گورنر اعلیٰ الیشان کی تحریر پینچال اور پینچن میں اسکا گرجا لکھنے

حضور لاؤٹن صاحب بہادر	گورنر صاحب بہادر براس
حضور لاؤٹن صاحب بہادر	نفسٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب
نفسٹ گورنر صاحب بہادر بنگال	چین کشت صاحب بہادر آسام
گورنر صاحب بہادر بنگی	سر ریجر ڈپٹی صاحب بہادر بنگال گورنری

سکرٹران گورنمنٹ ہند  
صاحب سکرٹری محکمہ خزانہ | صاحب سکرٹری محکمہ ہوم  
حکام یوروپین سول

جناب میر کوٹناری صاحب بہادر۔ کسے۔ سی۔ ایس۔ ای۔ سی۔ فیروز پور بامختار  
سرور دپٹی تھریج صاحب بہادر پریس کشتن حال ممبر پارلیمنٹ۔  
جناب میر پورٹ صاحب بہادر ڈپٹی سکرٹری سٹیشن پولیس دہلی

حکام یوروپین محکمہ جنگی  
کیپٹان ڈین صاحب اسسٹنٹ محکمہ جنگی۔  
میر کوٹناری صاحب قائم مقام گورنر ماسٹر جنرل

لنڈن صاحب سی۔ بی۔ سی۔ ایس۔ ای۔ سی۔ صاحب حضور ملکہ منظرہ پور  
میر جنرل داؤد جیٹ جنرل ان انڈیا۔

حکام یوروپین سررشتہ تعلیم  
صاحب دائر کٹر سررشتہ تعلیم مالک شرفی دشانی۔  
صاحب دائر کٹر سررشتہ تعلیم بنگال

صاحب دائر کٹر سررشتہ تعلیم بنگالی  
صاحب دائر کٹر سررشتہ تعلیم براس  
العام انکو رنمنٹ انگلشیہ پولوی نعت علی صاحب

موجب حکم اموزہ قطعہ ٹولنڈ ریسیٹ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۳۔ نومبر ۱۹۰۸ء  
اقداری یکصد و پینچا ہجود کے کتاب سر العالم اسباب بطور انعام نزد شا  
فرستادہ میشود۔ المرقوم ۲۲۔ نومبر ۱۹۰۸ء۔ دستخط

ڈائری صاحب بہادر سررشتہ تعلیم بنگال  
ترجمہ چٹیل گریفن صاحب بہادر لیٹنٹ حضور گورنر جنرل بہادر  
سہ مقام ریفرم کلب لنڈن

۲۔ صاحب من۔ آپ کا مہربانی نامہ ۱۳۔ دسمبر کا پہنچا اور جس اخلاق سے  
آپ نے ذکر کیا اسکا معترف ہوں اور خوش ہوں کہ جو ذکر میں نے دیا اسکی  
سند نشین کے وقت کیا اسے آپ جیسے شریف ولیق نے پسند کیا اگر ہندوستانی  
اجناسی ہی بات اختیار کریں جو آپ نے کر رکھی ہو اور سرکار کی غلطیاں  
پر پڑنے کی عوض اپنے ملک کے روزمرہ معاشرت اور ترقی میں کوشش

کریں تو ملک کو زیادہ فائدہ ہو۔ آپ کا غیر طلب۔ پپل گریفن  
ترجمہ چٹیل صاحب بہادر لیٹنٹ بہادر حیدر آباد

صاحب من۔ حسب الامداد لیٹنٹ صاحب بہادر سید محیہ انصاحب  
مورخہ ۴۔ ماہ محال سے عکرم و از جانب صاحب موصوف شکر (دیر برگ)  
سنہ ۱۰۱۰ میلکم کہ جناب موصوف بخوشی تمام خواہند داشت و شکریہ مضامین  
مطبوعہ تیز اور میلکم جناب مدد و بخوشی متوجہ شدہ ملاحظہ اش فرمودند و  
جناب موصوف را در بارہ اش التفاتی را سے بہت و انصاحب را بہ عیاد  
میدادند۔ خیر خواہ سامی۔ جی۔ ڈیمو۔ گریور۔

دیگر تحریر صاحبان پولیسکی بخوف طوالت ترک کرنا چاہئے نامی التفاتی  
برادر نور صاحب لیٹنٹ گورنر جنرل بہادر ریاست ہائے ہندوستانی چٹیل کشتن  
ٹوٹنڈی صاحب بہادر پولیسکی ریڈیٹنٹ گوالیار۔

لا صاحب ایٹا ایجنٹ اور

انجن۔ ہائے علی ہندوستان  
انجن ہند۔ جمہران شہر ایسوسی ایشن در انڈیا را یعنی کل مسرور انڈیا  
سید نعت علی خان صاحب کیے اندر و سا اسند مالک نعت انصاحب  
لیق اند و شرافت و نجابت علاوہ کالات و فضائی ذاتی بدرجہ نایت سید  
و قضاہ شیان ملک را البیاد فائدہ رسانیدہ اند۔

دستخط پریسڈنٹ و سکرٹری انجن۔  
بخوف طوالت تحریریں انجنوں کی درج نہیں کریں و نام لکھنا  
(۱) انجن تہذیب کا پور۔ (۲) انجن تہذیب لکھنؤ۔ (۳) انجن شہر انبار۔ (۴)  
انجن اسامی دہلی۔ (۵) انجن بنارس۔ (۶) ایشیاٹک سوسائٹی ملکتہ۔  
(۷) انجن حیدر آباد۔ (۸) پبلک لائبریری بریلی۔ (۹) انجن گوجرانوالہ۔  
(۱۰) انجن اجمیر۔ (۱۱) انجن جلیپور۔ (۱۲) دہلی سوسائٹی وغیرہ۔

نقل سیاسنامی دستخطی عماید ہندوستان

بکمال خوشنودی اظہار کرتے ہیں کہ حیدر پور فیروز علی مناقب اللہ صاحب  
حمید الاسم واللقاب سلطان العلماء سید محمد نعت علی صاحب فرزند رشید  
جناب امام المسافر سید ناصر الدین محمد ابوالمصور صاحب۔ بڑے عالی خاندان  
اور خود بھی بہت بڑے ذی لیاقت ہیں انگریزی اور ہندوستانی سرکاروں  
میں انکی اور اسکے خاندان کی بڑی عزت ہو چوسنا بجا ہے کیے ہیں غنی ہوں  
تو دیک بڑی قدر و منزلت سمجھی جاتی ہو۔ قریب کل روسا ہندو نے لکھیہ  
کہ ہندوستان میں انکا اخبار اول درجہ کا ہے۔ بہت سی کتابیں تخریق  
علوم میں انکی تصنیف کی ہوئی مشہور ہیں انکی عزت اور قدر و منزلت کو بہتر  
رئیس کا مقصد اسے قدر دانی ہو۔ دستخط

والیان ریاستہائے ہندوستان

عاجیانبھاجن اودھ عید اللہ خان بہادر فیروز جنگ - سی۔  
ایس۔ آئی۔ نائب ریاست ٹونکٹ عم بزگو اودھ ایس۔ ایس۔  
مکھوٹاٹ ہی جوشی سے اظہار اس مہی میں مورتنہ سے دلپذیر پیش جان۔  
بین کہ مولوی سید نصرت علی صاحب بڑے لائق و عالی خاندان میں اہل  
اسلام سے اور ان کے آبا و اجداد سرکار انگلشیہ میں عہدہ ہائے جمیل القدر  
پر فائز تھے اور ہم ہندوستانی رئیسوں کی سرکار میں بھی بکمال انعام حاصل



بهمین طرح با اختلاف مطالب گیر و البیان ریاست بی تحریر نمایم

بها و لبور	بروانی	باسوده	بهرت پور	بحوپال	بوریا
دنب	دوبو گھاٹ	دھار	حیدر آباد	حادره	خیر پور
کشن گڑھ	کوروائی	کویارو	مالیر کوٹہ	مرشد آباد	مقصود پور
مانگر دل	ناہن	راجگڑھ	رتلام	رامپور	سنگڑھ
تیر کھیری	اودے پور	پالن پور	سردار گڑھ	ٹونک	پشیلہ
ٹرادن کور	راومن پور				

کابل

نقل سید سردار جلال الدین خان بن محمد کبیر خان دادامیشیر علی خان کابل

درین عرصہ کسبیات شهر با سنجاب لفاق و رودم در شهر دلی آفتاب و ملاحظه  
نصرت المطالع دلی اخبار با سنجاب نصرت الاخبار و نصرت الاسلام اذان مطبع  
شائع میشود بذرات خود محمود مالکش ماہر علم ادب عالی نسب والا حسب  
سید محمد نصرت علی صاحب را دیدم بمعاشرت اوصاف حمیدہ شان و شایستگی  
استقامت اخبارات نهایت پسندیدم فی الواقع صاحب این اخبار در لیاقت  
خود قابل کمال قدر دانی و این اخبار در ممالک ہندوستان لاثانی است

نقل شفقہ علی حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ  
دامت دار عظمیٰ

برفوا سے حاصل اسما المؤمنون اخوة و ریاست ذرا غیرت و مینہ و حجت فطریہ  
انجذاب بجرش و خروجش آئمہ مبارک کبیرا سے تعظیم دلہا سے غزاة تسلیم  
و فدایان موصوفین جمع و ارسال فرمود و بر تمام را رسید بر خمداران و دیاران  
عساگرش با نہ تقسیم شد این بہت بلند مرتبت کبیر مان و ارجل الاستال فتاویٰ  
علی البدو و التقویٰ بی بی است نزد شوکت فتح حقیر خلافت

آفرین شاباش تحسین گشت حسب الامر عالی ازین خصوص اکاہی دادہ  
شکر گزار می و ممنونیت این اخلاص شعار را ہم بجای آرم - چند قطعہ کتاب  
مستطاب متعلق بفقہ حنفی و غیرہ است بنیادی تفصائل مبادی انجذاب بہریت  
باب فرستادہ شد از مکرم اخلاق مادر زادی امید واثق است این  
جانب بعد ازین ہم از خاطر خاطر فراموش نکردہ پیام زندگانی محافیت  
خود و شانان فرما بندہ ہمیشہ خداوند متعال گوہر وجود و معارف ہندی و منطقہ  
ضیانت و حمایت معنون و مامون کنایہ و البقی و آلہ الامجاد - ۴ شوال (محقق)  
(نقل عبارت لفاق) در عروسہ دلی بجناب مدیر نصرت الاخبار و فضائل باب  
مستغنی الالقاب سید نصرت علی صاحب مشرف یاد -

فہرست کتب فقہ عظیمہ باب عالی

جزء اول فتاویٰ قاضی خان | ۲ جلد | جلد اول و ثانی در شرح المغرر | ۲ جلد

جز دوم فتاویٰ قاضی خان	۲ جلد	جلد اول فصل البرائع	۲ جلد
جز سوم	"	جلد اول من البصیح التلویح	"
شرح ورہ المختار فی تہذیب	"	ملقۃ البحر	"
جلد اول ہدایہ	"	برائتہ التابغہ فضائل الاما	جلد ۱۰
جلد ثانی ہدایہ	"	مجموعہ علمی نسخہ	"

نقل علی حضرت شہنشاہ ایران خلد اللہ ملکہ

یکشنبہ ۲۸ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۸ از دار الخلافہ طهران بشرف دلی  
عالیجناب فیضاب فضائل انتصاب سید نصرت علی صاحب مدیر روزنامہ  
نصرت الاخبار را دام الفضائل ثانی را اینجا گذارش این مختصر مودت نامہ موت  
زحمت افزا سے خاطر شریف سے شوم -

درین آوان سعادت اختران مہجہ کتب از تالیفات شریفہ عالیجناب کیلئے موسوم بحکم الامت  
و دیگر سے سمجھا کہ اندامیزان و معیار در آیت و فضل و دانش مرانی صافی  
و مشاہد صادق دہر و مطبع خود لعالیجناب بکلیہ طبع متکلمہ شدہ و بر اسے تفکر  
حضور آفتاب ظہور ہمایون بندگان صاحبقرانی رو جفا خدا ابرو ارسال  
داشتہ بودید را بجانب رسید و دوستدار ہم در موقع محض ہر دو کتاب را  
تقدیم پیشگاہ فلک اشتیاء بندگان علی حضرت قوی شوکت ہمایون شایستگی  
منوہ پس از آنکہ از لحاظ نظر انور اقدس ہمایونی گذشت زیادہ قبول  
خاطر ہر مظاهر و مطبوعہ طبع مبارک آفتاب و تعریف و توصیف و دعا بمانہ  
انہما بحرمت نبوت و التقات کمال نسبت بان عالیجناب فرمودند و دفع مسرت و  
مفاخرت شمایں مختصر را اینجا گارش منوہم - و دستدار اشرا - محمد حسن شیخ الدولہ  
وزیر الطباعات ایران و رئیس دار ترجمہ و مترجم مقصود حضور اعلیٰ حضرت  
ہمایون شہنشاہی دولت ہمہ ایران -

نقل تحریر ناظم الحاکم زیر مختار دولت ایران دام اقبالہ  
مجموعہ معلم جبل زبان را از ر و سے سیل و بدقت کامل مطالعہ کردم بہت و  
مسارت مولف مستحق الثوار تحسین است بحجتہ حفظ حقوق ملل اسلام  
و بر اسے تجدیہ فضائل و قدرت گذشتہ ایشان بعد ازین بجز کتب و نشر علوم  
و بیچ راہ دیگر خود را بولند را خیر خواہان اسلام و البیان ترقی پایہ اسما  
مولوی سید محمد نصرت علی خاں صاحب را کہ بواسطہ اجبتا و کمالات خود  
ہم اسباب و ہم سر مشق ترقی قوم سے شونہ تبکویات و بر تشکرات مخصوص  
ہمیشہ و ہمہ جا احترام و بر بلند نگاہ دارندت را بجز - ۱ اکتبر ۱۲۸۸

ردوس

ملک و فقہ نصرت المطالع دلی - از دفعہ ستادون نصرت الاخبار دست گذارم  
صرف یک جلد بر اسے انجن معلومات مشرقی کہ در سینٹ پیٹر برگ خواہر  
شد مطلوب بود - و تحفظ ڈاکٹر سر درشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی وادو

## معذرت تعویق الطباع تاریخ

من درج خیالیم و فلک در چرخال ۱۰ کار یک خدا کر فلک را چرخال  
مین نے اپنی کامیابی مقاصد میں اس قدر جانفشانی اور سرگرمی کی  
وہ اس سبب سے بھی کہ یہ تاریخ دربار دہلی کے موقع پر معزز  
ناظرین کے مبارک ہاتھوں میں پہنچ جائے اور اگر تاخیر بھی  
ہو تو ایک یا دو ماہ بعد علم دوست معززین کے کتب خانوں میں  
اسکو جگہ ملی۔ اس خیال نے مجھکو اس قدر وجہ ذکر دیا تھا کہ جملہ  
سامان بہت ہی اچھی طرح مہیا ہو چکا تھا اور علاوہ میرے  
جن جن حضرات نے اس کتاب کے طریقہ انتظام کو ملاحظہ فرمایا  
انکو بھی اس امر کی قوی امید تھی کہ وقت نہ گزرے یہ کتاب ضرور  
طبع ہو کر شائع ہو جائیگی اور اس امر کی خوشی مجھکو اور ان لوگوں  
کو زیادہ بھی مجھکو اس کتاب سے کسی قسم کا تعلق تھا۔  
اہلکاران مطبع کمال جانفشانی مصروف کار تھے شائقین سمجھ رہے  
تھے کہ عنقریب یہ مطالعہ کتاب سے لطف حاصل ہوگا۔

مگر افتاد ناگمانی سے کوئی ماہ نہ تھا اور مصلحت تضاد قدرے سبب  
لا علم تھے چار ہی کامیابی کی امیدیں عروج پر آچکی تھیں کہ  
ایک ایک زمانہ نے رنگ بدل کر تمام مسرتوں کو غم و آلام سے  
بدل دیا چشم زدن میں جملہ سامان عیش درہم و برہم نظر آنے لگے  
سب امیدیں خاک میں مل گئیں ہر ایک شخص کو جتنی خوشی تھی اٹھا  
و دنا ملال ہوا۔

علی الخصوص مجھکو تو عشرہ اول ماہ ذیقعدہ عشرہ ماہ محرم سے کم  
نہ تھا افراط الم سے ہوش و حواس بچانہ تھے کیونکہ میرے دلکو  
یہ دوسرا صدمہ جانتا تھا اس سے ایک سال پہلے بھی فلک  
تقریر پر دار نے اس مضمون کے قدموں سے مجھکو چھوڑا یا تھا جسکے  
ریچ و غم میں ہمہ وقت محزون و غموں رہتا تھا وہ کون۔ میری  
مادر گرامی تھیں جنکی وفات پر بہت سے خواتین نے تعزیت نامے  
میرے پاس بھیج کر اپنے اپنے ملال و رنج کا اظہار کیا تھا بھلہ اور  
تحریر و نگہ ایک تحریر گرامی جا بخت آج بخت خطاب میں شرم و خجاست ہوا  
والدہ ماجدہؑ کو روانی ذیل میں نقل کیجاتی ہے جس سے روح معنورہ  
کی ریاضت و اتقا و زہد کا اظہار ہوتا ہے۔

نقلہ

ذوالجود و الشرف مولوی سید محمد حضرت علیہ صلاۃ اللہ تعالیٰ  
بعد سلام مسنون و واضح باد ہم لوگوں کو جیسا صدمہ آپ کی

والدہ صاحبہ کے انتقال کا ہوا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو۔ وہ  
صاحبہ معظمہ برکت والی بی بی تھیں درآنکے سبب نظام خانہ داری نہایت  
عمرہ طور سے تھا خیر الصبر جمیل۔ مردوں میں اس زمانے میں  
جنید و شبلی نہیں رہے۔ لیکن عورات میں ابھی تک فضل الہی  
رابعہ اور مریم باقی ہیں اور ہم مسلمانوں کی بہبودی اور برکت انہیں  
پر منحصر ہو۔ امانتہ و انا الیہ راجعون۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے  
گھر سے اور یہاں سے کبھی فرق نہ ہوگا۔ ہمیشہ اپنی خیریت سے مطلع  
کرتے رہنا اور حضرت امام صاحب کی خدمت میں بہت بہت تسلیم  
المقوم غوغہ صفر المظفر ۱۲۹۱ ہجری

بقیمہ والدہ ذوالی صاحبہ کو روانی  
قطعہ تاریخ ارتحال جناب والدہ صاحبہ معظمہ و مکرمہ از مولف  
افسوس میری والدہ جب اول ذی صیاء | دینا سے بہت پہلے ہی متاثر ہو گئیں تھیں  
نظر سے ازل و جرج تاخیر یہ مصحح لکھا | بہت فزونی میں سیدہ زہرہ کے پاس  
از غیب فکر مولوی عبدالحی صاحب وکیل دربار کو برتلازم  
ادخلت یا علی علیین

یہ صدمہ جانکا ہجھولنے نہ پایا تھا کہ زمانہ ناہنجار نے دوسری  
مصیبت سر پر ڈالی میری نظریں زمانہ کیونکر سیاہ نہ ہوتا جب وہ  
آفتاب عالم تاب سپہ علوم و فنون آنکھوں سے پیمان ہوا تھا جسے اپنی  
پرنور شاعروں سے ظلمتستان علم کو روشن و منور کر دیا وہ کون عالم عدیم  
البدل فاضل اکمل قبلہ و کعبہ ام حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد  
ابو المنصور امام المناظرہ جنکی ذات مستودہ صفات کی روشنی زمانے  
کی نگاہوں سے۔ ۸۔ ذیقعدہ ۱۲۹۱ ہجری کو غائب ہو گئی۔

افسوس اس دامن پاک و برتر کا سایہ بلند پایہ میرے سر سے  
اٹھ گیا جسکی برکتیں بے اندازہ تھیں۔  
اب ہماری آنکھیں ایسی بد نصیب ہو گئیں کہ ہمیشہ اس عارف برحق  
کی زیارت سے محروم رہیں گی۔

حیف صد حیف وہ بزرگ قوم راہی ملک بقاء ہوا جس نے اپنی طاقت لسانی  
اور پروردگار کی روانی سے قوم کو بے انتہا فائدے پہنچائے اور  
قلم و ہند میں اپنی خوش سیالی کے سے سجھا دیے۔

ایسے مہربان قوم کی مفارقت نہ ہو گیا مست ہو زبان کو یار ابے  
تقریر نہ علم میں طاعت تحریر کہ افراط الم کا اظہار ہو۔

حیف اندر جمع مسلمان ہوشیار۔۔۔ بود و رفت  
در زمین شور و غل باردار سے بود و رفت



### نظم غم آگین از مولف

کیا یہ انقلاب ہے آسان ہوا | جس سے کہ اک نوحہ معشر عیان ہوا  
جان کی بقاء ہوتی دل تپان ہوا | کسکے لیے بلند یہ شور و فغان ہوا  
ماہم میں کسکے آہ سپینہ پہا تھے ہی  
جس مای کو دیکھئے انبوہ سناٹا ہو  
کسکے الم میں گہ اڑتے ہیں سر ہفاک | صدر سے کسکے ہو گئے دل بیکہ جاک پاک  
چارو نظرت ہو نوحہ کی آواز دروناک | ہاتھ کا کسکے غل یہ تھکے ہی تاساک  
کون آج بزم خلق سے یوں دور ہو گیا  
جسکے الم سے سینے میں ناسور ہو گیا  
ہو کیا سبب جو آج ہر اک سمت یاس ہو | عالم میں جسکو دیکھئے غم سے اُداس ہو  
آپوش کو سکون نہ ثبات حواس ہو | ہو جان کو اضطراب تو دل کو ہراس ہو  
یار ہو آج کیسی مصیبت کا سامنا  
دشوار ہو گیا جو یوں دل کا تھامنا  
لیا ہے کھو کھو میں اس غم سے بے بال | او دل قسین غم پہ کا حیدہ ہو لال  
چہرہ کھرا کفن ہو یہ ہو فطرت سے حال | رخسار ہر روز دہو ہو بصد لال  
دریا سے شور و زور و ماتم بلند ہو  
پہلو میں جسکے دل ہو وہی درمند ہو  
کیسی بول گئی چین و ہری کی ہوا | پھر دلی سے چھائی گلوں پر ہو جا بجا  
ہر نعل کی زمین میں الم سے گڑا ہوا | یوں سے آ رہی ہو صد ادھبنا  
ساکت اگر ہو بھول تو خفیہ خوش ہو  
کچھ فتنہ سنبھلون کا نہ بلبل کو ہوش ہو  
ہو کس قدر یہ ہستی سوہم بے ثبات | مقرر اصوات کا مٹی ہو رشتہ حیات  
ہر دھیمائے کسے اک روز ہو موت | مثل حباب ہو کر فنا ہو یہ کائنات  
ہیسات کیسے دہر میں نامی گزر گئے  
جاتے ہوئے نظر بھی نہ آئے کدھر گئے  
بے اعتبار یہ چین روزگار ہو | کل گل تھا جس گلہ یہ وہیں آج خار ہو  
ہو شام کو خزان جو سحر کو سہا ہو | ادنیٰ حال اگر دش یل و نہا ہو  
شادی کے گھر جو تھے وہ عواخان ہو گئے  
آباد جو محل تھے وہ ویرانے ہو گئے  
ہر اکچل نہ یاد ہو دنیا میں ریخ و غم | حزن لال کی ہو ترقی خوشی ہو کم  
ہر جان یہ ہو گیا کرتے ہیں ہم + | کس طرح سے زیادہ نہ ہوں صد مدوالم  
بیدار ہو کے طالع اسلام ہو گیا  
انوس علم دین چین خشک ہو گیا  
وہ جاوہر اک کی نہا نہر ہوستان | تاریک کس طرح سے ہو جائے کل جہان  
روشنی زلزلے سے کیونکر نوروان | جب آفتاب علم ہو زیر زمین نہان  
پھر طلعت لال کا کیونکر نہ جوش ہو  
جب شمع دین ہو اسے قضا سے جوش ہو  
شمع دین جن میں مینا جلی ذات سے | مراٹ علم کو تھی جلا جلی ذات سے

تھی جلی کے مرض کی دوا جلی ذات سے | اسلام کی تھی نشو و نما جلی ذات سے  
انوس لکھوں نے عالم فانی کو چھوڑ کر  
پردہ کیا زمانے سے منہ اپنا موڑ کر  
وہ کون راز حق تھی زمانے میں جلی پتا | علم مناظرہ کے امام کو صفات  
دنیا میں تھے جو راہبر جادہ نجات | تھی دجیبر و دانہ شرعی پاک داتا  
برکت اٹھی زمانے سے اُنکے قدم کے ساتھ  
علم مناظرہ بھی گیا اُنکے دم کے ساتھ  
دہلی تو کیا وہ ہند میں رکن عظیم تھے | ہرقوم دہر فرین میں بید فیم تھے  
ہر فرین میں کامل اور عقل و نبی تھے | اور ارب منکر تھے نہایت علم تھے  
آگاہ تھے اصول سے جملہ فرین کے  
لوگ اُنکے معتقد تھے غرض ہر طرف کے  
تھے علم پانی سے بھی ماہر وہ خوش تھا | حلال مشکلات طریقت تھی اُنکی داتا  
تھی خیر اور فلاح پہ مبنی ہر ایک بات | دیکھو نہ سمجھتے تھے اور رات کو نہ رات  
اُنھوں پر کھلا ہوا دربار عام تھا  
دنرات انکو فیض رسانی سے کام تھا  
از بسکے تھے نصیحت و تبلیغ اور خوش گلام | نصیحت کا تھا سلسلہ جاری و دوام  
بیش غلہ یہ صبح سے رہتا تھا تابشام | چو تا تھا فیض ایک اک اُنکے خاتم  
گر عمر بھر سوار غم کی لکھ کر دن  
مکمل نہیں کہ ایک ہو سے آدا کروں  
ہو دائمی حیات میں وہ فایز المرام | دنیا کی زندگی میں رہا ہو جو تکیم  
خلقت کو جسکی ذات ہو بچا ہر فیض عالم | مگر کبھی ہو وہ زندہ جاوید لا کلام  
والدین میرے و صفیر میرے بھرے ہوئے  
اشجار خشک علم تھے اُن سے ہرے ہوئے  
تھے صاحب مراتب والا وہ دیکھتم | ظل رہا تھا سایہ اُدھن سے اُنکے کم  
ہوئے دگو میں ہی ریخ و ملا غم | اب جوئے کو پاؤں ایک سطح وہ قدم  
کس طرح بھگو اب یہ سعادت نصیب  
کس طرح بھگو اب یہ زیارت نصیب ہو  
نظر دینم میرے سارا زمانہ سیاہ ہو | آنکھوں میں اشک دلیں تر پلے آد ہو  
تصویر اُنکے بزرگی پیش نگاہ ہو | جو کچھ گذر رہی ہو خدا ہی گواہ ہو  
دیکھ مال ریخ کو کیونکر عیان کروں  
جو حال ہو مرا اسے اب کیا بیان کروں  
انوس بھگو درخ تپتی ہو انصیب | عیش و نشاط دور ہوئے اور غم قریب  
فطر لال سے ہو مرا حال کچھ عجیب | مجھے مرض کا خاک مداوا کرے طبیب  
تیغ الم سے دل مرا صد جاک ہو گیا  
بھڑکی جو آگ کی مگر خاک ہو گیا  
ای نصیرت حزن میں نہیں اس علم کی ہنما | اب تیری عمر کے لیے رونا نہیں پڑا  
تنہا میں ہیں فقط اس غم میں مبتلا | جاذب ازل سے تیرا ابد یہ پستلا  
بان صبر کے احاطہ سے ماہر بنائے  
مروم خا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے

## نقل تحریرات علماء و مشائخ و غیرہ بآراء و اجتہادات

اچھے اور عمدہ تمام تالیفات پر بعض اہل ان مقدموں کے تحفہ عبارت  
و عقلی وجہ ذیل کرتے ہیں اور بطور نمونہ ان میں سے ایک مختصر عبارت یہ نقل کی  
کئے دیتے ہیں اور فصل برآدین العقیقین میں ملاحظہ ہو سکتا ہے۔

جناب نقیص ماب مولوی سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب  
الوہب مام فن مناظرہ قدوہ جمہور شاعری کی خدمت بابرکت میں بکمال کمال  
کچھ درویش سے نیاز حاصل ہے اور ہم ہر وقت انکو اعلائے کلمہ حق اور تائید  
و توثیق اور ترویج عقائد اہل اسلام و تکریم شیعہ میں سرگرم اور جادہ شاخ میں  
اور مسلک توہم حق و یقین ثبات قدم اور بیخ دم پائے ہیں فی الواقع مناظرہ  
مذہبی اور مباحثہ دینی میں حضرت موصوف کو پہلوئی افسر الاعلیٰ  
حاصل ہے و السلام علی من تبع الحدیث و حکیم امیر حسین  
ہمارے علماء اسلام نے جو مولوی سید ابو المنصور صاحب ید مجدہ کو لفظ اہل اسلام  
کے ساتھ ملقب کیا ہے بہت درست و بجائے ہیں کیونکہ انہیں ہماری ہی جانتا ہوں  
انکو اس کام میں بظاہر و باطن اہل اسلام و اہل حق و حقیقت و ایمان کے اور  
اپنی صحبت و اخلاص عطا فرما ہے۔

مولانا محمد نذیر حسین	شیر علی حسین ذکر شریف	کریم احمد بہت شفیع محمد خلق	دار و امید شفیع احمد زید یعقوب
محمد رشاد دہلوی	محمد رشاد دہلوی	نقیضہ مشہور اعظم	مشہور واعظ
خان محمد عبد الباقی	۳۹ ابو سعید	مفت محمد علی علم شاہ	۱۳۸۵ محمد شہان
و حفظ نفس العلماء مولوی سید امیر احمد			
سید محمد عبد بنو	بسی حقیقہ اللہ حسین اللہ	۱۳ محمد اللہ	۱۳۹۱ محمد علی
مشہور واعظ دہلوی	مشہور واعظ	مفت محمد علی	سجاد نقیضہ اعظم
مفت محمد علی	مفت محمد علی	مفت محمد علی	مفت محمد علی
۱۳۸۵ محمد علی	۱۳۸۵ محمد علی	۱۳۸۵ محمد علی	۱۳۸۵ محمد علی
محمد علی	محمد علی	محمد علی	محمد علی

ہزار انھوں میں مقبول بارگاہ لم یزلی نے دنیا سے پردہ کیا  
جسکے کمالات انھیں انھیں میں المس ہیں میرے بیان کی محتاج  
نہیں مقبولیت کا انھیں قوم کی معززین کے غم و الم سے ظاہر ہو گیا کہ  
حضرات نے ازراہ پھر دی تقریرت نامے تحریر فرمائے جو اس میں  
درج ہیں۔ ان تقریرت ناموں کو ملاحظہ فرما کر ناظرین یہ خیال فرمائیں  
کہ قدر مردم بعد مردن نہیں آپ کی حیات میں بھی آپ کے اعجاز و  
کرامات فصیح اللسانی کے بہت حضرات مدح رہے جیسے خان بہادر  
مولوی حکیم رحمان عقیصہ صاحب ممبر کونسل ریاست دیوان انجمن مصنفہ  
(رسالہ تذکرہ شاہیر علمائے ہند) میں تحریر فرماتے ہیں کہ:- او  
مولوی سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مام المناظرہ ابن سید محمد علی  
ابن سید فاروق علی اعلماء اعلام ہندوستان در فن مناظرہ  
نہ ہی دیکھا کسی کامل و درود براہ امتش در فن مناظرہ علمائے وقت  
متفق اندہ با تفسیر انھیں انھیں بار و در مناظرہ غالب آمدہ ہے  
از او لاد سید عبدالغفور قاضی سکت پور کہ وطن قدیم تفسیر سید آباد  
عرف و ان کی پوزیشنات قنوج است پدرش سید محمد علی میرٹھی زرتشتی  
ہو۔ بوہد ران چاہیہ ناصر الدین محمد ابو المنصور متولد شدہ اکتساب  
معلوم از والد ماجد و پدائیدہ نمودہ و توریث و انجیل با تفسیر عربی و  
دیوناگری از علمائے اہل کتاب خواندہ بسیارے کتب بجاہ علمائے  
اہل کتاب تالیف فرمودہ گاہے ملازمت کسے ذکر کردہ مگر چندے  
مہمات جہت فواید جہت محمد خان رئیس بھوپال اختیارے داشتہ  
اکونہ عمر شریف شہادت و چار سال رسدہ و تفسیر قرآن مجید  
بزبان فارسی میں رسدہ و آہ کرملہ با جادیت بھیجی مطالب سے غایہ  
و شہادت از توریث و انجیل می آرد در حقیقت کار بہت اہم  
سید موصوف الصدر بدختر مولوی محمد صدیقی نزل کا پور کہ  
اعلم و فضل خود شہرہ آفاق بود کہ خدا شدہ فرزند نامی دگر گامی دار  
(دیگر از مولوی محمد امین صاحب دام سلمہ متکرہ علمائے حال)  
مولوی سید ناصر الدین صاحب دہلوی۔ ابن سید محمد علی صاحب  
ولادت آپ کی مقام ناگپور ہوئی کمال علوم و رسمہ اپنے والد ماجد اور  
جد امجد سے تحصیل فرمایا اور توریث و انجیل با تفسیر عربی و دیوناگری  
علمائے اہل کتاب سے حاصل کی ہو۔ آپ کو اہل کتاب سے مناظرہ  
کرنے میں ایسا ملکہ ہو گیا کہ نظیر آپ کا ظاہر نہیں ہو اسی میں  
آپ ایک تفسیر نہایت صحیح بزبان فارسی تالیف فرما رہے ہیں اس سے  
بھی غرض انبات و حقیقت مذہب اسلام

برسان و خدایان که است آهنگ است  
 بهیچ حضرت داود و جن و انس تمام  
 بجای خدای حضرت و عود اظلال  
 بگفتم اینهمه سامان شادمانی نصیب  
 درین زمانه که باز آسمانی هست  
 درین زمانه که ذلت ظهور با دارد  
 درین زمانه که پوشیده شاهد اسلام  
 اگر چه مصلحت هم بود درین لیکن  
 چه جای زمره عشرت مست به کلام  
 جلوس حضرت عبدالمجید میمون باد  
 بباغ و بهر و مند باقیه حال  
 اگر و قوح چنین آفت است در عالم  
 زخسته حالی اسلامیان آگاه  
 به خلق بخت فاجع جهان آفت و رنج  
 چنان لبشکر جل گشته مبتلا مردم  
 زحق تعبید و باطل قریب مادم  
 پرازدادند منتهی از پرستش بزدان  
 کنند دعوی توحید مشرکان بخلط  
 چو این شکایت من در رسید گوش  
 برو به بین که برافروخت خالق الانا  
 ظهور کرد امام فن مناظر با  
 چو این نوید شنیدم ز پاسبان جبریم

مطلع

اودا کند ملاک ترا نماه سرور  
 بعد نیاز بر ایند نعمای زبور  
 شنیدم آیه نصر من الله و از لاجر  
 چه وقت اندن این کیه باشد ای مشر  
 درین زمانه که ریزد چرخ گردنور  
 درین زمانه که عزت بکوه مشهور  
 لباس کنه که با دابدل بطله نو  
 نظر لفظ را سببیت جانی سرور  
 چه وقت نغمه سرای مست ای محرم نور  
 و له کجا بود و رنج مرگ شاه غیور  
 بقصر خلد بمانا د قیصر مغفور  
 مصیبت که بیانش نیندود مسطور  
 و گرنه نوحه بدی بر لبست نه لغفور  
 که وحشت است جهان از سفت نافور  
 ز رحمت صدی صدر هزار فرسخ دور  
 ز رحمت صدی صدر هزار فرسخ دور  
 و له زند بصدد ذوق لغره منصور  
 ملول گشت بلوح قلوب شان مسطور  
 بگفت غم خورایک رسید وقت سرور  
 بر اے نصرت اسلام را است منصور  
 جناب ناصر دین یو یو ای منصور  
 قلم گرفته نوشتم قصیده پر نور

جواب نسخ و جال گفت استیصال  
 بطرف عام بپخشید از کرم انعام  
 جواب شعر عبدالمنداقم ز انصاف  
 کتاب دولت فار و قیصر بعلم  
 کتم چه وصف شریف نوید جاودیش  
 بسی ننگارند ناثران شب و روز  
 جواب طایف اندن مجموع  
 کسبیکه دید بعین الیقین باور کرد  
 به بین که خود علما کرام بالا جماع  
 ولی بدانکه خطایش عطیه علم است  
 از آنکه هست توقف بعد مدتی  
 از آنکه ناصر دین حامی اسلام  
 کنون به جربت که اشعار جید بر خوانم

مطلع

بنوک کاکل بپخش فکند محل غرور  
 نمود آینه اش چون رجب علی از دور  
 نوشت و کرد بعالم بهر زبان مشهور  
 لبست شاهد عادل بزدان اهل شعور  
 زبان خامه بر گشت معترف بقصور  
 ستایشش نشود ختم بام و در دور  
 بر اے اسوله کار بند تا بیوم نشود  
 که فضل او مست مسلم بزدان اهل شعور  
 امام فن بودندش از لایحه جمهور  
 یقین شناس که نیست فضل رفیع  
 نمود مصلح و پیش خدا که هست غیور  
 بود و حسود لعینش بد و جهان مقهور  
 بعدد نیت و اخلاص ای بزم حضور

شهاب باطن از احضار انبیا حضور  
 شهاب منم که بجان دالیه کج توام  
 مرا بذات شریف محبت دینی  
 محبت محبت رسول مقبول  
 کسب چو گفت نام فن مناظر که هست  
 تبارک الله چه طرز کلام است  
 نو خنثای تو دجلوه اند در شهاب  
 بران کتب که تو گفتی بقبض بزدان  
 توئی که آمده رله منیر تو بجان  
 بر آسمان بد است توئی چه منیر  
 سواد نامه پر نور تو بجان بیند  
 کنون به است که دست دعا بر فرازم  
 شکست فوج نصیب تا سلطانین را  
 بدست ترک فلک تا احصام مسلوک  
 بدست نغم و شادی است تو امان شایا  
 به غیشا حسد دالما مشک باد  
 بر اسو خلق قلب و شمنت گردد  
 طفیل احمد مختار و احیت رسوا  
 سپاس از یزدان که این قصیده بمن

بصورت ارجین از مجلس توام مجبور  
 کتم بخلوت و جلوت بیتا تو کور  
 اگر چنین صفات تو عاشق معذور  
 عدو کست بد رگاه که با مقور  
 بگفتم از نه دل سیدی ابو منصور  
 ندید چرخ کمن این چنین بد و شعور  
 لباس کتب که نمادند در جهان مشهور  
 بلوح قلب بکاک قبول شد مسطور  
 چه هر کاشف ظلمات از رخ پر نور  
 حدودت بعینه نظر ز منونگ کور  
 کسبیکه هست لش تره چون شاد و مجور  
 بعد نیاز بد رگاه پاک رب مغفور  
 به تو بر خصام مالی مظهر منصور  
 قم بدست تو مانا بر همین مقور  
 محب جاه تو با دادر جهان سرور  
 دل حسود تو چون آشیاء زبور  
 بدل بسوزش آتش بردت کافور  
 بطل لطف تو مانا در جهان سرور  
 سپاس نه لقب یافت از همه مجبور

جناب سید و الانسب ابو منصور  
 امام صحبت اهل کتاب شد مشهور  
 چنانکه ما سر کمال زمره باه زبور  
 نفاد یافت درین فن بنام او مشهور  
 که هست عالم اسلام و فاضل مشهور  
 شدند جمله قیسان به بحث او مجبور  
 بهند بهر جواب از مصنف مغرور  
 بر نیت جمله در قماه او مباد و شور  
 عاودین چه بر آورده نغمه ظهور

به شان و شوکت و الا بخلق کرد ظهور  
 معن و ناصر دین نبی که بالا جماع  
 یگان عالم توحید و هم اناجیل  
 درین علوم قیسان سندان داند  
 گمان هر که خصوصش درین فن هست  
 لباس کتب بجا است سبحان نوشت  
 نیاز نامه که تا چند سال میگوید  
 چنان نوشت بجا لبش که در مشهور  
 شکست تا اصولش به سخن اودی

ان کو محترم رکھا جو حضرت مروح نے بغیر من فائدہ عام انجام دیے۔

## جہاد

(۳) جہاد کے مسئلہ پر ہندوستان میں بڑی بحثیں ہوئی ہیں آپ نے اپنی تصانیف میں اس کی بابت قول فیصل لکھا ہے جس سے گورنمنٹ اور عایادوں کو عمدہ فائدہ ہو چکا کتاب نوید جاوید میں آپ ارقام فرماتے ہیں کہ کوشش کر کے زبان سے سمجھانا جہاد کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جہاد کے لئے اسباب اور آلات کی حاجت ہے اور اس کے لئے جہنم ہے اور اس میں اگر مخالفت کے کسی سوال کا جواب اس وقت نہ دے سکیں تو ایمان جانے کا خطرہ نہیں ہے وہ غیر کے ساتھ جہاد ہے اور اس میں جان لڑ کر محنت کرنا اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے وہ اعضا اور جوارح کی حرکت اور یہ دل اور جگر کی حرکت ہے اس میں خلاف عقل کام کیا جاتا ہے یعنی جہان تلوار میں اور گولیوں کی طرح پڑ رہی ہوں وہاں جانے والے عقل مصلحت اندیش متفقی نہیں ہو سکتی اور اس میں سراسر عقل ہی کے مطابق کام کیا جاتا ہے بلکہ جس قدر زیادہ عقل کے موافقت ہو کام اچھا بنے پھر یہ کہ خدا نے لوح و قلم بنایا نہ کہ تیغ و سپر کو بنایا۔ سب انبیاء علیہم السلام پر کتاب میں نازل کیں اور تلوار کسی پر نازل نہیں کی سب کو ایمان لانا کتاب پر فرض ہوا نہ یہ کہ تلوار پر۔ مردہ زندہ کرنا معجزہ انبیاء ہے اور تلوار سے مار ڈالنا ہر ایک نیک و بد سے ہو سکتا ہے کتاب سے نصیحت کرنے میں کوئی شرط مقدم نہیں ہے اور تلوار چلانے کے لئے کتنی شرطیں مقدم ہیں مثلاً ہدایت اور مبالغہ اور جزیہ وغیرہ کتاب پیش کرنے سے پہلے تلوار چلانا ظلم ہے اور تلوار چلانے سے پیشتر کتاب پیش کرنا انصاف ہے تلوار کی خواہش مخلوق کو نیست کرنا ہے اور کتاب کی خواہش اہل علم سے دنیا کا آباد ہونا تلوار کو یا کو خاموش بناتی ہے اور کتاب خاموش کو گویا بناتی ہے کتاب سے ساری صنعتیں دنیا میں ایجاد ہوئیں اور تلوار سے بڑے بڑے صنعت گردنیاسے معدوم ہوئے کتاب نے بڑے بڑے ناقصوں کو کامل بنایا اور تلوار نے بڑے بڑے کاملوں کو ناقص کر دکھا یا کتاب بد و نیک بناتی ہے اور تلوار نیک و بد دونوں کا خون بہاتی ہے کتاب بکار ہی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد کو بچاؤ اور تلوار بکار ہی ہے کہ حق اللہ اور حق العباد دونوں سے اٹھ کر لو کہ کتاب مونس ہر ناتوان ہے

تلوار دشمن خاندان کتاب سے ہٹنے بچانا کہ خدا رک گردن سے نزدیک ہے اور تلوار سے بچانا کہ ملک الموت رک گردن سے نزدیک ہے کتاب مردوں کے نام کو زندہ رکھنے والی ہے اور تلوار زندہ کو مردہ بنانے والی کتاب سے خدا کی قدوسی اور پاکیزگی ظاہر ہے تلوار سے مرد کی سفاکی ظاہر ہے کتاب کلام جناب باری ہے تلوار آہنگری و سنگداری ہے تلوار کتاب کے زیر حکم ہے اور کتاب تلوار کے زیر حکم نہیں کتاب سے سامان زندگی ہے اور تلوار سے سامان موت سارے معاملات دنیا کا انتظام کتاب سے ہی اور سارے معاملات دنیا کا اختتام تلوار سے ہی کتاب انسانوں کے لئے جلا بخشنے والی ہے تلوار انسانوں سے جلا بانیوالی ہے کتاب شل آب حیات ہے تلوار شل سودہ الماس کتاب ابر رحمت ہے تلوار ررق جہان سوز کتاب عالون کی زینت ہے تلوار جابلون کی زینت کتاب عقل زیادہ کر نیوالی ہے تلوار جہل بڑھانے والی کتاب دلون کا ڈور ہے تلوار آنکھوں کا ناسور کتاب ایک دوسرے سے محبت کرنا سکھاتی ہے اور تلوار ایک دوسرے سے لڑنا اور مرنا سکھاتی ہے بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے اور اسکی تاثیر قیامت تک رہی گی۔ جب تک ایک سے دوسرے کو نفی ہو چکا جائیگا پھر اس زبان سے سمجھانے اور جہاد کر کے میں ایک اور عجیب فتاویٰ ہے کہ یہاں کتاب ہی اور وہاں تلوار یہاں علم خراج کرنا پڑتا ہے اور وہاں جہل کام میں لایا جاتا ہے پس کیا عالم اور جاہل میں کچھ فرق ہی نہیں ہو گا قال اللہ تعالیٰ قل اے بتوی الذین یطیون والذین لا یطیون (زمزم) ایک اور بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ماریو والے سے جہاد لا بہتر ہوتا ہے پس جو لوگ کہ مخالفت کو جب جواب نہیں دیتے تو اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں انکو انسانیت سے گذرا ہوا سمجھنا بلکہ جانور سے نسبت دینا چاہیے کیونکہ جب اس میں قوت بیانی نہیں ہے تو ضرورت اور سبب ضرورت وہ صرف پھانٹ کھانا یا سیٹنگ مارتا ہی جاتا ہے ورنہ انسان کے نزدیک کو نسا کام ایسا ہے جو زبان سے نہیں ادا ہو سکتا بشرطیکہ اس فن میں کچھ تو حاصل کی ہو۔ بلکہ حراحت اللسان اشد من افسان ہوتا ہے اگر جہاد کر کے سب کا فو و مشرک قتل کر ڈالے جائیں تو اسلام کن لوگوں میں پھیلے اور مخالفت کو مغلوب کر کے جسب زیر پر کفار کرنا دلیل ہے اس بات کی ہے کہ جہاد اسلام شائع کرنے کے واسطے نہیں۔ بلکہ امن قائم کرنے کے واسطے ہو۔



(۵)۔ ہر ایک قوم سے مباحثہ و مناظرہ کرنے کے وقت کتاب کے خلاف گفتگو نہ کریں گے اور سب سے وسیع اپنے اسی قوم کی مذہبی کتابوں سے مباحثہ میں دلائل پیش کش کریں گے اور انھیں کی تواریخ و تفاسیر کی رعایت رکھیں گے۔

(۶)۔ جو کوئی ہم میں سے خلاف صواب و بد اخجن و میر انجن کے کار بند ہو اور باوجود فحاشی کے نہ اسے جماعت سے خارج اور تار ضامندی میر انجن کے بھروسہ جماعت میں داخل نہ ہوگا۔ المرقوم یکم ربیع الثانی ۱۲۹۲ ہجری

حیدر علی واعظ احمد شاد واعظ شیخ محمد اکبر واعظ

سید احمد علی واعظ محمد عبد المجید واعظ

اپنی تصنیفات کا جواب لکھنے والے کو انعام کا وعدہ اپنی تصانیف کے جواب لکھنے والے کو انعام کا وعدہ جسکے آپ اپنی موجود ہوئے اور آپ کے بعد بہت لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا مگر وہ بات کہ ان لوگوں کے جوابات دیے جائیں انھیں کے مستند اخبارات میں اعلان انعام درج کرایا جائے اور انھیں کے معزز کردہ حکم پر حصر ہو پھر بھی جواب انجو اب تحریر کرنے کی کسی کوجرات نہ ہو سکے جساکہ رسالہ عین یقین اور اخبارات ہندوستان و یورپ سے ظاہر ہے

### ظہور کرامت قریب وفات

آپ کے اظہار کرامت پر غفلت اور باتوں کے یہ بھی ایک واقعہ دال ہے جساکہ جناب منشی نثار علی صاحب شہر سابق ڈاکٹر کٹر سرگودھا تعلیم تشریح فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ عازم مدینہ منورہ ہیں اور سب سے پہلے رہے ہیں مجھے بھی ملے بیدار ہوئے جگہ خیال آیا کہ مولانا ہمیشہ کہتے ہیں کہ جب میں دربار مدنی میں صاحبزادے مولوی سید نصرت علی صاحب سے دو طرفہ سے ملا تو خیریت مزاج جناب مدوح دریافت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت تندرست ہیں بعد ازیں روز کے جب میں پھر گیا تو سید مستنصر علی چہنیز مدوح کے ہوتے ہیں اُن نے معلوم ہوا کہ طبیعت مستحضر آرام و زار ہے میں میرے دل میں چونکھا ہوا ہوں کہ میں آپ کے صاحبزادے کے پاس چلا گیا جب وہاں سے اس آیا تو پہلے جہان حضور مدوح کو لیا ہوا چھوڑ گیا تھا وہاں نہ پایا معلوم ہوا کہ زمانے میں آپ کو بوجہ یاد ہے میں وہاں سے آپس آئے بعد کے بعد معلوم ہوا کہ آپ راہی جنت ہوئے دئے کہ کو آئی تعبیر ہو گئی کہ پھر خیال آیا کہ وقت آخر میں قدس موسیٰ سے محو و رہا پھر انکلیں ہو گئی کہ جب آپ خواب میں آکر مجھے ملے تھے تو پھر مکرر ملنے کی ضرورت نہ تھی جگو اس مفارقت پر تہنید ہو گیا کہ تمام عمر تازہ رہے گا۔

(۱) فاتحہ مفتوح میں اتفاق۔ رعایا کا اپنی گورنمنٹ عالیہ سے محبت اور پادری صاحب و اہل اسلام سے جو مباحثی سخت کلامی سے ہوا کرتے تھے دونوں فریق کے خیالات میں تہذیب و اخلاق کا پیدا ہونا یہ سب آپ کی تصانیف جلید کا نتیجہ تھا۔ میرے اس بیان پر صرف و البیان ریاست ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان ہزار ہاں سے چنانچہ رسالہ مفتوح و تہذیب مصنفہ عالیجناب معالی القاب نواب محمد عمر علی خان بہادر فروز جناب فرامرو سے ریاست باسودہ اجنبی بھوپال مطبوعہ مطبع نظامی کانپور۔ صفحہ ۷۴۔ میں ہے کہ۔

منشائے دلی گورنمنٹ یہ ہے کہ کسی مذہب میں کوئی دخل نہ دے برا نہ کہ اہانت اور شتم نہ کرے۔ اہل ہند اور یورپ میں آپس میں غیر دشمنی طرح لے جلیں ہر ایک دین میں ایک دوسرے کی مدد دیں۔ ہر شخص اپنی بھلائی حاصل کرنے اور عقل سلک سے حاصل کرنے کو علم ضرور ہے علم سیکھنے کو مدرسہ بنائے صحت حاصل کرنے کو شفا خانہ جاری کرے کھانہ دوں سکے واسطے چندہ جمع کیا۔ آپ ہی فرمائیں کہ دلیل شفقت ہے یا نہیں پھر کیا یہ شفقت اسکی مقتضی ہے کہ بعض اس در دوسری اور خیر کے برابر اچلا کر کرنا۔ دشمن بنائے اور آرام میں غلغلہ ڈالے آفرین ملک حلالی ہی چاہتی ہے اور حق ملک اسی کا نام ہے۔ افسوس نہ پادری صاحبوں کی طلاق لسانی میں کچھ کمی نظر آتی ہے اور نہ حضرات ہند کی جمالت اور نادانی میں ہرگز فرق پایا جاتا ہے نو ذبا لہ اگر تھوڑے دن اور یہی حال رہتا تو ہندوستان کی خوب بٹی خراب ہوتی اور گہیوں کے ساتھ کھن بھی اپتا مگر شک ہے اس الرحم الرحمن کا کہ جملے ہند پر رحم کیا اور اسی ذات جامع کلمات یعنی ناصر الدین و الدین مولانا سید محمد اویو المنصور امام المناظرہ کو ہماری طرف بھیجا کہ جسے ہمارے تمام شہادت جمالت کو قتل مچو اور منی کر دیا اور فتنہ عظیم کے خوف سے آزاد کیا ہوا انکے ارشاد و غلطے یقین کلی بخشی اور انکی تصانیف نے دلجمی کامل عطا کی اور ان کے جوابات شافی نے جل کی آگ جو ہر وقت بسبب سے معاہدہ غیر مذہبی کے متعلق تھی بجایا۔

### (۳) اقرار نامہ از جانب واعظین

آپ بظہر حفظ امن اپنے واعظین سے اقرار حسب مضمون لکھو لیتے تھے (۱) چونکہ ہر انجن بغیر پیری ایک منظم اور میر انجن کے اہل اور آوارہ ہے اس لیے ہم سب واعظین رد انصار کے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اب سے بوجہ ہدایت جناب اسلمہ المناظرہ سید نامہ الدین محمد اویو المنصور صاحب کے اپنے اپنے واعظین میں کار بند ہونگے۔ (۲) واعظین کوئی بات جو خلاف امن خلق اللہ ہو ہرگز نہ کرنا سے نہ نکالیں گے۔

(۳) لوگوں کو شہادت و جمالت سے سب سے وسیع باز رکھ کر علم کتاب کی طرف متوجہ کریں گے۔ (۴) جو امر خلاف صواب دید انجن ہو کبھی اس پر امر از انجن

### نقل اخبار وطن لاہور مطبوعہ ۲ مارچ سنہ ۱۲۹۰

دہلی کے ایک نامور بزرگ مولانا سید ناصر الدین صاحب دہلوی صاحب امام المناظر نے بعارضہ فوت بجا ۸۰ سال کی عمر میں دنیا سے رحلت کی امام صاحب مرحوم کی سوسو سو کے قریب تصنیفات ہیں اور ایک ضخیم تفسیر آپ کی یادگار ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی آپ کے دو لائق صاحبزادے زندہ یا دگار ہیں ایک خان بہادر سید ناصر علی صاحب افسر محکمہ ٹیک اور دوسرے سید نصرت علی صاحب مالک نصرت المطالع جو تعلق اور علم دوستی میں اپنے والد مرحوم کا نمونہ ہیں۔

### نقل ریاض الاخبار کوثر لاہور مطبوعہ ۲ فروری سنہ ۱۲۹۰

مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظر نے ۷ فروری سنہ ۱۲۹۰ء بجے شام کو دنیا سے رحلت فرمائی ہندوستان کے گوشے گوشے میں مولانا ابو المنصور کا نام لوگوں کی زبان پر ہے ہندوستان کے باہر ملک غیر میں آپ اپنی خداداد لیاقت اور تخیل سے مناظرہ کی واقفیت کے باعث نامور تھے آپ کے ملازمین کمال سے سیکڑوں آدمیوں نے خوشہ چینی کی اور اس وقت اچھے اچھے دینی اور مناظر آپ کے تلامذہ میں موجود ہیں آپ کی تصانیف میں قرآن پاک کی تفسیر ایک علی درجہ کی تصنیف ہے مگر افسوس ہے کہ اب تک طبع کی نوبت نہیں آئی ایسی نادارالوجو تفسیر کا نہ بھینسا گیا نہ کسی قیمتی کی دلیل ہے مولانا ابو المنصور مرحوم اپنی زندگی کو ایسے کام میں بھر کر گئے ہیں کہ جب تک دنیا باقی ہو انکا نام بھی اور ائمہ کے ساتھ لیا جاتا کی کوئی سانس فائدہ سے خالی نہیں آج ہندوستان سے ایک نیا کا امام اٹھ گیا۔ اب امینین کہ صدیوں ایسا کامل فن امام پیدا ہو۔ اور جو کوئی ذات بابرکات سے فخر تھا گو مولانا مرحوم نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ دہلی میں صرف فرمایا۔ ہم جناب مولوی سید نصرت علی صاحب اور جناب مولوی سید ناصر علی صاحب خان بہادر سید نصرت علی کے ساتھ رحم تفریق میں شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مرحوم مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور ب صاحبوں کو حبیبیل دے خدا کا شکر کہ مرحوم نے ایسے لائق و فاضل باقیات صاحبات دنیا میں چھوڑے ہیں جو طرح ملک کی فخر و عزت کا سبب ہیں۔

### نقل اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۲۹۰

افسوس ہے کہ ۷ ماہ حال قریب چوبیسے شام کے مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب امام المناظر نے بعارضہ فوت دنیا ۸۰

سال کی عمر میں وفات پائی اناسعدوانا البیراجون امام صاحب یکتا ہے روزگار تھے آپ نے اپنی عمر میں اسلام کی بہت کچھ خدمت کی سوسو سو کے قریب کتابیں لکھیں ایک ضخیم تفسیر آپ کی یادگار ہے جو ابھی تک طبع نہیں ہوئی ان کے تلامذہ میں مرحوم کی مغرت کرے۔

### نقل پیسہ اخبار لاہور مطبوعہ ۲۸ فروری سنہ ۱۲۹۰

افسوس ہے کہ دہلی کے مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظر نے ۷ فروری سنہ ۱۲۹۰ء کو انتقال کر گئے مرحوم کا نام نہ صرف ہندوستان ہی میں بلکہ عالمک غیر میں بھی آپ کی خدا داد لیاقت اور تخیل فن مناظرہ کی واقفیت کے سبب سے مشہور تھا اس وقت کئی نامور مناظر آپ کے شاگردوں میں موجود ہیں۔ امید ہے کہ مولوی نصرت علی صاحب ان کے لائق صاحبزادہ اپنے نامور والد کے علمی شوال کو بجا لائیں۔

### نقل اخبار رو بدہر سنگھ سری رام پور مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۲۹۰

مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام مناظر نے ۷ فروری سنہ ۱۲۹۰ء بجے شام کو رحلت فرمائی بہت بڑا ذخیرہ آپ کی تصانیف کا ہے قرآن مجید کی تفسیر علی تصنیف ہے مگر نوبت طبع نہیں آئی افسوس امام مناظرہ دنیا سے اٹھ گیا ہم جناب مولوی سید نصرت علی صاحب کے ساتھ رحم تفریق میں شریک ہیں۔

### نقل اخبار وفا دار لاہور مطبوعہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۲۹۰

جناب فضیلت مآب منبع کمالات روحانی حضرت سید ناصر الدین مولوی شاہ محمد ابو المنصور صاحب امام المناظر نے انتقال فرمایا کئی تصانیف دوسو سے زیادہ ہیں جنکو ملک قدر کی نگاہ سے دیکھا خداوند تعالیٰ مرحوم و مغفور مولانا صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

### نقل تحریر پریس ہائیس اے ایماراجہ سرسورج سنگھ صاحب دار

کے سی۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ والی ریاست جگہ ٹھہراہم اقبالہ

مولوی سید نصرت علی صاحب۔ آپ کی حقیقی یکم واقعہ ہندوستان پر جی ہاں اطلاع حال انتقال والد خود مقرون بملاطظہ ہو کر ربار کو کمال سچ و افسوس ہوا۔ واقعی مولوی صاحب مرحوم ایک ایسے مشہور عالم و اعلیٰ درجہ کے قومی خیر خواہ تھے جنکی وفات نہ صرف ان کے خاندان بلکہ ان کے تمام قدر دانوں کے لیے حادثہ جاگیر کا باعث ہوئی۔ اہل ایشیت ایندوی سے ہر فرد لبش مجبور ہو۔ لہذا آپ کو غم ہی ہونا ہو کہ اس موقع میں صبر و تشکیبائی اختیار کرنے کے سوا انسان کو اور کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ ہر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگنہ دہ لازم کہ آپ اس سچ و محسن کو اپنی طبیعت سے دور کر لیں۔ و تبریل تحریر پریس



در بارہ کی اظہار سجدوں کا باعث تصور کریں۔

**نقل خط جناب نواب عزیز جنگ بہادر سرس**  
حیدر آباد دکن از عزیز نیاخ

عالیجناب مولوی سید نصرت علی صاحب۔

جناب من تسلیم آپ کا عنایت نامہ پہنچا آپ کے والد ماجد کی رحلت کا واقعی افسوس ہو متعدد اخباروں نے انکی خوبیاں کا بیان کیا ہوا اور انکی رحلت پر افسوس ظاہر کیا ہی۔ ذیل حضرت آجکل کے زمانہ میں بہت کم ہیں ایسے باکمال حضرات کا زمانہ سے اٹھ جانا بہت بڑا نقصان توکل ہو۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

**نقل خط عالیجناب مستطاب شرافت الدولہ مولوی**  
سید اشرف الدین احمد خان صاحب بہادر متولی امام بارگاہ دہلی

جناب من۔ حال پر مثال ارتحال آپ کے والد ماجد کا معلوم کر کے بہت افسوس ہوا واقعی وہ بڑے نامور اہل اسلام سے تھے۔ خداوندیم انکو جلد برین عطا کرے۔ اور انکی اولاد و ازاد کو صبر دے۔

**نقل خط عالیجناب علی القاب احمد درگاہ پشاور صاحب**  
تعلقہ دار پڑا گاؤں وغیرہ رئیس عظیم سندیلہ و آنیری  
محسٹریٹ و صنف تاج ہند و ستان وغیرہ

عنایت و کرم فرمائے نیاز کشان مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار دہلی زاد عنایتہ۔ نیاز۔ آپ کی متواتر تحریرات موصول بطالعہ راقم نیاز ہوئیں کیا کون کہ بعد واپسی دربار اسیا سخت عذیم الفرصت ہو گیا کہ جس سے ترسل جوابات سے متصرف رہا اور یہ طریق عمل یہ ہو کہ میں اپنے احباب اور علم دوستوں کو اپنے ہاتھ سے تحریرات بھیجتا ہوں ادھیہ گوارانہیں کرتا کہ کسی ناشی یا متصدی سے میں یہ کام لوں۔ لہذا یہ امر اور بھی باعث تامل ہوا ا سید کہ آپ محاف فرمائیے میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ پہلے خلق عجم سے برابر یاد فرماتے رہے آپ کے والد بزرگوار کی وفات سے سخت غم و اندوہ ہوا۔ واقعی ایسے بزرگ صفات کا سایہ فرق نہ نہ زلزل سعادت لیش و قدردان حقوق پدری سے اٹھ جانا بہت ہی غم اندوز واقعہ ہو خدا آپ کو صبر دے اور انکی مغفرت کرے۔ اس وقت کمی سخت عذیم الفرصت ہوں۔ لہذا اسی قدر تحریر پر کفایت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اپنی تحریرات سے آپ ہمیشہ مجھے یاد فرما کر رہیں گے۔

**نقل خط جناب خان بہادر مولوی حکیم حسن علی خان**  
صاحب ممبر کونسل ریاست ریوان

مخبر و منالہ المکرم تسلیم مستندہ قبول ہوا آپ کے والد ماجد مرحوم کی رحلت فرمائے کا وہ ساخہ قیامت خیز ہو جس سے دوستوں کے دلوں پر صدمہ عظیم واقع ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو مع جمع و استگان دامن دولت صبر و سکوت عطا فرمائے اور مرحوم معصوم کی روح پر فتوح کو غنق دربارے رحمت کرے۔

**نقل خط عزیز ہاشمیں نواب محمد حیدر علی صاحب بہادر**  
فیروز جنگ والی ریاست حیدر گڑھ باسوہہ دام اقبالہ

مولانا محمد امانا حضرت مولوی سید محمد نصرت علی صاحب امام اللہ فیہ عنکم بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا الطاف نامہ باطلاع ارتحال حضرت مولانا مولوی محمد ابوالنصور صاحب امام فن مناظرہ موصول ہوا۔ افسوس صد افسوس کہ چاشنی مرگ ہر ذی روح پر فرشتے پر ظاہر ہی کہ جو پیدا ہوا اور اس شخصہ عالم پر ہویدا ہوا اسکو مرنا اور ایک دن اپنے تن سے گذرنا ہوگا۔ البتہ بعض ایسے ہیں۔ کہ انکا غم و الم افسین کے اعزاء و اقربا پر محدود ہوتا ہی۔ اور بعض ایسے ہیں کہ حلی جدائی سے ہر فرد بشر پر اثر ہوتا ہی جو جب حکم فضلنا لبعضکم فصل بعض اگر سب ایکساں ہوتے تو ہر دور گار عالم ایسا حکم نافذ نہ فرماتا اب جیسے کہ ہمارے مولانا صاحب مغفور کی رحلت کے عموکام ہلا د افریقہ و امیکہ و یورپ و ہندوستان کو مخزون و غموم کر دیا اور روم سے شام تک غلطات شام کی طرح تیرہ دنار بنا دیا کہ سوائے و احمر تاکے اور چھ زبان برہنہ زبا حیف صبر حیف کہ اس دار فانی سے اعلیٰ ترین امام فن مناظرہ اٹھ گیا جبکہ کچھ کمی فراموش ہوئی انہیں جو کہ چارہ کار صبر ہو اندامجو کلا سنگ صبر سینیہ پر رکھ کر شکلیا کی اختیار کرنا پڑی اور یہی تکلیف آپ کو اور جبہ متقلعین کو دیتا ہوں کہ صبر اختیار کیجئے اور اس حکم خدا کے پابند رہیے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ مورخہ ۲۸۔ فروری سن ۱۲۸۰ھ

**نقل خط جناب خان بہادر سید حسین بخش گروہری**  
آنریری محسٹریٹ و پس پریسڈنٹ مینوٹیل بوڑا ملتان

کریم و عظم ہندہ زاد عنایتہ۔ السلام علیکم جناب کے والد ماجد مرحوم و مغفور کی وفات کی خبر معلوم کر کے بہت رنج ہوا۔ بزرگوں کا سایہ بسا عنایت ہوا کرتا ہی۔ خدا تیرے ماحرم و مغفور کو بہت عطا فرمائے۔

اقل تحریر جناب خان بہادر نواب محمد مظہر علی خان صاحب  
والدہ ماجدہ جناب نواب صاحبہ اورانی کورواں دام اقبالہ

اگر سترہ سو بیس ہجری۔ اگر سترہ اسیس سو تین عیسوی تم دونوں نے ہر صلاح ہو کر کیسے مسدا ماتمت کو تین تیرہ کر کے آفتاب ہدایت زمانہ کو زیر زمین کیا انیس صد ہزار افسوس لیکن یاد رکھنا کہ کل جزاء السنہ مابعدہ چند روز کی انیس گزرتے ہیں کہ بازار اس پر وایا کارروائی کی زمانہ بھی تم سے وہ معاوضہ کر گیا۔ کہ تمہارا نام تک صفحہ روزگار سے نکل حرف غلط حک کر کے قیامت تک کوئی تمہارا نام نہ لیا۔ اور باقیات الصالحات اس نیر و خندہ آسمان آمانت کے تا قیام قیامت اس صفحہ روزگار پر مفیض الخیر و بدویر ہر ہمیشہ نام نیک زندہ رہے گا۔ آخر آفتاب نصف النہار سپہا ماتمت اگرچہ تو نے ہمارے سروں پر سے اپنی ظاہری روٹی چھپا لی لیکن تیری کوئی ضیائیں ہمارے دلوں اور رجون کو ہمیشہ مثل ضیاء آفتاب روشن رکھیں گی۔ تو نے ہماری رجون کے روشن کر نیو وہ وہ فوٹا راور خزانین جمع کر دیے جو ہمارے موجب ابدی زندگی اور سرمدی آرام کیلئے کافی ہیں۔ دنیا میں تو اپنا نظیر خوبی تھا تیری تانا اور وصف لکھنے کو نہ ہمارے قلم میں طاقت اور نہ ہماری زبان میں طلاقت جتنا تیری سفاقت میں لے کر کیا جائے کم۔ اور جقدر تیری سہا جرت کے صدرے میں سوگ کیا جائے تھوڑا۔ واللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں مقام اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے فی الحال وہ تاریخ جو حقیقت میں واقعی مظلوم ہوا ہر عرض کر کے اسی پر اس جگر خراش نالے کو ختم کرنا ہوں۔

قطعتا بهیچ

خواب میں میں نے پوچھا حضرت  
حق نے کیا ہے ساوگ کیا

فصل خط عالیجناب صاحب خان بہادر سردار محمد عبداللہ  
خان صاحب سی۔ آئی۔ آئی۔ آنریری اسٹیشنر  
کشتہ بہادر ورثین اعظم علیسی خیل

مکرمی مولانا سید نصرت علی صاحب سلمہ استغفر لی۔

عبداللطیف صاحب سلمہ دامہ منینہ رحمہ اللہ علیہ و آلہ و صحابہ کرام  
الصلوۃ والتحیۃ مشکوف رائے عالی باور کہ نوازش نامہ والا مشعرہ تماخیر  
طبع کتاب و وفات حضرت آیات حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ آن مہربان  
کذلک و قاتلہ الذین حرصوا علیہ والایہ الحق موت العالم موت العالم

ہاں بیشک یہ واقعہ جانکذا موجب حسرت اہل اسلام ہو لیکن بحکم اللہ  
اعانتاًم و یفعل ما یرید۔ بخیر صبر و استرجاع کے کوئی چارہ نہ کہین  
حق تعالیٰ جل شانہ جناب تفضیلت مآب والد ماجد مرحوم ان مہربان کو  
جنت فردوس نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

نعل خط عالیجناب الاحطاب خان بہادر چودھری  
نصرت علی صاحب بیس و سکرٹری گن تعلقداران  
آودھہ انزیری مجسٹریٹ لکھنؤ

جناب من سلیم قدسی صحیفہ تہ اطلال انتقال آپ کے والد ماجد کے  
موصول ہوا۔ کیا عرض کروں کہ اس سانحہ ہوش ربا سے کیسا غم  
ورنج پیرامون خاطر ہوا افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسا کامل بہن  
کا دنیا سے اٹھ گیا اور لوگوں کو مبتلا سے غمزدانہ رہ گیا۔ لیکن تقدیرات  
اکسی مین کیا چارہ ہی بجز صبر و شکیبائی کیا اختیار ہو۔ خداوند کرم کو  
صبر عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو رحمت نصیب کرے۔ - زمانہ ناز -

نقل خط جناب مولوی عبدالغفور صاحب مجتبیٰ  
و ناظم تعلیمات ریاست بالکلی رزیدنسی اندور

سیدنا و مولانا مولوی سید نصرت علی صاحب قلم دام مجاہد  
بعد سلام سلفوں آنکے آپ کا غم نامہ پہنچا بد ریافت خیر و خشت اثر  
وفات جامع جمیع کمالات و حید الدہر فرید البصیر تاج المتکلمین کا احراق  
مخالفین مشہور نزدیک و دور مولانا محمد ابو المنصور مرحوم و مقبور  
کمال سخن و طلال ہوا خدا آپ کو صبر و شکیبائی کی فی توفیق عطا فرمائے  
اگرچہ یہ مہارت ظاہری تھی مگر بطناً بشریت باعث غم و الم ہو رہی تھی  
مگر مولانا مقبور کے فیوض برکات قیامت تک صفیہ ہستی سے نہیں

مرٹ سکتے ہیں علاوہ دیگر تصنیفات عدیدہ کے کتاب نوید جاوید  
انکی حیات جاودانی کی نشانی ہو اتفاق جمہور علماء رشتہ حضرت  
مرحوم امام فن مناظرہ تھے پادری عماد الدین اور دیگر پادری  
صاحبوں کی کتابوں کے ایسے جوابات دیئے ہیں کہ قلم کوٹو ویئے  
مترزل العقیدہ اشخاص کے منہ جان مرط استقیم موٹ ویئے  
یہ یادگارین اور کارنامے آئندہ نسلیوں کے واسطے چراغ ہدایت  
ہو سکتے ہیں اور قوی امید ہے کہ بارگاہ غرامہ سے اسکا اجر عظیم  
مولانا مبرور کی روح پر فروغ کو عطا ہوگا۔ ایسے والد ماجد کے  
انتقال سے آپ کو حسبہ رنج و الم ہو کم ہو لیکن خیر و فخر رہنمائی  
بجز صبر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس وقت شدت غم سے مہرے ہوس  
وحاس کو اتنا نہ ہے۔ ذرا طبیعت ٹھہر جائے تو مانج وفات گھر کر

اور جمع پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

### قطعہ تاج

امام المناظر سے جبکہ لقب  
مقال میں اس کے فقط اس کے جان  
نئی روشنی گرچہ حکمی بہت  
فضیلت سے اس کے ہیں سب بہرہ ور  
مگر حجت صدیق اس موت نے  
جو کی فکر شایق نے تاج کی

وہ تاحرین دین کے بلا میں مال  
قبول جہان پر قبول حق کی مال  
نہ چکی مقال میں وہ تھا جلال  
بہرہ دہی جو مہر کمال  
نہ چھوڑا کسی کو یہ اثر اختلاف  
تو پیدا ہوئے لئے ہجری کے سال

فضیلت سے ظاہر ہو اسلام گویا  
چھپا فضل کا کیا وہ مہر کمال

دیگر

ناصر الدین سید عالی نژاد  
علم در فضل جبکہ آفتاب  
تبع ہندی کے سوز و فتنہ  
اسلئے فن مناظر کے امام  
آپ کی رحلت سے ہو عالم کو رنج  
عیسوی سنہ کی ہوئی شایق کو فکر  
مشیمت سے یہ نہ سوجھتی  
یعنے حاصل ضرب چھوڑ کر فنا  
لافاک احمد کی یہ دلیل

بے بدل عالم تھے اسلئے  
فیض بخش عام تھے بے رد و کد  
تھا رفیعون پر روان چون جہد  
خوش لقب عالم کے میں شایق  
اور فلک پر مہربا کا شد و مد  
ازرہ القادس ہمس غیبی و مد  
لافاک ہما سولہ احمد  
سینہ سے ایک باقی نکلتا ہر عدد  
تعمیہ کے نام سے ہو مستند

نقل خطا علی جناب فیض اب مولوی لطف اللہ صاحب  
مفتی ریاست حیدر آباد دوا مہجدہ

فلک زبا رصیت حمیدہ دوا و بلا

ملک چو صبح گر بیان درید و اولیا

بجائے مدت عالم بے بدل فاضل اجل فضیلت پناہ لیاقت دستگاہ  
جناب مولوی سید نصرت علی صاحب مہتمم نصرت الاخبار دہلی -  
سلام سنون الاسلام کے بعد واضح راے شریف ہو کہ حادثہ وفات  
حضرت آیات فاضل فضل عالم اکمل جناب کے والد ماجد شہر قریب دور  
مولانا سید ناصر الدین محمد ابوالنصور مرحوم و مظلوم کا ایسا ہوا کہ تمام  
ہندوستان کے دل کو دکھایا بیشک جناب میر و یکتاے دہر اور  
نوٹ لا بقا ماسوا اللہ احد۔ اس مادہ کے عدد کھال یکہ ۲۱۴ ہوتی ہیں اور یہ عدد خدا  
خشن جیسے چھوڑ کر نیسے حال فرمیں ۱۹۰۴ عدد ہوتے ہیں تو وہ میں حاصل فرمنا  
چھو کر سینہ سے ایک عدد باقی بچا ہو جو بقاے ذات احمد کی دلیل ہے۔

آپ کی خدمت میں ارسال کروں عالیجناب آقا سے نامدار تقریب  
شکار تشریف لے گئے ہیں امرو فردا میں مراجعت فرمائینگے تو آپ کا  
علیت نامہ حزن بخت پر مہر کرنا دیا جائیگا۔ زیادہ والسلام۔

نقل خطا علی جناب شی سید محمد ذکی صاحب مصاحب  
مہر مہاراجہ صاحب بہادر ارجو دھیا

جناب بندہ۔ تسلیات عرض۔ میں اسی درمیان میں دو ہفتہ کی خدمت  
لیکھ کر مرنے مکان پر چلا گیا تھا۔ پرسون واپس آیا۔ آپ کے والد صاحب  
کے انتقال کی خبر سنا کر سجدہ رعدہ و بیخ ہوا ہو وہ کیا بیان کروں۔  
لیکن مشیت ایزدی میں کیا چارہ ہو خداوند عالم آن مرحوم کو جنت  
عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر۔

### قطعہ تاج

در دنیا کہ آن خیم اوج کمال  
در اطراف عالم سرور زندہ ماہ  
ز نور کمالش زمین را سرور  
ولش بود گنجیہ مہ خلق وجود  
محیط سخا ناصر الدین محمد  
بندہ و ریاضت ہمس کردہ طی  
چو دیدارین جہان را نباشد بخت  
گذشت از حیات جہان را گذشت  
بسال و فاشش نمودم چون کر

سار کرم میر شمع و دین  
در آفاق دہلی جو مہربین  
ز انفاس اور و صد ہا غم  
سرخنماے او بہ زور و زنجین  
رنج عبادت عزت گزین  
مقامات کو فاعل صا دین  
نماند کسے غیر جان آفرین  
ولی عالمے کروانہ و گمین  
ندا امداد از لطف این چنین

گواہی ذی دستہ عیسوی

شود جائے تو در پیشہ برین

نقل خطا علی مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مجتہد فتح ریاست دہلی

کرم و خط جناب مولانا سید نصرت علی صاحب۔  
بعد تقدیم مراسلہ نیا زالتاس ۱۳ ماہ اپریل سنہ روان کو آپ کا خط  
پہنچا و صدمے کے بعد یاد فرمائی کا شکر گزار ہوا لافاقہ چاک کر کے دیکھا تو  
فضیلت آپ کمالات انتساب سیدنا ناصر الدین محمد ابوالنصور عالم مناظر  
یعنے آپ کے والد ماجد کے رحلت فرمائی کا حال دیکھ کر نہایت رنج و  
الم ہوا و حقیقت جس فرزند کے سر سے ایسے پدہ لکھا جان کا سلسلہ  
آگے تو اس فرزند از چند کی آنکھوں میں عالم کو نکرتا رک نظر نہ آئے  
اس واقعہ کا سلسلہ جہان کو خصوص اہل اسلام اور آپ کو حقدار  
رنج و صدمہ ہو مہوٹا ہو۔ اہل اسلام کو کشتی خاطر کے لیے کو آپ کی شانی  
کافی ہیں لیکن آپ کو سوا صبر کے کچھ چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو

وجہ العصر تھے اور خصوصاً من مناظرہ میں مہارت کا مل کھتے تھے۔  
ایسے عالم کا دنیا میں رہنا دین کے لیے نہایت مفید تھا لیکن مشیت  
قصا و قدر سے ہر فرد بشر مجبور ہوا ایسے ہی خیر نصیب و شکیبائی جیسا کہ نبی کریم  
کہ آپ نے رضا کے مولیٰ ازہمہ اولیٰ پر عمل فرمایا ہوگا۔ اب میں صدق  
دل سے جناب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں کہ خداوند کریم  
انکو جنت نعیم اور آپ کو صبر عظیم عطا فرمائے اور بروز حشر جناب مرحوم  
کو زیر لو اسے محمدی اٹھائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

**نقل خط جناب مولوی احمد حسن صاحب شوکت از میرٹھ**  
جناب بن سلام سنون۔

حضرت والدنا جید مرحوم کی وفات کا جھدرافوس کیا جا رہا ہے۔ آپ کے  
حسن عمل بن پس اُنکی روح خلدیں بن میں آسائش سے ہو۔ انشاء اللہ  
**نقل خط جناب مولوی حکیم نور الدین صاحب از**  
**قادیان صلیح گورداس پور**

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ

السلام علیک۔ مولانا میری والدہ ماجدہ کا جب انتقال ہوا تو میری بی بی  
کے بھائی صاحب منظر نے مجھے ارقام فرمایا کہ ہم لوگوں کو بھاری والدہ  
کے انتقال سے کچھ ہوا آپ اس لفظ کو شریعتی خیال پر تیز نہ فرمادیں۔

بے ریب ہم لوگ آپ کی والدہ کے کنبہ سے نہیں اور نہ ہنسے اور ہمارے  
نے اُنکو دیکھا پھر وجہ سچ کیا ہو وجہ سچ یہ ہو کہ والدین یا والدہ والدہ  
کی دعائیں اولاد کو مصائب سے محفوظ رکھتی ہیں اور اولاد کی غلطیاں  
جو بلائیں طلب کرتی ہیں اُس میں یہ دعائیں اثر بنتی ہیں اور ہمارا اور  
آپ کا تعلق چاہتا ہو کہ آپ بلاؤں سے محفوظ رہیں لکن اب وہ آخر  
آپ کے لیے نہیں رہی آپ خود جو س ہوں آہ سید صاحب اسپر آپ  
میری رنگ میں غور کریں نہ اس رنگ میں جو آج نظر آتا ہو آپ کو  
بت بڑی تبدیلی کرنی ہوگی اور ان اللہ مَا یَغْفِرُ مَا یَقُومُ مَحْضًا یَغْفِرُ  
عَنَّا مَا نَفْسُہِمْ بِرَأْسِ پوری توجہ فرمائیں۔ یہ ایک اہل قاعدہ ہو چکے  
ہم مذہب اور سائنس دونوں میں صاف پائے ہیں پیارے سید  
تیری نصرت ہوا اور تیرے لیے میں دعا کرتا ہوں اور سب راب  
سب الدعائے۔ قرآن اچھوٹی حقیقت

جہاں اللہ فی مصیبتک ولخلقک خیر منها اللہم  
اسرب یا رب یا رب اللہم یا رب یا رب غفر لوالد  
نقل ارجمہ وعافہ واکرمہ نزلہ وابدلہم  
اخر اخیار من دادہ واهد خیرا من اھلہ

اعقبت خیدا یا رب فی عقدہ وکن انت  
خلیفہ فیہم وعصمہم خیرا منہ یا رب نیباً رب  
یا رب انت علی کل شیء قدیر اللہم صل وسلم  
وبارک علی سیدی وعلی وعلی وعلی وعلی وعلی  
والسلیلین املین یا رب العالمین۔ میں نے آپ کے لیے دعا کی ہے کہ  
**نقل خط جناب مولوی ابراہیم حسین صاحب مدرس**  
**فارسی نارمل اسٹول کھنؤ**

مخدومی مکرئی سلمہ سر تعالیٰ۔

بعد سلام سنون وطم مے گوناگون متمس ہوں جبوقت آپ کا کارڈ  
ہونچا اور پڑھا اور کلاس میں لوگوں کو سنایا اور سب صفات بیان  
کیے۔ کیا کہوں دل شوق ہوا جاتا تھا کہ اسدا جس امام ہمام کی  
صورت اور محبت ابھی بھی دو جینے پتیر نصیب ہوئی تھی اور اُنکو  
ایسا ہی گل سا شگفتہ بیل سا چمکتا پایا جیسے ۲۵ برس پہلے پایا تھا۔  
اور جب انتقال اور انتقال کا ابھی مطلق گمان تھا۔ اسقدر جلد ہرگز  
فردوس بریں ہو جائیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ اگرچہ بظاہر میں  
دہ بار گیا تھا لیکن اس پیر میں جناب سیدنا محمد ابو منصور مہر روز مقصود کی  
زیارت میری مقصد تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مگر مفسوس دوا دوش  
کے مارے جگر چٹینا اور باتیں کرنا نصیب نہوا اگر نہ جاتا اور خبر پاتا تو پتہ  
قلق ہوتا کہ بیان نہیں ہو سکتا اب تھوڑی تسلی ایسے ہو کہ دیوار پر آواز  
نصیب ہو گیا۔ ہدیہات کہ ایسا علامہ روزگار سچا اسلام کا مددگار  
مکتہ سچ و سیر سچ اسقدر جلد ابھی خلد بریں ہوا۔ واقعی جھدرافوس آپ کو  
ہو چکا ہو۔ افسوس کی بات ہو کہ تفسیر جو حضرت کی کرامات ہو اُنکی  
زندگی میں طبع نہوئی۔ خدا اُنکو داخل جنت فرمائے اور آپ کو جبر سے  
آپ کے صاحبزادے کو کہت چاہتے تھے خدا اُسکی عذر دلا کر کہ میرے ساتھ  
جو خلوص تھا اس لحاظ سے کبھی اُنکا خیال دل سے نہیں جاتا اگر اُنکی  
عکسی تصویر بھی لی ہو تو اوچھپوانا چاہیے آہ آہ تاج جو میں نے کبھی  
ہو عقب سے بھیج دینا۔ بالفعل بیان عالم نشوون کا ہو خدا رحم فرمائے  
اسکا جواب جلد عنایت ہو۔ فاتحہ کی شرکت میرے لیے مایہ رکت ہو لیکن  
آنا دشوار۔ اُس مقام کو حضرت سے خالی دیکھوں ہدیہات۔

**قطب سار سچ**

وقتیکہ امام مناظرہ فن از قلم عدم ہو جو د آد  
در خاطر باب و امام چہ خوش گیش و نشا طوسہ و گذشت  
از فایت شادی شاد شدند از سبدا لم آزا شدند



حسا وز غم برباد شد نداز سینه نشان سا طور گذشت  
چون فضل الهی شامل شد در عهد جوانی فاضل شد  
در علم مناظرہ کامل شد حق بر لب کن منصور گذشت  
پیوستہ باندگان شیر عزم و حفظ و حمایت پر تین  
بگنجت از دروہا بعین چون در نظرش از دور گذشت  
با آنکہ خیمہ الجشت بود اما نہ بطبعش غصہ بود  
در خلق را قران گوی ربود از خصم گئے نہ نفور گذشت  
نہا دزد دلی پاسے پدر در گنج قناعت برودہ بسر  
زرد در نظرش بید خاستہ پیوستہ زرقش دور گذشت  
از بسکہ ز عالم و فاضل و صوفی شیخ و ولی و امام و بنی  
ہر کس کہ بگیتی آمدہ ز دور فرستے اجل مجبور گذشت  
ہیہات برقت آنہم ز جهان سوی بانہ جنان چون بصر و  
با آنکہ بہیری بود جوان صدیف ز ما مجور گذشت  
تا بچ و دلالش دوش بگوشم آہ سر و ش غیب بگفت  
از سر درواے ز دنیا سید ابو منصور گذشت

نقل خط جناب خان بہادر قاضی محمد علی صاحب  
بن الحرم قاضی محمد حسن صاحب مرحی قاضی شہر  
بیمیں حبش آف دی پیس

جناب مکرم دام غنائمکم۔

بعد سلام مستون معروض آنکہ از خبر وفات پدر بزرگواران والا جاہ پیہ  
فوق و اہل رسیدہ مگر بجز صبر چارہ نیست آنجناب لو احقان خود را سلی دادہ  
از جرع و فزع باز دادند بحقریب از طرف انجمن احباب بیمیں یک  
فخرت نامہ بخدمت عالی میرسد۔

نقل تحریر جناب مولوی فقیہ محمد صاحب رئیس فوج انجمن  
جناب بجا بیضا صاحب مکرم و عظم دام محمدکم۔

بعینم معروض خدمت آنکہ کئی ہفتے کے بعد آپ کا کار جو موصول ہوا  
توسینہ میں ایک طرح کی مسرت پیدا ہو چلی تھی مگر عنوان بضمون پر نظر  
پڑتے ہی رنج و غم نے ہر طرف سے آدبا یا عالم سکوت میں ہو گیا پھر فوراً  
ہی دل میں مرحوم و مغفور کے اوصاف حمیدہ پر بحث و قومی خدمات  
وغیرہ پر غور کرنا ہوا اسے موجودہ رنج و غم میں ادھیڑا دیا پھر  
کردی طبیعت بھر کئی لگا لگا لہو و آٹا لیکہ کہ اچھوٹا ایسے بزرگ  
نیک طینت فرشتہ خصلت عالم و فاضل عید مہمند العصر خیر خواہ قوم جیسے  
ایسے ایسے کار نمایان کیے اور قومی خدمات میں سرگرمی سے عمر بسر

اگر دی جسے ایک عالم قابل تحسین و فخر سمجھ اور جسے فلم سے ایسے  
مضامین مفید عام تھے ہوں جو قدر و عزت کی نظروں سے دیکھے جاتے  
ہوں جسکی زبان میں وہ طاقت ہو کہ جسکا ایک زمانہ قابل ہو جسکے  
بیان میں وہ سحر ہو جو ہر خاص و عام کو اسیر کرے اور جو شرافت و نجابت  
میں فخر خاندان ہو افسوس وہ ہم لوگوں سے جدا ہو گیا اور ہمیشہ کو فستق  
اسلام کے ایک بڑے رکن کا اٹھ جانا کچھ کم صد سہ کی مات خین بڑا کی  
ذات والا صفات ایسے وقت میں جبکہ مسلمانوں میں چاروں طرف سے  
ادباری ادبار نظر آتا ہو مقتنات سے تھی اور آپ دیگر قوموں کے ایسے  
بیجا حملوں سے جو وقتاً فوقتاً رشک و حسد سے نازب اسلام پر ہوتے  
رہتے ہیں دندان شکن جواب دینے پر سلام پر کسی قسم کی آنچ نہ آئے  
دیتے تھے۔ موجودہ زمانہ کی حالت و طرز معاشرت کو امتنا بردہ کر کے  
آپنے جو کتب تصنیف فرمائے ہیں اسکا ایک عالم ثنا خوان و محفل  
ہو جس سے ایک گونہ تقویت ایمان منظور ہو اور یہ ظاہر ہو کہ خدا کو  
کریم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو محفل ان مقاصد کے لیے مبعوث  
فرمایا کہ وہ بڑی بات سے لوگوں کو بعض رطک افعال حسنہ کی طرف  
رجوع کرین جس سے دین کی مضبوطی رہے اور امو و نفاہی کہ مدار دین  
ہو اگر اسکا بساط تہ کر دیا جائے اور اسکے علم و عمل کو مہمل چھوڑا جائے  
تو نبوت بیکار اور دیانت محفل اور سستی عام و مگر ایسی تمام اوقات و  
فساد و ہرجا ہو جائے اور بلا درباب اور عبادت تباہ ہو جائیں گویا  
ہلاکی کو حرقیامت کے اور کسی نہ جائیں اور جس بات کے ہونیکا در  
تھا وہ ہو گئی ہو گوں کے دلوں پر نہا نہت چھا گئی اور فاضل کا لحاظ  
بہل نہ رہا تو جس شخص نے اس غفل کے دور کرنے اور اس رخنہ کے  
بند کرنے میں کوشش کی کیا وہ احیاء و سنت کے باعث قابل فخر و  
تحسین نہیں ہو اور جسکا امیر خاد و دیگریم سے بیٹا رضی اللہ عنہ تمام عمر دینی  
اشغال تصانیف میں کا لی تھے کہ اس ضعیفی کے عالم میں آپ نے  
قرآن شریف کی ایسی تا د تفسیر لکھنا شروع کی تھی جواب تک کسی کے  
خیال میں بھی نہ آئی تھی اپنے تو بہت وکیل سے مطالبہ خذ کر کے  
متاع کا نظامین فرقان مجید سے کیا تھا گویا مخالفین  
و کفار کو آئندہ کسی طور پر اعتراض کی گنجائش نہ چھوڑی تھی۔ ہاں  
ایسے بزرگ کا مرزا ہم لوگوں کو بہت مایوس کرتا ہو اور کوئی بات  
اسکی نعمت الہیہ میں ہو تو میں کیا عرض کروں کہ آپ نے بیکایک ایسی  
خبر لکھی جو اسکے دل ہلا دینے والی ہو۔ یہ لکھنا کہ آپ نے بکرین گویا  
ایک طرح چھٹیڑا ہو صبر لیا صبر ہو تو اختیار کیا جاوے یہ تو دوتا

روز ہوا بالآخر صبر ہوئی جائیگا لیکن پھر آپ اپنے تئیں پہنچا لیں اور  
اغرا کو سمجھائیے کہ جس طرح ہو سکے صبر کریں اور مرحوم کے لیے دعا سے خیر  
کریں جس سے انکی روح اعلیٰ علیین میں خوش ہو تمام خاندان میں  
ایک مرحوم کی ذات بھی جو بسا غنیمت تھی بیشی محمد مدی صاحب و  
ولیکم محتشم علی صاحب کے بعد بیان کوئی نہ تھا مگر یہ تو معلوم تھا کہ ابھی  
ایک بزرگ امور جو زمین - ہائے وہ چراغ بھی گل ہو گیا۔

### قطعہ تاریخ

ہائے چون مولوی ابو المصنوع	تحت رحلت بہت و حجت بقا
قلب راجع بہ ذات اصل شدہ	کل من فان لب بکر دادا
بچوں - بچا و دین و دین عالم	شد مقامش بہ حجت المساد
فکرتا رنج چون مشہد دم دلگیر	ہاتفت از غیب ترو و کرد و نر

رفت زمین دہر صاحب تسلیم

سال و صلیح بلو شہید رضا

نقل خط جناب برادر سید ممدی حیدر صاحب ابن  
جناب ناظم صاحب سائر کل بھوپال رئیس دہلی پور  
برادر - السلام علیکم۔

جناب والدہ مرحومہ کے غم میں مبتلا ہی تھا۔ کہ آپ کی تحریر نے ایک دو روز  
قیامت خیز ماتم کی خبر دی۔ انا للہ وانا الیکہ راجعون جناب مرحوم  
ایسے با صفات اور با کمال کو زمانہ تا قیام قیامت نہیں بھلا سکتا  
نہ پیدا کر سکتا ہے یہ قوم کی نصیبی ہے کہ ایسے با کمال بزرگ قوم کا سایہ  
اٹھ گیا۔ میرے تو ایک عزیز زادہ باعث فخر بزرگ تھے۔ مگر ایسے ہمدرد  
قوم کے غم میں میرے نزدیک تمام قوم کو سوگ نشین ہونا چاہیے۔  
جناب مرحوم کے بچاؤ اور کمالات کا اندازہ مجھ ایسے شخص سے خاک ہو سکتا  
ہے۔ استغفر اللہ بالکل نا ممکن ہے مگر میں جناب مرحوم کے اس منتہا سے  
الطاف اور اشتیاق بزرگانہ کو کہ آخری عمر میں میری درخواست پر  
اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اپنی زندگی میں نہیں بھول سکتا اور ہمیشہ  
اُسکی یاد مجھے خون کے آنسوؤں کی سی۔

نقل خط عزیز ممدی سید طاہر علی صاحب رئیس  
فرخ آباد و ستا و مسلم الثبوت

حمولیا حبیب علی میر نظرت علی صاحب۔

تسلیم مع انظیم۔ نامہ غم انگیز حقیقت قیامت خیز صا در ہوا۔ حال انتقال  
جناب دادا صاحب قبلہ غفران مآب معلوم ہوا جعفر رنج و ملا  
ہوا اسکا ایک شہدادہ بنو نہیں سکتا کیونکہ بزرگوں میں ایک ات عالی صفا

مفقور کی تھی انسان قضا و قدر سے مجبور ہی ایک دن سب کو یہ سفر  
وریش ہوگا انا للہ وانا الیکہ راجعون۔ اللہ کی نشانیوں کو  
تا دیر سلامت رکھے۔

نقل خط جناب مولوی سید صفوت حسین صاحب  
وکیل سرداران جو دھر پور

نامہ لوح ترسائے و غم افزائے بمن وفات حضرت کثیر البرکت و  
خیر الکرامت آئیہ رحمت مخدوم جہان افضل الفضل عالم العلما امام المذاہب  
دوران مولانا و مرشد تاسید محمد ابو المصور صاحب قبلہ انارکند بہانہ  
حوالہ کتبہ مشواہ۔ پہونچا۔ اسی روز بعد فاتحہ ۲۵ محتاجون اور پتہ  
یتیموں کو کھانا کھلا کر خدا سے دعا سے خیر چاہی۔ تقدیس مآب  
دین و دنیا و دونوں میں معزز و مشرف رہے۔ جسکے بڑی ثبوت آفتاب  
کی طرح روشن اور ہویا۔ اور خود واقعات چشم دید سے میری ویدہ  
معاملات دینی میں مسلم الثبوت امام۔ اور صفت تصانیف بیشمار و  
ہادی خاص و عام۔ دنیاوی حالات اظہر۔ جسکے گرامی قدر فرزند  
خان بہادر سید محمد ناصر علی خان صاحب سپہ سالار محکمہ ملک اور  
ثانی الامور مولوی سید محمد نصرت علی خان صاحب کہ حکمی عالی درجہ  
قابلیت و شرافت کا ہند سے لیکر عرب تک شہرہ ہے۔ اللہ ذو فردا۔  
اگلے ہر گونے دنیا میں چہرہ ہی چیزیں چاہیں بقول شہور۔  
اسے خالق ہر بلند و پستی۔ شش چیز عطا یکن رہستی  
علم و عمل و فراخ دستی۔ ایمان و امان و تندرستی  
تقدیر و متاخرین کی تمنا میں پہونچا نہ یہ رہائی مستعمل ہی اور ہے۔  
ماشا را اللہ چشم بدور چھوٹن چیزیں حسب مراد اعلو ملین حضرت  
فرشتہ صورت و سیرت تھے جسکو زمانہ نہ جانتا ہے۔ ایسے محمود و عزیز  
و سعید بزرگ کی وفات سے نہ صرف خاندان و فریاد ہی کو رنج و  
غم ہوا ہے بلکہ سچ یوں ہرگز انکے انتقال سے موجودہ زمانہ اور ہلائی  
طافیت کا ایک سخت صدمہ پہونچا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفقور کے  
درجہ و مراتب بہشت برین میں زیادہ بڑھائے اور جملہ متعلقین و  
متوسلین سلمہ اللہ تعالیٰ کو توفیق صبر و شکیبائی عنایت فرمائے  
اور ایسے صبر و شکیبائی کا جو عظیم خالق ارض و سما کوئی حضرت صلیح  
بزرگوں کو صبر بزرگ نہ دے گا مگر کامیابی ہر روز ان ہزار سال سہا لکھوں  
نقل خط جناب بہا صاحب جناب ممدی محمد مظاہرین صاحب  
ممدی خاص محمد ممدی ممدی ممدی ممدی ممدی ممدی ممدی ممدی ممدی  
برادر عزیز القدر گرامی ممدی سعید زلی سید نصرت علی زید اللہ و قد



و تکریم کے التماس یہ ہو کہ آنجناب کے افتخار نامہ سے جناب قبلہ و کعبہ  
 داد صاحب کے انتقال پر ملال کا حال معلوم ہو کہ حسب عقد صدقہ  
 عظیم ہو ای تجدانہ تو زبان میں قوت ہو کہ بیان کر سکے اور نہ مت کو  
 اس قدر طاقت ہو کہ لکھ سکے ہاے گلشن دہلی پر فتنہ کیسی خزانگی  
 (زینت جہان چنان شد کہ صبا بختی تواند بہم نہانی لب خنجر باز کردن)  
 کش شخص کا دل ایسا ہو گا جو اس خبر و جنت اثر کو مستحکم پارہ  
 نہو گیا ہو۔ افسوس ایسے با کمال بزرگ کا واقعہ دنیا سے اٹھ جانا  
 واقعہ بین قیامت کا سامنا ہو جناب والا یوں تو اس دنیا پائیدار  
 میں کسی کو ثبات و قیام نہیں۔ انسان ہو یا حیوان ایک روز بھی کو  
 مرنا ہی لیکن ایسے بزرگ کی وفات سے ہر فرد بیشتر کو سخت صدمہ  
 پہونچتا ہو جسکی ذات والا صفات تمام عالم میں غنیمت سمجھی جاتی ہو  
 اور خصوصاً جبر ہمارا ملک ہندوستان غمزدہ ہو۔ ہاے افسوس  
 ایسے بزرگ کو زمانہ نے ہمیشہ کے لیے جسے جدا کر دیا۔ پھر کیونکر  
 ہماری آنکھوں سے خون کے آنسو نہ جاری ہوں لیکن مشیت ایزدی  
 میں کسی کو مجال دمزدن نہیں۔ ناچار صبر کیا آپ کو اور جمیع خردو  
 کلاں کو بھی صبر کرنا لازم ہو۔

**انقل خط جناب مولوی عبدالحق صاحب کسل دربار تلام**  
 مکرم بندہ۔ سلام علیکم۔

آپ کا کارٹو کیا بلکہ دل نا تو ان کے لیے ایک تیز کار و تھا جو بچا۔  
 جس میں خبر وفات امام من منظرہ معلوم ہو کر وہ مجروح ہوا سرانجام  
 اللہ و ان اللہ را جعون۔ ہر چند کہ ایک ایسے با کمال شخص کا اٹھنا  
 اعمو مسلمانوں کے واسطے سخت دردناک حادثہ جو۔ اور آپ کے لیے  
 بالخصوص نہایت اندوہناک واقعہ مگر مشیت ایزدی میں چارہ کیا  
 صبر فرمائیے اور انکو دعا و مغفرت سے شاد کیجیے میں بھی دعا کرتا ہوں  
 کہ اللہ تعالیٰ انکو مغفرت فرمائے۔ اور آپ کو صبر دے اور مرحوم کا ذکر  
 جمیل ہمیشہ کو اس دنیا میں رہے۔

### قطعہ تاج

افسوس آج عالم فانی سے اٹھ گئے  
 صدیق ہاے ہاے امام المناظرہ  
 اب کون ہی بجائے امام المناظرہ  
 کیا ہی کروں شائے امام المناظرہ  
 اور تین کی حدتیں دنیا میں نا اید  
 میں باعث بقاے امام المناظرہ  
 تاج بین وفات کی وقت دخول خلد  
 ضوان یہ بولا اے امام المناظرہ

بعد تحیات و انقیات مطالعہ خاطر عطر لکھ نہاد۔ مصیبت نامہ کہ  
 مطلعش آتش افروز جہان مقطعش سوز روح روان بود سپید البوب  
 حزن و ملال بر دلما کشودہ عشت را ہزاران خار حسرت و دیکر غلید  
 دیدہ ازین واقعہ جانسوز مشکاب بنیاد و سیدہ ازین نا کرہ  
 شعلہ افروز و التہاب اوقفا و فریاد از جفا کاری فلک تہ کار کہ افراد  
 کائنات را گرفتار مصائب شدیدہ ساختہ لطف زندگانی از دست  
 میدہر و دایمیدہ از دستمکاری روزگار کہ شرف مرکبات ابتلائی  
 صدمہ عظیمہ گردانیدہ غلظت نفسانی بر طرف میساند و برین آثار با صفا  
 ساختہ ہوش ربا رحت فرمائی جناب قبلہ و کعبہ بھو بھا صاحب ازین  
 دار فانی بعالم جاودانی چنان رنجی و تاسفی بدینا طاری گشت کہ  
 نہ قابل تحریر و نہ لایق تقریر افسوس ہزار افسوس ہر چند کہ ازین حادثہ  
 روح گداز صدماتیکہ بر لکھنیز رسیدہ اندچہ گوید و چہ نویسید اگر دل از سنگ  
 خارا بشد آب میگردد و اگر گلزار از خولاد و آہن بود پارہ میشود والا آنفرز  
 کہ محو لطیف ایزدی بودہ اند از حقیقت بین معائنہ نمایند شمعیکہ  
 یابن شبستان چہرہ افروخت لا جرم تجلیل اجزائے عنصری نظم تفسیر  
 نمود و چہ انجیکہ برین کاشانہ روشن گردید اگر کار بقدران رویت اصلی  
 پیغام نصحت فرمود گلی بنظر نیفتاد کہ رنگ بے ثباتی زنجیر و خل  
 ہمشاہدہ نرسیدہ کہ سرشتہ روح نباتی کی سخت و جھابیکہ بسینہ دریا  
 نہر کشیدہ چشم زدن ہوای فتادہ پوست و موجیکہ کینا محیط رسیدہ  
 بطرفہ بعین ارتعلق یکدیگر در گذشت آخر الامر مقتضای این سے  
 عرفنے اگر یہ گریہ میسر شری وصال  
 صد سال می توان بہ تمنّا اگر سیتن

بالجملہ از جزیع و ذریع کعادت و استلکان صورت و لباس است  
 بازماندہ و تحفہ فاتحہ و درود بر روح آن مسافر عالم محمود و مرحوم  
 خدمتہ دلان مجروح گذرانند ظاہرست کہ آن رموز دان کارخانہ تکوین  
 و ایجاد و نیز بقائے حیات مستعد و مہلک و پرده دست بحال متہین کیجائی  
 کہ نظریہ بارگاہ صمدیت است زده نباشد۔ آری آنکس کہ اولش  
 عدم و مخزن فحاش و حق او گمان ثبات و بقا خطاست۔  
 زیرا کہ بجز این امرے دیگر تصور نیست چون زیادہ ازین خامہ  
 اشک زینتاب و طاقت این تحریر نہ دیدہ اند از خاتم آن نمود زیادتھا  
**انقل خط عزیز بنو اب شمشیر بہا در صاحب تحکم**  
**جاگیر دار اعظم ریاست اجمیڈہ**  
 جناب عمولیا صاحب قبلہ معظم و کعبہ مکرم دام افتخا لکم۔ بعد تسلیم

جناب افضل الفضل اکمل لکھنا حضرت مولانا حاجی  
حافظ ابوالحاجہ محمد عبدالحمید صاحب از علمائے کرام کی محل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا ہو الرب الحکیم الحکیم

بخدمت سامی و درجت نبیل الشمال جمیل الفضائل جمع الخیر والبرکات  
منبع البرہد احسانت مبطلہ کام فراوان عنایت فرماے بے پایان  
مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار و معلی  
زاد لطفہ الخفی واسطی

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بذریعہ اخبار اصرار خیر و حسنات  
رحلت والد ماجد آن یادگار اماجد اعنی جناب کمالات انساب  
جامع معقول و منقول بآثار فروع و اصول قدوہ المہمہ صفوۃ الہ  
ناظر مناظر والاظران عالی گہر نامہ شہناشہ عالی گہران والاظر منظم  
عظیم البعدیل منظر فقید المثل ناظر در شرع مبین ناصر دین  
اعلیٰ اقدس درجۃ فی اعلیٰ علیہین اصفا محمودہ کمال شناسست و ست  
گردیدم احمق ذات بابرکات آن مجمع الخیر و احسانات ہی خواہ  
اسلام و درود و ستر کلام صلح کل و امن ہو سو گفتا و خوش خو  
رہر و سوا السبیل و ہادی طریق جمیل تذکرہ سلف صالحین و  
تبصرہ خلف فالحین بود افسوس صد افسوس قدر نعمت است  
بعد زوال لاریب این واقعہ جانگزا و ساختہ ہوش ربانہ بنیاد البیت  
کہ اثرش از صد و بار باب نظر زوال پذیرد و این صدہ حیرت انگیز  
و موت قیامت خیز نہ در جہاں است کہ در قلوب اہل اسلام چاند  
گیر و لیکن در رضون تعزیت ہیں قدر کافی است۔

ان فی اللہ عزاء من کل مصیبتہ و عوضا من کل فائتہ و خلفا  
من کل ہالک قالی اللہ ینبوا الیہ فارغبو و نظرو الیکم فی البیاب  
فانظروا فاما المناصب من لم یجہد و یجتہد و یجتہد و یجتہد و یجتہد  
اللہم اغفر لہ و ارحمہ و اعف و اعف عمنہ و اکریم و اکریم و اکریم و اکریم  
یا مالک و الشیخ و الشیخ و الشیخ و الشیخ و الشیخ و الشیخ و الشیخ و الشیخ  
الدرس و ابیر و دار الخیر من دارہ و اہل الخیر من اہل و زوایا من  
زویہ و اولادہ و النجۃ و اقدہ من عذاب القبر و عذاب النار این یا عفا  
او تعالیٰ و تقدس آن شفیق و راضی جمیل و اجر جزیل عطا فرما و  
درجات آن مرحوم را در جنت الفردوس افزاید اسلام نعم انعام  
و مستطاب و مہر

نقل خط جناب مولوی عبدالمصاحب زنگبور مالک  
مخدوم حکم من زاد اشفاقکم۔ بعد سلام منون آنکہ۔ آپ کا خط ملاطمانہ  
خیر جلست فرمائی حضرت مرحوم و فقور سے صدمہ ہوا۔ ایسے بکتاب  
حصص کا انتقال پر طلال وافی نہایت افسوسناک ہو اشد آنکھ غرق حمت  
کریے اور پس ماندوں کو صبر عطا فرماوے۔

نقل خط جناب شی ریاض احمد صاحب مالک  
ریاض الاخبار گو رکھ پور

یاد ارم۔ مولانا کا انتقال عجیب صدمہ جانکاہ ہو۔ ہاے  
کیسا بزرگ آٹھ گیا اور ہم یہ نصیب آخری زیارت سے محروم ہے  
امید کہ مرحوم کو بہشت برین میں درجہ اعلیٰ عطا فرمائے۔ اور  
آپ سب اعا کو صبر دے۔

نقل خط جناب یو کدرا تھ صاحب کیانج حیف کورٹ  
جناب مولوی صاحب۔ بعد سلام آنکھ بچھو مولوی صاحب مرحوم  
خیر سکر نہایت رنج ہوا خداے تعالیٰ آنکو جنت نصیب کرے  
میں بھی آج حاضر خدمت ہوں گا اور جو موقعہ انکی تقریب کا ہوا  
اسین شریک ہونے میں کیا کلام ہو وہ تو عین فرض ہو خدا اکبر  
صبر دے آج ضرور حاضر ہوں گا۔

نقل خط جناب پیارے لال صاحب کیل کورٹ  
جناب من تسلیم۔ بین بڑا مشکور ہوا کہ آپ نے مجھے تاریخ نامہ سے  
اطلاع دی براہ مہربانی وقت سے بھی اطلاع دیں اور اگر  
شام کے ۴ بجے کے بعد ہو گا تو میں ضرور حاضر ہوں گا واقعی  
آپ کی یادگار کے لیے جو کچھ کیا جاے تھوڑا ہے انکی وفات  
سے اہل علم کو بڑا نقصان پہنچا ہے لیکن خدا کی مرضی میں کچھ  
چارہ نہیں ہے سوائے صبر کے کیسے ہو سکتا ہو خداوند کریم  
مرحوم کی روح پر فتوح کو غریق رحمت کرے۔

نقل خط براہ مہربانی علی صاحب جانشین گاہ حضرت سید  
عبدالمصاحب مولوی سید نصرت علی صاحب۔ اسلام علیکم۔ مزید بخیر میرے  
جیوٹے لڑکے کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ والد بزرگوار سے انتقال فرمایا  
بخدا سوختہ ہو اکیس کچھ نہایت ہی غمناک پیش آیا کرتے تھے اور میں جب  
دینی خدمت پر جاتا تو حضور ائیسہ قدسوس جلیل کرتا تھا آپ کے قدر  
محبت لکھتے تھے۔ کہ اپنی ساری عمر آپ کے ساتھ ہی گذاردی خداوند کریم  
آنکو غریق حمت کرے۔ اور آپ کو صبر عطا فرمائے۔

## اور سالہ وصال منصور

(مولفہ برادر سید محمد مستنصر علی اطال اللہ عسکرہ)  
سزاوارثنا ذات خدا ہے وہی ہے خالق و رزاق عالم  
زمین و آسمان خورشید و انجم  
بنی پیدا کیے ہر سر ہدایت  
جناب مصطفیٰ کی ذات اقدس  
وہ ہو ختم الرسل حامی ہمت  
کردن کیا مدحت آل امیر  
وہاں دامن چھڑانا ہوگا مشکل  
یہ ہو خود اہل دنیا پر بھی روشن  
نہ ہنگاموں باقی اس جہان بن  
آسی کی ہر صفت میں حق و قدیم  
جو کل زندہ تھی ہن زیر زمین آج  
ہن جیتے ہی کے سبکدوش ہو گئے  
ہو احب دن تو چھوڑ دیا گیا  
نہ بستر او نہ تکیہ ہے نہ ہم  
ابو منصور مام ملت و دین  
نہیں جاتا ہو غم دم بھر کول سے  
الم کہ ہو یہ شاید رفت رفتہ  
مگر یہ دیکھو موہ وقت کب آئے  
چکان ہن ہنگام صبر نہ کی ہو ہن  
ہمارا غم یہ کیسا غم ہی یارب  
قیامت کو ملین گے جدا مجھ  
ہن پھرتے دھڑکتے چاروں طرف  
برائے صبر دل پر کرتے ہن جبر  
ہی ہر ایک در و کار دامن جہان  
نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا  
پریشان حال و دلش و جگر  
جہان رہتی تھی بحث علم ہر دم  
تھی جس گھر میں خوشی کے ساز و ساز  
اکا بر تعزیت کو کر ہے ہن  
مضامین خطوط تعزیت سے

جھون نے بھیجے ہیں قطعات  
ہو مستنصر ب دیا چہ پ ختم  
انہی صبر دم ہم غم دون کو  
ہوئی تاج کی بھی فکر مجھ کو  
جواب اسکا ملاسن کان دھر کر  
کیا جب دھیان میں تھی تیرا دل

عزاداروں پر یہ احسان کیا ہے  
جناب کبریا میں یہ دعا ہے  
اگر چہ دروہا پناہ لا دوا ہے  
کہا ناقت نے اسکا سال کیا ہے  
یہ آئی غیب سے کیسی ندا ہے  
ارم میں حق نے گھر و ترنم کیا ہے

جدا تجی میرے بوالنصورتھے  
آہ مجھ پر جو کہ شفقت خاص تھی  
ماتم لیا انکی رحلت سے ہوا  
میرے بچہ اظہار کی حاجت نہیں  
یا دامن مجھ کو رہ رہ کر نہ کیوں  
ہی رونہا ہوں نہیں کہ کہ کیوں  
جاکے وہ کچھ مدین سو گئے  
ہوئے مرقد زمین کا سینہ چاک  
غم دیا ہو جو تو نے ایفک  
لوگ سمجھاتے ہیں مجھ کو صبر کر  
سال جلست اسکا مستنصر تھے

ہو گئے سوے عدم کی جہاں  
کر نہیں سکنا ہوں میں اسکا بیان  
ہو بچی ہے تاعرش فریاد و فغان  
سیکد میں معلوم انکی خوبیاں  
تھے وہ والد سے زیادہ ہرمان  
جھوڑ کر مجھ کو گئے داد اکہاں  
کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ وہاں  
نیلگون ہوئے غم میں آسمان  
بس ہیں تھے کیا بربک اتھان  
یرکمان سے لاؤں میں تاب توں  
دہل فردوس ہیں قریب زمان

من تخیل فکر قبلہ و کعبہ مولوی سید نصرت علی صاحب مدظلہ  
والد ماجد مر دنیارفت  
آفتاب سپر فیض اتم  
بود و خلیل عالمان ممتاز  
نقدی خلق و مقتدا بود  
نصرت دل خیزن بگونا گون  
از انجی مکریم سید حسن خلف الصدق خان بہا در  
میر کاظم علی صاحب رئیس نواب حج

بود امام الانام در ہر سر دین  
باعث انجلا سے اختر دین  
سروری یافتہ ز سرور دین  
طرفہ سردار از عمار دین  
رفت سوے ارم ہر ہر دین  
از انجی مکریم سید حسن خلف الصدق خان بہا در  
میر کاظم علی صاحب رئیس نواب حج

جد مرحوم ما عذیم لیشل  
از کمالات ظاہر و باطن  
برزبان وقت نزع جاری بود  
داشتے در کلام خود تائید  
سرنگون پیش او مخالف بود  
سال جلست و غوغا ہم نہ سرور  
باز سید حسن گفت چنین

بود و زندگی فنا سے  
بود و موران حسد آگاہ  
کلمہ لا اکر الا اللہ  
ہا دئے بود از سپہ گمراہ  
میسر شیر کی بود و باہ  
دو صد و بیست بر شیدہ آہ  
شد بخت مشافہ حق آگاہ

<p>گفت از روی یک سالش نیکو کرد و الا نشان رحلت از جهان مندریش</p>	<p>از بزرگ و عظم سید میر حسن خلف الصدق خان بہادر میر کاظم علی صاحب رئیس نواب خان</p>
<p>مولوی سید ناصر دین جیب کر کے اس دنیا سے رحلت سال رحلت اسے نذر انکار بولا ہاقت ہے ہے شخصیت</p>	<p>قبیلہ میں حضرت منصور علی دادہ نفا کر کے رحلت ہر سے</p>
<p>ناصر الدین کہ بد عالم بنیں نظر بود و علم و عمل کامل عصر دلی فکر تاج وصالش ہو نوم از دل کا ہا قلم دادند فاضل عصر دلی</p>	<p>جو کہ علم و فضل میں تھے مستند اب کر کے ملک عدم کو تارہ کر کے تھے وجہ قوی سے سرد پر کسی سے کچھ نہ تھا بغض و حسد جنت الماد میں بلحاظ شکر بند نوبہ پڑتا ہیچ رحلت احسن</p>
<p>کون دنیا سے اٹھ گیا ہے یا کیسی پر کیسی آمنت ہے ناصر الدین عالم و کامل آج کیا ہو گئے پر حسرت ہے کل ٹھکانا تھا آہ دہلی میں کچھ اُن کا مقام جنت ہے وقت رحلت کیا یہ ہاقت نے ببل بوستان پر حسرت ہے</p>	<p>از عزیز و سید منظور علی منظور رئیس گوالیار قبیلہ میں سید منظور علی دلی کمال دوزی شرف عالمی نسب عازم ملک نقاش جیف جیف خاک بر سر حملہ فرزندان شہد از غم دوری و دشنام و محسہ سال رحلت و غمیش منظور گفت</p>
<p>تاج از جناب سید ابوالحسن عرف سید آفتاب علی شاہ صاحب سند بلوی مفتون</p>	<p>فاضل طباع و عالم علم یقین سال رحلت گفت لقب اشعاع الدین</p>
<p>پناہ پست شریعت معین و ناصر دین ہوئی جو فکر یہ سال بس بین فی القدر نزدایہ ہاقت غیبی نے دی مجھے ناگاہ نزدایہ حشر سے کچھ کم نہیں ہیچ و غیر آہ از تصنیف لطیف مولوی ہیچ کریم بخش صاحب نادر قوجی مقیم کوہ مری تلمیذ حضرت مختصر</p>	<p>از تصنیف بابو شیخ علی احمد صاحب راز نشتر محکمہ نہ رنگ علی گڑھ تلمیذ حضرت مختصر</p>
<p>مولوی سید ابوالمنصور لاکھوں گزیرش اگر فلک کھائے کوئی عالم نہ اُنکے ہمسر تھا اسلام عجیب فصاحت تھی علم و فضل ہنرمیں تھے ہمیشہ نظم اور نثر و وزن میں فائق تھے امام فن من خط و خطی امر حق جب وہ کر کے تھے ثابت میرزاں اور وہ کے تھے دنیا میں</p>	<p>مولوی سید ابوالمنصور آہ یا لکھی کسی کی آمد کی ہر دھوم از غم آرا دہ استقبال کو بہم بیان گریان کے عم میں ہیں گو کہ جاری اور مومن بھی ہے ستے ہیں اُجھا ملاک شوق سے راز مخزون لکھ یہ تاج و فات از تصنیف سید شیر شاہ ضیعہ بلیف عدالت دیوانی ضلع راولپنڈی</p>
<p>مولوی سید ابوالمنصور اب کر کے رحلت ہیں دسم خلد میں یہ حق ہیں جبریم خلد میں از نتیجہ فکر مولوی محمد عبداللطیف صاحب مدرسہ ہاشمیہ</p>	<p>مولوی سید ابوالمنصور رفت از دنیا سوی باغ خان</p>



قطع عربیہ نتیجہ فکر فاضل دینچ لانا مولوی محمد حسین صاحب پنجابی ساکن احمد آباد ضلع جلم پنجاب

تَجَلَّ بِرَبِّدِي كَالْعَبْدِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا فَارُوقَ  
لَا تَهْتِكْ عَلَيَّ الظُّرْفَيْنِ وَلَا تَكُنْ مَلَسًا هَلَا  
إِذْ هَبَّ بِحَضْرَةِ سَيِّدِي أَعْنَى بِهِ لُصْرَتِ عَلَيَّ  
لَعْنَةُ وَاللَّهِ الَّذِي قَدْ كَانَ مِنْ أَهْلِ لَتَقَى  
فِي حَضْرَةِ كَاهِنَةٍ عَلَى شَمْسٍ لِلْيَدِينِ وَرَفَعَهُ

بَاخَتْ بِأَنْتَ أَسْرَ الْجَمَالِ عَلَى سَمَكَيْنِ الْإِسْمَا  
قُلْ يَا لَعْنَةُ مَنْ تَعْبَا يَا أَهْلَ بَيْتِ أَصْبَرُوا  
اللَّهُ بِحَقِّهِ وَاحِدًا يَا فِي الْفَتَا حُكْمًا  
ذَكَرَ إِلَى الْمُتَقَرِّبِينَ مِنَ الَّذِينَ جَاهِلًا نَاصِلًا  
بِأَنَّكُمْ وَافَقُوا فَعَلَهُ قَدْ هَبْتُ يَا أَهْلَ الْهَبِ  
أَكْبَرُ إِذَا مَا عَنِّي فِي ذِكْرِ أَهْلِي سَيِّدِي  
لِكَمَا وَكَلَى الْوَلَى فِي السَّيِّئَةِ وَدَفْعَتِ  
لَمَّا دَفَى مِنْهُ الْهَاجِلُ اسْتَجَابَ قَلْبِي كَمَا نَزَلَ  
فِي اضْطِرَامٍ وَاسْتَعْلَ أَعْيُنُ الْعَوِيَّةِ يَدَبْنَا  
قَالَ الْحُسَيْنِيُّ مُؤَيَّرًا هَذَا الْعَامِ وَقَاتِمَهُ

دَاخِلَ الْحَبَاتِ التَّعْيِزُ فَبَدَأَ يَا حَبْدَا  
دیگر

حَسْبُكَ مَا وَهَمْتَ قَاتِ الْمُرَامِ  
الَّذِي قَدْ كَانَ شَهْمًا حَاجِلًا  
إِذْ حَبَاؤُهُ اللَّهُ كُلَّ سَعَا دَرِي  
نَاصِرُ الدِّينِ مَوْلَانَا الْهَدَانِ  
الَّذِي قَدْ سَلَّمَ كُلَّ الْمُرَامِ  
لَشَرِّ أَقْبَالِ سَعْلِيْنِهِ قَتَامِ

الَّذِي قَدْ كَانَ مِنْ أَهْلِ التَّقَى  
الَّذِي قَدْ كَانَ يَنْبُوعَ الْعُلُومِ  
كَانَ بِاللَّهِ بَلَّيْغَ دَمَكَا  
لَا حَرَّ فِي قَوْمِ كَأْسٍ دَهْرًا شَمَكَا  
السَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ رِبِّ رَحِيلِ  
لَحْنًا قَالِ الْحُسَيْنِيُّ مُؤَيَّرًا حَا  
لَعْنَةُ نَاصِرِ الدِّينِ الْأَهَامِ

مولوی سید ابوالمنصور  
انکی رحلت کا صدمہ ایسا ہو  
تھے وہ روشن ضمیر و نازک طبع  
علمائین ہوا یہ کس کا عروج  
تھے جو وہ ماہر جمیع علوم  
جان و دل سے تھے پیر و سنت  
پوچھا اکت سے جب عین کہا  
تھے نہایت حلم و نیک مزاج  
روزر و روشن بھی ہو گئی اشباح  
قلب صاف انکا غماشاں نہج  
جو انھیں علم کی فی مسراج  
عالمون کے تھے اس لیے سرتاج  
صوفیانہ وہ رکھتے تھے منہاج  
مجھ گیا کیا چیلنج دہلی آج

دیگر  
ابوالمنصور حضرت ناصر الدین  
بلغ حضرت دین بود سروس  
زین عالم شدہ بدرو و افوس  
چرفت از پیش ما آن پیر مادی  
الصبغش جو دین را بود قوت  
سروش از غیب گفته سال نو نش  
کہ ملک معرفت را بود شاہے  
باورج نیکی وی او بود ماہے  
خدا و ثدا بحال او نگاہے  
بما دروسے فغانے ماز قاہے  
بود ناهش بغسل او گواہے  
کہ دین راجب او پشت پناہے

دیگر  
حضرت ماحا سے دین مبین  
بہشتی ثلثت و کفر و شرک بود  
پہا ازین عالم بیوس غدرت  
فی البدیہ سال او گفته حسین  
آنکہ بہ مقبول رب العالمین  
ناصر الدین بود صادق با یقین  
شد زوروش عالمے اند و یقین  
کہ ستون افتاد آہ از بقیع دین

دیگر  
دینا بلبل شیرین بیان رفت  
جناب مستطاب سید ما  
چہ رفت با خودہ و رقصا نیفت  
کہدم آہ گفتم سال نو نش  
دلیقا انھج ہندوستان رفت  
ابوالمنصور افوس از جان رفت  
ازین صفت سراسر شادمان رفت  
کہ بو المنصور ما سوی جان رفت



از نتایج طبع مولوی عبد الجبار صاحب طالع و اعظم اندیافته  
دارالامانت ملقب بہ ناصر الاسلام سید الواعظین علی

ایکختہ جیسے رویدہ کشا  
یکی راز شیب آور و فخر از  
یکی راز بودن بخت داد و ہر  
جہان نہان را عیان ساخته  
پگاہان ز منہ دہن چنگ وود  
ساعت ہزاران جسم و روح وود  
نار و بیک پہلو گیتی تبار  
شہیدم ز دانا ساعیت نمود  
غروب بہ مرگ بر آید ز جان  
گزیند چو عالم سحر بالخصوص  
ز سطر زمین تا فضا سکا  
چنین گفت من زادت تیر ہوش  
بر آمدن گاہ شور و نشور  
کہ تصور بہ رخت عمر  
نغمینم دور و عنیم را نشان  
کہ جز نام آن مخ فضل و کمال  
جانی چو سہل طلبیدن گرفت  
سیہ روز گردید چون شام غم  
شکب از درون و خرواز داغ  
سر بر ہا نہنند اہل زمان  
روح چو خواہیم را ہم کلام  
سر مد اقران و اشراف خوش  
ز تصنیف و تالیف طومار ہا  
بقطاس کلکس چنان شد روان  
تزازل در افگند تشریل و  
بینی اگر چہ بران نوہن خوان  
ولی در و طالع در دست آن  
زہر جیش و شتم دیدہ نور  
شیرین کلامش گہرا بگوشت  
ولی چارہ کار جز صبر نیست  
عبد الرحمن شہر از خود سرے

باخلاق شان نیز آرم بیان  
ہر کار ہموارہ نصرت شود  
ز فرزند ولبت دعا ہمہ کم  
سند خلقتش چون بحیرہ زغب  
نفیلت زدہ ہلی چنان شد نہان  
خیالم درین منکر چشم بہ لب  
پوہ مغفور گشتہ ز علت احدا  
ہذا قال لایست عبد السبعان  
عفا اللہ عنہ لعنہم الرسول  
اگر اعدا دین مژدہ من بر آہ  
پس این است ہمہ اذکرات او  
تقاریرش بود رحمت کردگار  
بارود خدایش بدار اسلام

ایضاً

حالی دین شہر نور زمان  
آپ کی ذات سے تھا جوشاداب  
انکی رحلت سے جہان ہی پر داغ  
موت عالم سے ہو موت العالم  
لاکھ گردش کرین افلاک کیود  
آپ کے فیض امامت کے سبب  
عرش پر پہنچی تھی کرسی اسکی  
خاک بین آپ کی رحلت ہی لگ  
گئے ایام بہار آپ کے ساتھ  
چلا آتا ہے اندھیر گھبرا  
رات بھر رو چکے تاریک لکھو  
کہا ہفت نے زور سے افسوس  
از تصنیف مولوی سید محمد علی صاحب شہر

ہمیں بتاتے ہیں یہ اپنی قوم کے آثار  
کہ اب عروج گزشتہ پائے زہار  
ٹپٹپ بھی یہ تو اٹھ چکی بڑے نکلت سے  
اٹھتے تھے روٹی کے لانے کو چلیے خدا غار  
گئے وہ دن جو برستے تھے انکی بخشش سے  
سرون پر اہل معانی کے گو ہر شہوار

گئے وہ دن جو لکے جاتے اسکے انھوں سے

معاہدات زمین منسوخ نامہ دیا

گئے وہ دن کہ لرزتے تھے اسکی صولت سے

خدا لگان جہان قمران روم و تبار

گئے وہ علم کے دن اسکے قدر دان نہ رہے

گئے وہ دن جو تھے دربار قوم کے جبار

زمین کہیں بھی مٹتا ہے کہ آسمان بھی

تو پھر اٹھے گی یہ اکیلا ڈھٹی ہوئی دیوار

ترقیوں کے ہیں کیا ہوتے ایسے ہی گھن

جو آ رہے ہیں نظر کو قوم کے آثار

نہ عالموں میں کوئی جانشین بزرگوں کا

ذکا ملوں میں کوئی نامور ستودہ شعار

نہ وسط ہند میں شاہجہان و اسکندر

نہ ہے دکن میں وہ لاکھ نہ وہ جہان سالار

نہ ولی والوں میں پیدا ہوں اب ولی اللہ

نہ لکھنؤ میں وہ علامہ داسے فخر دیار

ابھی کا ذکر ہے تھے مولوی ابوالمنصور

منظرہ کے تھے فن میں امام بے تکرار

تعبات سے کچھ کم نہ اسکو سمجھیں گے

مصنفات کے دیکھیں گے آپ جب انبار

کئی کتابوں میں وہ واردات لکھے ہیں

جواب سے تا بہ قیامت ہوں باعث تکرار

لکھی انھوں نے وہ تفسیر مصحف نا طبع

کہ اس سے ہو گئے آسان مسائل دشوار

نہیں ہے پیر جبین پاری کے پڑھنے سے

ہو چکا قوم میں اب تک پڑھے لکھو نہیں شمار

وہ آئین خور سے دیکھیں کہ جمع ہیں کیسے

دلیل و دعویٰ و برہان و حجت و تکرار

بزرگیان وہ کمان جو نظر پڑیں اُن میں

اگرچہ بیٹے ہیں دوران کے روشن یار

ہو نام ایک کا ناصر علی زمانے میں

بہادری کا خطاب اُنکو دے چکی سرکار

شاہزادہ نام جو حضرت ہیں دوسرے فرزند

انھیں کے نام سے جاری ہو نصرت الابرار

یہ گھر کا گھر ہی ہوا آفتاب سار و شبنم

مگر وہ حضرت مرحوم کے کمان انوار

نظر لگے نہ کہیں اب جو لوگ باقی ہیں

کمر کسے ہوئے جانے کو تو ہیں اب نیار

اب اُنکے بعد نہ دیکھو گے اور اتنے بھی

بچھ لو ان کو غنیمت جو ہیں رستہ و چار

جو سال رحلت مرحوم پوچھتے ہو تم

تو تین سو پچھوئیں اور ایک ہزار

من نتائج طبع صاحب العرفان حافظ القرآن مولانا

حافظ محمد سلطان خان سلمہ الرحمان

سوے خلد رضوان گئے ناظر الدین

کہ تھی شان اسلام جن سے دوبالا

بجائیکہ اسلامی دنیا میں ڈھکی

کہ اب ہر نہ کوئی نہ آئینہ ہوگا

وہ پونچا ہوا اسلام کو ہاسے صدا

چھپا آفتاب فضیلت کا چہرہ

بہ طور ثابت ہے فانی سڑ گیا

نہ کوئی رہا اب کب نہ بچا

سنہ و سال چری ہوں بہت ہویدا

کہ تاریخ رحلت میں ہے فکر سچا

یہ کمد و قد فاسر غور و غفلت

ایضاً

وحید العصر سیدنا صراہ الدین

جوار رحمت باری گزیریش

بسال رحلت آن خلد مسکن

نہ داد و نذرانہ اعلان رحمت

ایضاً

ہو عیان گل من علی سے

اب زمانہ کا رنگ اور ہی ہے

گلستان علم پر مردہ

کہ تک اس حال کو چھپاؤ نہیں

اس سے بہتر ہر صاف صاف لکھو

تھے جو وہ مولوی ابوالمنصور  
اگر گئے اس جہان سے رھلت  
ذات سے انکی عقی ترقی علم  
اقر با محو آہ و زاری میں  
علما غرق مشیوں و ماتم  
شہر دہلی کے سب و خبیع و شریف  
اشک جاری ہیں جوش و تہ  
اسے فلک کیا غضب کیا تو نے  
اسے زمین تو بھی ہو گئی دشمن  
فکر تاریخ میں نے کی جسم  
کہ سلطان میں نے از سر آہ

اس زمانہ میں اکمل الفضل  
تھے جو حامی دین وہ سہا  
وہ بھی ساتھ انکے اس جہانے گیا  
دوستوں کی زبان پہ واویلا  
فضل سیٹھے ہیں سراپا  
ہو رہے ہیں شریک آہ و بکا  
ہی زبان برہراک کی و اسفا  
کجروی سے نہ اپنی باز آ  
علم کا گنج ہم سے چین لیا  
مادہ یہ بقور ہاتھ لگا  
آج گل ہو گیا چراغ ہدی  
از نتیجہ فکر قاضی محمد عبد الغفار صاحب سہروردہ دار کوٹ

سرداران جو دھ پور

آن ابوالمنصور امام اہل علم  
آئندہ از رو نصار سے ویہود  
ہشتم و یقینہ روز شنبہ بود  
کرد حکمت چن ازین دنیا کون  
بیر باد سال او برقی بہ گفت

ناصر و نصرت دو دین مبین  
عمر کردہ حمایت ہاے دین  
کان و لیل بہ تہائے تحقیق  
عالی شہداء و شہر نشین  
یافتہ اودار فردوس برین  
از تصنیف لطیف مولوی خا و دم حسین صاحب  
محکمہ بندوبست راولپنڈی تلمیذ حضرت مولوی احمد حسین  
صاحب احمد آباد سی پھر وی

حضرت سید ابوالمنصور  
خاک دہلی کے تھے وہ مایہ ناز  
زبدہ دو دمان مصطفوی  
منکمل تھے سارے زلزلہ بار  
مانتے انکے تھے تحسیر کو  
غیر مذہب میں جو کہ تھے و بھی  
ہاتھ میں انکے تھی ید اللہ  
توڑ ڈالے قلم حریفوں کے  
روح افزا نوید ہے جاوید  
روح فاروق نے کہا شائبش  
کہ کے رحلت مقام فانی سے  
جسم فانی فنا پذیر ہوا

عالم و فضل ادیب امام  
افتخار خواص و مخ جوام  
سر وستان اہلبیت کرام  
فیض جاری تھا صبح سے شام  
کیا میجائی کہ بیہود تمام  
لائے ایمان توڑ کر اہنام  
خامہ دیتا تھا ذوالفقار کا کام  
اسد قدرت ارتام  
انکی دولت سے مستفید تمام  
دیکھو حقیقت اسلام  
جا کے فرما یا اب ارم میں تمام  
زندہ لیکن ہے وہ مبارک نام

فتحی نزع میں فیض رحمت  
دار فانی سے آج کوچ کیا  
بارگاہ جناب باری سے  
سمجھیں اہل بہشت سب مخدوم  
کہ یہ تاریخ خادم محزون

آیا جنت سے سلسبیل کا جام  
گل بودار السلام خاص مقام  
و مہم ہوں نزول رحمت تام  
خدمت دین میں یہ لے افہام  
خلد میں دور سیما والا مقام

ایضا

مولوی سید ابوالمنصور  
صرف دس روز کی علالت میں  
کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا  
ہند میں کون سا ہے شہر ایسا  
فیض عام اُنکا رہتا تھا جاری  
اپنی نعمت میں بھی یہ ناکامی  
خادم دل گرفتہ لکھ تاریخ

فتحی عجب با کمال کیا ہو کلام  
ہو گئے فوت مچ گیا گرام  
حد سے بڑھ کر ہیں حسرت و آلام  
جہان مشہور ہو نہ ان کا نام  
جس عقی خاص رونق اسلام  
زیون پیک اجل کو کیا الزام  
چل بسے خلد کو سب تہ و دام

از فکر ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب  
فاضل کیت ابوالمنصور مامی  
ای ذبیحہ از بر سائن گفت ہاقت  
تاریخ از تصنیف منشی محمد شفیع صاحب صدر بازار

از فکر ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب  
فاضل کیت ابوالمنصور مامی  
ای ذبیحہ از بر سائن گفت ہاقت  
تاریخ از تصنیف منشی محمد شفیع صاحب صدر بازار

راولپنڈی تلمیذ حضرت مخط

دہلی میں تھے عجب ستودہ صفات  
وہی انکی ذات اقدس سے  
تھے وہ فن مناظرے کے امام  
علم و فضل میں مثال انکے  
جب مخالف سے بحث کرتے تھے  
تھی عجب بارگاہ عالیشان  
انکو گھر بیٹھے وہ نصیب ہوا  
ہر یہ افسوس کر گئے رحلت  
انکی تفسیر جو مکمل ہے  
نہ چندہ سے انکو چھو ادین  
لکھ شفیق انکا سال رحلت ہون

مولوی سید ابوالمنصور  
فیض سب پاتے تھے قریب و دور  
سینہ خا گنج علم سے معمور  
ذکوئی ہو گا تا بروز نشور  
انکو نیچا دکھاتے تھے وہ ضرور  
سہر چکاتے تھے اس حکم پر ضرور  
جو کہ موسے نے پایا تھا سر طور  
خلد میں ہو نیچے وہ خدا کے حضور  
و کہیں کہیں وہ رہتی ہو مستور  
اہل بہت کرین یہ کام ضرور  
ہیں ہم خلد میں ابوالمنصور  
از نتیجہ افکار جناب زاحم عبد الغفار بیگ صاحب  
قداد مولوی مالک فضل الاخبار

امام مجتہد و مولوی ابوالمنصور  
سے حال کہا اوقلا یہ فضول تو

روانہ جب ہوے دار فانی سوی جی  
گئے بہشت کو عابد قہار امام جہان

### از جناب محمد زکریا صاحب المصنف قاری

امام ناصر دین بنی ابوالمنصور جو پچاس سال وفات جناب قاری از تصنیف مولوی عبدالکریم صاحب مضمون میری را لایندگی مولوی سید ابوالمنصور نے گوزمانہ کا یہی دستور ہے کرتا ہر رہرو سے طو راہ عدم لیکن ایسا عالم کیٹا سے عصر جبکہ یوں ہو جائے نظرون سے نہان تھے اگر ظاہر میں عالم تیشال و سرخشی سے بھی وہ خالی نہ تھے انکو کچھ منجانب اللہ تھی مدد دیتے تھے دندان شکن ایسا جو مذہب اسلام کی تائید میں گویا ضعیفی اور نقاہت تھی کمال لکھتے تھے بیباختہ و نظم و نثر ہندی پر کچھ نہیں یہ منحصر علم و فن ایسا زمانے میں نہیں علم فیض و حدیث اور فہم تھی ہائے ایسا فاضل و علامہ مرتب اب نہیں تا حشر ملنے کی امید یا خدا تو بخش اس مرحوم کو مقبوط بل ختمہ لکھ سال وفات

ایضاً

مولوی سید ابوالمنصور آج دنیا سے چل بسے افسوس لکھا مضمون نے انکا سال وفات

ایضاً

ناصر الدین تھے ابوالمنصور وادریفا دار فانی سے کیا اک بہانہ ہو گیا ہر اسبل انکے جو فرزند ہیں نصرت علی کریم غلام شہر دہلی کے تھے وہ عالم بمثل فاضل بے عدیل جانب ملک عدم عزم جیل مرند دین تک ہے تھوہ علی یا جلیل انکو تو دے صبر جیل مانتے تھے انکو سب مثل خیریل

تھا ہمہ دان مثل انکے کب کوئی باخبر ہر ملت و مذہب سے تھے ہوتا تھا حملہ جو کچھ اسلام پر اس سبکو روحی پہ بھی تھا باروم واقعی تصنیف اور تالیف میں لکھی جو تفران کی تفسیر نو ہو گئی بے طبع وہ مطبوع خلق لیکن ایمین اتنا آتا ہے خیال ہاں کرین گرد روان دریا دلی کر تم مضمون طبع تاریخ وفات

ایضاً

کر گئے آہ قضا مولوی مقصود علی آہ کچھ ایسا انھیں ملک عدم آیا پسند گردش چرخ سے کیسا سیم ٹوٹ پڑا کر تم مضمون نے تاریخ وفات من ستارچ فکر جناب مولوی فیروز الدین صاحب مضمون و تفسیر و مدرس اول - ایم - بی - ہائی اسکول شہر سیالکوٹ

جو ہوا پیدا جہان میں ایک دن ہو گا فنا کل حقین ذائقۃ الموت ہے حکم خدا میں چون میں بچوں آتے جس قدر ہم کو نظر چلنے والی ہے خزان کی ایک دن سب پر ہوا میں شجر زیر نظر باغ جہان میں جس قدر آخراش اک دن چلائیگی تیران پر قضا شک نہیں اے دوستو یہ ہونفا کا اک مقام گل شمع لاک دنیا میں ہے غیر از خدا جیکہ ہے ہر ایک حادث کو تفسیر بالضرور رہ نہیں سکتا کبھی قائم جو ہے پیدا ہوا کیا ہے اس دنیاے فانی میں بھر دوسرے کو چلے یے یان سے ہزاروں انبیاء اولیا سرور عالم کہ جن کے واسطے دنیا بنی وہ بھی رحلت کر گئے آخر سوے دالہ بقا ایسے ایسے زندہ دل ایسے امام اور اہل فن رونق بزم جہان اک اک جہان سے چل دیا

جناب افضل الفضل اکمل لکھنؤ حضرت مولانا حاجی  
حافظ ابوالحاجہ محمد عبدالحکیم صاحب از علمائے کرام

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
لا الہ الا ہو الرب العظیم الحکیم

بخدمت سامی و رب ربائل الشائل جمیل الخصال مجمع الخیر والبرکات  
فتوح البر والחסنات مہبط مکام فرادان عنایت فرمائیے بے پایان  
مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار دہلی

زاد لطفہ انغنی واسطی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بذریعہ اخبار ارمغانہ و حضرت  
رحلت والد ماجد آن یادگار اماجد اعنی جناب کمالات انتساب  
سابع معقول ومنقول جائز فروع واصول قد وہ المہرہ صفوۃ الہ  
ناظر متناظر والافظر ان عالی گہرنا شہرنا شہر عالی گہران والافظر متکلم  
عظیم العدیل منظر فقید المثل ناظر در شرع مبین ناصر و متین  
اعلیٰ اقدس درجہ فی اعلیٰ علیمدین اصفا عودہ کمال متاسف و متوسم  
گردیدم بحق ذات بابرکات آن مجمع الخیر والחסنات ہی خواہ  
اسلام و در و در و در کام صلح کل و امن جو سحر گفتار و خوش نحو  
رہبر و سوا السبیل و ہادی طریق جمیل تذکرہ سلف صالحین و  
تبصرہ خلف فائین بود افسوس صد افسوس قدر نعمت است  
بعد زوال لاریب این واقعیہ کاغذ و سائنہ ہوش ربانہ بشاہد اہست  
کہ اثرش از معدن و از باب نظر زوال پذیرد و این صدہ حیرت انگیز  
و موت قیامت خیز نہ بہ درجہ اہست کہ در قلوب اہل اسلام جاریہ  
گیر و لیکن در مضمون تقریرت ہمین قدر کافی است۔

ان فی اللہ عزاء من کل مصیبتہ و عوضا من کل فائتہ و خلفا  
من کل ہالک قابلی اعدائہ و الیہ فارغب و نظریہ الیکم فی البلاء  
فانظروا فاما المصاب من ہم مجبر و بحق آن مرحوم ہر دعا وافی  
اللہ اعظم و ارحم و عاف و اعف عہ و اکرم و از و وسع و عظم غفرلہ  
بالمبارک و الشہ و البر و نقد من اعطایا کما تقیت الشوب الابین من  
الدنس و ابدا دار اخیر امن و دارہ و الہامیر امن و الہ و زوایا حیر امن  
زویہ و اوقلہ الجنۃ و اعادہ من عذاب القیر و عذاب النار امن یا عفا  
او تعالیٰ و تقدس آن شفیق راضی جمیل و اجر بزیل عطا فرمایہ  
درجات آن مرحوم و اورجنت الفردوس و از یاد اسلام نعم تمام  
دستخط و مهر

نقل خط جناب مولوی عبدالحکیم صاحب از ناگپور صاحب  
مقدم یکدم من زاد اشفاقکم۔ بعد سلام منون آنکر۔ آپ کا خط ملاحظہ  
خیر جلت فرمائی حضرت مرحوم و فقور سے صدر ہوا۔ ایسے بکتاے  
حصہ کا انتقال پر لال و امی نہایت افسوسناک ہو اشد آنکو غریب رحمت  
کریہ اور میں نامزدن کو صبر عطا فرمائے۔

نقل خط جناب ششی ریاض احمد صاحب مالک  
ریاض الاخبار گورکھ پور

برادر م۔ مولانا کا انتقال عجیب صدر جانکاہ ہو۔ ہاے  
کیسا بزرگ اٹھ گیا اور ہم بد نصیب آخری زیارت سے محروم ہے  
امید کہ مرحوم کو بہشت برین میں درجہ اعلیٰ عطا فرمائے۔ اور  
آپ ب اعزاء کو صبر دے۔

نقل خط جناب یو کد ناتھ صاحب کیل جیف کورٹ  
جناب مولوی صاحب۔ بعد سلام آنکو مجھ کو مولوی صاحب مرحوم  
خیر سکر نہایت رنج ہوا خداے تعالیٰ آنکو جنت نصیب کرے  
میں بھی آج حاضر خدمت ہوں گا اور جو موقعہ انکی تقریب کا ہوا  
امین شریک ہونے میں کیا کلام ہو وہ تو عین فرض ہو خدا کو  
صبر دے آج ضرور حاضر ہوں گا۔

نقل خط جناب پیارے لال صاحب کیل کورٹ  
جناب من تسلیم۔ میں بڑا مشکور ہوا کہ آپ نے مجھے تاریخ ماتم سے  
اطلاع دی بہا مہربانی وقت سے بھی اطلاع دی اور اگر  
شام کے ۴ بجے کے بعد ہو گا تو میں ضرور حاضر ہوں گا واقعی  
آپ کی یادگار کے لیے جو کچھ کیا جاے غور ہے انکی وفات  
سے اہل علم کو بڑا نقصان پہنچا ہے لیکن خدا کی مرضی میں کچھ  
چارہ نہیں ہے سوائے صبر کے کیا ہو سکتا ہو خداوند کریم  
مرحوم کی روح پر فتوح کو غریب رحمت کرے۔

نقل خط برادر میر علی صاحب لکھنؤ شہر گاہ حضرت سید  
بجای صاحب مولوی سید نصرت علی صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج خیر میر  
چھوٹے لڑکے کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ والد بزرگوار سے انتقال فرمایا مجھ کو  
خدا سخت ہیچ ہو لیکو کہ مجھے نہایت ہی محبت پیش آیا کرتے تھے اور میں جب  
دہلی خدمت پر جاتا تو ہر دور اپنے قدموں سے محال کرتا تھا آپ کے قدر  
محبت لکھتے تھے۔ کہ اپنی ساری عمر آپ کے ساتھ ہی گذاردی خداوند کریم  
آنکو غریب رحمت کرے۔ اور آپ کو صبر عطا فرمائے۔



از رسالہ وصال منصور

(مولفہ رفیعہ دہلویہ سید محمد منیر علی اٹال اللہ عسیرہ)  
 سزاوار شادات خدا ہے  
 وہی ہے خالق و رزاق عالم  
 زمین و آسمان خورشید و انجم  
 بنی پیدا کیے ہر مسد ہدایت  
 جناب مصطفیٰ کی ذات اقدس  
 وہ ہر قسم الرسل حامی ہوت  
 کروں کیا مدحت آلِ پیغمبر  
 وہاں دامن چھڑانا ہوگا مشکل  
 یہ ہر خود اہل دنیا پر بھی روشن  
 رہے گا کون باقی اس جہانین  
 اسی کی ہر صفت میں حق و قیوم  
 جو کل زندہ تھی زمین زیر کج  
 ہین جیتے جی کے سب کین بائیں گ  
 ہوا جب دفن ہو چکا وہاں کیا  
 نہ بستر آوے نہ تکیہ ہے نہ ہدم  
 ابو منصور نام ملت و دین  
 نہیں جاتا ہر غم دم بھر کول ہے  
 الم کم ہو یہ شاید رفتہ رفتہ  
 مگر یہ دیکھو وہ وقت کب آئے  
 چکان ہین ملک حیدر خجہ کی ہون  
 ہمارا غم یہ کیسا غم ہر یارب  
 قیامت کو ملین گے جدا مجد  
 ہین پھرتے دھندلے چار و لطفیم  
 برا سے صبر دل پر کرتے ہین جبر  
 ہر ایک در و کار دمان جہانین  
 زکما تا ہے نہ پینا ہے نہ سوتا  
 پریشان حال و دلش و جگر کچ  
 چمان ہستی تھی بحث علم ہر دم  
 تھو جس گھر میں خوشی کے ساز و سامان  
 اکا بر تعزیت کو کر ہے ہین  
 مضامین خطوط تعزیت سے

جنھوں نے بھی میں نطحات پایم  
 ہر دستہ منصرف دینا چہ بہ ختم  
 الہی صبر ہے ہم غمزدون کو  
 ہوئی تاج کی بھی فک مجھ کو  
 جواب اسکا ملاسن کان دھ کر  
 کیا جب و صیان میں تھیں یون

عزاداروں یہ یہ احسان کیا ہے  
 جناب کبریا میں یہ دعا ہے  
 اگر چہ درد اپنا لا دور ہے  
 کہا ہاقت نے اسکا لکھا ہے  
 یہ آئی خجبت سے کسی ندا ہے  
 ارم میں حق نے گھر و تر بنایا ہے

جدا مجھ میرے بولہ تصور تھے  
 آہ چھپر جو کہ شفقت خاص تھی  
 ماتم ایسا انکی رحلت سے ہوا  
 میرے بچہ اظہار کی حاجت نہیں  
 یاد آئیں مجھ کو رہ رہ کر نہ کیوں  
 ہاں روتا ہوں نہیں کہ کہ کہ کہ کہ  
 جاکے وہ کچھ لمحہ میں سو گئے  
 ہر بچے مرقد زمین کا سینہ چاک  
 غم دیا ہو جو قوسے ایفک  
 لوگ سمجھاتے ہین مجھ کو صبر کر  
 سال چلتا آکا مستند صبر کر  
 من تیرے فکر قبلہ و کعبہ مملو سی نصرت علی صاحب مدظلہ

ہو گئے سوے عمر ہر ہر یون  
 کر نہیں سکتا ہوں میں اسکا بیان  
 ہو بچی ہے تاعرش فریاد و فغان  
 سبکو میں معلوم انکی خوبیاں  
 تھے وہ والد سے زیادہ ہریان  
 چھوڑ کر مجھ کو گئے دادا کہان  
 کوئی اپنا ہے نہ بیگانہ وہاں  
 نیلگون ہوا کے غم میں آسمان  
 بس ہین تھے کیا بلکہ آسمان  
 ہر کہان سے لاؤں میں تاب تو ان  
 داخل زدوس ہین قسبل زمان

والد ماجد نہ دیا رفت  
 آفتاب سپر فیض اتم  
 بود و خلیل عالمان ممتاز  
 نقدی خلق و مقتدا بود  
 نصرت دل حزن بگو تارنج  
 از احی مکریم سخن خلف الصدق خان بہادر  
 میر کاظم علی صاحب رئیس نواب حج

بودا مام الا نام و رہسیر دین  
 باعث انجلا سے اختر دین  
 سردی یافتہ ز سرور دین  
 طرفہ سردار از عسا کر دین  
 رفت سوے ارم پیغمبر دین

جد مرحوم ما عذیم کمال  
 از کمالات ظاہر و باطن  
 بر زبان وقت نزع جاری بود  
 داشتہ در کلام خود تائید  
 سرگون پیش او مخالف بود  
 سال چلتہ جو غم ہم نہ سر  
 بازید حسن بگفت چنین

بود در زندگی فنانے اشہ  
 بود و معور آن حسد آگاہ  
 کلمہ لا اکہ الا انک  
 ہا دے بود از پے گمراہ  
 ہمسر شیر کی بود و وہاہ  
 دو صد و تینت بر شیدہ آہ  
 شد بخت مشاقہ حق آگاہ

اسلام کا کلمہ لا اکہ الا انک

از برادر معظم سید امیر حسن خلف الصدق خان بہادر  
میر کاظم علی صاحب رئیس نواب گنج

قدار من حضرت منصور علی  
ما در غما کر کے رحلت ہر سے  
بود لائے کچھ مخالف کرتے پیش  
امر دین میں گو کر کے بحث  
نوبہ پر تاج رحلت آحسن

از عزیز زری سید منظور علی منظور رئیس گوالیار  
قدار من سید منصور علی  
ذکر کمال ذی شرف عالمی نسب  
عازم ملک تھا شہر حیات  
فاک بر سر جہلہ فرزندانشند  
از غم دوری او تمام و سحر  
سال جلت و خوش منظور گفت

قدار من میر منصور علی والائش  
رفت و رخت برین منظور کوروش  
از تصنیف بابوشیخ علی احمد صاحب راز نشین محکمہ  
نہ رنگ علی گڑھ تلمذ حضرت مصطفیٰ

مولوی سید ابوالمنصور آہ  
یا آئی کس کی آمد کی ہر وہوم  
دو کھڑا آہ استقبال کو  
ہر بیان گریبان شہید غم میں ہیں  
گو کہ جا اور مومن بھی ہے  
شہر میں آجیا ملک شوق سے  
راز مخزون لکھ یہ تاریخ وفات

از تصنیف سید شیر شاہ ضیغہ بلیف عدالت دیوانی  
ضلع راولپنڈی

مولوی سید ابوالمنصور اب  
کریم ضیغہ یہ تاریخ وفات  
یہ محقق ہیں جبریم خلدین

از نتیجہ فکر مولوی محمد عبداللطیف صاحب  
مدرسہ ہاشمیہ

مولوی سید ابوالمنصور  
رفت از دنیا سوی بارغ خان

گفت از روی پیکار الشہین  
کرد و الا نشان رحلت از جهان

مولوی سید ناصر دین جب  
سال رحلت اسے نذر انگار  
کر گئے اس دنیا سے رحلت  
یولا ہا لقت ہے ہے نصرت

ناصر الدین کہ بد عالم بنیل نظیر  
فکارتا یح و صالح جو نوم او نذر  
بود در علم و عمل کامل عصر دلی  
ہا تقہم ادتلا فاضل عصر دلی

کون دنیا سے اٹھ گیا ہے ہے  
ناصر الدین عالم و کامل  
آج کیا ہو گئے یہ حضرت ہے  
کل ٹھکانا تھا آہ دہلی میں

پناہ پشت شریعت معین و ناصر دین  
ہوئی جو فانی سال پس میں فی القدر  
کے جہان سے ارم کو وہ عاشق لہر  
نذریہ ہا لقت غیبی سے دی مجھے نگاہ

از تصنیف لطیف مولوی شیخ کریم بخش صاحب  
مادر قوجی مقیم کوہ مری تلمذ حضرت مصطفیٰ

مولوی سید ابوالمنصور  
لاکھون گردش اگر فلک کھائے  
کوئی عالم نہ اُسکے ہمسر تھا  
امداد عجیب فضا صحت تھی

مولوی سید ابوالمنصور  
لاکھون گردش اگر فلک کھائے  
کوئی عالم نہ اُسکے ہمسر تھا  
امداد عجیب فضا صحت تھی

قطع عریضه تیجہ فکر فاضل دیوبند لانا مولوی محمد حسین  
صاحب پنجابی ساکن احمد آباد ضلع جلم پنجاب

تَجَلَّ بِرَبِّهِ كَالْعَبْدِ الْفَقِيرِ عَسَىٰ فَلَاهُ  
لَا تَهْلِكُ عَلَى الطَّرِيقِ وَلَا تَكُنْ مَسْأَلَةً  
إِذْ هَبَّ بِحُضْرَةِ سَيِّدِي أَعُوذُ بِهِ لُصْرَتٍ عَلَى  
لَيْعَةٍ وَاللَّهِ الَّذِي قَدْ كَانَ مِنْ أَهْلِ لَتَقَى  
فِي حُضْرَتِهِ كَأَنَّكَ عَلَى السَّمْسِ الْمُنِيرَةِ وَرَفَعَهُ

بَايَاقُ يَا تَوَكَّلْ عَلَى السَّكَاكِينِ السَّمَا  
عَلَى يَافَعَاءُ مَرَحًا يَا أَهْلَ بَيْتِ أَصْبَرُوا  
اللَّهُ يَكْفِيكَ وَاحِدًا يَا فِي الْقَنَاءِ كَلِّتَكَ  
ذَكَرَ إِلَى الْمُتَقَرِّبِينَ مِنَ اللَّهِ نَبِيٍّ جَاهِدَ تَامِلًا  
أَلَيْسَ إِذَا مَا عَنَّا فِي ذِكْرِهِ هُوَ سَيِّدِي  
لَمَّا دَفَى مِنْهُ أَلْجَلُ أَشْجَانِي قَلْبِي كَخَزَلٍ  
فِي أَضْطِرٍّ وَاسْتَعْلَى أَعْيُنًا عَوِيًا دَبَّتَا  
قَالَ الْحَسَنُ مَوْعِيًا هَذَا الْعَامِ وَقَاتِمِ

دَاخِلَ لِحَبَاتِ التَّعْبِيرِ فَحَبَّبَ أَيَا حَبَّبَنَا  
دِیگر

حَسْبُكَ مَا كُنْتَ تَقَاتِمُ الْإِسْلَامِ  
الَّذِي قَدْ كَانَ شَهْمًا جَاوِلًا  
إِذَا جَاءَ اللَّهُ كُلُّ شَيْءٍ دَرَكًا  
نَاصِرُ الدِّينِ مَوْلَاكَ الْهَمَامِ  
الَّذِي قَدْ سَلَّمَ كُلَّ الْمَلَامِ  
لَتَمُوتَ أَيْتَانِ سَعْلَانِ قَتَامِ  
دِیگر

الَّذِي قَدْ كَانَ مِنْ أَهْلِ التَّقَى  
الَّذِي قَدْ كَانَ يَنْبِغُ الْعُلُومِ  
كَانَ بِاللَّهِ بَكْرِيًّا وَمَسَا  
لَا تَمُوتُ فِي قَرْنِ كُنَّا سَاحِرًا شَمْسَةً  
السَّلَامُ عَلَيْهِ مِنْ دِيبِ رَحِيلِ  
هَذَا قَالَ الْحَسَنُ مَوْعِيًا حَا  
عَامَّةً نَا صِرْدِي لَكَا

مولوی سید ابوالمنصور  
مکملی رحلت کا صدہ ایسا ہو  
تھے وہ روشن ضمیر و نازک طبع  
علمائین ہوا یہ کس کا عروج  
تھے وہ ماہر جمیع علوم  
جان و دل سے تھے پیر سنت  
پوچھا ہاقت سے جب حسین کہا  
تھے نہایت علم و نیک مزاج  
روز روشن بھی ہو گیا شہر لاج  
قلب صاف انکا تھا مثال پنجاب  
چو انھیں علم کی فی معراج  
عالیوں کے تھے اس لیے سراج  
صوفیاء زود رکھتے تھے منہاج  
بجھ گیا کیا چیلنج دہلی آج

دِیگر  
ابو المنصور حضرت ناصر الدین  
بلخ حضرت دین بود سروسے  
زین عالم شدہ بدرد و افسوس  
چو رفت از پیش ما آن پیر مادی  
تو صیفش چو دین را بود قوت  
سروش از غیب گفتہ سال فروش  
کہ ملک معرفت را بود شاہ ہے  
باوج نیکوئی او بود ماہ ہے  
خداوند احوال او نگاہ ہے  
با دورے خفاے مانوفا ہے  
بود نامش بغیر او گواہ ہے  
کہ دین را رعب اولیت پناہ ہے

دِیگر  
حضرت ماحا سے دین مبین  
بہت ثلثت و کفر و شرک بود  
چو ازین عالم بسوسے خلد رفت  
فی البدیہ سال او گفتہ حسین  
آنکہ پرمقبول رب العالمین  
ناصر الدین بود صادق با یقین  
شد ز روشن عالمے اند دہشت  
کہ ستون افتاد آہ از بسقی بن

دِیگر  
درینا بلبل شیرین بیان رفت  
جناب مستطاب سید ما  
چہ محنت مانودہ در تصانیف  
کشیدم آہ گفتم سال نوشتش  
درینا انصوح ہندوستان رفت  
ابو المنصور افسوس از جان رفت  
ازین محنت سربس شد امان رفت  
کہ بو المنصور ما سوی جان رفت

از محتاج طبع مولوی علی السجان صاحب طالعہ سید الموعظین علی  
دارالامانت ملقب بہ ناصر الاسلام سید الموعظین علی

ایںختہ برتیر و دیدہ کشا  
یکی راز شیب آورده خیر از  
یکی راز بودن بکف داده ہر  
جان نہان را عیان ساختہ  
پگمان زنندہ دفع جنگ خود  
لباعت ہزاران غم و بچہ و درد  
نار و بیک پہلو گیتی قرار  
شنیدم ز دانا ساعیت نمود  
غریب بہ مرگ بر آید ز جان  
گزیند چو عالم سحر با خصوص  
ز بسط زمین تا فضاے سما  
چنین گفت من زانہ تیر ہوش  
برآمد ناگاہ شور و فشاں  
کہ منصور بر بست رخت ہنر  
غمیم و درد و غم را نشان  
کہ جز نام آن مخفی فضل و کمال  
جانی چو بسط طپیدن گرفت  
سیہ روز گردید چون شام غم  
شکب از درون و خرد از داغ  
سر بر برآمد اہل زمان  
و ترش چو خواہیم را غم کلام  
سر آمد ز اقران و امثال خویش  
ز تصنیف و تالیف طومار ہا  
بقطاس کلش جہان شد رون  
ترازل در افگت ترش زیل و  
برینی اگر چہ بران فوج نہوان  
ولی در دہالکت در دست آن  
ز ہر خیش داشتہ دیدہ نور  
نہترین کلامش گہرا بگوشت  
ولی چارہ کار جز بہر نیست  
بصبر آمدم شتم از خود مرے

باخلاق شان نیز آرم میان  
ہر کار ہموارہ نصرت شود  
ز فرزند و لبست دعا ہمیں آن  
سہ جلتش چون بختہ زغیب  
فضیلت زدہ بی چنان شد نہان  
خیالم درین منکر چشم بہرست  
چو مغفور گشتہ ز علت جہا  
ہنا قال لی انت عبد السجان  
اعفی الله عنہ الختم الرسول  
اگر اعداد این شردہ من برار  
ایں این است ہم از کرامات او  
تقارن بود رحمت کردگار  
بدارہ قدالیش بدار السلام

ایضاً

حامی دین شہ منصور زمان  
آپ کی ذات سے تھا جوشاداب  
انکی رحلت سے جہان ہی پر داغ  
موت عالم سے ہو موت العالم  
لاکھ گردش کرین افلاک کیود  
آپ کے فیض امانت کے سبب  
عرش پر پہنچی تھی کرسی اسکی  
خاک بین آپ کی رحلت ہو لاکھ  
گئے ایام بہار آپ کے ساتھ  
چلا آتا ہے اندھیر گھبرا  
رات بھر روچکے تاریک لکھ  
کہا ہفت نے زوے نفوس

از تصنیف مولوی سید محمد علی صاحب  
اہلین بتائے ہیں یہ اپنی قوم کے ہمار  
کہ اب عروج گذشتہ نپائے زہار  
آٹھی بھی یہ تو آٹھی بڑے تکلف سے  
اٹھے تھے روٹی کے لانے کو جیسے جھانکار  
گئے وہ دن جو برستے تھے اپنی بخشش سے  
سرون پر اہل معانی کے گو ہر شہوار

کردانش پڑوہست و خیر جہان  
ہم گاہ یزدانش تا صرود  
کہ مستنصر صبر با شد بجان  
ندای بدل داوے نقص مہیب  
نہ کر تفصیل گشتہ روان  
چہریم کہ منصور مغفور بہست  
ز تار کج وصل خودش ز دنیا  
لا اذن منہ ظلمک الجنان  
فان شیت عا باظہری قفل  
ہزار و سہ صدہ لبست آید شمار  
رہمید ما ازین جستجو  
بہ رضوان حق تا برد شمار  
بر این است ختم سخن والسلام

محمّد علی صاحب علی  
اب تو آٹھا ہے وہ داغ دہلی  
نہیں تنہا ہے یہ داغ دہلی  
داغ پیشانی ہے داغ دہلی  
کہیں مٹتا ہے یہ داغ دہلی  
عرش پر کل تھا داغ دہلی  
اسد اسد سیہ داغ دہلی  
مل گیا آج داغ دہلی  
اب خزان دیدہ ہو داغ دہلی  
بڑھا جاتا ہے چراغ دہلی  
ٹھنڈا ہوتا ہے چراغ دہلی  
گل ہوا آج حیرا داغ دہلی

اہلین بتائے ہیں یہ اپنی قوم کے ہمار  
کہ اب عروج گذشتہ نپائے زہار  
آٹھی بھی یہ تو آٹھی بڑے تکلف سے  
اٹھے تھے روٹی کے لانے کو جیسے جھانکار  
گئے وہ دن جو برستے تھے اپنی بخشش سے  
سرون پر اہل معانی کے گو ہر شہوار

گئے وہ دن جو لکے جاتے اسکے ہاتھوں سے

معادلات زمین نسخ نامہ ہا سے دیار

گئے وہ دن کہ زلزلے تھے اسکی صولت سے

خدا لگان جہان قمران روم و تار

گئے وہ علم کے دن اسکے قدر دان نہ رہے

گئے وہ دن جو تھے دربار قوم کے دربار

زمین کین بھی مٹا ہے کہ آسمان نبی

تو پھر اٹھے گی یہ اکیلا دھکی ہوئی دیوار

ترقیوں کے ہیں کیا ہوتے ایسے ہی چھین

جو آ رہے ہیں نظر تک و قوم کے آثار

دعا لوں میں کوئی جا نشین بزرگون کا

نہ کا لون میں کوئی نامور ستودہ شعار

نہ وسط ہند میں شا جہاں و اسکندر

نہ ہے دکن میں وہ لائق نہ وہ جہاں سالار

نہ ولی دالون میں پیدا ہوں اب ولی اللہ

نہ لکھنؤ میں وہ علامہ ہا سے فخر دیار

ابھی کا ذکر ہے تھے مولوی ابوالمنصور

مناظرہ کے تھے فن میں امام بے تکرار

تعب سے کچھ کم نہ اسکو سمجھیں گے

مصنفات کے دیکھیں گے آپ جب انبار

کئی کتابوں میں وہ واردات لکھے ہیں

جواب سے تا یہ قیامت ہوں باعث تکرار

لکھی انھوں نے وہ تفسیر مصحف ناطق

کہ اس سے ہو گئے آسان مسائل و شمار

نہیں ہے عجز خنیں پاری کے پڑھنے سے

ہو چکا قوم میں اب تک پڑھے لکھوں شمار

وہ اس میں خور سے دیکھیں کہ جمع ہیں کیلے

دلیل و دعویٰ و برہان و حجت و تکرار

بندگیان وہ کمان جو نظر پڑیں ان میں

اگر چہ بیٹے ہیں دوران کے روشناس یار

ہو نام ایک کا ناصر علی زمانے میں

بہادری کا خطاب انکو دے چکی سرکار

شاہزادہ نام جو حضرت ہیں دوسرے فرزند

انھیں کے نام سے جاری ہو نصرت الاخبار

یہ گھر کا گھر ہی ہوا آفتاب ساروشن

مگر وہ حضرت مرحوم کے کمات انوار

نظر لگے نہ کہیں اب جو لوگ باقی ہیں

کمر کسے ہوئے جانے کو جو ہیں اب تیرا

اب انکے بعد نہ دیکھو گے اور اتنے بھی

بچھ لوان کو غنیمت جو ہیں رہے دوجار

جو سال رحلت مرحوم پوچھتے ہو تم

تو تین سو پوچھو میں اور ایک چار

من تاج طبع صاحب الاعرفان حافظ القرآن مولانا

حافظ محمد سلطان خان سلمہ الرحمن

سو سے خلد رضوان گئے ناظر الدین

عجب اہل دانش تھے یکتا عالم

مفسر محدث تھیں لاکھوں میں وہ اک

فصاحت بلاغت میں تھے قیامت

نظر میں ہر نعم البدل حبیب مشکل

یہ اچر چرخ کیا تو نے بدلی ہر رنگ

مگر چھوڑی ہی نہیں کوئی بھی ہو

کرین موت کی آہ کیونکر شکایت

لکھیں کوئی مصرع پہ لاشک شوائی

نہ اغیب آئی سلطان کو یہ

سزا بد دین سے مصرع ہر موزون

یکدم و قد فاسر فود اعظم

الغناء

وحید العصر سید ناصر الدین

جوار رحمت باری گز پش

بسال رحلت آن خلد مسکن

نداد داد سراسر اعلان رحمت

کے حسنت مستقر گفت رضوان

الغناء

ہو عیان گل منظر علیا سے

اب زمانہ کا رنگ اور ہی ہے

گل بہستان علم پر مردہ

کب تک اس حال کو چھپاؤ نہیں

اس سے بہتر یہ صاف صاف لکھو

سب ہیں فانی سوا ذات خدا

کم ہے ہر روز رونق و دنیا

عذیب اس چمن کے نو ہمد سرا

کے چھپائے سے چھپ نہیں سکتا

جس رقت کا جوش ہو پیدا



تھے جو وہ مولوی ابوالمنصور  
کر گئے اس جہان سے رحلت  
ذات سے انکی عقی ترقی علم  
اقربا محو آہ و زاری ہیں  
علما غرق مشیون و ماتم  
شہر دہلی کے سب و خبیث و شرین  
اشک جاری ہیں جوش و جوش  
اسے فلک کیا غضب کیا تو نے  
اسے زمین تو بھی ہو گئی دشمن  
فکر تاریخ میں نے کی جسم  
کہا سلطان میں نے از سر آہ

اس زمانہ میں اکمل الفضل  
تھے جو صاحبی دین وہ سر تپا  
وہ بھی ساتھ انکے اس جہان سے گیا  
دوستوں کی زبان پر وادلا  
فضل لا پیٹتے ہیں ساریا  
ہو رہے ہیں شریک آہ و بکا  
ہو زبان پر ہر اک کی واکسفا  
کجروی سے نہ اپنی باز کیا  
علم کا گنج ہم سے چھین لیا  
مادہ یہ بقور ہاتھ لگا  
آج گل ہو گیا چراغ ہدی  
از نیچہ فکر قاضی محمد عبدالغفار صاحب سر شریہ و اورٹ

نہرواران جو دھپور

آن ابوالمنصور امام اہل علم  
آنکہ از رو نصار سے دیوود  
ہشت روز قلعہ روز شہر یو  
کرد رحلت چون ازین دنیا دن  
سیر یاد سال او برقی پگھلت

از تصنیف لطیف مولوی خادم حسین صاحب  
محکمہ ہندوستان اولیٰ تلمیذ حضرت مولوی احمد حسین  
صاحب احمد آبادی پیر وی

حضرت سید ابوالمنصور  
خاک دہلی کے تھے وہ بایں ناز  
زیدہ دو دمان مصطفو سے  
منکمل تھے سارے زلزلہ  
مانتے انکے تھے تجر کو  
غیر مذہب میں جو کہ تھے دہچی  
ہاتھ میں انکے تھی ید اللہی  
توڑ ڈالے قلم حریفوں کے  
روح افزا توید ہے جاوید  
روح فاروق نے کہا شاہنشاہ  
کر کے رحلت مقام فانی سے  
جسم فانی فنا پذیر ہوا

تلمیذ نزع میں فضل حد  
دار فانی سے آج کوچ گیا  
بارگاہ جناب باری سے  
سمجھیں اہل بہشت سب مخدوم  
کہ یہ تاریخ خادم محزون

الغفار

آیا جنت سے سلسل کا جام  
کل ہو دار السلام خاص مقام  
دمدم ہونے زلزلت تمام  
خدمت دین میں یہ لے انعام  
خدمت میں فورسیا والا مقام

مولوی سید ابوالمنصور  
صوت دس روز کی علالت میں  
کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا  
ہند میں کون سا ہے شہر ایسا  
فیض عام انکا رہتا تھا باری  
اپنی شمت میں تھی یہ ناکامی  
خادم دل گرفتہ لکھ تاریخ

از فکر ڈاکٹر محمد اسماعیل خان فیض  
فاضل کیت ابوالمنصور ماحی  
از تجلیہ از ہر سانس گفت ہالق  
تاریخ از تصنیف ششی محمد شفیع صاحب صدر بازار

راولپنڈی تلمیذ حضرت خط

دہلی میں تھے محب ستودہ صفات  
وہی انکی ذات اقدس سے  
تھے وہ فن مناظر کے امام  
علم و فضل میں مثال انکے  
جب مخالف سے بحث کرتے تھے  
تھی عجب بارگاہ عالیشان  
انکو گھر بیٹھے وہ نصیب ہوا  
ہو یہ افسوس کر گئے رحلت  
انکی تفسیر جو مکمل ہے  
زرچندہ سے اسکو چھو ادین  
لکھ شفیق انکا سال جلت یون  
از نیچہ افکار جناب محمد عبدالغفار بیگ صاحب  
قداد ہلوی مالک فضل الاخبار

امام مجتہد و مولوی ابوالمنصور  
بہ صال کہا ای قتل یہ ضلوع  
روانہ جب ہوے دارالافتا سو جانا  
کے بہشت کو عالم بقدر امام جہان

### از جناب محمد زکریا صاحب التلخیص قاری

امام ناصر دین بنی ابوالمنصور  
جو پچاس سال وفات جناب قاری  
از تصنیف مولوی عبدالکریم صاحب نظر میری را ولیدندی  
مولوی سید ابوالمنصور  
گو زمانہ کا یہی دستور ہے  
کہتا ہر ہر دوسرے طوراً عدم  
لیکن ایسا عالم کیلئے عصر  
جسکی یون ہو جائے نظرون سے نہان  
تھے اگر ظاہر میں عالم بیثال  
مخفی سے بھی وہ خالی نہ تھے  
انکو کچھ منجانب اللہ تھی مدد  
دیتے تھے دندان شکن ایسا جو  
مذہب اسلام کی تائید میں  
گو ضعیفی اور نقاہت تھی کمال  
کہتے تھے بیساختہ نظم و نثر  
ہند ہی پر کچھ نہیں یہ مختصر  
علم و فن ایسا زمانے میں نہیں  
علم لغوی و حدیث و فہم بھی  
ہاں ایسا فاضل و علامہ جب  
ابنیمین تا حشر ملنے کی امید  
یا خدا تو بخشش اس مرحوم کو  
مقتدر دل خستہ لکھ سال وفات

ایضاً

مولوی سید ابوالمنصور  
آج دنیا سے جل بسے افسوس  
لکھا مقتدر نے انکا سال وفات

ایضاً

ناصر الدین تھے ابوالمنصور جو  
دارینا دار فانی سے کیا  
اک بہانہ ہو گیا ہر اصل  
انکے جو فرزند ہیں نصرت علی  
کرن چشم شہر دہلی کے تھے وہ

تھا ہمہ دان مثل انکے کب کوئی  
بانہر ہر ملت و مذہب سے تھے  
ہوتا تھا حملہ جو کچھ اسلام پر  
اس بکروچی پہ بھی تھا بار قوم  
واقعی تصنیف اور تالیف میں  
لکھی جو تدریس کی تفسیر نو  
ہو گئی بے طبع و مطبوع خلق  
لیکن آئین اتنا آتا ہے خیال  
ہاں کرین گرد گردان دریا دلی  
کر رقم مقتدر نے تاریخ وفات

ایضاً

کر گئے آہ قضا مولوی منصور علی  
آہ کچھ ایسا انھیں ملک عدم ایسا  
اگر دیش چرخ سے کیسا یتیم ٹوٹ پڑا  
کر رقم مقتدر نے تاریخ وفات  
من ستارچ فکر جناب مولوی فیروز الدین صاحب مومل و مختصر  
و مدرس اول - ایم - بی - دہلی اسکول شہر سیالکوٹ

جو ہوا پیدا جہان میں ایک دن ہو گا فنا

کلّ نفس ذالقة الموت ہے حکم خدا

میں چمن میں پھول آتے ہیں مگر ہم کو نظر

چلنے والی ہے خزان کی ایک دن سب پر ہوا

ہیں شجر زیر نظر باغ جہان میں جس قدر

آخرین اک دن چلائیگی تیراں پر قضا

شک نہیں اور دوستو یہ ہو فنا کا اک مقام

کلّ نفس ذالقة دنیا میں ہے غیر از خدا

جیکہ ہے ہر ایک حادث کو تفسیر بالضرور

رہ نہیں سکتا کبھی قائم جو ہے پیدا ہوا

کیا ہے اس دنیا فانی میں بھر دسہ غیر کو

جلد دے یاں سے ہزاروں انبیا و اولیا

سورہ عالم کہ جن کے واسطے دنیا جانی

وہ بھی رحلت کر گئے آخر سوے دارالہجرا

ایسے ایسے زندہ دل ایسے امام اور اہل فن

روح بنم جہان اک اک جہان سے جلدی

وہ امام فن کبر پھر تھا اسلام کو

حیث اس دار افتنا سے وہ بھی جلت کر گیا  
وہ ابوالمنصور جو منصور تھا جگ بین عالم

ناصر دین نے کی اسکو عطا نصرت سدا  
اہل ایمان کو سدا دیتا بشارت اور نوید

تھا تا دین کی دولت جہان میں دایما  
حق و باطل میں کیا اس نے وہ جگ میں فیصلہ

قوت فاروقی گویا حق نے کی اسکو عطا  
کام تھا اسکا سدا دنیا میں افحام الخصاص

آگے اس کے تھا نہ کوئی دشمن دین بٹھرتا  
مومنوں کو فیض سے اس کے سدا انعام عام

گر ہوں کو ہاتھ اسکا تھا عقوبت اور سنار  
آگے اسکی پہنچ تھی تسلیں سب قسیدہ کی

کرتا ہر تاویل کی تصحیح تھا وہ دلہرا  
فعل و جالی کا استیصال اس کی ذات

تختیہ کار مخالفین اس کا کام تھا  
تھا وہ اک مصباح روشن کفر کی ظلمات میں

تھی شب تاریک بدعت اس سے پر نور و ضیا  
لحن داؤدی پہ فائز اس کی ہر آواز تھی

لغۃ طنبوہ ہے بڑھ کر کہیں تھا خوش نوا  
اسکا ہر اک حرف تھا اہل جہان کو حیرانجاں

اک محبت کا مرقعہ اس کا ہر اک لفظ تھا  
تھی نجات عاقبت کی کھولدی اسنے سبیل

تھا بہت اسلام میں اعجاز اسکا بڑھ رہا  
دشمنوں کے قول کو تو لایو نبی میدان میں

خار و خس سے بھی سبکتر اسکا پلہ کر دیا  
دم سے اسکے دم میں ہوتا بند دم کھٹا رکا

کر دیا اعدائے دین کا بند اس نے نہ ماطقا  
جلد یا ایسا امام فن جہان سے ہاے ہاے

کر گیا تار یک عالم کو وہ خورشید ہوا  
اس کی رحلت سے جہان میں اک قیامت آگئی

اور زمین و آسمان میں پر گیا اک زلزلہ  
نہضت سید سے ولی ہو گئی حیاں و مان

سارے ہندوستان کا گل ہو گیا گویا دیا  
ہو غم و رنج و مصیبت اور ماتم کا ہجوم ہا

راحت و آرام سب کا فور عالم سے ہوا  
سال رحلت کی ہوئی فیروز کو جن قوت فکر

ماقت غیبی نے اگر کان میں خود کس دیا  
ہر فضیلت ہر فضیل تاریخ و قات

وہ ابوالمنصور رشیک کاشف اسرار تھا  
ہو یہ آخر میں دعا فیروز کی صبح و سدا

اللہم اغفر لہ اغفر لہ یارسبت  
کر عطا پس ماندگون کو اس کے تو صبر جمیل

اور انھیں اجر جزیل اپنی عنایت سے عطا  
رات دن فیروز کرتا ہو دعاے مغفرت

نظر راحت میں جگہ دے اسکو یارب دایما  
دائر سالہ انوار الاسلام سیکوت نمبر ۲ جلد ۴

لا ذالعلما ابوالمنصور — ۱۳۳۰ھ  
سعادت مند دارین ابوالمنصور — ۱۳۲۰ھ

کاشف الاسرار ابوالمنصور — ۱۳۲۰ھ

نوٹ (۱) ابوالمنصور نام تھا۔ ناصر و نصرت انکے صاحبزادوں کی طرف ایما ہو۔ (۲) نوید جہاد۔ افحام الخصاص۔ انعام عام۔ عقوبت الضالین۔ تسلیں القسیدیں۔ تصحیح التاویل۔ استیصال۔ تختیہ۔ مصباح الابرار۔ لحن داؤدی۔ حرر زبان۔ سبیل نجات۔ اعزاز قرآن میرزاں المیزان۔ یہ سب آپ کی تصنیفات ہیں۔

از تصنیف مولانا قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل  
کرمیں گویکی ضلع گجرات پنجاب  
مولوی سید ابوالمنصور | کر رحلت ازین جہان ناگاہ

چون گویکی این خبر آمد  
اثر فیض اہمہ آتش آورد  
مہرے زمینیاں چور کسوف آمد  
سال رحلت بگفت اکمل نزار  
دفعۃ از دلم برآمد آہ  
بر رہ راست پریشتر گراہ  
چون مگرد و جہان بچشم سیاہ  
مات نجمہ ابلادہ طاب نزار

<p>سال تالیخ چاہئے ہو ضرور حال جووت ہونا کیا کریر دھل آہیں ہو ایک دل جہور نامہ الدین کی جو تھے مشہور جانتے ہیں انھیں صغیر و کبیر ہر کے ہجرت گئے ابو المنصور</p>	<p>از تصنیف قاضی محمد عبدالغنی صاحب فی سترہ دار کورٹ سرداران جو دھپور کہ میدان بحث دین پڑ کر د جان بجان بخش خویش جون پیر خرم آنکس کہ گوئے نیکی برد</p>	<p>فخر سادات امام ابو المنصور یوم شنبہ و ہشتم ذی قعدہ گفت برقی چہ بے بہا سن او ۱۳۲۸ — ۸ — ۱۳۲۸</p>
<p>از تصنیف قاضی محمد سرفراز حسین غری دہلوی مقیم کوہ نمبی تال تلمیذ حضرت مضطر افصح وبلغ تھے اور سحر البیان تھے مخالف اسکے آگے نیز بان جب مخاطب ہو کے وہ فرماتے ہاں ایسے قابل ہوتے ہیں نشان کماں ہو گئے عازم سودار احسان ہو گئی اب دہلی خالی بے گمان داخل جنت ہیں یہ سچ سچ</p>	<p>مولوی سید ابو المنصور کچھ عجیب تاثیر تھی تفسیر میں جز غموشی کچھ جواب آتا نہ تھا انکو حاصل تھا ہر اک فن میں کمال کہ کے رحلت عالم فانی سے وہ مجتہد اسوقت کے تھے اور امام عزیزی عزون رقم کرمال فوت</p>	<p>از تصنیف طبع پر زادہ ابو محمد عبدالغنی صاحب قالب وکیل کافیہ قولوا قلنک و جملہ اللہ سیدی مولوی ابو المنصور سال رحلت جو جسم ازہاقت من نتیجہ فکر جناب مولوی محمد شہاب الدین خان صاحب طبیب شاہی سری دربار جو دھپور حیف ابو المنصور ذیل و کمال بہر سال فوت ہاقت لے کماں ۱۳۲۸ — ۸ — ۱۳۲۸</p>
<p>از تصنیف لطف نشینی محمد طہور السیاح صاحب گوہر ہیڈ نقشہ نویس قلمی دوس نینی تال تلمیذ حضرت مضطر دہلی میں تھے اک امام الوعظین انکے ماتم ہیں ہیں سب اندوہین انسے روشن تھا چرخ علم دین اب کمین سارے زمانہ میں متفق سب کیا کمین و کیا ہمین ایسا کوئی شخص بالائے زمین خلد میں ہیں یہ امام سیدین</p>	<p>مولوی سید ابو المنصور آہ رحلت کر گئے دنیا سے وہ کیون نہ تار کیا نظر نہیں جہان ایسا عالم اور فاضل بے بدل کر چکے تھے ان کو امام اب نہ پیدا کر سکے گا آسمان سال رحلت انکا کر گویا رقم</p>	<p>دیگر ذریعہ آن مولوی ذی کمال چنان گفت ہاقت پے سال پتو ۱۳۲۸ — ۸ — ۱۳۲۸</p>
<p>از تصنیف لطف نشینی شیخ رحب علی صاحب جوہر رئیس شہر اولپنڈی شاگرد حضرت مضطر زندہ زو بود نام دار العلم ملتی شد مرام دار العلم داشت صدرش مقام دار العلم آہ گشت تمام دار العلم فات حیات آما و کمال</p>	<p>مولوی سید ابو المنصور آہ او کرد از جہان رحلت بود او در مناظرہ کیتا درس و تدریس از جہان برخت جوہر دل خزین بگو تالیخ</p>	<p>دیگر ہزار حیف کہ وہ مولوی ابو المنصور وہ بعد فوت سے جبکہ داخل جنت قدیم دے بڑھا کر یہ بولا ہا غیب از تصنیف حافظ حاجی عبدالستار صاحب شمیم سو داگر صدر باز امیر طہر تلمیذ حضرت مضطر</p>
<p>از تصنیف ہندت رم بھج صاحب عاصی سیالکوٹی سیکنڈ کلاں حکمہ آپس سر سترہ تعلیمت اولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر رفت چون مولوی ابو المنصور در جہان بود عالمے پے مثل کن رقم سال جلنش عاصی</p>	<p>مولوی سید ابو المنصور آہ او کرد از جہان رحلت بود او در مناظرہ کیتا درس و تدریس از جہان برخت جوہر دل خزین بگو تالیخ</p>	<p>پیشوا سے فن مناظرہ ہاے دہ یگانہ فن مناظرہ تھے دیکھ کر آہیں آپ کی تقریر کہتے ہیں تھا کمال اس فن کا جلد سے آج ہاے دنیا سے</p>

از تصنیف مولوی محمد عبدلکریم صاحب مضطر شیخی مقیم  
راولپنڈی

از تصنیف بابو بشیر لال صاحب شیدا ایکونٹنٹ  
عدالت ڈپٹی کمشنر ضلع راولپنڈی

مولوی سید ابوالمنصور  
کرد افسوس از جهان رحلت  
دشمن کیمت اشک ریزانیت  
سال خوش رقم کن شیدا

مولوی سید ابوالمنصور  
دانشت علم فضل بک عظیم  
دل و اندکان گشتہ دو نیم  
حال ہر کس گشت زار و سقیم  
سید علوی شیدا بجلد مقیم

مولوی سید ابوالمنصور  
دہلی میں تھے ہمہ صفت موصوف  
ان کو بمانتے تھے خاص عام  
مثل ان کے کوئی نہ تھا اصلا  
لکھا اخلکے سال جلوت یون

مولوی سید ابوالمنصور  
علم باطن جو سب سے مخفی ہو  
جب پیام اجل نہیں آیا  
لکھی قاسم نے انکی یون تاریخ

مولوی سید ابوالمنصور  
علمائین تھے ہر طرح ممتاز  
منکشف اسکے بھی تھے انہر  
کیلک لیک ہو گئے جان باز  
جتنی مٹی ہیں عین دراز

از تصنیف لال پورن مل صاحب خلد دہلوی  
مقیم راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور  
کے دین اسلام کے پیر تھے سپہ  
کیسی کیسی کتا میں لکھی ہیں  
ناصر الدین تھے حقیقت میں  
تھے امام المناظر مشہور  
جانتے تھے رموز قرآن کو  
تھے مفسر وہ اور محدث بھی  
خیمہ فیض ایک جاری تھا  
ایسی خوبی سے کی حیات بسر  
پیش آتے تھے سب خلق کے سامنے  
واقف سر غیب لم یزلی  
دیکھی لوگوں نے خیمین کرا تہین  
صاف کہتا ہوں میں خدا لگتی  
خود عدم کو سنی خوشی سے گئے  
فکر تاریخ ملو تھی مضطر  
ناگمان یون شنی ندا سے غیب

از تصنیف بابو سید محمد مقبول احمد صاحب مقبول  
سہارن پور مقیم راولپنڈی تلمیذ حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور  
جیسے جیسے کمال تھے اُن میں  
تھے بڑے عالم اور ہمدان شخص  
میں اسی فکر میں تھا اور مقبول  
بائع غیب سے کیا جو سوال

مولوی سید ابوالمنصور  
کے واقف سے اب یہیات  
ہے کسی کو کہاں نصیب وہ بات  
فیض جاری اکل لے تھا و زلات  
کہ لکھوں میں بھی اُنکا سال و قاف  
یون مکر کہا کہ راہ نجات

از تصنیف ششی محمد اشرف خالص صاحب اشرف  
میرٹھی ٹھیکہ دار محکمہ کسریٹ شہر راولپنڈی تلمیذ  
حضرت مضطر

مولوی سید ابوالمنصور  
در غم ماتم از دل ہر کس  
مثل او در کمال فضل و ہمت  
گفت تاریخ جانش اشرف

مولوی سید ابوالمنصور  
رفت چون از جهان قائمیان  
رفت تا آسمان شور و فغان  
ہیچکس میں نہا فیم جو ان  
شد ناگو کشا وہا بہ چنان

از مولانا محمد نور الحسن صاحب ہاشمی صفی پوری

فان ابوالمنصور فی الجنان انار الله برہانہ  
کان ابوالمنصور کا کشتہ المیزان

فاز سیدنا ناصر الدین نور اللہ جوفلا  
برجت دار سیدہ ناصر الدین

ابوالمنصور یافت انعام نصرت  
بجملہ پاک روح آرامشی کرد

منہ و لقمہ و تاریخ ہفتم  
نوشتر اشعی بیباختہ سال

از حضرت مولانا حاجی حافظ سید شاہ نذر الرحمن  
صاحب خفیضہ رسول غلامیٹہ

سکاہ العصر من خیالنا س  
ہاتف الغیب عام رحلت

ناصر الدین صاحب الافضال  
یا امام المناظر قد قال



## اقل افضل الاخبار دہلی مطبوعہ ۱۶۔ اپریل ۱۳۱۹ء (فاتحہ چشم امام من مناظرہ)

افسوس ہمارے شہر کے فاضل و عالم بے بدل محمد زمان فہرستدان حضرت مولانا مولوی سید ناصر الدین محمد ابوالمنصور امام فن مناظرہ کا انتقال پر ملال کچھ ایسا انتقال نہیں تھا کہ جس کا ماتم جہانین ہوا ہو کیونکہ مرحوم و متوفی کو نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا نے امام تسلیم کر لیا تھا۔ اور انکی بے نظیر خداداد لیاقت اور دلپذیر آزاد معلومات کو سارا جہان مانے ہوا تھا۔ ہر شہر و دیار میں جلسہ ہائے تقریر ایسے لیے لوگوں نے متفق ہو کر کئے ہیں جنہوں نے کبھی شرف نیاز بھی حاصل نہیں کیا تھا۔ پھر افسوس ہے کہ ہم خاص جو وطن نیاز مند ہو کر دوبارہ حالات فاتحہ چشم مرحوم منصور پر اخبار میں درج کر کے اظہار ماتم نہ کریں۔ آپ کے فرزند سعید و الدین شید دانائے علوم غنی و جملی حضرت مولانا سید نصرت علی صاحب نے جو فاتحہ چشم پر چند نئی باتیں کیں جو باعتبار یادگار و عمدہ ایجادیں متصور ہوتی ہیں لیکن ہر حصہ کے ہمراہ ایک تیلی شیری کی جگہ ایک پہلو پر یہ قطع چھاپا ہوا تھا

سب سے فاتحہ چشم حضرت منصور  
کچھ چیز نہیں نان جوین کا حصہ نصرت پر عنایت ہو جو کوئی منظور

اور دوسرے جگہ بخط اٹکا ہم گرامی درج تھا جنکی خدمت میں حصہ ارسال کیا گیا تھا اور حصہ جس خوان پوش سے ڈھنکا ہوا تھا اس پر رباعی تحریر تھی پوشش خوان نہیں ہو یہ دکھائے گئے یہ عمل ہی غیر چھپانے کے لئے نصرت بختہ دقت تھے منصور علی یادگار کا کھانا لاپے زمانے کے لئے

غرض اس طرز پر بڑی فیاضی میر حشری سے عائد دروسا شہر و احباب اعز و نزدیک و دور کو تقسیم کیا گیا اور ۲۳ مارچ ۱۳۱۹ء دریک شہر پہنچے شام کو جلسہ تقریر بدولت خانہ جناب مرزا اکبر علی خان صاحب واقعہ فرخاٹہ منعقد ہوا جس میں علاوہ اہل ہند و اہل اسلام روسا شہر کے علماء و شعراء و اعلیٰ حکام بھی شریک تھے جنہیں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

جناب مولوی محمد حسین خان صاحب جناب حکیم بدر الدین خان صاحب بہادر ایم اے فوج دہلی جناب سید حسن صاحب رئیس بارہ بنگی جناب نواب ضمیر مرزا صاحب بہادر جناب خان بہادر میر ناصر علی صاحب برادر نواب صاحب لونڈو اعلیٰ فسر محکمہ تنگ۔

جناب مرزا محمد علی بیگ صاحب سابق گورنر شہر جناب مرزا محمد اکبر علی خان صاحب جناب مولوی حافظ سلطان خان صاحب سابق حاکم سروج۔ جناب ایجنٹ بیگ صاحب رئیس دہلی جناب مولوی سید نصرت علی صاحب

جناب مولوی سید نصرت علی صاحب مالک جناب مولوی شفیق احمد صاحب جناب مولانا مرزا صاحب حیرت مالک کرزن گزٹ دہلی جناب ڈاکٹر رام نگہ صاحب جناب مولوی سید احمد صاحب مصنفہ فرہنگ آصفیہ جناب حافظ رحیم الدین صاحب جناب مولوی عبد الجبار صاحب جلسہ کی طرف سے مرزا اکبر علی خان صاحب نے حکیم بدر الدین خان صاحب کے صدر افسانے جاتے اور بدوہ العلماء مولوی عبد المجید صاحب کے سکریٹری ہونے کی خبر کی اور جناب مولانا سید نصرت علی صاحب نے تائید کی حکیم صاحب نے بھونپور کے طبیب خاطر منظور فرمایا۔ بعد حصول اجازت خان بہادر جناب میر ناصر علی صاحب نے اپنے اور اپنے بھائی مولوی سید نصرت علی صاحب کی طرف سے ایک مختصر اور پر اثر مضمون شہر اظہار رنج و غم و حالات کمالات مولانا مرحوم پر تھک سنایا اور حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ بعد جناب مولانا عبد المجید صاحب سکریٹری جلسہ نے مقررہ دلیرانہ تقریر فرمائی۔

جس میں مولانا صاحب مرحوم اور انکی تصانیف کے حالات تھے اور مجلس صد ہا خطوط تقریر اہل سلام و اہل ہند جو مولانا سید نصرت علی صاحب نے نام مختلف مقامات سے آئے تھے ہر ایک نے نواب محمد حیدر علی خان صاحب کے رفیر فرجنگ والی ریاست باسودہ و ہر بات میں سوجا ہمارا جرم سر بخور سنگھ صاحب بہادر کے سہی آئی اے والی ریاست اچیلڈھو خان بہادر نواب محمد مظفر علی خان صاحب بہادر والد ماجد ہر ایک نے تقریریں کیا

گور والی خان بہادر مولوی رحمان علی صاحب سابق ممبر کونسل ریاست ریوان کی تحریر میں پڑھکر سنائیں جس سے اظہار عزت و ملال و ہمدردی ظاہر تھی پھر تفسیر قرآن مجید حضرت مولانا صاحب مرحوم کی نسبت جس میں آیت کی تفسیر حدیث شریف سے اور اسکی تطبیق قریت و انجیل سے کی گئی ہے یہ فرمایا کہ انکی یادگار اس سے بہتر نہیں ہو سکتی اسکو طبع کر لیا جائے کل حاضرین نے اسکی تائید کی سب کے بعد جناب مولانا مولوی عبد السبحان صاحب نہایت عمدہ شعر اثر تقریر فرمائی اور مولانا مرحوم کی تاریخین زبان فارسی و اردو و سنائیں افسوس یگر اصحاب بوجہ تنگی وقت اپنا کلام نظام نہ سنا سکے جناب مولوی فضل الدین صاحب مالک اخبارہ قادار دہلی بیچ لاپونے اس موقع پر ایک خطان اور ایک شال بطور رسم دستار بندی ارسال فرمایا

اور ایک شال بطور رسم دستار بندی ارسال فرمایا

## تاریخ تقریب جہلم از مولوی محمد عبد الکریم صاحب مضطر میر بھی مقیم راول پنڈی

مولوی سید ابو المنصور کا  
مولوی نصرت علی نے وہ کیا  
بروغنی دو نان اور کپسے مین لوز  
خوان پوش اسپر ڈھنگا ایک سبزنگ  
اس قدر شفاف تھیں وہ نوریات  
فاتحہ جہلم کا کرتے ہیں جو لوگ  
تو دو یا محصول بھی بخاریل کا  
موقعہ شادی بہ کم کرتے ہیں لوگ  
پس امام وقت کی رحلت سے آہ  
مظفر غم سے ہو رہا ہے حال یہ  
یوں لکھا مضطر نے جہلم کا بھی سال

فاتحہ جہلم ہوا کیا یہ طبق  
جو کہ جہلم اگر نیکا ہوتا تو حق  
سب کو بھیجی یہ کیا لطف و شہنشاہ  
نام بھیجی پر خطا طرز مین ادق  
لپٹا تھا گویا کہ چاندی کا ورق  
مولوی صاحب وہ یکمین سبق  
ناکہ ہون برسل الیہم منتسب  
جو انھوں نے کیا وقت تسلط  
دل بچھا جاتا جگر ہوتا ہے شوق  
رنگ ماند دے گئے پھر دے ہے فوج  
فاتحہ بے مثل جہلم نچ حق

## نقل ریاض الاخبار گورکھ پور مطبوعہ ۴۴ مارچ ۱۹۰۳ء

مولانا ابو المنصور امام فن مناظرہ و نحو ضل کے فاتحہ جہلم مین مولوی نصرت علی صاحب  
خلف الصدق مولانا رحمہ اللہ علیہ نے بڑی فراخ خو صلی فرمائی ایصال  
فرائد کی غرض سے جو اشتہارات انھوں نے تقسیم فرمائے اور فاتحہ خوانی کی  
رسم محل مین لانے یہ انکی سادات اور فضیلت کی دلیل ہے دراصل ایسا امام  
فن مناظرہ اب ہندوستان مین بوجہ زمین ہے جسکے واسطے ایک عالم نوحہ  
خوانی کر رہا ہے افسوس ہے کہ ہمارے پاس اشتہار ۲۱ تاریخ و یوم عینہ پر  
بہ بیچ سکا کل ۲۳ تاریخ کو ملا ورنہ اور لوگ بھی شریک مجلس فاتحہ خوانی  
ہو سکتے مولانا نصرت علی صاحب نے جس انتہام کے ساتھ فاتحہ جہلم کا  
حصہ تقسیم فرمایا ہے یہ بات اس زمانہ مین بھی نہیں جاتی ہمارے پاس  
کچھ آیا اسمین از قسم کولات جو میر مین تھیں وہ سب نہایت نفیس اور  
اعلیٰ قسم کی تھیں نقل کی تھی اور خوان پوش پر جو اشعار بچا ہے گئے مین  
وہ بھی بہت کچھ تعریف کے قابل ہیں خداوند کریم مولانا ابو المنصور کو جنت  
المدائے مین جگہ عطا فرمائے اور انکے قابل و فاضل خلف الصدق  
مولوی سید نصرت علی صاحب کی عمر مین برکت دے کہ وہ اپنے جلیل القدر  
باب کی قائم مقامی کریں مگر امید ہے کہ مولانا ابو المنصور کی تصانیف  
کی اشاعت مین کوشش کیا جائیگی خصوص تقسیم شریف کی الطباع مین  
فجرت سے کام لیا جائے گا۔

## از دبیرہ سکندری رام پور مطبوعہ ۲ مارچ ۱۹۰۳ء جلسہ جہلم حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور دہلوی

راقم دبیرہ سکندری کے ایک کرم گستر رقم فرماتے ہیں کہ محب الفقرا علیہ السلام  
حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ و علی علیہ الرحمہ والنظر  
کے واقعہ جانچا کہ تعلق اہل دہلی کیا تمام ہندوستان کے لوگوں کے  
دلوں سے مدتوں فراموش ہو گا جناب مرحوم ایک مسلم الشوت امام المناظرہ  
اور فاضل عظیم المثال بزرگ تھے اور انکی ذات حمیدہ صدقات سے طبع علم  
کو بہت بڑی امداد ملی اور مدتوں انکے فیض روحانی کا اثر باقی رہے گا  
اور ایک زمانہ انکے علمی فیض سے مستفیض ہو گا۔  
خدا کا شکر ہے کہ جناب مرحوم کی فاتحہ جہلم وغیرہ انکے فرزند سید نصرت علی  
نصرت علی صاحب مالک نصرت الاخبار دہلی نے نہایت عمدہ طور سے  
کین اور انکے فاتحہ کا تبرک ایک نئے طرز اور تحلف سے دہلی اور پھر  
مین بڑی علو ہمتی سے تقسیم کیا گیا جو قابل ذکر ہے اور سید صاحب  
موصوف نے اس تبرک کا ایک حصہ راقم دبیرہ سکندری کو بھی بذریعہ  
پارسل ارسال فرمایا ہے جسکا راقم تہ دل سے شکور ہے۔

حضرت سید صاحب نے جو نئی ایجاد دین اپنی محبت سے اس تقریب  
عین ایجاد دین وہ قابل تقلید ہیں جناب سید صاحب نے ہر حصہ نان پر  
گلکف کے ساتھ شیرینی پارچہ سبز مین تقسیم کی اور تھیلی پر ایک جانب اشار  
چھپے ہوئے تھے۔

اور دوسری جانب طرہ مین ان بزرگ کا نام تھا جن کی خدمت مین  
حصہ بھیجا گیا تھا اور ہر حصہ بہر خان پوش سے ڈھنگا ہوا اور خوان امثال  
چھپا تھا۔

## نقل خط جناب مولوی محمد حسین صاحب احمد آبادی مترجم کتب عربیہ از راول پنڈی

بہا خدمت حضرت اقدس مولانا سید محمد نصرت علی صاحب دام جہلم  
و علاؤکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ حصہ جہلم عین الکیون ایچ مینے  
پونچا جو حضرت مرحوم کی مجلس جہلم کا وقت تھا گویا خاکسار بھی حاضر  
جہلم مین شامل ہو گیا فاتحہ پڑھتے اور لکھا اٹھاتے وقت جو مادہ تاریخ  
برآمد ہوئے مین خیال کرتا ہوں کہ حضرت مرحوم کی روح کی برکت ہے  
پہلے اس سے جو قطعہ عربیہ ارسال خدمت کیا گیا تھا اسمین جس قدر سونو  
غم حضرت مرحوم کی وفات کی نسبت مین لکھا ہے وہ مبالغہ پر محمول

نہ فرماؤں بلکہ مانگا کہ حضرت کی تصنیفات سے جتنا شوق تھا اور ہے  
اتنا کسی اور صنف کی تصنیفات سے نہیں۔ خدامِ حرم کو غریقِ رحمت  
فرمائے نظم در بارہٴ ہجرت عرض ہے۔

سید والا نسب حضرت امام  
مثل ماہ و مہر جو مشہور تھے  
شہسوارِ عرصہ منے تھے آپ  
تھے منازر اس غضب کے وہام  
ناصر دین بنی تھے بالیقین  
وہ نیم ذیقعدہ کو اہل کمال  
تیرہ سو ادیس میں سندھ کا آہ  
ہجرت کے ابن اصغر نے کیا  
یعنی وہ نصرت علی اہل کمال  
باب کے مانند انا اور بنیہ  
حضرت نصرت علی نے از فور  
پہنچا جب اسٹیشن بندھی یہ خوان  
بچنے بڑھ کر فاتحہ بخشتا تو آپ  
کہ کو ثواب فاتحہ مرحوم پاک  
کھایا پھر ہم سینے وہ خوان لذیذ  
کھا کے دو دو بارہ نعمت کا خوان

نقل خط جاب خان بہادر مولوی حکیم رحمان علی نقشا

مکرنا و بافضل اولیاء مولانا سید محمد نصرت علی زیدت معاویہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
والا نامہ مع رسید ریل بابہ حصہ ترک اور بد اس کے ترک شریف  
فاتحہ چم پہنچ کر بہت کچھ سرفرازی بخش ہوا جس کا شکریہ ہزاروں لاکھوں  
زبان سے بھی آپ کا نیاز مند ادا نہیں کر سکتا میں نے اسکو کھایا اور  
اپنے اولاد کو کھلایا خداوندان کی عمر وین برکت دے۔ پرچہ تاریخی  
اور قریب شش مطبوعہ کیلئے جو کچھ اور گول دائرہ ہوا کہ بعد چٹے نشیہ  
کے اپنی مسجد مقام ریلوین میں آویزان کر دیا۔

ماخوذ از اخبار بدیعہ سکندری رام پور حکیم محمد حرام

امام المناظرہ ابو المنصور حضرت مولانا سید ناصر الدین صاحب  
مقام دہلی۔ فروری کو قضا کی۔ آپ ایسا بہت بڑے مفہم  
اور محقق شخص تھے۔ ایک تفسیر قرآن مجید دتوان آکھو ذکر خیر کے ساتھ

یاد کرائیگی اور فرزندانِ سعید سے ہمارے دوست مولانا سید نصرت  
مالک نصرۃ الاخبار دہلی ایک بہت بڑے لائق ہیں جنھوں نے  
ایک فاتحہ چم اور دیگر مراسم لغزیت اس خوبی سے ادا کئے  
اور آئندہ کیلئے ایک عمدہ نظیر قائم کی اور ایصالِ ثواب کا اچھا  
ذریعہ بتایا ہے باقیات الصالحات جس سے عبارت ہے وہ حضرت  
ابو المنصور علیہ الرحمۃ والنفوس کو اللہ تعالیٰ نے غایت کی اللہ  
تعالیٰ ہر ایک ہمارے دوست کو ایسا ہی درجہ عطا فرمائے کہ ان کی  
اولاد سعید ان کی روح پاک کو جنت میں مسرور اور دنیا میں ان کا  
ذکر خیر کے ساتھ خلایق کی زبان پر جاری ہو۔ آمین

از اخبار وفادار دہلی پنج لاہور ۱۹ مئی ۱۹۰۳ء

مولوی سید نصر علی صاحب مالک نصرت اللہ دہلی عام ہمدردی  
موصی صاحب موصوف کے والد ماجد حضرت ابو المنصور مولانا ناصر الدین  
صاحب امام المناظرہ کے انتقال پر مال کے موقع پر ملک کے ہر حصہ  
تقریباً مائے پونچھ رہے ہیں جو واقعی مرحوم و مغفور مولانا صاحب  
کی یاد اور ان کے عالم باعمل ہونیکے ایک مصدقہ دلیل ہے۔

اصل تو یہ ہے کہ شہر دہلی سچ محل علم اور ایسے ایسے صاحبِ دل  
بزرگوں نے خالی ہو گیا بلکہ دہلی پر کیا حصر ہے عموماً ملک ہندوستان  
ہی خالی ہوتا چلا جاتا ہے مولوی سید ناصر الدین صاحب مرحوم  
اپنے وقت میں صاحبِ دل ہو نیلے علاوہ محافظِ دین اسلام تھے  
انکی بے ہمتانیت کا یہ نتیجہ تھا کہ دین اسلام مخالفیوں سے  
محفوظ رہا خصوصاً انکی تفسیر قرآن مجید اس قابل ہے کہ ملک کے  
سرگروہ روسائے اسلام مولوی صاحب مرحوم کے فرزند رشید مولوی  
سید نصرت علی صاحب کو پرزور تحریک فرمائیں کہ وہ اس تفسیر  
طبع کرنے میں اپنی ادبی الغری سے کام لیں اور اس طرح ملک کے  
ہر حصہ میں مولوی صاحب مرحوم کی یاد میں اظہارِ ہمدردی کے  
جلسے منعقد ہو کر خلوص دل سے مولوی صاحب کے فرزند رشید  
اور تمام خاندان سے اظہارِ ہمدردی کیجائے۔

## تقریرت نامہ

### منجانب علماء و عمائد و حکام دہلی

کدام دل کہ ازین حادثہ در گون نیست  
کدام دیدہ کہ زین واقعہ جگر خون نیست

آہ! آہ ہم کس اقمہ چاکا کا اظہار بخ و غم کرتے ہیں کہ جان کرتے سے پہلے ہی بڑی آنکھوں سے خون کا سمندر ابل رہا ہے دل ہے کہ ہاتھوں پہل اچھل کر خدنگ حسرت و الم کا نشا بن رہا ہے آنکھیں صانع مطلق نے خون لاینے کو عطا نہیں کی تھیں اُسے کچھ اور کام بھی لینا مقصود تھا مگر افسوس وہ مقصد کم ہو گیا آہ وہ کونسا واقعہ جانکاہ ہے وہ وفات جناب فضیلت مآب کمالات انتساب علامہ زمیں عقیق کا افاضت امام المناظرہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مرحوم و متوفی ہے آج فروری کی غم و اندوہ تاریخ و تخرن دلال اہل دہلی کے لیے عموماً سنگدل ثابت ہوئی آپ کا زمانہ حیات مشاغل علمی میں صرف ہوا آپ نے باہمی فسادات و جہالت رفع کرا کے قوم کو علم کتاب اور علمی مناظرات کجای مائل کر کے ملک میں امن قائم کرایا اور ہر علم و فن کی کتابت بین تصنیف و تالیف فرمایا لیکن صد حیف سب سے بڑی اور نہایت کارآمد و مقبول کتاب تفسیر القرآن ایک زندگی اور آخرت کا سرمایہ طبع ہونے سے رہ گئی۔ مرحوم کی روح پر فیض کی یاد دیا و ثواب کیلئے اس تفسیر مقبول روزگار کا چھپنا ضرور ہے ہمیں انکے جانشین صاحب غزو و تکلیف جناب مولوی سید نصرت علی صاحب نے کہ ہر طرح مرحوم کے جانشین اور نقش قدم ہیں امید قوی ہے کہ وہ امام صاحب مرحوم صاحب تفسیر القرآن کی عمدہ یادگار قائم فرمائیں گے اور اس دینی کام میں مستعدی فرما کر دنیا کے سامنے ایک یادگار عالم نمونہ پیش کریں گے لیکن دیگر ہمدردان قوم بھی اسکو فرض عین سمجھ کر امداد کا کوئی پہلو اٹھانہ رکھیں خدا مولا نا خدا کو جمعیت اور کامرانی عطا فرمائے فقط۔

خان بہادر ڈپٹی آئی جی انری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی  
خان بہادر نواب محمد قاسم علی خان پرنسپل  
ریاست پاؤڈری  
خان صاحب مرزا محمد علی خان بہادر  
حکیم قاسم علی  
محمد قاسم علی حکیم  
مولوی محمد عبدالرحمن رشیخ واعظ

سیر شاہ جہاں برد فیسرینٹ ٹیچر کالج  
محمد عبدالجبار واعظ جامع مسجد دہلی  
ہما نرائن مالک اخبار غیر خواہ ہند  
مرزا حیرت مالک کرزن کرژٹ  
عبدالقاریک مالک افضل الاخبار  
مولوی محمد عبدالقادر تونی سحر کلان  
خان صاحب ظہیر الدین احمد انیسری  
مجسٹریٹ و میونسپل کمنشنر۔  
نواب ضیہ الدین احمد برادر نواب صاحب  
بلائی داس مالک میو ریسر  
بابو کدرا ناتھ وکیل جیف کورٹ  
حکومت اے سابق میرمنشی گورنمنٹ اودھ  
بابو پارے لال وکیل ہائی کورٹ  
حکیم برادر الدین خان ریسر دہلی

## تقریرت نامہ

منجانب روسائے ہندوستانی لکیت

انسان کو چاہیے کہ خیال قضاہ ہی کا بھی کیا میں گے جیٹ برہمچاری  
خدمت جناب مولانا سید محمد نصرت علی صاحب امام انصاف  
تسلیم۔ پیسہ اخبار سے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید  
ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب امام المناظرہ کی  
رحلت معلوم کر کے ہم سب کو غایت درجہ کا بے چ و الم ہو گیا کیونکہ  
فی زمانہ ایسے محقق عالم و فاضل و دہرہ پرور نہیں ملتے اور انکی خداداد  
علیت کا ایک زمانہ اشنا خوان ہے۔ اللہ جل شانہ اونکی  
باقیات الصالحات جسے (آپکی ذات اور نیزہ نصابت سے  
مراو ہے) کو قایم رکھے۔ شکر ہے کہ آپ اونکی جانشینی کے  
ہر طرح قابلیت رکھتے ہیں۔ امید کہ آپ تفسیر مجمل التفسیر  
مصفیہ حضرت امام صاحب مرحوم کی طبع کرنے میں سعی میں فرمائیں گے  
اور ہمدردان قوم سے توقع ہو کہ وہ اس کام میں جان و دل سے  
آپکی مدد فرمائیں گے۔

محمد عبدالوہاب سوئی واکٹر  
عنایت حسین سیر پریسٹ  
عبدالمکریم یوسف  
سید نیاز علی چیف کونٹ آفس  
حاجی عبداللطیف طاہر محمد

مولوی عبدالرزاق پریسٹر  
افتدبار خان پریسٹ  
حاجی عثمان فتح محمد  
سید اصغر علی چیف شپرنز  
حاجی آدم صدیق وغیرہ

## تخصیص نامہ

مختار روئے و سائرہ صلیح کا بیور

بخدمت معظنا و مولانا واقع روز مخفی و بجلی حضرت مولوی سید نصرت علی صاحب ایڈیٹر نصرۃ الاخبار دہلی دام برکاتہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم لوگوں نے آپ کے والد ماجد حضرت مولوی سید ناصر الدین صاحب محمد ابوالمنصور مرحوم و مفقود امام المناظرہ کی وفات کو بہت ہی تحسین اور تاسف کے ساتھ محسوس کیا۔ سچ یہ ہے کہ ملک سے آفتاب علم و ہدایت کا غروب ہو گیا۔ اس عظیم حادثہ کے باعث آپ کو جو کچھ رائج و عالم ہوا ہے اوس میں ہم لوگوں کو آپ کے ساتھ ولی جہد رہی ہے خداوند تعالیٰ اذنی کی مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر کی طاقت بخشنے۔

قاضی نذیر احمد	محمد فصیح الدین	محمد صلیح الدین
ملک اوسین معافید	ملک عاشق حسین نیدار	ملک محنت علی زمیدار
ملک محمد علی	انصار محمد	ملک اعجاز حسین
انوار محمد	سقیہ محمد	قاضی واحد علی
ولی حیدر شیشہ صابر	محمد مظاہر الاسلام	سید محمد اعظم
سید امیر حسن	ملک سید عباس علی	محمد نصیر الدین

## تخصیص نامہ

(از جانب اکابر و روئے و سائرہ و دانشی)

بخدمت سراپا برکت نصیبت پناہ و نجابت دستگاہ عالمیہ بدر اقل اجل جناب مولوی سید محمد نصرت علی صاحب مالک و مستم نصرۃ الاخبار دہلی

سلام مسنون الاسلام کے بعد واضح ہو کہ ساتھ وفات حسرت تیات آپ کے والد ماجد مولانا مشہور نزدیک دور حضرت سید ناصر الدین صاحب ابوالمنصور صاحب مرحوم و مفقود کا ہر چند ایسا نہیں ہے کہ جو دفنادون سے ہو جو جائے اور یہ خوب یقین ہے کہ زمانہ ہزاروں گزین لگا کر ان جیسا شخص منصف عالم پر پیدا نہیں کر سکتا ہے کہ جیسے کمالات صوری و منبری ان حضرت مرحوم میں تھے ہند سے لیکے عرب تک اور شرق سے عرب تک کوس کن ملک کا ڈاکا بجا دیا تھا بیشک وہ اپنی خدا داد لیاقت کے باعث امام المناظرہ اور جہد دان تسلیم ہو چکے تھے اور جن تک باوجود اعلان انعام انکی تصانیف و تالیفات کا جواب کوئی نہ لکھ سکتا تھا ہمارے خیال میں تو کوئی علم و فن ایسا نہیں کہ جس پر وہ قادر نہ بنے ہوں لیکن چونکہ یہ عالم باب گد غلتی اور گد گشتی ہے اور یہ سلسلہ قدیم

ایسا ہی چلا آتا ہے اسلئے ہم لوگوں نے بھی بظاہر انھیں فرات پر عمل کر کے تسکین خاطر علین کی ہے امید کہ آپ بھی مشیت ایزدی پر مستقیم ہو کر راہ صبر و شکیب میں ثابت قدمی و کھائیں گے اور حضرت مرحوم قدم بقدم چلا آئے آپ کو ان کا نعم البدل بنائیں گے اور ان کے کیمہ ان اللہ مع الصابرین۔ پر در عمل فرمائیں گے اسوقت ہمارے بخون و لونگوں کی سکون ہوگا کہ جب دستار نصیبت ہم آپ کے سر مبارک پر جلوہ گر دیکھیں گے تفصیف حضرت مرحوم جواب تک نہیں چھی ہے امید کہ اسکو چھپو اور انکی ایک یاد کا رقام فرمائیں۔

راجہ جہان داد خان بہادر چیف فقیر سید افتخار الدین اکبر اسٹنٹ آف کلر سب رج۔ کشتہ متمم بندوبست۔

سراج الدین احمد سر سٹریٹ لا سراج الدین قریشی پیر سٹریٹ لا چیف کورٹ۔ میان بی بخش صاحب انیری جی جی سید محمد ولی اللہ تحصیلدار سید عبد الرحیم خان سوہدرا انیری مولوی انکی بخش ہیڈ ماسٹر ریل اسکول۔

منشی احمد خان داماد قطب الدین صاحب مرحوم۔ احمد خاں صاحب سب راول پنڈی

منشی مولوی عبد الکریم مضطر۔ عبد الغنی خراچی۔

غلام محمد پشاور ی۔ مولوی فیروز الدین۔

کیم بخش شاعر۔ راجہ احمد خان ہیڈ ماسٹر۔

شیخ بی بخش ناظر کشتی۔ سید غلام حسین رئیس۔

مولوی امام الدین تاجر کتب۔ منشی نجم الدین داروغہ۔

حاجی محمد وارث۔ سید شیر شاہ بلیف عدالت ضلع

سید حکیم جی مانو جی رئیس اعظم۔ مولوی محمد بد الدین پروفیسر کالج

حاجی احمد بخش اخبار جو دھوین صدی۔ قاضی بد الدین زمیندار۔

شیخ احمد حکیم مینو نیل کشتہ۔ محمد دین ٹیلی گراف سیکرٹری

قاضی غلام حسین داروغہ آبکاری۔ محمد اشرف خان ٹھیکہ دار۔

شیخ محمد شفیع شاعر۔ محمد نور الدین سب انسپکٹر

مولوی انکی بخش صاحب ہیڈ کور۔ الداد خان داروغہ چنگی

محمد و انجیر بلوی راول پنڈی۔ محمد عبد الرحمن اکرنیر بلوے

بابو الدیاس بوسٹ ماسٹر۔ شیخ رحمت اللہ مترجم ڈوینر کالج

سید محمد مقبول احمد کلک۔ انعام الدین پوسٹا سٹریٹ راول پنڈی





سید گل حسین مہتمم سطح کربئی  
 غلام احمد قادری سرحدی  
 بڑے بزرگ  
 مولوی محمد یوسف کاشمی  
 لہائے ایم اے ایل آرٹس انڈیا  
 مولوی عبداللہ مدنی  
 پرنسپل مدرسہ اسلامیہ

مولوی محمد یونس خطیب ملایا  
 ہندوستان پشاور پشاور  
 حکیم سید محمد ضیاء  
 مصنف افکار منافی - الف نصاب  
 مولوی فضل  
 مصنف نیکو پرورش کنٹرول پرچم غم  
 حاج محمد محمود نعل مولوی محمد محمود

## تقریرت نامہ از جانب امرا و شعراء و اہل علم عظیم آبادی

محرم عید گل و عاشور بلبل در چین دیدم  
 بہ نیرنگ فلک بسا از بچوں صبح خندیدم  
 وحید الدہر فرید العصر صدر الفقہاء نتیجۃ العلماء مولانا ابو المنصور  
 مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات وہ واقعہ جانکا ہے کہ دون  
 میں داغ بنکر رہے گا۔ صرف اسی غم کا نہیں کہ دنیا سے ایک ایسا  
 برگزیدہ با کمال و پاک نفس اٹھ گیا ہے بلکہ اس کا الم ہے کہ اسلئے  
 قوت کا ایک ایسا بزدل و سست باز و جدا ہو گیا ہے جسکی علمی معرکہ آرائیوں  
 مدلل اور مسکت بحثوں نے مخالفین اہل اسلام کے حوصلے پست کر دیے  
 تھے اور جسکی برقی تحریر نے انکی آنکھوں کو غیرہ کر دیا تھا۔

میرزا فوس فلک ستم شعار دنیا کے ایسے ہی منتخب اور اوجو اور  
 برگزیدہ لوگوں کو جن میں کراٹھا لیتا ہے کہ یہ وہ حضرت ہیں جو بہ جرات بھی  
 اپنی برکتیں اور فضیلتیں چھوڑ جاتے ہیں جسے آئندہ آیوالی نسلیں ستیفض  
 اور ستا رہتی ہیں آفتاب و مانتاب صبح و شام غروب ہونے پر بھی  
 شفق کے رنگ میں اپنی روشنی ظاہر کرتے ہیں جسکے سہارے تھکے ماندے  
 مسافر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت مولانا نے مغفور کے  
 احسانات اہل اسلام کی گردنوں پر ہیں اور یہ وہ بار عظیم ہے جس سے ہم لوگ  
 کبھی سیکڑیں نہیں ہو سکتے یہ آپ ہی کا مردانہ استقلال اور جوش  
 اسلام تھا کہ اپنے کمالات کے باعث مخالفین اسلام پر غالب رہے آپکی  
 نادر تصنیفیں علوم کے پیش ہماذیر ہیں جو آپ کے فضائل صوری  
 و معنوی کی بہن شہادت و دلیرانہ فراق ابدی پر بھی حیات جادوان  
 کا کام دیتے۔

آپ کی علم و کمال کی ضیاء صرف آپ ہی کے ملک تک محدود نہ تھی  
 بلکہ تمام صفحات ہند اور عالم غیر میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔ آپ درجات

رفیع اور خاندان عالمی کے ساتھ ہندوستان کے مسلم الثبوت مستند  
 نامور عالم اسلام کے بچے و لسوز۔ خالص ہندو۔ قوی سرپرست اور  
 معزز رکن تھے ایسے با صفات کا انتقال بایہ صد گونہ درخ و طلال ہے  
 خامہ اظہار غم میں عاجز اور زبان بیان سے قاصر ہے۔ یہ چند سطریں ہیں  
 گویا ماتم کی صفین ہیں۔ حروف نہیں خامہ شکستہ کے آنسو ہیں عجب  
 پاک نفس تھے۔ خداوند عالم اپنے چار رحمت میں جگر گرامت فرمائے  
 یہ غم نامہ باقی لغافہ میں اس خیال سے ارسال ہے کہ حضرت  
 امام المناطہ کا انتقال وہ غم روح فرسا ہے جو صرف مرحوم کے متعلقین  
 اور احباب ہی تک محدود نہیں رہ سکتا بلکہ اسکا اندوہناک اثر تمام  
 ہند میں پھیلا ہے اور اگر ہر فرد اسلام اظہار خزن و طلال کرے تو

بجا اور واجب ہے۔  
 ہم لوگ امید کرتے ہیں کہ جناب مرحوم کی مقدس اور مشہور یادگار  
 مجمع الفضائل مرجع الفواضل۔ سید العلماء و فرائضہ جناب مستطاب  
 قدسی القاب المعی و لودعی مولانا سید نصرت علی صاحب اذ جمع  
 متعلقین کو خداوند عالم اس صدمہ عظیم کی برداشت کے لئے صبر جمیل  
 عطا فرمائے کیونکہ دنیا سرے کافی ہے بیان سب لوگ مسافر اندہ اور  
 ہیں الیکن سب کو یہی منزل درپیش ہے۔

سید محمدی نواب - سید بندہ علیخان عرف سید میر غلام  
 سید نور حسین شائع سید تھپے نویشون - سید مظاہر حسین  
 اقل الاذادی سید سجاد سجاد منصف علیخان - اذل الازلی قادر علی  
 معصیت محملی رضا علی - سید عنایت حسین امداد  
 اختر الابدی الشاہ محمد مددی - شیخ حیدر حسین  
 سید محمد جعفر - مرزا ابو محمد اشک  
 سید عبدالحسین - مرزا احمدی علی خان  
 مرزا نور سید حسین ہمدی - سید ولایت حسین

## تقریرت نامہ

منجانب علماء و عمائد لاہور

بہا ی خدمت شیخ علم و فضل مجمع صدق و صفا حضرت مولانا مولوی سید  
 محمد نصرت علی صاحب مالک متم نصرت الاخبار دہلی دام برکا تھم  
 حضرت مولانا سیادت پناہ مخدوم و منظم دام الطافہم۔ السلام علیکم  
 اخبار دہلی کے ذریعہ واضح ہو کر افسوس۔ رنج اور قلق ہوا کہ آپکے  
 جنت مکان والد صاحب مرحوم خرمادات عظام حضرت مولانا

**ناصر الدین محمد ابو المنصور** صاحب منقول رحمۃ اللہ علیہ امام فن مناظرہ نے اس دارنا پائدار سے رحلت فرمائی جو لاریب فیہ ملک ہند کے عام و خاص مسلمانوں کیلئے عموماً اور علماء و فضلائے وقت کیلئے خصوصاً ایک بے بدل اور ناکریر صدمہ ہے۔ افسوس ملک ہند سے جاکے دین و بزرگان اسلام کا خاتمہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مولانا بلخان اپنے زہد و اتقا۔ اور علم و فضل میں فخر روزگار ہونے کے ہر ایک طرح اصول اسلام کی پابندی سے حکومت وقت اور رعایاے اہل اسلام کے دست و بازو سمجھے جاتے تھے ان کے قابل قدر اور بے بہا تصانیف انکی عظمت و بزرگی کا کافی ثبوت ہیں۔ حضرت مولانا صاحب میرور۔ نہ صرف ہندوستان میں ہی مشہور اور ممتاز تھے بلکہ عراق۔ عرب۔ رجم۔ وغیرہ ممالک اسلامیہ میں بھی ایک علم و فضل کے ڈنگے بکھے ہوئے تھے خصوصاً علم مناظرہ کیلئے تو قدرت نے انھیں ہر ایک طرح ہمیشہ عالم باعلیٰ پیدا فرمایا تھا۔ انکی تصانیف کا جواب ہر وجود اعلان عام ہونے کے بھی ملک ہند اور دیگر ممالک سے کوئی نہ لکھ سکا کل من علیہا فان و بقی وجہ ربانی ذوالجلال و الاکرام کے مطابق حضرت مولانا صاحب مرحوم نے مسلمانان کو داغ مفارقت دیا۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ خداوند تعالیٰ حضرت کو خالق رحمت فرماوے۔ اور آپ کو ان کے تمام بزرگانہ کمالات اور خوبیوں کا نعم البدل ثابت کرے جو دراصل انکی روح پر فتوح کیلئے بالغصوص ایک حقیقی ثواب اور زندگی ہے اور جسکی ہر ایک طرح آپکی ذات والا صفات سے امید ہے اگر ممکن ہو تو حضرت مولانا مرحوم و منقول رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر قرآن (جسکو وہ اخیر وقت میں رقم فرما رہے تھے) طبع کرادین تو یہ ایک اعلیٰ درجہ کی تاریخی اور اسلامی باثواب یادگار سمجھی جائیگی سواوشندی کا پہلا ثبوت ہو گا۔ ہم ہیں آپ کے ہمدرد اور خیر خواہ۔

خادم اثیریۃ المعطرہ سید علی حایری  
ابن ابوالقاسم الرضوی مجتہد وقت  
امام حقائق تنقیح  
محمد افضل الدین وکیل چیف کورٹ  
پنجاب ایس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور  
شیخ محمد ناج الدین قریشی بی۔ اے۔ وکیل  
چیف کورٹ پنجاب لاہور۔  
میران بخش وائس پریزیڈنٹ انجمن  
حسن الاخلاق لاہور۔

فیروز الدین مالک اخبار  
مشیر ہند  
سید حیدر حسین سابق سپرنٹنڈنٹ  
ریاست پنجاب ری۔

**تخصیص نامہ**  
**منجانب اکابر و علماء میسرٹھ**  
چونکہ نہایت سرج ماتم کا یہاں نمود ہوتا  
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

جناب مولوی سید نصرت علی صاحب ایڈیٹر نقرۃ الاخبار دہلی و ماسٹر باسحق خیر اتقال پر ملال افضل العلماء ادیب الاذبا حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب امام مناظرہ والد ماجد جناب سخت سرج و لہم دامتمک ہوا جانشانہ انھیں خلد یرین عطا فرماوے علماء متاخرین میں آپ کو کمال فوق تھا اور علم ادب۔ سنی۔ بیان فقہ وغیرہ خصوصاً مناظرہ میں ایسا تبحر تھا کہ ایک زمانہ اُس کا ستعرف و ثنا کثرت ہے فی الحقیقت ایسے انتخاب روزگار کا اس جہان سے انتقال فرمانا اسلام اور اہل اسلام کے لئے بد قسمتی اور کمزوری ہے آپ نے باوجود گوشہ نشینی وہ شہرت حاصل کی جو اور و ملو جہان گردی اور صد ہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتی۔ فی الواقع اس حادثہ عظیم کا بدل بظاہر ممکن نہیں خدا انکی روح پر فتوح کو جنت الماد سے عطا فرماوے اور آپ تفسیر قرآن مجید و فزقان حمید جو انکی تمام حیات کا سرمایہ اور انکی اعلیٰ یادگار ہے طبع کرکرا شاہ کریں جمہیں نفع دینی و دنیوی تصور ہے اہل سلام تاقیامت اس تفسیر عظیم سے فیض اور آپ کو ثواب حاصل ہوگا میری سہ سے عمرنی اگر بکریہ میسر شدی وصال پو صد سال متوان بہ تمنا کر لیستین پ

خان بہادر لوب اسد اللہ خان  
والیس پریسیڈنٹ میونسپل کونسل کشنہ  
احمد حسین شوکت مولوی و ایڈیٹر  
شخصہ ہند۔

احمد علی مولوے و مدرس  
ادل مدرسہ عربیہ۔  
محمد فیروز الدین جلیہ میونسپل کونسل کشنہ میسرٹھ

سید محمد صوفی جان بھٹی عنہ چشتی خد  
آپ ایک برکبندہ صحابہ میں سے ہیں  
سید ظہیر علی شمس الدار کیمپ میرٹھ

قاری محمد اسحاق مولوی و مدرس  
مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ  
نظر سلطان مولوی و حکیم  
سید عبداللہ شاہ خلیفہ حضرت  
شاہ خاموش  
فاضل محمد فاضل ایڈیٹر خبر ہند

محمد اسحاق خان - ایم - او - ایل مولوی  
فاضل بیڈا مشن اسکول  
عبداللہ اسلام مولوی  
محمد برکت شیر خان ادیب سابق  
ایڈیٹر خبر ہند

## تغزیت نامہ مجاہد ریسان و اہلکاران کوہ نینی تال

بخدمت جناب فضیلت اکتاب عالم بے بدل فاضل اجل مولوی سید  
محمد نصرت علی صاحب کاکہ متم نصرت الاخبار دہلی دام ظلکم -  
سلام سنون الاسلام کے بعد عرض یہ ہے کہ خبر وفات حسرت آیات  
آپکے والد ماجد امام فن مناظرہ مشہور نزدیک و دور حضرت ناصر الدین  
سید محمد ابو المنصور مرحوم و مغفور کی سکر سخت قلع ہوا۔ مثل آنکے  
عالم ہمہ دان اور باکمال روسے زمین پر نیتا اور ایک فیض عام انکی دات  
بابر لکات سے جاری تھا اسلئے اہل زمانہ کے حق میں انکی وفات سخت  
صدمہ کا باعث ہوئی اور ابوبھائی بچہ رنج و الم ہے حق بجانب ہے لہذا  
ہم کو بھی آپ کے ساتھ ہمدردی اور فرسوزی جیتہ تہ ہے ظاہر ہے کہ اب  
سوائے صبر اور دعا سے مغفرت کے اور کچھ ممکن نہیں مجبور صبر کیا آپ بھی شہید  
ایزدی پر صبار و شاکر دامن استقلال کا پھوڑا رہیں اور حضرت مرحوم کی باقی  
ماندہ تصانیف انکی یادگار بن چھو اگر فیض امام کے واسطے شاکر و ماین  
اب یہ دعا ہے کہ خدا سے تعالیٰ کے ابوبصیر اور انوجت عطا فرمائے آمین -  
امید کہ بہت جلد ہکواس خبر کے سننے کا موقع ملے گا کہ حضرت کی دات  
فضیلت آپ کے ذریعہ سر ہوئی -

سید عبدالقادر بید کلرک دفتر خانہ  
شفاق حسین سوداگر  
محمد عبدالجبار خان سوداگر  
عجوب آئی پانی پتی حکم کسریت  
سرواز حسین " قاری  
ذاکر علی ملازم ڈاکا نہ نینی تال

## تغزیت نامہ مجاہد علمت و عہد ناگپور

رحمہم چشمہ گریبان و ریدہ  
اوشب چہ حالت است کہ گسوریدہ

از ویدہ زمانہ روانست جو سے خون  
ای ویدہ زمانہ گوتا چہ ویدہ

افسوس عالم باکمال فاضل عظیم المثال مفسر بے نظیر مادی برناویہ عالم المناظر  
مشہور نزدیک و دور حضرت مولانا مولوی سید ناصر الدین  
محمد ابو المنصور صاحب - ذوری - سلمہ کو رحلت فرمائی  
دارالسلام ہوئے اپنی وفات پر طال سے جو صدمہ عظیم ہوا یہ تحریر  
میں نہیں آسکتا ہے نہ صفحہ قسطاس میں سما سکتا ہے آپ اپنی خدا داد  
لیاقت اور علم مناظرہ میں بے مثل معلومات کے لئے شہرہ آفاق تھے  
اور تحقیق مذہب میں ایک بہت بڑا ذخیرہ آپکی تصانیف کا موجود ہے  
جس میں قرآن مجید کی تفسیر ایک پہاڑ ہے اور اسلئے درجہ کی تصنیف ہے  
لیکن افسوس ہے کہ وہ ایک بین چھپی ایسی نایاب تفسیر کا طبع  
نہو نا مسلمانوں کی بد بختی کی بین منتیل ہے جل شانہ مولانا مرحوم کو  
بہت برین میں عالمی مقام عطا فرمائے اور انکے لائق و فاضل جہاد  
مولوی سید نصرت علی صاحب کی عمر میں برکت سے کہ وہ اپنے  
والدہ کو ار کی جانشینی کریں ہکوا امید ہے کہ تفسیر کے انطباع میں  
عجلت سے کام لیا جائیگا اور ہمدردان قوم مالی امداد سے پہلو تھی  
نہ فرمائیں گے -

بدخانی سید عشرت شاہ -  
منشی عبدالصمد النیک پور  
نصیر الدین -  
منشی عبدالعزیز مالدار -  
حفظ الدین احمد  
منشی عبدالجلیل -  
عبدالکیم خان جمدار  
حاکم محمد حسین -  
حافظ سید البر علی -

## تغزیت نامہ

از جانب روسا و علما کے گویا کی قطع گجرات  
بجائیت فیض درج جناب فضیلت باب کالات انتاب وقف  
رموز خفی و جمی جناب مولوی سید محمد نصرت علی صاحب  
مالک و متم نصرت الاخبار -

سلام سنون الاسلام کے بعد التماس یہ کہ حادثہ وفات حسرت آیات  
آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید ناصر الدین محمد  
ابو المنصور صاحب مرحوم و مغفور سکر نہایت رنج و الم ہوا - ابایا  
کوئی عالم فن مناظرہ منتخب روزگار نہیں رہا کہ جو امور دینی و دنیوی  
میں کفیل ہوئے رضینا بانقضا پر حل کر کے تجوید آ صبر کرنا بڑا امید کہ

## تقریریت نامہ منجانب عمائد و علماء کا پتور

جناب غنیلت آج جامع مقبول و منقول حادی فریح و اصول حضرت مولانا سید محمد نصرت علی صاحب مالک نصرۃ الانصار دہلی دام برکاتہ اسلام علیکم۔ و قلبی لدیکم۔ باستماع خبر انتقال سرایا جن و طلال علامہ زمان یکتا سے دوران ناصر الاسلام امام اہل الکلام حضرت سید ناصر الدین محمد المتصور مخفور و مبرور بقدر صدہ ہوا اوسکا اظہار قلم اشک ریز سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مسلمانان کا پتور کو عموماً اور گروہ علماء کو خصوصاً اس سانچہ پر اثرش کا افسوس و الم پیش از پیش ہوا۔ آہ یہ وہ درد نہیں جسے بانٹا جاسکے وہ زخم ہتھیں جسکا چارہ سوائے مرہم تسلی کیا جاسکے یہ ایسا غنیمت ہو کہ مولانا صاحب موصوف نے سرمایہ دینی کے سو آئینوں کو اپنا جانشین اور اپنا مائل چھوڑا ہے امید کہ آپ صبر و استقلال سے کام لیکر اونیکی تصانیف کا مخصوص تفسیر القرآن جو ایک بے بہا مجموعہ اور اونیکی نیک زندگی کا عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر سرمایہ ہے بحیثیت جانشین ہونے کے کہ ہر طرح آپ اسکے مصداق اور لائق ہیں طبع و فکر مرہوم کی تہرک ارواح کو اذیاد و ثواب کا مستوجب بنائیں گے اور درویشان اسلام اس تفسیر کے انطباع میں مدد یتھکے ہم سب بذریعہ تقریریت نامہ ہذا اظہار صد پرچ و الم کر کے آن باندہ پایہ سے عبرت و شکر کے بعد اناق شعر ہذا مٹتی ہوتے ہیں

### تقریریت نامہ

از جانب اہل اسلام پینڈہ داو خان ضلع جہلم بخدمت شریف عاجیاب مولے سید محمد نصرت علی صاحب مالک نصرۃ المطالع دہلی دام مجدم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے والد ماجد جناب ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مرحوم منفور امام المظاہر کی وفات کا بہت افسوس ہوا آپ فاضل بے مثل اور ناصر دین حقین ہونے کے علاوہ صاحب تصانیف عجیبہ و مولف کتب غریبہ تھے اس لئے تمام اہل اسلام کو آپکی وفات کا افسوس ہونا لازمی ہے اور انکی تقریریت میں شامل ہونا باعث حصول اجر جزیل۔ لہذا ہم آپ سے ہمدردی ظاہر کرتے ہیں اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت طلب کرتے ہادی قلم سے التجا کرتے ہیں کہ ایک عطر طافرا کر مسلمانوں کا بھی خواہ اور مرحوم کا بیجا جانشین کرے۔

آپ بھی مشیت ایزدی پر صابر و شاکر ہوں اور ہم آپ یقین کرتے ہیں کہ انکی دستار فضیلت آپکے سر مبارک پر موزون و المچین کے تفسیر قرآن مجید جو حضرت مرحوم کی تصنیف سے ہے اگر وہ انکی وفات کی یاد گار دین چھپ جائے تو کمال باعث فیضیابی اہل اسلام ہوگی۔ خادم العلماء فقیر غلام رسول منشی اکبرین غلام غوث محمد بیرزادہ محمد طان امام مسجد سید غلام محی الدین سادات کھو دال مولوی چرخ دین محمد نور الدین۔ حافظہ مراد بیجی دار بہرہ رمضان پورٹھانٹر۔

از جانب اہل اسلام پینڈہ داو خان ضلع جہلم بخدمت شریف عاجیاب مولے سید محمد نصرت علی صاحب مالک نصرۃ المطالع دہلی دام مجدم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے والد ماجد جناب ناصر الدین محمد ابو المنصور صاحب مرحوم منفور امام المظاہر کی وفات کا بہت افسوس ہوا آپ فاضل بے مثل اور ناصر دین حقین ہونے کے علاوہ صاحب تصانیف عجیبہ و مولف کتب غریبہ تھے اس لئے تمام اہل اسلام کو آپکی وفات کا افسوس ہونا لازمی ہے اور انکی تقریریت میں شامل ہونا باعث حصول اجر جزیل۔ لہذا ہم آپ سے ہمدردی ظاہر کرتے ہیں اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت طلب کرتے ہادی قلم سے التجا کرتے ہیں کہ ایک عطر طافرا کر مسلمانوں کا بھی خواہ اور مرحوم کا

بیجا جانشین کرے۔ قاضی فضل المی تمیر کٹی۔ میان غلام محی الدین امام مسجد سید غلام حسین شاہ ممبر کٹی۔ راجہ صاحبانہ لہرہ شیل خان کٹہر قاضی السد دین ولد میان حاجی حاجی کریم دین ولد حاجی پیر محمد ممبر کٹی سید ہاشم علی شاہ خلف الصدق پیر احمد شاہ سجادہ نشین خالقاہ محل حسین شاہ ساکن مالک کوٹہ شاہ راجہ سجاد علی ولد راجہ دین علی کٹی ملک محمد حلق بنیر داو علاقہ دار محمد زمان ولد مولوی غلام محمد مندو جی محمد مولانا بخش پٹاٹر پٹو اسکول محمد محمد دم الفین اسے مولانا بخش پٹاٹر محمد عظیم محمد دم ولد محمد دم دین محمد رضا راجہ سیف علی رئیس اعظم و شہر

خادم محمد اشرف بی اے فقیر محمد حسن الدین قاضی تحصیل سید غلام مرتضیٰ شاہ ملک شیر محمد کبر دار۔ راجہ صفدر طرخان ولد راجہ شمش علیخان میان غلام دین ولد حاجی پیر محمد پیر احمد شاہ سجادہ نشین خالقاہ سید غلام رسول خلف سید کریم علی شاہ میان صاحب دین امام سید محمد جویو لا محمد دم محمد سعید بی اے محمد عبدالباری محمد زمان ولد مولوی غلام محمد مندو جی محمد مولانا بخش پٹاٹر پٹو اسکول محمد محمد دم الفین اسے مولانا بخش پٹاٹر محمد عظیم محمد دم ولد محمد دم دین محمد رضا راجہ سیف علی رئیس اعظم و شہر

محمد عبدالواحد خان بی اے محمد عبداللہ سید سید علی شاہ شیخ عبدالقادر وکیل۔ محمد جان وکیل۔ ابو الحسن وکیل۔ سید غلام حسین بی اے لکھنوی حاجی محمد عاریت علی وکیل۔ سید علی سجادہ نشین کلرک محمد خان رئیس کا پتور سید ولایت حسین مختار۔ اشرف حسین لوی لکھنوی مرزا ولایت حسین مختار۔ سید احمد حسن مختار۔ محمد سعید مالک مطیع رضانی محمد رشید مدرس جامع علوم محمد عبداللہ امام جامع محمد محمد عرفان مختار۔ محمد ولایت حسین تحصیلدار امیر احمد مولوی بی اے لکھنوی محمد حامد علی خان فرسح محمد عبداللہ خان جرنل حوث سید بہادر حسین پیر شہر سید اولاد حسین ماسٹر۔ علام مصطفیٰ خان اہلہ محمد انیس سر شہر وار الی بخش سید حسن رضوی سید سردار حسن مختار۔ سید محمد مدی پیشکار حکیم عبدالخالق۔



## تقریت نامہ منظوم

منجانب غاید ملایا مصنفہ قاضی مولوی محمد یونس صاحب خطیب  
 یہ چراغ دھر ہے کیوں بجھا یہ نیا شگوفہ ہے کیا کھلا  
 کہ گلوں کی جاگ ہوئی قبا جو ہر ر محو ملال ہے  
 جو لب پہ تھی وہ سموم ہے یہ چمن میں غم کا ہجوم ہے  
 کہ وہ عیش ہے نہ وہ دہوم ہے یہ زماذ خواب خیال ہے  
 ہے ہر ایک محل خیال غم ہے ہر ایک چشمے کی چشم غم  
 ہے نسیم کا نہ وہ دم نہ غم یہ الم سے باغ کا حال ہے  
 ہندو نے نہیں ہنسنے نہ وہ مجھے نہ وہ جوش ہن نہ وہ دلوں کے  
 ہیں گلوں کے بندہ وہ تفتشہ یہ غضب کا رنج و ملال ہے  
 پر ہو اپنے کونسا گل منان کہ خزان کا رنگ ہوا عیان  
 ہے فضا کا ایسا مٹا نشان کہ دوبارہ آنا محال ہے  
 اسی نگر میں تھا کہ ناگمان کیا رو کے دل نے مرے بیان  
 جو وہ گل تھا باغ علی کا یاں یہ اسی کے پھر میں حال ہے  
 جو بہار گلشن معنوی وہ شیر عالم و مولو سے  
 احتساب وہ ایسا طالب خردی کہ نہ آجی اس کی مثال ہے  
 وہ امام بیان کا وہ نظام اہل زبان کا  
 وہ خام اہل امان کا ابھی باقی جس کا جلال ہے  
 وہ حکیم تھا وہ حلیم تھا وہ ندیم تھا وہ سلیم تھا  
 وہ کریم ابن کریم تھا وہ تقسیم جو دو نواں ہے  
 وہ امام فن مناظرہ وہ فقیہ علم مجاہد لہ  
 وہ اجل اہل مباحثہ کہ نہ اس سا اہل کمال ہے  
 وہ تھا خضر اہل کتاب کا وہ تھا ہادی راہ صواب کا  
 کے بار اُس کے جواب کا کے رُکے رو کی مجال ہے  
 ہوئے اُن سے موع کے مشیر نہ ملی لیکو مگر لطف  
 تھا مخالفوں کی زبان پر سخن اس کا زہر ہلا ہے  
 اُس سے بخش مالک دو جہان بہ طفیل سرور افسان جان  
 دے اُسے بہشت میں تو مکان کہ نبی کی تیرے وہ ال ہے  
 و ر حیل راہ فنا ہوا وہ شریک اہل بقا ہوا  
 اس سین صبر کر دے خدا عطا کہ جو اسی اہل وعیال ہے  
 یہ سیاح و سحر ہند کا ہے ثبوت دیکھئے بر ملا  
 کہ جو ایسا فرد مہا اُٹھ گیا کہ نظیر جسکی محال ہے

شب و روز گردش آفتاب غم و روشن ماہتاب  
 یہ دکھا رہے ہیں چمن حساب جو کمال ہے تو زوال ہے  
 یہ سرے فانی ہے بیگانہ نین اس میں کچھ نشان  
 کبھی دل لگاؤ نہ تم یہاں یہ مقام خواب و خیال ہے  
 یہ لکھا ذات کا مادہ ہے سچی جس سے عیان سنہ  
 کہ امام فن مناظرہ کا یہ آج روز وصال ہے

## تقریت نامہ

از جانب غاید و معززین شہر سیالکوٹ و علی  
 بعالی خدمت سید محمد تقی علی صاحب ملک تقرت المطالع  
 الاسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکساران کو اس خبر کے استماع  
 سے کمال درجہ کا رنج پہنچا کہ حضرت کے والد ماجد سید  
 ناصر الدین محمد ابو القصور جو امام المناظرہ  
 و مصنف کتب عجیبہ و مشہور ہر شہر و دیار تھے۔ اور با اہمہ و صواب  
 کامل ولی اللہ اہل سنت و جماعت کے برگزیدہ فاضلون میں  
 شمار کئے جاتے تھے (رہا اے عالم باودانی ہوئے۔  
 اِنَّ تَقْدِرَ اَوْ لَا تَقْدِرَ اَللّٰہُ رَاجِعُوْنَ۔ خداوند تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت قرار  
 اور اعلیٰ علیین میں مقام نصیب کرے۔ افسوس ہے کہ  
 جو تفسیر کلام اللہ آپ نے فارسی زبان میں تصنیف فرمائی تھی۔  
 اس کے مطبوع ہونے سے پہلے ہی آپ جنت میں جا ایسے ایسے  
 بینیل فاضل کی عجیب تفسیر چھپ جاے۔ تو اہل اسلام کے  
 آنکھوں کو نور اور دلوں کو شہر واصل ہوو اسلام نقط

چو پھری از جن کشا اس شہر احمد باقری و واپس پرزید  
 محمد بشیر نائب تحصیلدار  
 نصیر اللہ خان وکیل  
 سید محمد حسن پروفیسر کلچریشن کلچر  
 خادم سنت محمد ابراہیم  
 سرزاخو شحال بیگ  
 شیخ الی بخش رئیس  
 عبد الرحمن  
 مالک و ہتم صدی پس محمد رنگ پورہ  
 عبد الرحمن  
 ڈسٹری ایکشن ٹیچر ایم بی ہائی سکول  
 محمد رفیع وزا لدین  
 مدرس اول فارسی  
 پروبرائٹر انوار الاسلام  
 مولانا محمد عبد الرحیم مدرس  
 الطاف حسین تحصیلدار

# تعزیت نامہ منجانب رسا و علما و مشائخ

جناب متعالیٰ صاحبزادہ مولانا مصطفیٰ و اہل و عیال و دوستان تصوی مشہور و بزرگوار کے لئے

ایک کام کی توقع پر یہ کہن جسے اٹھ گیا ہے یہ کوئی برترین چہرہ کی طرح نہ رہا ہے  
و فرخندہ عالم پر ظاہر ہو چکا ہے و محسن ہوا ہے ہر ایک نیک و نیکو اور ہر ایک نیکو و نیکو  
ہو گیا اس دشمن خبر سے نہایت ہی رنج و الم ہوا کہ والد ماجد  
آفتاب رئیس المحققین عمدة المفسرین زبدة المحررین حامی دین  
مولانا سید ناصر الدین محمد ابوالمنصور صاحب مرحوم و  
مغفور امام المناظرہ نے اس عالم فانی سے راہ ملک جاودانی  
اختیار کی جو اہالیان دہلی و علم و فضل کے لئے خصوصاً اور  
دیگر درمندان اسلام کے لئے عموماً صہرہ جہانگاہ اور مسلمانوں کی  
بدقسمتی کا باعث ہوا قسوس روز بروز ملک ہند سے ایسے  
برگزیدہ اور بیست پناہن اسلام اوٹھے جاتے ہیں اور مشکل  
یہ ہو کہ اپنا نظیر نہیں چھوڑتے مگر اپنی وفات کے بعد اپنی فیوض  
و برکات جاری کر جاتے ہیں آپ رفیع الشان اور عالی دروہان  
ہونے کے ساتھ ہندوستان کے مستند مشہور و معروف عالم اسلام  
کے سچے بھی خواہ فاضل دروہند کام در عایاے اسلام کے  
رکن رکنین صلح جو امن تواہ مملکت شمار کیے جاتے تھے آئی نمایان  
شہرت صرف ہندوستان ہی تک محدود نہ تھی بلکہ دیگر ممالک  
اسلامیہ میں بھی آپ کے عالم گمانہ ہو نیکاسمک بیٹھا ہوا تھا بالخصوص  
مناظرے میں دست قدرت نے او کو فخر اور بیٹل بنا یا تھا  
اونکی تصانیف کا جواب باوجود انعامی اعلان عام ہو نیلے ہند  
و دیگر اقالیہ میں اسوقت تک کوئی ندے سکا جتنے دل ضیاء  
اسلام و ایمان سے منور ہیں اونکے لئے اس و علی مہاجرت کا  
بڑا اثر محسوس ہوا اہل شانہ انکی روح پر فتوح کو خلد برین عطا  
فرمائے اور آپ کو اونکے ہمہ دانی اور حسن صفات کا نعم البدل  
اولئہ رہے لایہ کے مصداق ثابت کرے جو دراصل اونکی ارواح  
پاک کے لئے از و یاد تو اب اور دائمی حیات کا سبب ہوا اور  
جسکی ہمیں آپ کی ذات مبارک سے پوری توقع ہو کیا تو اب ہو  
اگر حضرت مولانا علیہ الرحمۃ و الغفران کی تفسیر قبر اکن جو افکار  
حیات کی عمدہ یادگار اور اونکی آخری تعینیت ہی چھوڑا دیا ہے  
تو ایک اعلیٰ درجہ کی یادگار اسلام اور باعث از و یاد تو اب ہو

محمد یعقوب محمد اسلم محمد عبدالحق  
از علمائے فرنگی محل سجادہ شریف لانا محلہ نعیم از علمائے فرنگی محل

فتح محمد صاحب مولوی محمد میرزا فادہ المسلمین  
سید محمد رحمت سید ابو القاسم  
سید محمد رحمت سید ابو القاسم

ابراہیم حسین مدرس اول مارمل سکول  
میر سید علی معافیہ دارالافتاء برسنہ

احمد علی خان نواب قاسم علی خان  
قاری محمد علی قاری محمد علی

مالک دین احمدی سید تاج حسین رضوی  
نیرہ نواب قبال الدولہ سید عطاء علی خلیف

سید اختر الزمان المحرونی حکیم سید ضامن علی لکھنؤ  
محمد رفیع عثمان خان فرخ پور نواب لاہ و حسین خان خلیف

علاء الملک محمد نور شریف نواب نیشاٹ الملک حسن الدولہ  
صفر جنگ بہادر سید زکی علی خان بہادر جنگ

نواب کاظم حسین خان خلیف نیرہ بریان الملک  
نواب سعید الدولہ سلطان نواب میرزا حسین خلیف

علی خان بہادر مرحوم نواب گرامی قدر بہادر  
شیخ عسکری داروہ غلط شاہ سید میرزا رضوی بقلم خود

تعزیت نامہ از اجماع کھنڈ (نیرہ ملک خنڈ) مطبوعہ اودھ خنڈ  
اُت آج یہ آنکھیں کیوں پھوٹ پھوٹ کر رہی ہیں۔ آہ کلیجا کیوں

بار بار مٹھ کو آہا ہے۔ ہاے یہ کیا غضب ہے کیوں بے اختیار دیوار سے  
سر ٹکرائی ہوئی جا رہا ہے۔ داسے حسرت جان کس کے غم میں پڑا رہا ہے

دل کس بے سنجھائے نہیں سنبھلتا  
ہر دم دل غمیدہ میں لکھش فزون ہے جو آہ ہر سینے میں غور و فزون ہے

ہائے اللہ یہ کیا اندھیرو کہ زمانہ آنکھوں میں تیرہ دہرہ ہوا ہے حسرت و دیوار  
غضب کی حسرت برستی ہے آسمان نے ہمیشہ کیلئے ماتمی لباس پہنا ہے

زمین ہر وقت سر پر خاک اڑاتی ہے۔  
جہاں سے اٹھایا کہ کون دیشان ہوگ کے کسے سب ہیں سامان

کہ جب کو دکھو وہ ہو پریشان یہاں عالم میں کس کا غم ہو  
اور کیوں نہ ہو ہندوستان کے مشہور عالم و فاضل امام المناظرہ

جناب مولانا مقتدا ناصر الدین ابوالمنصور صاحب نے اذیت  
سکے اہل کہ مقام دہلی انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

باکمال و شفیق بزرگ کا سایہ عاطفت ہمارے سر سے اٹھ جائے  
تو پھر کیونکر ہماری آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہوں

آہ فلک کی کج روی اور زمانہ کی شیرنگ سے آج یہ دن دکھایا  
کہ ہمیں اپنے شفیق بزرگ کا پر حسرت ماتم کرنا پڑا۔

وخت جہاں چنانچہ کسبائی قوائد بہر سہم نہانی لب غنچہ باز کردن

محمد یعقوب محمد اسلم محمد عبدالحق

از علمائے فرنگی محل سجادہ شریف لانا محلہ نعیم از علمائے فرنگی محل

محمد یعقوب محمد اسلم محمد عبدالحق

## تقریرت نامہ

### منجانب علماء عظام و رؤساء کرام ملتان

ہندوستان کی اسلامی دنیا میں کون شخص ہو جو جس قوم امام فخریہ سید ناصر الدین محمد ابو المنصور مرحوم مفتوح کے نام نامی و اسم گرامی سے واقف نہیں یا جس کے دل کو اس جلیل القدر بزرگوار کی وفات سے سخت صدمہ نہیں پہنچا۔ لیون تو دنیا کبھی وقت مقررہ نہ لگے دیون سے خالی نہ رہی اور اسکا وسیع دامن ہمیشہ اس شرف الملوقات سے پر نظر آئے گا مگر مولانا مرحوم جیسے ہمہ دان بزرگوار باوجود اس کثرت پیدائش کے بھی اس جہان نا پاییدار میں ہمیشہ پیدا نہیں ہو کر تے اور کبھی کوئی ایسا بحر متواج و دنیا سے کورج کو تاہو تو مدلتوں اسکا جانیں ہم نہیں پہنچ سکتا اور اسکی جگہ خالی ہو نظر آیا کرتی ہو۔ عالم کا گذر جانا معمولی بات نہیں یہ ایسا سخت حادثہ ہو کہ مادر زمانہ کی آنکھ مدلتوں اس غم میں پھر پھر نظر آئیگی اور دایرہ گیتی کی زبان پر کیا جانے کتبیک اس سوواری میں دردناک اشعار جاری رہیں گے۔

سب سے زیادہ درج اس امر کا ہو کہ آپ کی تفسیر جیسا کہ نام تجلی التمنزل ہو اور جس میں تحقیق رشیق اور تدقیق انیق کے ساتھ مفید مطلب بیان کیے گئے ہیں اور غیر مذہب کے مسائل پر بھی جان بوجھت موقیع ٹری خوبی کے ساتھ استدلال کیا گیا ہو ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ اگر خدا نخواہستہ یہ تفسیر شائع نہ ہوئی تو یہ جھنسا چاہیے کہ گویا جو اہرات کا ایک بے بہا خزانہ ہاتھ میں آیا ہو اہماری اپنی غفلت سے پھر چھین گیا ہو خدا انکی اولاد کو قایم رکھے۔ مولانا سید نفرت علی صاحب مدظلہ بھی شہر دہلی میں بہت عالی ہمت بزرگوار ہیں اور انکی ذات گرامی سے بھی دنیا میں بہت کچھ کر دکھانے کی واثق امید ہو۔ اگر انکی ہمت و جالفتنائی اور محروم کی قدردانی سے یہ تفسیر شائع ہوگی تو مولانا موصوف بھی اسے ممتاز و الہ بزرگوار کے لایق اور مفید جانشین کامرتبہ حاصل کرینگے اور زمانہ انکو بھی اسی تعظیم اور محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگے گا جیسا کہ انکے مرحوم والد کو دیکھتا تھا۔ ہمارے مولانا موصوف سے انکے اس حادثہ پر دلی ہمدردی ہو اور ساتھ ہی یہ خواہش ہو کہ بغیر اسے سے اگر میر مرتضیٰ اندلسی تمام کند۔ وہ اس گنجینہ فیض کو شائع کرنے کی ہمت دکھائیں اور مسلمانوں کو انکے اپنے مرحوم والد کی اس محنت کے استفادہ پہنچانے سے

دین و دنیا کی پیروی اور تحسین حاصل کریں۔

مولوی عبدالرحمن

مولوی حکیم تیر محمد

حکیم غلام محی الدین

خلیفہ واحد محقق تاجر اعظم

محمد و شیخ حسین بخش تشریف

رئیس و انری جیسٹ

عبد القادر خان خلف لقا

عاشق محمد خان بادوئی رئیس

سید محمد شاہ دیکل

چیف کورٹ

سید میر حسن خلف سیٹھ

سید خدایتی حیدر داروئی

شیخ احمد حسن

پیر سٹراٹ لا

مولوی سید احمد علی

درس بی ہائی اسکول

میر صفدر حسین

سابق ٹریزی کلرک

خان بہادر سید حسین بخش

گرویزی رئیس انری جیسٹ

مولوی خدایار

تاجر کتب ملتان

محمد شریف شوخ ادیب

میشر گورنمنٹ

سید سرور شاہ

مینوسیل کمشنر

مولوی نظام بخش

مولوی عبداللہ

محمد حیات الدخان رئیس

محمد شاہنواز پیر سٹراٹ لا

محمد و شیخ محمد راجو گرویزی

رئیس و انری جیسٹ

شیخ ریاض حسین رئیس انری

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہاؤس

حاجی منور الدین

تاجر اعظم ملتان

محمد رت لوانہ

مینوسیل کمشنری

مولوی چندو دھلت

علی مردان مرحوم

سر دار عبدالرحمن خان

پیر سٹراٹ دوائس پرنسپل

حکیم سید عبداللہ شاہ

خلف حکیم سید جمال شاہ حرم

نور محمد خان حدک

سب رجسٹرار

مولوی برخوردار

تاجر کتب ملتان

حکیم شاہ بخش

مینوسیل کمشنر

میر واجد علی

سکرٹری انجنی سلامیہ

### دستار بندی

ہر چند کہ تعزیت ناموں کی متعدد نظمیں اور متوسل نشرین باخضار لکھی گئیں تاہم دو جزو سے زیادہ ضخامت ہو گئی اگر تفصیل کے ساتھ برکت مذہب کے معززین کی تحریریں جمع کجا تین تو ایک موبد کتا بخانی اسلئے خیر الکلام اقل مدل بر عمل کیا۔ جس قدر حضرت والد مرحوم کے انتقال پر والیان عظام۔ عمائد ذوی الاحترام حکام علیہم السلام علمائے اعلام۔ صوفیائے کرام۔ شعرائے شیریں کلام نے اظہار تاسف کیا اسقدر جانشینی احقر کے بارہ میں کلمات اطمینان و مسرت فرمائے۔ یہ ادنیٰ قدر افزائی اور حسن ظن ہے ورنہ من انکم کہ من دامنہ منکہ باشم کہ بران خاطر خاطر گورم ہر لفظہا میکند آن مخزن صد گونہ کرم ہر چہ اولیٰ دستار بندی میں رؤسائے درہی اور اہل کسب و تجارت رونق بخش ہوئے اور جو حضرات بوجہ مصروفیت امور متعلقہ خود تشریف آوری سے محض فرمائے انہوں نے معقول معذرت کے ساتھ زرین دستار قیمتی شال۔ اوبیش بہا تحریریں ارسال فرما کر سربلند کیا بوجہ طوالت انکاخا عاؤ کرنا لابدی امر تھا لیکن میری ممنون طبیعت مرہون منت دل متقاضی ہوئے کہ ان حضرات عالیہ درجات کا ضرور شکریہ ادا کیا جائے اگرچہ یہ حقیر کجا اور شکر نعمت کثیر کجا اسلئے سخت کفران نعمت تھا اگرچہ اپنے محبین عام اس سے کہ فرمانرواں ریاست تھے یا امرا و حکام۔ تبصر اور ویران اخبار تھے یا علمائے کرام کا شکر یہ دل سے نہ بجا آتا۔ زبان شکر گزاری نشاۃ املاہ نے تو ائمہ ازان عہدہ آمدن بیرون ہر چند کہ صد موصول شدہ صحائف ادون معززین صحابہ و سربراہان و درہ حضرات کے ہر جاپانی جماعت میں با وقعت اور ممتاز ہیں لیکن بوجہ عدم کجائیش انہیں سے صرف ایک ایک تحریر برکت و مذہب کی مدہ ناظرین کجائی ہو۔

فرمانروایان اہل اسلام

نقل الامامہ عالیجناب الاحباب نواب محمد حمید علیخان صاحب بہادر فیروز خان نے ریاست حیدر گڑھ با سوہ دام اقبالہ یہ آپ نواب محمد عمر علیخان صاحب بہادر فیروز خان خلد لاہ گاہ کے جنہوں نے کل ہندوستان۔ لنڈن۔ روم۔ امریکہ و چین وغیرہ تک سیاحت فرما کر بڑا تجربہ حاصل کیا اور ہر ملک کا سفر نامہ اور متعدد کتب تصنیف و تالیف فرمائیں تھیں جانشین اور قدم بقدم میں تو دنیا سے مستغنی ہو چکے علاوہ اپنی استعداد علمی اور ذہانت کی وجہ سے

بھی لائق اور دوسروں کی قدر فرماتے ہیں تباہ کجا کجی نسبت شریل انڈیا ایجنسی پورٹ سلسلہ اعین کہ وہ صاحب حال الہ یا خبر اور لائق فرمانروا ہیں اور انتظام کبابی بڑا تجربہ ہے۔

حضرت مولانا بافضل اولینا مولوی سید محمد حضرت علی صاحب ام بکاتہ۔ بعد سلام و علیک کے واضح ہو کہ حضرت مولانا مرحوم امام الم ناظرہ کا بیچ دالم قوم کے دلون سے جانے والا نہیں ہے۔ لیکن خوشی کا مقام یہ ہے کہ حضرت سرور نے ایسے یادگار چھوٹے ہیں جیسے آپ بس قوم ملی حاصل کر سکتی ہے کہ ہمارے مولائے قائم مقام عیسے وہی بھر دی وہی برتاؤ مرحوم کہہ کیلئے والد بزرگوار کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کر لیں۔ لہذا آپ کو حضرت مولانا مغفور کے جانشین تصور کر کے بغرض ادائے رسم دستار بندی منیدل وغیرہ ذریعہ پارسل بخدمت شریف روانہ ہے قبول فرماکر ہمارے یہ نظیر رسائل رسائل یاد شاد فرمائے تھے گا۔

دستخط و مہر نواب صاحب بہادر

فرمانروایان اہل ہندو۔

نقل گرامی نامہ عالیجناب علی القاب اعلیٰ مہاراجا سر بھوج سنگھ صاحب بہادر کے سنیانی۔ ای۔ فرمانروائے ریاست اجیلڈہ دام اقبالہ آپ یادگار خاندان مہاراجہ چتر سال۔ تہذیب و تجربہ کار اپنے معینین میں منفقہ صاحب تصانیف کثیرہ علوم مشرقی و مغربی کے ماہر اعلیٰ مقام علوم و فنون سے آگاہ ملکہ دست شریف نواز جواہر شناس۔ قدردان اہل گمال ہیں۔

صدر نشین چار بالشن فضل و کمال نجیب الطریقین مقبول بارگاہ لم یزل مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرۃ الافاضل آپکے والد ماجد سلطان العلماء مدققین تاج الفضلاء محققین حضرت سید ناصر الدین محمد ابو المنصور امام المناظرہ مشہور نزدیک و دور کا سانحہ وفات ایسا نہیں ہے جو جلد دلون سے فراموش ہو جائے مگر شکریہ اُس خالق عالم کا جس نے آپ جیسا لائق و فاضل۔ ہمدرد قوم انکجا جانشین قائم رکھا۔ معہذا برسم تہذیب و دستار بندی عامہ و خلعت پارچہ معہ زر نقد عطا کر کے تحریر ہذا بطور خوشنودی آپ کو دیجاتی ہے۔

من نتجہ فکریہ منظور علی منظور فرخ آبادی  
از خاندان سادات ترسند و نیز برادر معظم قاضی میر یوسف  
احمد صاحب تہذیب عربی - فارسی میں عمدہ و متکاہ ہے  
طبیعت نہایت موزوں بانی ہے اکثر  
الہی خیر کچھ ہائے کیا نقشہ مبت بڑا  
ہو ایک ہی دم میں زمانہ کہا گیا پلٹا  
بہار بلخ عالم پر عجب عبرت کا عالم ہے  
خزان نے بلبل و گل بریکے جو روئے عالم کیا گیا  
خیابان میں وہ خاک لڑتی ہو جسے ہوا کی  
چمن میں ہوگا عالم ہے پڑا صاف سناٹا  
جوانان چمن ہاتھوں اسکے تنگ آئے ہیں  
اسی کے ظلم بجا سے ہے عالم شکر کا بریا  
جو شاخیں بہترین بڑھ رہی کسی سر ہکا بہن  
ہنا لکھتے یہ پل پائے ہوئے جو ہوا کا کنا  
سمں ہیں کہ نہ زیبائی نہ نسیم میں نہ رعنائی  
ہے لالہ داغ بدول زرگں تجھ کو سکستا  
کہ ہر ہے طوطی شکر شکن کی وہ نواسخی  
کہان ہے بلبل شیریں سخن کا زفر ہمہ جلا  
جین سکے بڑے ہیں نازگی ہو خاک ہو لوہن  
منج گل پر نہیں جز اشک بلبل قطرہ غم کا  
جدید دیکھو مصیبت پر ہی اکتانہ مصیبت  
گھٹائیں غم کی چھائی ہیں نہ ہوتے والے  
ہو اقصویر کا عالم کہ شہر بڑھایا غم سے  
میں دویا میں ہی اس لحوال عالم پر بیت بویا  
صد آگرہ و ماتم ستانی جبکہ نعمت نے  
حواس ایسے ہو فخل کہ ہو بچکا ہو گویا  
بکارا لطف غیبی یہ جس کا آج ماتم ہے  
جہان میں تہا بڑا عالم وہ مرد زیر کونا  
اوسی کا آج ماتم ہے اوسی کا آج یہ غم ہے  
اوسکو روئی ہیں چھوڑے بک کر کے اولی  
وہ ظہر چار بار کان فضائل کا تھا عالم میں  
الہو اور طبعی کا تھا وہ ہی جاننے والا  
نہ ہو مطلق اور فلسفی ایسا زمانہ میں

چہا نظرون سے ایسے آفتاب علم کا جلوہ  
تسم کہانے میں ساگر زبدا کی بارسائی کی  
کبھی آب نوحی سے زدن تر ہو جس کا  
مفسر ایسا دنیا میں سنا ہے اور نہ دیکھا ہے  
محنت بے بدل ایسا ہوا ہے اور نہ اب ہوگا  
نہیں کوئی جو فرق حق و باطل کو دکھا کر اب  
بچا کر کفر سے بتلائے رستہ دین کا سید  
جہی بدلی ہوئی یہ بلخ عالم کی ہوائیں ہیں  
جہی تو ساری خلقت میں اندر سیر ہو گیا پیدا  
گیا دنیا سے وہ چوپیر و دین الہی تھا  
مقدس جس کا عالم تھا ہوا عالم سے ناپیدا  
جو اوس مرحوم کا اسم گرامی لون تو ڈھاتا ہوں  
سر شاہ علم کا آنکھوں سے نہ جاری ہو کہیں دریا  
ابو منصور ستید ناصر الدین کا دل اکل  
مسکین دین چمن سخن فکی و زیرک و دانا  
ہو اوہ رگڑائے عالم ملک بقا ہے  
کہ ہر اوس آفتاب کی سر سے اوٹ گیا سایا  
بیت بے چین چکھو فخر حزن و غم نے کر ڈالا  
بیت ہی قلب لڑک کو ہوا صند قیامت زرا  
حواس و مہر و عقل و فہم ضیعت ہو باطل  
ہجوم غم نے دلیر اور جگر پر کر لیا قصا  
ہو اجبا شک خن منظور آنکھوں سے مرے جاری  
تسلیم کیے پر الہام غیبی یوں بکارا وٹھا  
اونہیں کے جانشین اور نام روشن کر نوا ہے ہیں  
جناب مولوی نصرت علی صاحب نام اونکا  
یہ وہ فرزند ناسے ہیں اوسے منظور کیے ایسے  
کہ جب فضل جوہر عالم میں بچے تھرا  
وہی ابا ک حسین و حامی اسلام بانی ہیں۔  
وہی ہیں نیز دین واقع تاریخی دنیا  
اونہیں میں خلق سارا اونکوہ الوکا سلمہ ہے  
اونہیں کی ذات الالاب ہی عرفہ جہا میں بکتا  
اوسی مرحوم کا مانا ہے سب جانشین ان کو  
اوس ارکان امامت کی رکن خاص ہے گویا

خوشی اسات کی ابا پر سوا عالم میں پہلی ہے  
اونہیں کے واسطے دستار بندی کا ہی یہ جلسہ۔  
رکس و الیان ملک نے اعزاز سے ہر سو  
خوشی میں بے بہا وہ خلعت زرار اور دیا  
ہدایا اور نوادار و رعنا سے اور منیدین  
اونہیں کو سب بھی میں ہر اس شان کے زیبا  
اونہیں کے شہر آفاق الطاف گرامی میں  
اونہیں کی ذات سنگین ہو دلو نفع ہو بچا  
یہی میں قبلہ ارباب حکمت کے معین بنیک  
یہی میں کعبہ اہل خرد کے امن و ملجا۔  
دل مضطر جو ہر اصرار سے گنجی دعائیں  
خدا قائم کیے ایستگن پر سایہ والا  
رہیں آباد وہ دنیا میں جب تک ہیں جاری  
فون ہوئے دولت اور عشرت کار ہو چلا  
اونہیں یہ جلسہ سستا بندی ایسا لکھو  
تمامی قصد دل و لہجی یارب خلق میں بل  
از تصنیف مولوی محمد حسین صاحب  
ہست نصرت علی جو فاضل عصر  
یافتہ خلعت بہ نیک اسلوب  
جانشین شد بجائے والد خویش  
برہمہ راست این بجان مرغوب  
سال تقریب آن بخت حسین  
خلعت خاص جلد مہربوب  
از تصنیف مولوی محمد عبد الکریم صاحب  
عطا گردید خلعت از رؤسا  
جناب مولوی نصرت علی را  
گوتار سچ این تقریب مضطر۔  
مبارک خلعت اذ اب زیب  
ولہ  
و تار جانشینی یافت خوشتر  
کنون نصرت علی منجانب اللہ  
چنین سائشید از غیب مضطر  
زبہ دستار و خلعت صاحب جہا



از منہ فکر مولوی ابراہیم صاحب  
ناظم افسر مدرسنہ رائل سکول لکھنؤ

آپ شہور ناظم و دانشور کوئی انجمن علمی نہ ہوگی  
جس میں آپ کی عمومی نظیمیں اپنسا لفظ  
نہ دکھائی ہوں بہت سی کار آمد  
کتب کے مصنف ہیں

سمجھنے کس کے غم میں چاک کر ڈالا گریبان کو  
نمایان نہ کرے بدلے یہ کیوں شریکِ خلعت ہے  
ہوا کے ٹھٹھے کیوں ہیں بلے گرم ہوا کے  
نوازی بل کے عوض گلشن میں رقت ہے  
یہ کیوں شاداب بچہ نیکے عوض کھلائے ہیں تجھے  
اوداس اسوت کیوں حد سوا سیر کی حالت ہے  
ملاح پنج سے خالی ہیں ہر کوئی دنیا میں  
ہر اک قلب محزون غم آگین سب کی صورت ہے  
ہر اچھو تجب جیتما مان الم دیکھا ہے  
صد اہاقت کی آئی ہے سب کیوں ہجرت ہے  
ہیتا جقدر سامان ہے یہ غم کا بہت کم ہے  
مسلمانوں کو تو اس سے زیادہ کی ضرورت ہے  
ہوئے ہیں اسی ملک قادیان فاضل اکمل  
کہ جنکے علم فضل و حلم کی دنیا میں ہر ہے  
ابو لمصوب سید ناصر الدین نام تھا جنکا  
اویں سے آج خالی مند علم شریعت ہے

امام فن دین شہور وہ سارے عالم میں  
گروہ و عظیمین میں یادگار و نئی طلاق ہے  
چو محمد براہیل کتاب اوتے نہ عالم میں  
جہان میں چارو شہور یہ اونکی حکایت ہے  
کسے تحریر کر کوئی جواب اونکی کتابوں کا  
تو تیرے دس ہزار انعام دینے کی بھی ریت ہے  
نہ پایا وجود شہر ارباب تک جواب اونکا  
مقابل ہر سے ذرہ اگر ہو کت طاقت ہے  
اور مجھے دنیا سے جیسا ہے بزرگ قوم کا سہ  
بچے اسلام یہ خزن مال و غم قیامت ہے

کسی بھی نہ اوثق سایہ غم جا نگاہ عالم میں  
مگر سب کے دلوں کو اس سب سے صبر قوت ہے  
کہ اونکے لائق و فائق جو ہیں فرزند فی تہ  
قدم سوا پایہ نہیں گزرت ہر الامت ہے  
وہ عالی خاندان ہیں مولوی نصرت علی صاحب

کہ جنکی ذات والا سمدن حسن لیاقت ہے  
جو ہیں اجداد اونکے سب نامی گرامی ہیں  
خدا کے فضل سے حاصل بزرگی و شرافت ہے

ریاستہائے ہندوستانی دسر کا ریش من  
کمال اس خاندان کی حدافزون شان و عظمت ہے  
زب نصرت علی قصیر ہیں خود بھی لائق و فائق  
گواہ جو ہر ذاتی ہر اک اعلیٰ ریاست ہے

خصوصاً رامپور و حیدر آباد و بیٹالہ  
اور لاہور کی گورنمنٹ آجکل کی حکومت ہے  
جو ملک غیر کے ہیں بادشاہ عدالت کسٹر  
سفیر فری ہم جنکے سخن کی قدر و قیمت ہے

وہ سجادہ نشین درگ محبوب بھجانی  
ہر اک و صاف قصیر ہر اک راج نصرت ہے  
ہر اک کتابے ایک اخبار نشانی لکھنؤ ہے  
غضب طرز عبارت ہے بلا زور طبیعت ہے

دیار ہند پر کیا مختصر ہے ملک دنیا میں  
یہ اک اخبار کو یاد رکھو نون فی الحقیقت ہے  
لیاقت حضرت قیصر کی ہر صورت ہی آئینہ  
اور اسناد شاہیر جو ہر حال شہادت ہے

مسلمانوں پر کیا ہے مختصر ہر قوم مذہب میں  
جناب مولوی صاحب کی سچی قدر و عزت ہے  
جو ہے میں جانشین وہ باصفاب اپنے اللہ کی  
وہی پرست گاری اور وہی صبر قناعت ہے

وہی مقبولیت انکو بھی حاصل ہے زمانہ میں  
وہی نور طلاق اور وہی طرز عبارت ہے  
رئس اور دلیان کمال کی قدر کرتے ہیں  
ہر اک اعطاء کو اب ہر نظر انکی راحت ہے

روزیانہ فی ہر اہل و عیال دہ ہند سے فرما

عالمے انکو بھی جنت ظاہر انکی قوت ہے  
بدایا ایسے ہی بھیجے انہیں اخبار الودیع ہے  
انہیں ہمعصر لوگوں میں بھی حاصل فضیلت ہے  
یہ کیوں ہر قوم کی جانب سے یہ ریس ان ہیں

کہ انکی ذات والا سمدن غلن و مروت ہے  
یہی ہندوستان میں قوم کے ہر ذہن ہے  
مسلمانوں کے قلب مضطرب کو انکی راحت ہے  
رہے قائم جہان میں انکا سایہ قیوم ہر

کہ انکی ذات والا دیرینہ ناظم غنیمت ہے  
عیان ہے عجمہ میں عیسیٰ سن جانشینی کا  
مزب فزقہ الابرار جو دستا فضیلت ہے  
از تصنیف مولوی محمد عبد الکریم صاحب

مخلع مولوی نصرت علی  
از رؤسا صاحب جاہ و جلال  
سال اہاقت ہم مضطر گفت این  
جانشین والد عیسیٰ خصال

از تصنیف مولوی جب علی صاحب ہر  
رئس را و پسند ہے  
مخلع مولوی نصرت علی شد  
جہان گفتہ با و اللہ ناصر

ہستم جو ہر نمودہ سال تقریب  
ہما یون خلعتے عالی شعبا  
پیدت را مینج صاحب عاصی  
کلر کل محکم انیس ہر ششہ تعلیم را و لپندی

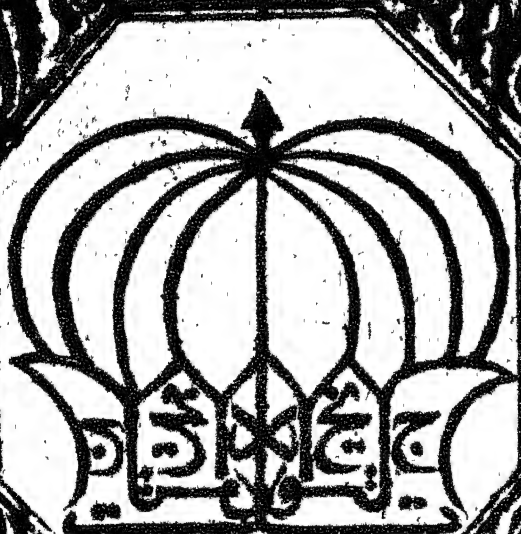
جناب مولوی نصرت علی را  
وقار جانشینی گشت و افق  
رستم کن سال این تقریب عاصی  
سارک غلبت و فخر بان با حق

فشی شیخ محمد صاحب شیخ از را و لپندی  
جو خلعت یافتہ نصرت علی خوب  
شدہ ہم جانشین بالیون و الصاد  
شفیع از ہر نار بخشش رقم کن

زہے خیاں مبارک ہمتی باد







کتابخانه مجلس شورای اسلامی  
تاسیس ۱۳۰۲

کتابخانه مجلس شورای اسلامی  
تاسیس ۱۳۰۲

مطبوعه نضرت المطابع دہلی







## دربار تاجپوشی میں ہندوستان کی تاریخی حالت پر سرسری نظر

ہندوستان آیا یہ لکھتا ہے کہ دہلی نام کے تین شہر رہے ہیں۔ پہلا شہر جو بالکل ویران ہو گیا اور اب اس کے کسی قدر کھنڈ باقی ہیں بہت پرانا شہر تھا۔ راجہ پورس جو سکندر اعظم پادشاہ سے لڑا تھا۔ یہاں کے عالم اس شہر کو اس کی راجدھانی (دور السلطنت) بیان کرتے ہیں۔ یہ شہر باقی دوشہروں کی نسبت جو بچے بنے ہیں جنہاں کے منج کے متصل تھا۔ یہاں کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ اسکے چھین مروارے تھے۔ اہر اب بھی اس کے کھنڈرات سے کسی قدر فاصلہ پر سنگین پل ہے وہاں سو دوسری دہلی وہ ہے جسکو مغلوں نے فتح کیا۔ اس میں افغانی بادشاہوں کے عظیم الشان مقبرے اور دیگر عمارتیں تھیں۔ جن کے باعث یہ شہر بہت خوشناما معلوم ہوتا تھا۔ لیکن شاہجہان نے اپنی ناموری کی وجہ سے شاہجہان آباد بنانے کے لئے اسکو منہدم کرا دیا۔ ہمایون مقبرہ کی طرف پتھر کی ایک لاٹھیت اور اس پر ایسے حروف کندہ ہیں جو بوجہ امتداد زمانہ پڑھنے میں نہیں آتے اس سے اس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے۔ تیسرا شہر دوسرے شہر کے کھنڈرات سے ملا ہوا ہے۔ جب شاہجہان نے چاہا کہ اسے نام سے ایک مجدد شہر آباد کرے تو اس نے دوسری دہلی ڈھا کر اس کے مصالح سے یہ نیا شہر تعمیر کرایا اور اسے شاہجہان آباد کے نام سے موسوم کیا۔

دہلی ایک متبرک شہر اور قدیم آبادی ہے۔ پہلے یہاں دیوتا سکونت پذیر تھے۔ اس لئے تمام ہندوستان میں اسے فخر الہاؤ کہنا چاہیے۔ یہاں کی مقدس زمین میں اندر دیوتا نے جشن منایا تھا اور جس طرح الہ آباد۔ بنارس۔ متھرا۔ اہل ہنود کے متبرک مقامات میں اسی طرح دہلی بھی بڑی تیرتھ گاہ ہے اور نیز یہاں بڑے بڑے جنگلوں نے تپشیا کی ہے اور یہاں کی موت زندگی کو نجات کا ذریعہ تصور کیا ہے۔ چنانچہ دہلی سے چند میل کے فاصلہ پر پوتارشی کی عبادت گاہ ہے جو اندھون سورج کنڑ کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ کسی زمانہ میں یہ مقام اندر دیوتا کا استھان تھا اسی

دربار کے تفصیلی حالات لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈال کر میرا نے افسانوں کو افسانہ نو یا دہلیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دربار شاہانہ کی جلوس کی مفصل کیفیت لکھیں۔ اس شہنشاہی جلوس کیلئے تمام ہندوستان میں دہلی سے زیادہ ہندوؤں کوئی جگہ نہ تھی۔ یہ شہر ایسے مقام کے قریب واقع ہے کہ اس سے زیادہ قدامتیں قلمرو ہند کے اندر کوئی دوسرا مقام نہیں۔ ہند کی تاریخ میں کوئی عہد ایسا نہیں گذرا جسکے ساتھ دہلی کو اک خاص تعلق نہ رہا ہو۔ اس سہرزمین کے صفحات تاریخی نقش و نگار سے معمور ہیں اور ان کے افسانے تاریخ کے اوراق میں اب تک پائے جاتے ہیں۔ اس کے حدود میں زمانہ سلف کے آثار نظر آتے ہیں۔ اسی سلطنت کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ جسکو قدیم تر شہروں سے مساوات کا دعویٰ ہے۔ اس کے گرد و نواح میں پتھر اور مٹی کے انبار ہیں۔ شہر اندر پرست کی دلفریب عمارت دہلی ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے راجہ اور مہاراجہ جن پر اس سہرزمین کو فتح تھا گویا سب خاک ہو گئے مگر ان کے رنگین فسانے آج تک مہابھارت کے صفحات پر موجود ہیں۔ دہلی اور اس کے گرد و اطراف کی سہرزمین شہر اندر پرست کی نشانی ہے۔ اور اندر پرست اور دہلی کے مہر کے ہند کی تاریخ سے اب الہ آباد تک مٹائے نہ ٹپس گئے۔

اول اندر پرست جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پندرہ سو برس پیشتر مقبرہ ہمایون اور دہلی دروازہ کے وسط میں آباد ہوا تھا۔

دویم شہنشاہ میں قطب صاحب کے مینار اور لوہے کی لاٹھ کے متصل شہر دہلی تعمیر ہوا تھا۔

سویکم موجودہ دہلی سترھویں صدی کے آغاز میں شاہجہان پادشاہ نے اپنے نام سے آباد کی۔

بجلائف اسکے ایک فرانسیسی سیاح جو سترھویں صدی میں

جاتی رہی اور لنگا کے کتا پر وہ سب ڈارو کی طرح ملے بے پھر سو بیواہ اپنے خاندان کے ملین۔ ساری رات خوب ہنسی خوشی سے لگھی۔ صبح کا ہوتا تھا کہ سب عین غایت گئیں۔ اور جو لوگ وہ بکرے کا گوشت کھا رہے تھے وہ اس زمانہ میں مواصلت حاصل کی ان افسانہ گوئی کی حکایت کہیں سکتے یہ اس زمانہ کی روایتیں ہیں جس میں تاریخ بالکل صاف تھا۔ ہند کی تاریخ میں واقعات جو مذہب کے آغاز سے پہلے کے ہیں۔ ان کے زمانہ کا کچھ پتا نہیں ملتا۔

ہندوستان میں جو بڑے مذہبے اشاعت پائی ایک مذہب ہنونا کا دوسرا بدھ کا۔ برہمنوں کے مذہب کی تو اس وقت تک قوم ہنونا کی ایک بڑی جماعت پیر رہی اور بدھ مذہب لو کی ہندوین تعداد نہایت کم ہے۔ لیکن چین اور جاپان وغیرہ ملک میں اس مذہب کے ماننے والے بھی بہت ہیں۔ ان دونوں مذہب کے باہمی اختلاف مسلمانوں کو ناگوار نہ تھا۔ ان کا خاطر خواہ موقع دیدیا۔

ہند کی پرانی راجدبانی (دارالسلطنت) ان مقامات یا ان کے قریب واقع تھیں۔ چنانچہ اب دہلی۔ قنوج۔ اجودھیا اور پٹنہ آباد ہیں۔ سب سے پہلے اجودھیا میں راجہ راجندر پوتار حکمران تھے ان کے بعد اس وقت تک ہند میں مذکور العصر خاندان راجاؤں کے مشہور ہیں۔ جن کا اختتام برہما جی پر ہوتا ہے۔ سورج ہنسی میں برہما سے ایک نئی اشی راجہ اور دوسرے طبقے کے رئیس راجہ ہو کر چندر ہنسی کا برہما متفرق سلسلے کی انیس راجہ کا شمار ہے اور سلطنت ہر ایک کی اپنے اپنے عہد حکومت میں کورہ بالا مقامات پر رہی راجگان ملی یعنی اندر پرت ہستنا پور کا خاندان لہجہ پانڈو نسو ہے جن کے کارناموں سے مہا بھارت کی صفی پڑ ہیں۔ راجہ جڈ ہٹر کو قریب پانچ سو برس کے راجہ مہوج سے راجہ کس تک سلطنت اس خاندان میں ہی آو تین راجہ اس سلسلہ پر ممکن ہوئے

جنہوں نے ۲۹ سال سے ۵۵ سال تک بین بین لطف حکمرانی اٹھایا سب سے پہلے راجہ جڈ ہٹر نے ۳۹۔ پریخت ۶۰ جن میں نے ۸۴۔ راجہ اشو مید نے ۸۴۔ رام ثانی نے ۸۸۔ چھتر مل نے ۸۸۔ چھتر مل نے ۸۵۔ دشت شیل نے ۸۵۔ اوگم سینگ نے ۸۸۔ شو شین نے ۸۸۔ بھون پت نے ۶۹۔ رنجیت ۶۵۔ چھکے ۶۴۔ سکھ کو ۶۲۔ زہر دیو نے ۵۸۔

۵۸۔ سچ رتھ نے ۴۲۔ شو شین ثانی نے ۵۸۔ پرت سین نے ۵۵۔ سید ہادی نے ۵۳۔ سون چیر نے ۵۰۔ بھیم دیو نے ۴۷۔ زہر دیو ۴۵۔ پورن مل نے ۴۴۔ کرودھی ۴۴۔ انکے ۱۵۰۔ او سے پال نے ۳۸۔ دون مل نے ۴۰۔ دات ۳۳۔ بھیم پال نے ۵۵۔ جیک نے ۴۸۔ سال کی مدت تک عمر حکومت پائی ۸۔ نپتیک بندر سی بشر وزیر راجہ جیک کو قتل کرنا کشت و سلطنت ہوا۔ اجودھیا کا گاما ملک اسکے دست قبضہ میں تھا۔ راجہ بشر وزیر فرزند سے راجہ بکرماجیت تک منفرد ۴۲۔ راجاؤں میں کچھ کیا۔ راجہ بکرماجیت فرامروا ہند تھا جس کا دارالسلطنت اوجین تھا اور جو اپنی عدالت گسری اور بخش و رعایا کو

اُسے اندر پرت کہتے تھے۔ اصل اندر اکاس کے راجہ کا نام ہے جو ہندوستان کے مذہب میں ایک جلیل الشان راجہ تھا اور پرت کہتے ہیں دونوں ہاتھ بھر کر دان پن کرنا لیکو چنانچہ ہندوؤں کے عقیدہ کے موافق یہاں کبھی راجہ اندر نے دونوں ہاتھ بھر کر بوتھکا دان کیا تھا۔ اس وقت سے یہ مقام اندر پرت مشہور ہو گیا۔ مگر کثرت استعمال سے لوگ تخفیف کیا تھا اندر پرت کی جگہ اندر پت بولنے لگے۔ چنانچہ پرانے قلعہ کے قریب اس وقت تک موضع اندر پت ویرانی حالت میں موجود ہے۔

### دہلی کی چھ سیمہ

اندر پت کو دہلی کہتے تھے اس میں اختلاف ہے۔ اصل لفظ دہلی ہے اور زبان ہندی میں دہلی اس ملائم زمین کو کہتے ہیں جہاں سب سے نہ گوسکتی ہو۔ یا دلیل زیادہ ہو یہاں کی زمین ایسی ہی تھی۔ اس لئے دہلی کہلائی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہاں راجہ ولیپ یا دہلیال نے اپنے نام سے ایک شہر آباد کیا تھا اسکے عہد سے یہ نام پڑ گیا۔ تیسری یہ کہ دہلی ایک زمیندار تھا اس نے اپنے نام پر ایک موضع آباد کیا تھا جب سے اسکو دہلی کہنے لگے۔

### خلاصہ تاریخ ہندوستان (راجگان ہند)

ہندوستان کی سلطنت آون ہندو راجاؤں کے خاندان میں ہمیشہ سے رہی جو سورج ہنسی اور چندر ہنسی راجاؤں کے نام سے مشہور ہیں۔ تاریخی اوراق انہیں دو خاندانوں کے حکمران ہونیکا پتہ دیتے ہیں۔ اگلے زمانہ کی حالت صحیح صحیح معلوم نہیں۔

کورو۔ پانڈو کی محرکہ آرمیاں جو مہا بھارت میں لکھی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہند کے سارے راجہ اس لڑائی میں شریک تھے اٹھارہ دن تک ہنگامہ کا بازار گرم رہا۔ ایک شب کہ نمونہ روز قیامت تھی مبارز اس طرح لڑے کہ ایک ایک ہاتھ میں شعل روشن اور ایک ایک میں تیغ عرواں تھی۔ آخر میدان پانڈو کے ہاتھ رہا۔ جو لوگ اس جنگ عظیم میں کام آئے تھے۔ ان کی روحوں کا آپس میں ملنا اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جن عورتوں کے خاوند لڑائی میں مارے گئے تھے وہ پجاریاں لنگا کے کتا پر بڑھی ہوئیں ٹاپ کر رہی تھیں۔ پیاس رشی اون کو پیاس آئے اور شام کی وقت ہر ایک مبارز کا نام لیکر لکھارا ہر ایک جس کو فریسا تھا کہ لڑکے چتر کے میدان میں آیا تھا اسی شان و شکوہ کیسا تھا اس کی مروج لنگہ میں سے نکل آئی سب کی باہمی عداوت

کی قربان داری کرتے تھے اور پادشاہ اور گرد کا عہدہ ایک ہی کو ملتا تھا۔

ان کی فتوحات جنانہ کے مغرب و روہ پالیہ کے جنوب میں کنارہ کنارہ کے محدود ہیں جہاں وہ عرصہ دراز تک رہے قبل اسکے انہوں نے دریائے گنگا کے جانب جنوب اور جانب مشرق بڑھنا شروع کیا۔ جن مخالفوں سے ان کا مقابلہ ہوا اس پہلے گروہ کے لوگ تھے جو اس کے پیشتر آچکے تھے۔

اور اضلاع ہالیہ میں سانپوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور جنوب کی سمت ایک سیاہ قوم لپتہ قد۔ وغالب سرج خلق آباد تھی۔ ان لوگوں کی حالت اور ہاشندوں کے ساتھ ان کے معرکہ آرائیوں کا حال مجسک نظمون سے مل سکتا ہے۔ کہ جب اووہ اور نیکل مغلوب ہو گئے تھے تو راجندر جی اوتار نے جنوبی ہندوستان کو فتح کیا۔ اور ہر لکا کو۔

آریہ حملہ آوروں کی جاسمین ان نون بہت بڑی تبدیلی واقع ہو گئی تھی ان کا قدیم زمانہ کا یہ زمین پائل جاتا رہا۔ خاندانوں کے بزرگ عیش نواز شاہ اور سے بن گئے تھے۔ اور انہوں نے اپنا وعظ و پھ کا کام برہمنوں کے فرقہ کو دیدیا تھا۔ اور پانچویں صدی تک انہوں کی قوانین رسم و رواج کی بابت مرتب ہوئے برہمنوں نے اپنا تسلط گھڑیوں پر کر لیا تھا۔ جن کے برہمن پہلے ماتحت تھے۔ منوں کے قوانین عہد خیال ظاہر کرتے ہیں۔ اس داغ و خدات کا ہندو سوسائٹی کو کیا پانا مقصود تھا۔ ان قوانین میں ذالون کا امتیاز اور دیہات کی قوموں کی تفریق صیح ہے۔ چھٹی صدی میں حضرت مسیح سے پہلے ایک جدید مذہب پیدا ہوا جس کو بودھ مذہب کہتے تھے۔ اس کا بانی سگیا تھا۔ گوتامہ تھریوں کا ایک تھا۔ جس نے بدھ یعنی بیدار کا نام اختیار کر لیا تھا وہ ایک بہت بڑی عمر میں حضرت مسیح سے ۵۴۳

بیس قبل فوت ہوا۔ اسکے اصول بودھ دالوں کی مقدس کتاب میں درج ہیں۔ ہندوستان میں بودھ مذہب سے سائٹی میں اصلاح ہوئی۔ اور اس کے افالوں میں شامل ہونے کے سخت سے انحراف ظاہر کیا گیا اور یہ کہا کہ صرف برہمن ہی واعظ کے مستحق ہیں اور ان کے باقی کی وفات کے بدترین صدی کے اندر یہ مذہب قومی مذہب مان لیا گیا۔ ایک ہزار برس کے قریب برہمنوں کے مذہب کے ساتھ یہ مذہب

کی بدولت کمال شہرت پذیر تھا۔ اس مادہ سے راجہ تھورنک ۴۷۷ راجہ تھورنک راجہ تھورنک کا بچہ راجہ تھا۔ راجہ جڈہ پٹر کے زمانہ سے راجہ تھورنک کے جڈہ پٹر کا چار سو اٹھ سال میں ایک سو بیس راجاؤں نے سلطنت کی اور راجہ تھورنک کے بعد علاؤ الدین غوری ہند پر قابض و متصرف ہوا۔ راجندر جی کے بعد راجہ جڈہ پٹر اسی عہد کنگا میں بکرا جیت دیہوج ہندوستان کے راجاؤں میں یادگار ہیں۔

ہندوستان میں مختلف اقوام کا موجود ہونا جو مختلف زبانیں بولتے ہیں ثابت کرتا ہے کہ اس ملک پر قدیم الایام سے متواتر حملے ہوتے رہے ہیں۔ پہلا حملہ جس کی بابت ہمارے پاس صیح شہادت موجود ہے آریاؤں کا تھا۔ جنہوں نے ہندو کش کے شمال سے آکر اپنے کو ایک طرف فارس میں اور دوسری طرف شمالی ہندوستان میں پھیلا دیا۔ وید جو ہندوستانی آریوں کی متبرک کتاب ہے اور قدیمی کتب و قدیم زمانہ کی سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سترہ بیس پہلے کے ہیں۔ اصلی ویدوں میں دیوتاؤں کی تقسیم اور درجہ انکس موجود نہیں ہیں۔ لیکن اس تقسیم کی تعلیم کسی قدر یوپالی شارا میں صیح ہے جو ویدوں کی ایک قسم کی شرح ہے جہاں آفریش انسان کے مسئلہ کے حل کرنے خدا کو پہچاننے اور روح کی نسبت کوشش کی گئی ہے دراصل یوپالی شارا جو ویدوں کے اصول پر لکھی گئی ہے اس میں ہندو کے فلسفہ کے وہ بڑے اصول شامل ہیں جس کی وجہ سے آخر کار تعلیم یافتوں کا مذہب عقیدہ یما فوٹوں سے جدا ہو گیا۔

مہا بھارت اور ریمان زمانہ حال کی زمیہ کتابیں ہیں جن میں کثرت سے قصے کہانیاں درج ہیں (اور جکا ذکر مختصر ہم اوپر کر چکے ہیں) اور جس سے علمائے لوگوں کے عادات اور خیال کی نسبت عام واقفیت حاصل کی ہے اور یہ معلوم کیا ہے کہ فتوحات آریہ کے تاریک زمانہ میں کیا واقعات پیش آئے ہونگے۔ چونکہ یہ خود اندو ویر میں قوم تک شام کی تھی۔ جسے پہلے ہی یورپ آباد ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ یقین کیا جاتا ہے کہ آریہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دو ہزار برس پیشتر ہندوستان میں داخل ہوئے۔ یہ لوگ اس وقت خانہ بدوش اور زراعت پیشہ تھے ان کا طرز حکومت یہ تھا کہ سب ایک خاندان کے سرپرست

سیتا۔ لیکن برہمن نیست و نابود نہیں ہوئے۔ لیکن یا تو خود بودھ مذہب کی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے یا غیر لوگوں کے ظلم و تعدی کے باعث قبل از بارہویں صدی بودھ مذہب ہندوستان میں معدوم ہو گیا۔ یہ مذہب اب تک بالکل فنا نہیں ہوا۔ چین۔ جاپان۔ نیپال۔ برہما۔ اور لکھنا میں موجود و سرسبز ہے۔ ہندوستان میں یہ مذہب زوال پذیر ہونے کے باعث برہمنوں کے مذہب سے بہت کچھ اصلاح کی اور قوت پکڑی۔ لیکن اس کی ایک شاخ بالکل ایک مذہب علیحدہ ہو گئی۔

جس کو جینی کہتے ہیں جو برہمن اور بودھ مذہب سے مرکب خیال کرنا چاہئے اس مذہب کے پیروں کی قدامت اور بودھ مذہب کے ساتھ تعلق کی نسبت بہت کچھ نزاع ہے۔ گجرات میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ سکندر اعظم کے حملہ کے ساتھ جو حضرت مسیح سے ۳۲۷ برس پہلے ہوا۔ ہم کو ہندوستان کی ملکی تاریخ کا پہلا پتہ ملتا ہے ایک معتبر مورخ لکھتا ہے کہ فارس کی بارہویں سلطنت نے اس وقت پہلے ہی سے ہندوستان کا شمالی مغربی حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا تھا خود سکندر اعظم بھی دریائے سندھ کے معاونوں سے آگے نہیں بڑھا۔ وہ پنجاب میں دریائے بیاس تک برابر چلا آیا۔ مگر شلج تک نہ پہنچ سکا۔ ہندو تو اس کو نہ روک سکے مگر ریاست کی ہوا اور بارش نے اس کی فوج کا سہرا بھیر دیا۔ دہلی کی زیارت اس کو نصیب نہ ہوئی اور نہ اس نے اس سلطنت کا کچھ حال سنا جس کی راجدانی دہلی کے قریب تھی۔ یہاں کی ایک وسیع سلطنت کا حال البتہ اس کے کانوں تک پہنچا تھا اور اس نے چاہا تھا کہ ہندوستان میں آگے بڑھ کر یونانیوں کی ایک سلطنت قائم کرے۔ مگر اہل حق و نیک جو اس کے ساتھ تھے آگے بڑھنے سے ٹھکرا کر یا۔ کیونکہ وہ سفر کرتے کرتے اُٹھ گئے تھے اور وطن سے جدا ہونے ان کو ایک عرصہ گزر گیا تھا۔ سکندر نے ہنر سے واپس جانے کے بعد تھوڑے ہی دنوں بعد دوسری مرتبہ راجا اشکھ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسو برس پہلے ہوا ہے جو چند گیت کا پوتا تھا اور جس کے احکام زمانہ موجودہ پر روشنی ڈالنے والے ہیں۔ بودھ مذہب کا بانی مہاتی تھا۔ جو کچھ عرصہ تک ہندوستان کے ایک بہت بڑے حصہ میں شاہی مذہب رہا۔ صحیح تاریخ کے سکھ جانے سے پہلے آخری مغربی

جس سے ہندوستان کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ چین کے بودھ مذہب والے جاتری ہیں جو اس ملک میں پانچویں دسویں صدی کے درمیان آئے تھے۔ یونانی فتوحات کا اثر سینٹن کی وجہ سے جاتا رہا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۲۶۷-۱۲۶۸ برس پہلے اور ۶۵۰ء تک شمالی ہندوستان میں آتے رہے۔ ان کے متواتر حملوں نیز قدیمی اصلی قوموں کے ہندوستان میں موجود ہونے نے اب تک ہمیشہ رہنے والا اثر کل باشندوں کی خصلت پر پیدا کر دیا۔ اور ہنود کے مذہبی عقاید اور خانگی رسوم میں بہت بڑی تبدیلی کر دی۔ ۶۷۳ء میں عربوں نے گجرات اور سندھ پر لوٹ مار کے حملے کرنے شروع کئے۔ آخر کار ساتویں صدی کے وسط میں اس کے فتح ہو جانے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین دریائے سندھ تک آ پہنچے اور شمال مغربی ہندوستان میں ایک متقل اسلامی سلطنت قائم ہونے کی بنیاد پڑ گئی۔ اور ۹۹۹ء میں مغربی واقع افغانستان کی سلطنت کی آزادی محمود نے طاسر کی اور اس کے بعد اس نے ہندوستان پر بارہ حملے کئے اور ایک حملہ میں دریائے جمناسے پرستے تک اور دوسرے حملہ میں گجرات پر تسلط کر لیا۔ ۱۰۲۷ء میں صوبہ لاہور۔ لہٹان سرکر کے سلطنت میں شامل کر لئے۔ افغانیوں کا آئندہ خاندان پانچویں برس تک ہندوستان میں حکمران رہا۔ اور ان کی قوت رفتہ رفتہ ترقی پذیر ہوئی۔ کیونکہ ۱۰۲۷ء تک دہلی لی گئی۔ اور ہندوستان کا عظیم حصہ قطب الدین نے شامل کیا۔ جس کے زمانہ کی یادگاریں قطب کی لاٹ دہلی کے متصل موجود ہے۔ ۱۲۹۲ء میں سلطانوں کی جانب سے دکن پر حملہ ہوا۔ اس زمانہ سے آگے ہندوستان کی تاریخ جنگی حملوں کی تاریخ سے ایک خاندان بعد ہوا۔ خاندان ہوا اور مغلوں کے گروہ کے گروہ مکرر کر ملک کو تاراج و برباد کرتے آئے۔ آخر کار خاندان تعلق۔ ۱۷۰۷ء میں بادشاہ کے زمانہ میں تیسرے شکر کے زمانہ ہندوستان میں وارد ہوا اور دہلی کا محاصرہ کر کے ۱۷۰۹ء میں دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اس نے اپنے بعد خضر خان کو چھوڑا جو سر پر سلطنت پر جلوہ فرما رہا۔ بدلتی کا آغاز ہوا اور اس کا بالکل صاف کر دیا۔ جس شہنشاہان مغلیہ اگر ہندوستان تسلط ہو۔ مغلوں جو ایک بڑی اسلامی طاقت تھی۔ دہلی اور مغربی شیانج کر کے ۱۷۰۹ء میں باغی ہو گئے خاندان ہندوستان کی گما اور انکی سرحد پر آ پہنچے اور جیسا کہ مہاتما جی کے زمانہ میں ہندوستان پر ترقی کے



نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	سال لاو	سال جلوس	محل جلوس	مرگ	مرگ	محل دفن
۱	قطب السلاطین امیر تیمور صاحبقران امیر طر آغا خان اولاد چنگیز خان -	۷۳۷ھ تیمور غافل گنج وقت طلوع آفتاب	شہر سمر	۲۸ رمضان ۷۷۱ھ	بلخ	۷۱ - سال ۷۷ - سال ۲۰ یوم	۳۵ - سال ۷۷ - سال ۲۵ یوم	۱۷ - شعبان ۸۰۷ھ سمرقند

تاریخ منظوم - سلطان محمد کہ شل او شاہ نمود در مقصد وسی کشش در آید جو در مقصد و ہفتاد و یکے کرو جلوس در ہشت صد و ہفت کرد عالم پرورد (تیمورقان) یعنی مادہ تاریخ ہے

معاصر  
اولاد - ایڈورڈ سوم - پیراڈورڈ دوم ۹ سال ۵۵۱ھ - ۱۸ - یوم ریچرڈ دوم ۲۲ سال ۱۱۵۵ھ - ۲۲ - یوم ہنری چہارم ۳ سال ۱۱۶۷ھ - ۱۲ - یوم  
غیاث الدین - جہانگیر مرزا - عمر شیخ مرزا - جلال الدین - میران شاہ - شاہ رخ مرزا بادشاہ ترکستان - الخ بیگ مرزا سلطان بالظہر  
سیوا غمش - محمد جوکی بہادر - دستر سلطان بخت بالو بیگم -  
وزرا - امیر سیدو غمش - امیر غلق بہادر - امیر شیخ نور الدین - امیر شاہ ملک و بروی بیگ خان - امیر برندق - خواجہ یوسف -  
امیر خور داد - امیر سیف الدین - امیر شمس الدین - امیر دامو دار خون شاہ -

ممالک مقبوضہ - ۷۷۱ھ میں بلخ پر قبضہ کیا ۷۷۱ھ میں خوارزم و دیگر حکومت حاصل کی ۷۷۱ھ میں سلطانہ ناک پہنچ کے بخارا کو تسخیر کیا اسی زمانہ - ۷۷۱ھ میں آذربائیجان و گرجستان بھی قبضہ میں آئے ۷۷۱ھ میں اصفہان اور ۷۷۱ھ میں لہجہ قتل منصور شاہ شیراز میں اپنا حکم نافذ کیا پھر لہجہ و کی طرف متوجہ ہوئے سلطان احمد جلایرین سلطان ادیس تاب مقابلہ نہ لایا بھاگ گیا لہجہ و بھی زیر حکومت ہوا - ۷۷۱ھ میں روم میں پیشگیر تفتیش خان حقوق باجگزار سے غافل تھا اسکو زیر کیا اور بلاد شمال مشرق ارس - مگہ - جرجس - قفق - تبتاق پر قبضہ کیا اور جانب آذربائیجان مراجعت فرمائی - اپنے برے بیٹے مرزا قیدان شاہ کو بہانہ کا حاکم قرار دیا اور عراق کا انتظام سپرد کیا - میرزا شامیخ کو خراسان میں منتظم قرار دیا پھر خود سمرقند کا عزم کیا - ۷۷۱ھ میں - ہندوستان اگر دریائے ہندہ سے عبور کیا وہی میں محمود شاہ لودی سے مقابلہ کیا اور بعد قتل و غارت اپنے نام کا خطبہ پڑھا پندرہ روز وہی میں قیام فرما کر ایران مراجعت کی ۷۷۱ھ میں سیدورس - ملاطیہ - آستان پر حکومت حاصل کر تکی بعد شام پر لشکر کشی کی حاکم بخارا کو قتل کر کے رعیت کو اپنا مطیع کیا اسی سال دمشق پر بھی قبضہ کیا پھر انکوریہ کے قریب یلدرم بایزید خان شاہ روم سے لڑ کر فتح پائی جسکی تاریخ آیہ غلبت الرومی اونی لارضی - سے نکلتی ہے جسکا حرف خدا کے مکتوبی الفاظ سے چہ ملت ہے اور بایزید خان کو تھوڑے زمانہ تک قفس آہنی میں مقید رکھا چاہا تھا کہ آزاد کر بن کر بایزید خان مرض خناق اور ضیق النفس میں مبتلا ہو کر جان بحق تسلیم ہوئے امیر تیمور نے دریا سے فرنگ کے کنارے تک روم پر قبضہ کیا اور بے فراغت ۷۷۱ھ گز گئی گرجی کو اسکی بعد بھی کی سزادی اور اس کے کلیسا منہدم کر کے مساجد کی بنیاد قائم کی ۷۷۱ھ میں سخن و خطا کو تسخیر کیا -

کیفیت

سلسلہ خاندان امیر تیمور کا تو منائے بادشاہ ترکستان سے ملتا ہے - امیر صاحبقران قاجولی خان بہادر کی اولاد سے ہیں امیر طر آغائی ان کے والد کا نام ہے نگینہ خاتون ان کی ماں ہیں جنکا سلسلہ نسب خاندان چغتایہ سے ملتا ہے -  
امیر تیمور اور امیر حسین نے متفق ہو کر بہت سے ملک قبضہ میں کئے آخر میں فیما بین ملال ہو گیا اور امیر تیمور کی بیگم نے انتقال کیا اور امیر حسین سے رشتہ داری کا سلسلہ قطع ہوا امیر تیمور نے امیر حسین کو قتل کیا اور تاج سر پر لٹک کر تخت شاہی پر جلوس فرمایا جسکی تاریخ منظوم درج ذیل ہے - یابی تو جلوس تھر سلطان را یک نقطہ نہی گز سہر دال و - امیر تیمور لقب کو رکھان سے جو غلبہ ہوئے - سبب یہ ہے کہ نسل چغتایہ میں انکا عقد ہوا اس خاندان میں گورکان دلاو کو کہتے ہیں -

سک

امیر تیمور ایک طرف کلمہ دوسری طرف نشان -

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲	جلال الدین میران شاہ بن امیر تیمور صاحبقران	۱۲۰۱ھ	سمرقند	۱۲۰۵ھ	ایلا اوزبائی جاں	۴۱ سال	۳۴ سال	۱۲۴۵ھ	تبریز

**تاریخ منظوم** تاریخ جلد ۵ شاہ ہوشیار بن میران شاہ قاتل است بنمارہ مرو شاہ زمانہ میران شاہ ۵۰ سال پر تیر شد ز رنج ہر عالم پیر  
**معاصر** ہنری چہم شاہ انگلستان تین سال تین ماہ ۶ یوم  
**اولاد** مرزا بکر - علی مرزا - عمر شیخ مرزا - مرزا خلیل - سلطان محمد مرزا - مرزا ابیکل -  
**وزیر دولت** ابابکر مرزا -

**ممالک مقبوضہ** انہوں نے اپنے والد امیر تیمور صاحبقران سی حکومت عراق و غرب و عجم و اوزبایجان و شام و قفقہ حاصل کئے۔  
**کیفیت** ایک روز مصروف شکار کرتے گھوڑے سے گرے میں زخم آیا علاج بہت کچھ ہوا مگر صحت نہ ہوئی اوس کی وجہ سے دماغ صحیح نہ رہا سیو جب سے انتظام سلطنت اپنے بڑے بیٹے ابو بکر میرزا کو عطا فرمایا تین سال کے بعد قراو یوسف ترکمان نے لشکر کشی کی بیہ امیر تیمور کے زمانہ حیات سے حریص سلطنت تھا۔ بعد وفات امیر تیمور اوزبایجان پر قابض ہو گیا تھا۔ بمقام تبریز ابو بکر میرزا سے مقابلہ کیا اس مہار میں میران شاہ بھی موجود تھے بعد جنگ عظیم میران شاہ اسی جنگ میں قتل ہوئے اور ابو بکر میرزا نے جمہور پر حکم قرار کیا۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۳	سلطان محمد میرزا ابن جلال الدین میران شاہ	۱۲۰۶ھ	سمرقند	۱۲۱۰ھ	ایلا اوزبائی جاں	۵۵ سال	۴۵ سال	۱۲۵۵ھ	بلخ

**تاریخ منظوم** سلطان محمد میرزا بد زو بخش و دیر گیر از لفظ خیر اور برون سال جلوسش پیر میر ۵۵ سال ریل شد سوئے جنت ازین دار فنا  
**معاصر** ہنری چہارم ۴ سال ایک ماہ ہنری پنجم نو سال ۱۸ ماہ ہنری ششم ۲۴ سال ۱۰ ماہ ۱۲ یوم  
**اولاد** سلطان ابو سعید میرزا و سلطان منوچہر میرزا -

**وزیر دولت** چونکہ اسکو معاملات سلطنت سے کچھ دلچسپی نہ تھی اس کے زمانہ میں گری و زرات خالی رہی -  
**ممالک مقبوضہ** کوئی جدید ملک حاصل نہیں کیا

**کیفیت** مشہور ہے کہ انہوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا تھا اور اپنے بھائی کے ساتھ سمرقند میں رہتے تھے بھائی کا نام مرزا خلیل تھا جنہوں نے بعد وفات صاحبقران کے سمرقند میں تخت نشین ہو کر چار سال سلطنت کی بہت سخی اور ظریف تھے بعض امرا نے ان پر خروج کر کے شاہ رخ کی قلعہ میں قید کیا سلطان شاہ رخ کو قید کیا اور سمرقند کو قبضہ میں لیا۔ میرزا خلیل کو رہائی دی اور سمرقند راج بیگ کو دیا اور میرزا خلیل کو رہائی اور ہمدان کی حکومت دی محمد میرزا راج بیگ کے پاس قید ہوئے اور ہمدان پر لیا۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولایت	سال ولادت	سال جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۴	سلطان ابو سعید میرزا بن سلطان محمد میرزا	۷۱۰ ۱۰ رجب الاول ۸۳۰ ۱۰ شعبان	۷۲۳ ۱۰ رجب ۸۵۵ ۱۰ رجب	۱۳ سال	۱۸ سال	۷۳۳ ۱۰ رجب ۸۶۵ ۱۰ رجب	سمرقند

**تاریخ منظوم** یوسفیان در غور نعل الہی بدشاہ عالم پرورش سال شہی سلطان ابو سعید سال کہ جان بدو گفتا ملک کہ جاہم ملک بہشت  
**مختصر** ہنری ششم ۱۸ سال رہے۔

سلطان احمد میرزا۔ سلطان محمود میرزا۔ سلطان محمد میرزا۔ عمر شیخ میرزا۔ سلطان دالانغ بیگ میرزا۔ آبا بکر میرزا۔ سلطان عبدالمیرزا  
شاہرخ میرزا۔ سلطان مراد مرزا۔

**وزیر دولت** اہتمام وزرات اکثر آپ کے بیٹے کرتے تھے۔

**ملک مقبوضہ** ترکستان و ماوراء النہر و بدخشان و کابل و قندھار و بعضہ حدود ہندوستان و اعراق۔

**کیفیت** یہ پہلے اپنے باپ کی وصیت کے موافق انغ بیگ بن سلطان شاہرخ کے ساتھ رہتے تھے جب انغ بیگ اسپین

بیٹے عبد اللطیف کے ہاتھ سے مارے گئے اور بعد سات مہینے کے عبد اللطیف بھی سپاہیوں کے ہاتھ سے مار لیا

تو میرزا عبداللہ پر میرزا ابراہیم بن شاہرخ غالب ہو کر سمرقند کے تخت پر بیٹھا شاہزادہ اولیس سلطان حسین بہادر

کے چچا زاد بھائی اور گوہر شاہ بیگم زوجہ شاہرخ کو قتل کر کے بادشاہ مستقل ہوا اور آخر کو حسن بیگ کی جنگ

میں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولایت	سال ولادت	سال جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۵	سلطان ابو شیخ میرزا خلف چہارم بن ابو سعید میرزا	۷۸۶ ۱۰ شعبان	۷۹۳ ۱۰ رجب ۸۲۵ ۱۰ رجب	۳۲ سال	۲۶ سال	۸۲۵ ۱۰ رجب ۸۵۷ ۱۰ رجب	سمرقند

**تاریخ منظوم** سال جلوس شاہ عمر شیخ کامرانہ زیندہ سریر تہ گفت مکہ دان پازرگ شیخ عمر گرجہ تارک غارت پگرفتہ ملک چنان سال قہر شاہ

**مختصر** ہنری ششم ۶ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم۔ ایڈورڈ چہارم ۱۰ سال ایک ماہ۔ ایڈورڈ پنجم دو ماہ ۸ یوم

چوتھے رچرڈ سوم ۲ سال ۲ ماہ ۱۵ یوم پانچویں ہنری ہفتم ۵ سال ۲ یوم۔

بابر میرزا۔ جہانگیر میرزا۔ ناصر میرزا۔ خاترا د بیگم۔ جہانگیر بیگم۔ سلطان بیگم۔ رضیہ سلطان بیگم

**اولاد** امیر محمد کوکلتاش کے سوا کسی وزیر کا حال معلوم نہیں ہوا۔

**وزیر دولت** اندو جان و ولایت فرغانہ تاش قند و شاہرخ و بسرام وغیرہ

**ملک مقبوضہ** باب نے ازبک و بدخشان کی بحث اندو جان اور اسکے نواح کی حکومت جو بخون کی حد میں ہے انکے حوالے نہ ملتا ہے

**کیفیت** و خرابا مخصوص خواجہ عبداللہ احرار کی صحبت سے مستغنی ہوتا تحصیل و ہمیم بامروت و سنجی تھا ابو سعید کا دینار

شہر اخصیک تھا۔ کبوتر خانے کی چہت کے ساتھ گر جان بخت ہوا۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۶	ظہیر الدین فردوس سکانی محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا	۱۴۹۵	ہجرم شہ از بطن قتلق نگار خانم اولاد چکچیک خان	۵۔ رمضان شعبہ ۱۴۹۵ھ	خطہ دکنائی اندو جان	۲۹ سال ۲۷۔ ماہ ۲۔ یوم	۳۷ سال ۸۔ ماہ ۱۔ یوم	۶ جمادی الثانی ۱۵۳۰ھ بخارہ جہانی	کابل

**تاریخ منظوم گشت در پانی پت ابراہیم** پد شاہ عادل بابر عالی نسب پد روز و ماہ و سال و وقت آن لغزہ صبح بود و جبہ ہفت رجب پد  
بادشاہ و مہر بابر اکمال عدل داد و آقا اسرار عالم صدر لطف اللہ سال جان او گزیدین جافروشی گم جہا فردوس بد بگزید بابر بادشاہ پد

معاصر  
اولاد

وزیر دولت

ملک مقبوضہ

پہلے ہنری ہفتم ۴ سال ۴۔ ماہ ۲۔ یوم دوسری ہنری ہشتم ۲۰ سال ۳۔ ماہ ۲۷۔ یوم  
ہمالیون میرزا۔ یہ بابر کا جانشین ہوا۔ کامران میرزا۔ یہ افغانستان اور پنجاب کا حاکم تھا۔ عسکری میرزا۔ یہ سنبھل کا فرمانروا تھا  
ہندال میرزا۔ جسے میوا کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ گل رنگ بیگم۔ گل چہرہ بیگم۔ گلبدن بیگم۔  
میر نظام الدین۔ خلیفہ امیر شاہ منصور۔ سلیمان میرزا۔ خواجہ گلان بیگ۔ میر درویش محمد۔ خواجہ چکچیک بھرواد۔  
سلطان محمد و ولد یے حکیم مولانا یوسفی۔ شیخ زین الدین۔ شیخ ابو الواحد۔ میر ابو البقا۔

اس بادشاہ کو تخت نشینی کے وقت مہمات ملک درپیش رہے چنانچہ گیارہ سال تک ماوراء النہر پر شاہان چغتائے شاہان  
ازبک سے لگاتار کارزار گرم رہا تین مرتبہ اپنے چچا سلطان احمد میرزا پر لشکر کشی کی۔ سمرقند فتح کیا اور خسرو شاہ سے بدخشان  
لیا۔ اور چند بار کابل و قندھار اور گرد و اطراف و اُتر و اقتدار میں لایا اس سے پہلے صاحب قرآن کی اولاد میرزا کہلانے تھے  
ان فتوحات کے بعد ۱۰۰۰ھ میں خود کو بادشاہی کے خطاب سے سرفراز کیا۔

کیفیت

اس بادشاہ نے چار مرتبہ تہجد کا قصد کیا اور دریائے سندھ ملتان اور پنجاب وغیرہ تک آکر ٹوٹ گیا۔ آخر ۱۰۰۰ھ  
میدان پانی پت میں ابراہیم لودھی سے جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بابر کے ساتھ صرف بارہ ہزار سوار  
اور ابراہیم لودھی ایک لاکھ سات ہزار فوج کی جمعیت رکھتا تھا مارا گیا۔ بابر داخل دہلی ہوا۔ بہت خزانے اور  
وفینے ہاتھ آئے اپنے بیٹے ہمالیون کو اگر وہ روانہ کیا بکرا جیت نے کہ گوالیار کے راجاؤں کی نسل سے تھا اٹھ مشقال کے  
وزن کا ہیرا نذر ویا فتح پور سیکری میں محمود بن سکندر شاہ اور انا سالکا سے جن کے دو لاکھ سوار ساتھ تھے لڑکر  
فجیاب ہوا۔ اور تمام ملک چندیری تک محو ہو گیا گو بابر نے اپنی تمام عمر جدال و قتال میں بسر کی تو بھی یہ بادشاہ نہایت  
عادل عالی دماغ روشن خیال اور خد ترس تھا۔ چونکہ حکیم یافتہ تھا اس سبب سے شر و سخن سے بھی دلچسپی رکھتا تھا  
چنانچہ آپ نے اپنی سوانح عمری نہایت خوبی کیساتھ لکھی ہے جو ترک بابر کے نام سے موسوم ہے بابر اپنے فرزند  
ارجمند ہمالیون سے بہت محبت کرتا تھا جس وقت وہ سخت علیل ہوا بابر تین مرتبہ اس کے بستر عیالت کے گرد  
گھوم کر اس پر سے نثار ہو گیا۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱	جنت نشین فیض الدین محمد بایون بادشاہ بن بابر بادشاہ	۷۲۲ھ ذیقعدہ	ارک شہر گزول	۷۲۷ھ ۱۲۷۱	کے ل	۹ سال ۳۴	۲۵ سال	۸۰۶ھ	سواد شہر دہلی مقبرہ معروف

تاریخ منظم محمد بایون شہر نیک بخت + کہ فیہ الملوک است اندر سلوک + جو بر سید بادشاہی نشست + شدش سال تاریخ خیر الملوک بایون بادشاہ آئن شاہ عادل کہ فیض خاص اور عام افتادہ + قضا از بہر تاریخش تمزد + بایون بادشاہ از بام افتادہ

معاصر پہلے مہر مہتمم ۱۰ سال ۷ ماہ - ایک یوم دوسرے ایڈر دہشتہ سال ۷ ماہ - ۷ ایوم تیسری شاہزادی میری ایک سال ۴ ماہ -

اولاد محمد حکیم میرزا - محمد اکبر میرزا - سلطان نجیب النساء بیگم  
وزیران امیر سہند و بیگ + خواجہ میرزا بیگ + حضرت خواجہ خان + علی علی خان + میرزا خضر خان ہزارہ + بہرام خان + قزلباش خان + آتشی خان + فضل خان  
مخاطب بعلما را شہ خان + صاحب دیوان خرج + خواجہ عبد الحمید خان صاحب دیوان جمع خواجہ دردی میر عبد الحمید + میر شیر خان + قزلباش خان + خواجہ سلطان علی + خواجہ حسین خان + برہمی بیگ خان + و چل غلامین خاص انہیں سے خدمت کے لیے معین تھے۔

ملک تہضو بعد جلوس قسیر قلعہ کا لہجہ کے دہانکے حاکم سے ۱۲ من طلوع دیگر اسباب بطور تاوان لیا۔ پرا ناقلہ دہلی از سر نو تعمیر کیا۔ جو پورنگالہ بار فتح کیے سلطان بہادر گزول کو شکست دی۔ جو پورمند سور۔ مالوہ مقام گھنساب۔ قلعہ تارخان۔ احمد آباد۔ گجرات کو۔ چمپانیک اور کابل و قندھار۔ دہلی وغیرہ فتح کر کے آخر شہر بھری میں بمقام قنوج دوبارہ لڑائی کی حالت میں شیر شاہ اپنے بھائی کے مقابلے سے ایران چلا گیا۔ کیفیت بادشاہ بایون نے سندھ اور ہندوستان بادشاہ الی گجرات پر حملہ کیا۔ اور انکو شکست دے کر قلعہ چمپانیک لے لیا اسکے بعد بنگالہ پر شیر شاہ کے قہاریں حملہ آور ہوا۔ اور انکو شکست دے کر کل بنگالہ کو اپنے قبضہ اقتدار میں کر لیا۔ گر شیر خان اپنا معاوضہ لینے میں غافل نہ رہا۔ اور یوم برسات میں جب بارش کی اکثریت ہو رہی تھی بہاروں سے نکلی کر کہہ کے قریب شاہی فوج پر ایسا حملہ آور ہوا کہ بایون نے گھبرا کر اپنا گھوڑا دریائے گنگا میں ڈال دیا۔ لیکن ایک سقے نے جنگ نام نظام تھا۔ اپنی مشک کے ذریعے سے بایون کو پار اتار کر اسکی جان بچائی جسکے صلے میں بایون نے اسکے مقصد کو موافق کر کے بیکہر تخت پر جلوہ افروز کیا کہ او میں چڑھ کا سک جلا دیا۔ جو ان تک ہندوستان میں ضرب المثل ہے۔ یہاں سے پسپا کر بایون بدشواری نام اگرہ آیا۔ اور اسکے تین بھائیوں لینے عسکری۔ کاہر ان۔ ہندال نے باہم متفق ہو کر شیر خان سے قنوج میں مقابلہ کیا لیکن بایون نے شکست کھائی۔ اور سندھ کو روانہ ہوا۔ جہاں شہرہ میں مقام امر کوٹھیاکبر پیدا ہوا۔ یہاں سے بایون نے ایران کی طرف کوچ کیا شاہ ایران نے بایون کو دس ہزار سوار احاطہ کیے جس سے بایون نے کابل قندھار وغیرہ فتح کر کے پنجاب و دہلی پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اسکی جلاوطنی کا زمانہ ۱۵۵۵ھ سے ۱۵۵۶ھ تک پایا جاتا ہے اور دوران غریب الوطنی میں شیر خان کا خاندان فرمان روا رہا۔

یہ بادشاہ نہایت موزون طبع تھا۔ چنانچہ یہ آیات آپ ہی کی طبع نما ہیں اور یہی اسے آنکھ بقاء تو بام علم است + روزیکہ تم ہمیں از نو شتم است + ہر ظم کہ رسید از تم جہر یوں + مارا چہ غم عشق تو باشد چہ غم است +

کہ ایک طرف نام دوسری طرف کلمہ۔ سونا ۸ - ۱ - ۱۲ - گزین چاندی ۱۰ گزین +



نمبر	نام بادشاہ ولدیت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	مدت عمر	سلطنت	مدت موت	محل دفن
۸	عرش آشیانی ابو الفتح جلال الدین اکبر بادشاہ بن محمد بیادین	۵ رجب یکشنبہ ۱۲۹۴ھ ۱۴ اکتوبر ۱۳۴۶ھ	حصار اکبر ۲ بیج الاخر ۲۹۳ھ ۱۳۴۶ھ	سکندرہ لاہور	۴۶ سال ۱۱ ماہ و ۱۰ یوم	۱۵ سال ۱۰ ماہ	۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ اکبر آباد	سکندرہ

یاریخ منظوم از خطبہ شاہ رحمت نمبر شد + ورسکہ حال کار ہا چون زر شد بہ نشست بہ تخت سلطنت اکبر شاہ + تاریخ جلوس نصرت اکبر شد  
آلف کشیدہ ملائک ز قوت اکبر شاہ + قوت اکبر شد از قضا سئے الم + گشت تاریخ قوت اکبر شاہ +

معاصر پہلے شاہزادہ کا میری ۳ سال ۱۵۱۰ء یوم - دوسرے البرٹ ۲۶ سال ۳ یوم تیسرے جیمس اول ایک سال ۴ ماہ

اولاد محمد میرزا - محمد سلیم میرزا - دانیال میرزا - آشتی الدنایک - آرام بانو بیگم

وزیر کاؤ اول تیم خان کن اسلطنت تھا اسنے ایک مدت تک سلطنت کے کار و بار کو بہت اچھے طور پر انجام دیا اور اکبر بادشاہ کو ہر طرح کے فنون  
سیگری سے اچھے طور پر ماہر کر دیا - اکبر سے یہ نہایت رفاقت کے ساتھ پیش آتا تھا - اور سلطنت کے تئیں وفور کو سمجھا تا رہتا تھا - لیکن  
تھوڑے عرصہ کے بعد اپنی خود رانی اور بے اعتدالی کی وجہ سے معزول کر دیا گیا - بعد میں شمس الدین - محمد خان بابا - شمع خان - و بہار خان  
خواجہ جہان خان - و عبد الرحیم خان خانان - و عبد الحمید خان مخاطب آصف خان - و مظفر خان - و راجہ ٹوڈ مال و شاہ منصور - و سوانا املا مالک -  
و مصاحب بیگ - و شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی - و اسکندر خان صوبہ دار اکبر آباد و قیام خان حاکم کول جلالی رہبر محمد خان حاکم بلوٹ  
و شیخ ابوالفیض فیضی ملک الشعراء ابوالفضل میر منشی -

ملک تقیہ سن جلوس میں سکندر شاہ افغان کو شکست دی - دوسرے سال ہیون بقال کو قتل کیا ایک لاکھ تیس ہزار سوار زرہ پوش اور ڈیڑھ  
ہزار جنگی ہاتھی اپنے پاس رکھتا تھا - جلوس کے پانچویں برس بہرام خان وزیر خان معزول کر کر گرفتار ہوا رخصت لیکر حج کے لئے جاتا تھا  
کہ گجرات میں مبارک خان کے ہاتھ سے مارا گیا -

کیفیت چھٹے سال جلوس کا وہ فتح ہوا اٹھ سو تین ہزار چوبیس چور چوبیس تھوڑے قلعہ کا لنگر شہر میں آدھ ہٹھا تھوڑے سال گجرات و اجمیر آباد و بنگ بہار  
اٹھ سو تین سال کا تھوڑے عرصہ - اکیس سو تین سال راجہ مان سنگ سے ٹھہری اور بنگا کو غور فتح ہوا اٹھ سو تین سال تیس چھ سو تین سال ٹھٹھہ کے کبیر تیس سو تین سال ریشہ  
اور قلعہ جانا کو فتح ہوا اٹھ سو تین سال مظفر نگر اٹھ سو تین سال میں ملک اربین تیس سو تین سال میں مکرالوہ اور قلعہ آسیر غیرہ مالک فتح کیے یہ بادشاہ برصاحب  
اقبال تھی بہاد تھا قلعہ آگرہ قلعہ الہ آباد و قلعہ انک حصار شہر جمیر عمارت فتح پور سیکری اسی بادشاہ کی بتولی ہوئی ہے جسکے ہندو - اگر یہ کیا بلایا نام  
اقوام ناگہ میں اسنے اپنے عہد حکومت میں بہت بڑے بڑے کار نمایاں کیے اور عہدہ عمدہ انفعیس عمارتیں بنوائیں - اکبر نے اپنی رعایا کی خوشی - سائیکھ اور  
فانغ البانوں کے حقوق میں مقرر کیے تھے وہ ضرور قابل کریم سن میں شاہی کرنا بیوک کو بروقتی بٹھال کھنا - شوہر کے ساتھ سستی ہونا - قسم کھاتے وقت  
گرم گولیاں کھانے سے تیل میں ہاتھ ڈالنا قطعاً منع کر دیا تھا - جزیرہ اور جازنوں کا حصول بھی معاف کر دیا - ہر غریب و امیر رعیش و آرام بسر کرتے آتھے -

ایکے وز کی حکایت کہ کلا طاہر جی نے ایک رباعی تصنیف کی اور شاہ عباس صفحہ ۱۱ ایران کو نذر دی جو ذیل میں مرقع جاتی ہے - (دنگی سپاہ و جلال لشکر ارا  
روی ہستان تیغ و خنجر نازد - اکبر خیزہ پیمار نازد - عباس ج ذوالفقار جید نازد - بادشاہ اس رباعی سے نہایت خوش ہوا - اور ایک قاصد کے ہاتھ  
اکبر کے پاس بھیجی جسکا جواب ابوالفیض فیضی نے تصنیف کیا اور عباس کو روانہ کیا گیا - جو حسب ذیل ہے - فردوس سلسبیل کو نثر نازد - دریا بگہ فک  
بر اختر نازد - عباس بہ ذوالفقار جید نازد - کوین بنات پاک اکبر نازد - ایک روز کا واقعہ ہے کہ روم کے پوپ اکبر کے حضور میں تشریف لائے  
اور ان کے مضامین و مطالبہ سے طور پر اسکو سمجھا - تو اکبر نے اپنا ظاہر ہی شوق دکھایا - اور ابوالفضل کو توبت و انجیل کے ترجمے کے لئے مقرر کیا - چنانچہ  
اسنے پہلا مصرع کہا - مع - از لہ قورنہ کر سلتو + کہ فیضی بول اٹھا - سبکے آنک لا شہرک کا ہو +



نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	یت عمر	سلطنت	مرض الموت	محل وفات
۱۰	فرید الدین شہنشاہ ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ بہمن بادشاہ صاحب حق انانی بن محمد حسن بیک	غزہ ربیع الاول شعبہ ثانی ۷۰۰ھ	سمرقند	۸ ربیع الاول ۷۳۶ھ	اکبر آباد	۵۶ سال ۱۲ یوم	۳۱ سال ۵۶ یوم	۲۶ شعبہ ثانی بہار ضلع درہ گردہ و تپہ قرقہ	اکبر آباد روضہ مشہور

تاریخ منظم - بادشاہ زمانہ شاہ جہان - خورم و شاہ و کامران - باشد - حکم او بر خلاف عالم - و بھی حکم تضاروان - باشد - بہر سال جلوس -  
گفتیم - در جہان - بادشاہ جہان - باشد - سال تاریخ فوت شاہ جہان - رضی اللہ عنہ - گفت اشرف خان -

معاصر - پہلے چارلس اول ۲۲ سال ۱۰ ماہ پندرہ یوم دوسرے ریچرڈ سال ۵۶ - ۲۳ یوم -

اولاد محمد دارا شکوہ خلف اولیٰ لیچرڈ منصب دار تخت ہزاری اپنے والد کی حیات میں سلطنت مع حکم اورنگ زیب برادر خود قتل ہو  
یہ نہایت مغرور و برتر مندرج غصہ و را و در خود و تھا ہر کام کو نہایت محبت کے ساتھ انجام دیتا تھا دوسرے کی صلاح دیتا تھا اسکو اپنی  
عقل مندی اور تیز فہمی پر ناز تھا - دوم محمد شجاع منصب دار پانزدہ ہزاری باپ کی زندگی میں جنگ اورنگ زیب سے ہر گت باکے قید نگاہ  
میں انتقال کیا یہ بہت دلیر و ورین و تجربہ کار تھا لیکن حدود کا عیاش و رومویش تھا - ایرانی اور اکو اپنا پیرو بنانے کے لیے اس نے  
شیعہ مذہب اختیار کیا تھا - سومی اورنگ زیب منصب دار پانزدہ ہزاری چارم محمد مراد تخت منصب دار دوازدہ ہزاری علی گڑھ کے  
ہاتھ سے بعد چار سال کے قتل ہوا تین بیٹیاں ہیں - انجمن آرابیکم - گیتی آرابیکم - جہان آرابیکم - ہزار ایکم  
وزرا کے دولت یحییٰ الدولہ آصف خان وزیر اعظم سپہ سالار خسرو بادشاہ ۱۵ ہزاری - قریب دوم ارادت خان ہفت ہزاری -  
اسلام خان وزیر سعد اللہ خان وزیر ہفت ہزاری - تہا بہت خان ہفت ہزاری خاتہا بہت ہفت ہزاری علی مردان خان امیر الامراء  
ہفت ہزاری محمد افضل خان علامی ہفت ہزاری - سعید خان بہادر ظفر جنگ ہفت ہزاری - جملہ منصب دار آٹھ ہزار کے ہفت  
ہزاری تا پانصدی -

ممالک مقبوضہ اس بادشاہ نے کچھ ملک بڑا نہ شاہزادی اور کم حالت تخت نشینی میں حسب تفصیل ذیل فتح کیے قلعہ گواپار - پشاور - قلعہ  
منصور گڑھ - قلعہ مارواڑ - قلعہ ستون - قلعہ تھار - قلعہ دولت آباد - قلعہ کوکانا - نیروہ - چہل قلعہ - قلعہ سنگ - گلشن آباد - قلعہ سانبہ -  
قلعہ جوبند - پلامون - بالاکھاٹ - قلعہ ہوگی - قلعہ کھماکھیری - مالوہ - قلعہ کاننا - قلعہ بست - قلعہ بکلاٹا - قلعہ کانگروہ - قلعہ کنبور - اور پٹن  
اور قلعہ کمرود - قلعہ غوری - قلعہ سری نگر - اور ولایت قلات - اور بعض ملک تبت و ممالک کن غیرہ اپنے زمانہ سلطنت میں نو کرو پچاس  
لاکھ روپہ نقد اور نو لاکھ بیکین اور ایک سو آٹھ گاؤں روز جلوس خیرات اور انعام میں عطا کیے اور ایک تحصیل میں صوبہ ڈیرہ لکھ روپہ کی ایک عظیم  
کیفیت بڑا نہ حاکم شاہجہان بسبب مخالفت نوجوان بیکہات کن میں مصروف تھا رات بیکہات کے بعد نوجہان نے سلطان شہزادہ  
حقیقی شاہجہان کو لاہور میں تخت نشین کیا - آصف خان نے حسب اتفاق امر امیر سلطان خسرو کو صلیب شہزادہ کے مقابل جنگ کے لیے  
آمادہ کیا اور نظریہ فائدہ کے ذریعے سے شاہجہان کو تخت نشینی کے لیے اگر بلا یا - چونکہ جنگ گاہ اگر ہر شہزادہ صرف تھا باہمی جنگ عظیم  
واقع ہوئی آخر شہزادہ شکست باکر گرفتار ہو جانے کے بعد اندھا کر دیا گیا - بادشاہ کمال سخی و دیندار و پر شوکت تھا - عمارات اکبر آباد  
باغات عمارات - کابل و قندھار - کشمیر - لاہور - جمیر - گجرات - جہین - روکر و پچاس لاکھ روپہ صرف کیا گیا - شاہجہان نے تخت  
جلوس جواہر نگار تیار کرایا تخت پرست اور تخت سلاطین کے کران قیمت دو تھانہ تھا اس کی تاریخ محمد خان قدسی نے تصنیف کی جو درج ہے  
جواہر بخش بنان پر سید ازل - بگھت اورنگ شاہنشاہ عادل - مختار محل شاہجہان کی صاحب اولاد بی بی نے جلوس کے چوتھے برس  
۵۷۰ھ میں انتقال کیا - بعد صرف کر کے شاہجہان نے ایک مقبرہ مع ایک وسیع باغ کے دریا سے جہان کے کنارے حب وصیت تمجیل  
تعییر کرایا جو تلج محل کے نام سے موسوم ہے - تاریخ وفات ممتاز محل - جاسے ممتاز محل حنت باد +

نمبر	نام بادشاہ و ولادت	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۱	غلامکافی ابوالمظفر محمد بن اویس زبیر عالمگیر بادشاہ بن شاہجہان	بارہم ذیقعد ۱۰۱۵ آفتاب عالمگیر	گجرات	غفر ذیقعد ۱۰۶۸ ۶۱۶۵۹	اکبر آباد ۹۰ سال ۷۰ یوم	۵۰ سال ۲۵ یوم	۱۰۲۸ ذیقعد ۱۰۶۸ آفتاب عالمگیر	اورنگ آباد

تاریخ منظوم - تاریخ جلوس - طبع اللہ و کاطیعوا الرسول و اولی الامر منہ - و غیر (ظل حق) سال وفات - تاریخ درجہ  
و جنت نصیب - و دیگر عالمگیر ان خدیو صاحب مدبر و برداشت دل از جهان ز جان ہم شد سیر - اور رفت ز ملک ملک زورفت گجو  
خدا بادشاہ ملک فضا عالمگیر - (و دیگر آن شاہ کہ دایم علم فتح بر داشت - چون گشت نو سال چہار اگذاشت - درہم کاغذ خود اویکرو قسم +  
بر نسخہ عمر و اعدا و نگاشت - (و دیگر) رفت از جهان بادشاہ ولی -

معاصر - پرتگیز ۴ سال ۲ یوم - چارلس ۲ سال ۹ ماہ - جیمس ۳ سال ۹ ماہ ۲۴ یوم و لیم ہنری ۱۳ سال ۴ ماہ ۲ یوم - شہزادی این ۲ سال ۵ ماہ  
اولاد - اول محمد سلطان ازبک نواب بانی بسبب موافقت محمد شجاع قنبد سوبے و بہن انتقال کیا - دوم محمد عظیم شاہ - سوم محمد اعظم شاہ - چہارم  
محمد اکبر عالمگیر باغوائے راجپوتان جنگ کی اور شکست پاکو - ایران گیا اولیہ جنگ - انتقال کیا و محمد کاشم کش و سال بعد رحلت پیر وفات  
یافت و ختم اول نواب زبیر النساء بیگم کہ حافظہ و عالمہ و مشاعرہ و دوم نواب زبیر النساء بیگم و سوم نواب زبدۃ النساء بیگم تینوں  
از بطن دوس بائو بیگم سے تھیں اور چہارم نواب مظفر النساء بیگم کہ یہ حرم سے تھیں -

وزرائے دولت - مظفر خان میر جملہ وزیر بعد اسکے بھفر خان وزیر بعد اسکے اسد خان وزیر شاہجہان خان ظفر جنگ و غازی الدین خان فیروز جنگ و روح اللہ  
خان بخشی الملک چین فلج بہار و حمید الدین خان و منعم خان و بہرہ مند خان میر بخشی ذوالفقار خان میر بخشی و عاقل خان و غیرہ وزرا بہت تھے  
ممالک مقبوضہ بارہ سال کی عمر میں بڑا شاہزادی فیصلہ سے مقابلہ کیا جلوس پدر کے بارہویں برس ولایت بنگالہ کو سپرد کیا اور بیسویں سال فتح  
کیا اور اپنے جلوس میں کارو پ - آسام - کوچ بہار - شعلہ پور - بیجا پور - حیدر آباد - قلعہ گوکنڈا تانا شاہ سے لیکر اسکو مقید کیا - قلعہ بہار و قلعہ بڑا  
قلعہ ڈروان لڑا قلعہ گیلنا - قلعہ آج لڑا - قلعہ پونا - قلعہ ڈاکن کھیری وغیرہ اور فتح کیا تمام ملک دکن سوار کے بقیہ عمر وہیں بسر کی - اورنگ  
آباد آباد کیا - شہر ناہ اکبر آباد - موتی مسجد لاہور - قلعہ شاہجہان آباد - جامع مسجد اکبر آباد و مسجد سحر - تجاڑ مسار کے تعمیر کرائی -

کیفیت

محمدی الدین اورنگ زیب اپنے تینوں بھائیوں سے زیادہ مدبر عادل و عاقل اور عالم تھا ۱۵۵۵ء میں تخت نشین ہوا پہلے دار شکوہ کو خلاف  
شریعت مضامین ترجمہ تالیف کرانیکلی حرم میں اور مراد بخش کو قلعہ گوالیار کے قید سے طلب کر کے ایک خون کے الزام میں قتل کرایا  
مرد تھیلے متواتر لڑائیوں سے رگ کھا کر ارکان کے راجہ کے پاس جا کر حقوق و انجمن ہو گیا بعض درسی تواریخ و نہیں ہندوستانی مولفوں سے  
تینوں بھائیوں کا مار ڈالنا لکھا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا - ان تینوں بھائیوں دعوی داران سلطنت سے جب میدان صاف کیے  
اطمینان حاصل کر لیا تو اسکی طبیعت و یکساں سلطنت کی طرف منحطف ہوئی - میر جملہ اورنگ زیب کے سرداران اعظم سے محتاج کی  
جان باز یوں اور سر شکن کوششوں سے عالمگیر اپنے بھائیوں پر فتحیاب ہوا تھا اس نمایاں خدمت کے صلہ میں بجائے مزا شجاع و جملہ  
کو بنگالہ کا فرمانروا مقرر کر دیا اس نے ایک بڑی کامیاب جنگ کوچ بہار اور آسام کے بعد چھاکہ میں قضا کی - عالمگیر کو ملک گیری اور  
ادب شای و کھانیکہ بہت شوق تھا - سلطان ابوالحسن عرف تانا شاہ والی گوکنڈہ کے متواتر لڑائیوں سے صفحات تاریخ پر بہن پہنچی  
مرہٹے سے معرکہ آریان کرنا راجا پور وغیرہ کی سلطنتوں کے مطیع کر نہیں مشغول رہا غرض اسکی عمر کا بڑا حصہ جنگ جمل اور انتظامی امور  
صرف ہوا ۱۶۸۶ء میں بیجا پور - ۱۶۸۷ء گوکنڈہ - ۱۶۸۸ء اورنگ پور - ۱۶۸۹ء تملیہ میں ستارائیکے بعد و دیگرے فتح کر کے تملیہ میں  
قضا کی -

تاریخ بیجا پور کا فرمائے ملک بیجا پور کہ زلف حق ہوش و شہرت رفت + کروا بس حمایت کفار + بادشاہ جہان براؤ آخفت + لشکر بر سر  
گماں کہ شد + طاقتش طاق گشت باغم جفت + شہ جو عاجز سکندر عادل + خاک در گاہ افترگان رفت + سال تاریخ از غزوہ

جسم + فتح اسکندر سی بہارک گفت +

تاریخ فتح حیدر آباد زبان کلک بامن گفت مونس + مبارکباد فتح حیدر آباد +

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال لاؤ	محل لاؤ	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال فات	محل دفن
۱۳	محمد اعظم علیہ السلام و بیگم زریب عالمگیر	سلج	جانب جنوبیہ	۶۸- ذیقعدہ	احمد نگر	۵۵ سال	۳۰- ۵۰ سال	۱۸- بیخ الاول ۱۱۹ھ	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظم شہزادہ دیوانہ دوش واژدوم + حقا کہ نبود و بیچ از ستم کم + دیدند سرویش جدا چون آندم + گفتند بہہ ہا کے محمد اعظم + متحاصر شہزادی این ایک سال ۲۰ یوم

**اولاد** دو پسر ایک سلطان والا جاہ - دوسرے محمد بیدار بخت - ہر دو ہمراہ مہ اپنے والد کے ہاتھی پر سوار مارے گئے۔  
**وزیر دولت** تھوڑی مدت سلطنت میں کہ ۳- ۸۵- یوم تھی اسپین وزیر کیا مقرر کرتے۔

**حکومت** عالمگیر نے اپنے زمانہ حیات میں رفیع نزاعیت باہمی کے لئے اپنے صاحبزادگان سے اعظم شاہ کو بگڑا دکن کام بخش کو مالوہ وغیرہ - عظم شاہ کو کابل و لاہور اور دہلی حصہ رسیدہ کر کے دقت کے دس روز بعد احمد نگر میں اعظم شاہ تحت سلطنت پر جلوس فرما کر تیسرے بند کیلئے آمادہ ہوا۔

**کیفیت** محمد اعظم شاہ دسوقت کابل میں تھا اسکو اپنے باپ کی رحلت اور بھائی کے جلوس کی خبریں پہنچیں فوراً ہندوستان پہنچ کر اعظم شاہ کو لکھا کہ جو ظل بھائی والہ زنگوار نے زمانہ حیات ملک تقسیم کوئی تھی - تحریک ملکہ نوریزی سے ہاتھ اٹھا کر اسی پر قناعت کیجئے - اعظم شاہ نے جواب دیا کہ دو بادشاہ دراصل مجھ کو جو حجت کثیر کیا تھے بگڑا سے کوچ کیا اودھ سے عظم شاہ بڑا میدان دہلیور میں مقام جاجپور پر دونوں فوجوں کی ٹھہیر ہوئی دور دراز جنگ غلبہ میں - مدد رسیدہ الاول ۱۱۹۹ھ کو اعظم شاہ نے تلوار و نکی چھاؤ میں ملک عدم کی راہ لی اس لڑائی میں چھ ہزار سوار اور پیادہ اور پچاس چھ ہزار سرداران فیل تینوں طرفین سے مغتول ہوئے عظم شاہ نے کبر آبا میں جن فوج مندی منعقد کیا۔

سکہ زور جہان بدولت و جاہ + بادشاہ ممالک اعظم شاہ

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال لاؤ	محل لاؤ	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال فات	محل دفن
۱۴	ابوالنصر قطب الدین سلطان محمد اعظم شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ خلعت دوم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	سلج	برہمپور	غره ڈالچہ	اکبر آباد	۷۰ سال	۵- ۶۰ سال	۶- رحرم ۱۲۲۷ھ	دگاہ حواجہ قطب الدین تھسل مرار

تاریخ منظم (جلوس) نشست چون بہ سریر جہان بہادر شاہ بہ رسید مرشدہ دولت زعالم ہالا بہ زمر نخلک اور سرسرون ہالفت +

بگڑت سال جلوس نظام ملک ولاد و فاتحہ و رونق نشانی سرو بی باشندہ فیض و فضل و نعمت و عدل و کرم +

**محاصرہ** شہزادی این ۶- سال ۱- ۶۵- یوم  
**اولاد** محمد جہان نادر شاہ - محمد اعظم الشان - محمد رفیع الشان - تجتہ اختر - جہان شاہ - اور دو دختر فرور زباؤ بیگم - دولت آفر و بانو بیگم

**وزیر دولت** محمد ابراہیم اسد خان مخاطب بہ اصع الدولہ عمدہ الملک عہدہ عالمگیر سے وزیر اعظم تھے بطنائے خلعت و کالت سر فرار ہوئے اور بشارت خان نے بھڑے وزرات شرف امتیاز پایا و منعم خان خانقاہان لہندہان وزارت مشرف ہوئے بعدہ ہدایت اللہ خان پسر عتایت اللہ خان نیابت کرتے تھے دو افکار خان پسر اسد خان نے منصب امیر الامرائے میر کشمیری و صوبہ داری حج صوبجات دکن پائی - و صوبہ اوڑیسہ - دولت آباد و عظیم آباد

**ممالک مقبوضہ** بنگالہ بنام عظیم الشان تھے اپنی طرف سے صوبہ الہ آباد - عبداللہ خان کو و صوبہ بہار حسین علیخان نے اپنے برادر کو تفویض کیا۔

وقت رحلت عالمگیر سے اس مقام پر عظم شاہ متوفی قبا بعض تھا جمیعت کثیرہ حیدر آباد کے قریب کبھی کیطیج چاہیہ کام بخش مہ سعیدہ و رنقاہ

چند مقابلہ سے پیش آیا اور آخر کار مقتول ہوا نزاع کو وقت اسے بہادر شاہ کے پاس لائے بہادر شاہ کے فرزند نے کہا کہ باوجود قلت سامان حرب لشکر شاہ سے مقابلہ کر کے اپنے کو باطن نوبت پہنچا کر کیا خاندہ اوٹھایا جو بدیاگہ میں نے شاہان سلف کی سنت ادا کی تم بعد اپنے باپ کے تازہ منت جاری کر کے آئین برادر طور تقسیم ملک عمل میں لانا یہ کہہ کر جاندی بہادر شاہ انتظام دکن میں مشغول تھا کہ لاہور میں سکھوں کی شورش کی وہاں پہنچا انکو پر گندہ کیا

یہ بادشاہ عالم عابد فاضل متکرموت ہوئے علاوہ اپنے ارادہ میں نہایت مستقل اور کثیر الاولاد تھا تیسرے شہزادہ کے چپ وراس بھیجے تھے - اسے ملک گیری کی ہوس نہ تھی اور اپنے بیٹوں کو کوشل اپنے فرزندوں کے بالا ایک عہدہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے بیٹوں نے شکایت کی کہ بھتیجہ کا استقدار اعزاز بڑا ہمارے نزدیک باعث خوف ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ مجھ کو اسے زیادہ سے خوف ہے ہندوگر و جو قوم سکھ سے تھا و سکا اسی بادشاہ کے عہد میں عروج ہوا

سکہ ایک طرف کلمہ دوسری طرف نام تھا سہ سکے زور جہان بفضل اللہ + شاہ ہندوستان بہادر شاہ + شہر فی کاوزن اولو لکا تھا



نمبر	نام بادشاہ مع ولایت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مرتب عمر	سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۴	ابوالفتح معز الدین محمد جہاندار شاہ بن سلطان عالم بہادر شاہ	۸۴۳ھ ۱۴۴۳ء	دکن	۸۴۳ھ ۱۴۴۳ء	دہلی بھولے لاہور	۵۲ سال ۲۸ ہجرت بھولے ۹۱ سال بھولے	۸۴۳ھ ۱۴۴۳ء	۸۴۳ھ ۱۴۴۳ء	مقبرہ بہاولپور

تاریخ منظوم معز الدین غازی چونکہ تخت و بفرزب رونق بخش گردید و چون خوش سال جلوس از سر دادہ بشہر عیب یابن گفت غور شنید  
قرار کرد و چرخ سیر حکم قضاہ اسیر گشت و شہید از جہاں بچرخ بریں - سنیں سانچہ ہلف گروش من فرمودہ بہ جہیف جہاندار  
شاہ معز الدین

معاصر - شہزادی این ۱۰ ماہ ۸ یوم

اعزاز الدین - وغیرہ الدین

وزیر اس وقت - آصف الدولہ اسد خاں وکیل السلطنت - ذوالفقار خاں پسر اسد الد خاں بخشی خواجہ کلتاش خاں - خواجہ احسن خاں  
مخاطب خاں دوران خاں - اعظم خاں - جامی خاں - محمد امین خاں بہر سرب ارکان سلطنت اس بادشاہ کے تھے -  
ملک مقبوضہ بہادر شاہ کی رحلت کے بعد حسین جہانپور سے جنگ عظیم واقع ہوئی ایک طرف جہاندار شاہ فیض الشان ۱۰۰ سالہ با اتفاق میرالام اور ذوالفقار خاں و سری طوق  
عظیم الشان دعوی دار سلطنت ہو کر تم نمبر ہوئے آخر الامر عظیم الشان ۱۰۰ سالہ گیارہ جہاندار شاہ کی جہان شاہ اور فیض الشان کی چھٹی بیوی نے ذکر و نون و تاج جہاندار

فرزندہ اختر بہر جہان شاہ شہید ہو کر جہاندار شاہ کو تخت نشین کر سلطان محمد کریم عظیم الشان کو بھی بصلاح ذوالفقار خاں ہلاک کیا  
یہ بادشاہ شہادت عیس و دست تھا تسلط سے نو مہینے کے بعد چرخ سیر بن عظیم الشان نے باقی حسین علی خاں -  
و عبداللہ خاں سادات بارہ اپنی دار الحکومت بنگالہ سے اپنے بیٹے معز الدین کو جمعیت کنیہ مقابلہ کے لئے بھیجا مقام کچھو  
میں دونوں عساکر کی مدد بھیجی ہوئی - اعزاز الدین لپسا ہو کر اگرہ آیا - فرخ سیر بھی بعد چند روز کے اگرہ پہونچا اور جہاندار  
سے لڑ کر فتح حاصل کی - شکستہ دل جہاندار شاہ شاہجہان آباد بھاگ کر آیا اور فرخ سیر تخت اگرہ پر جلوس فرما ہوا -

خطر آباد میں دہلی سے ایک قحط گرہ جا کر جہاندار شاہ اور ذوالفقار خاں لڑ کر قتل کر لایا اور قتل کر کے دونوں کے سر نیروں  
پر لٹکائے - لاشوں کو رسی سے باندھا اور قیل کے ہجوم میں شاہجہان آباد لاکر خود مستقل بادشاہ ہوا - کسی شاعر نے ہر  
بادشاہ عالمی جاہ کی تاریخ وفات میں کہا ہے - بہادر شہ و سیم جہاندار شاہ - سیک سال زیں دار فانی برفت ،

سر مملکت دور کردہ سرورش - بہادر برفت و جہاندار برفت

۱۱۶۲ھ

ہندو سکہ در ہجرتوں مہر و ماہ ۱۰ ابوالفتح غازی جہاندار شاہ - شکل مدور خط نستعلیق سنہ جلوس ۸۴۳ھ عبارت طرف  
سے زدہ سکہ بر نقہ چوں مہر و ماہ - ابوالفتح غازی جہاندار شاہ - عبارت طرف ثانی سنہ احد مبارک ضرب الخائفہ  
شاہجہان آباد - دیگر شکل مدور خط نستعلیق سنہ جلوس ۸۴۳ھ عبارت طرف اول سے زدہ سکہ بر نقہ چوں مہر و  
ابوالفتح غازی جہاندار شاہ - عبارت طرف ثانی سنہ احد جلوس سمیت مالون ضرب ۱۰ ماہ

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۵	سین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۴۹۹ء دکن	۱۴۹۹ء دکن	۱۵۰۰ء دکن	۱۵۰۰ء دکن	۳۵ سال ۲۰ یوم و تیرہ ساعت	۳۵ سال ۲۰ یوم و تیرہ ساعت	۱۵۰۵ء ۹ ربیع الاول ۱۵۰۵ء	مقبرہ ہمالیون

**تاریخ منظوم** - شاہ فرخ سیر کہ نصیر اور بہادری آفتاب سپر شکست است  
تاریخ وفات یہ ہے قانعید و آیا اولی الایصار

معاصر

اولاد

پہلے شاہزادی ابن ایک سال ۹ ماہ - ۱۱ - یوم دوسرے جانی اول ۱۳ سال ۵ ماہ ۲۸ یوم -  
انہی اولاد سوائے ملکہ گنجینہ زمانی کے جو بطن حبیبہ سادات خان سے تھیں اور کسی کتاب و تواریخ میں نظر سے نہیں گذری۔

وزرائے دولت بعد تخت نشینی سید عبداللہ خان بھٹاب قطب الملک یار و فادار ظفر جنگ و منصب ہفت ہزاری و خلعت وزارت -

و سید حسین علیخان بھٹاب امام الملکی دامیر الامرائی و میر بخشی گری پر سر فراز ہوئے و محمد امین خان کو خطاب اعتماد الدولہ بخشی  
دوم چہن فوج خان کو خطاب نظام الملکی و صوبہ داری دکن و قاضی عبداللہ تویانی کو خطاب نمان خانان میر جلد و خدمت  
و تخت خاص یوہانی - لطف اللہ خان کو اور خدایات صدارت افضل خان کو عنایت فرمائے۔

**ملک مقبوضہ** اس بادشاہ نے سوائے ملک سوروٹی کے اور ممالک اپنی زمانہ حکومت میں فتح نہیں کئے ۱۵۰۵ء میں اجیت سنگہ سپر جہت  
راہ چور نے جو دہپور پر فوج کشی کی حسین علی خان نے سرزنش کے بعد و خمر فرخ سیر سے عقد کیا اور ایسا عظیم الشان  
جشن ترتیب دیا کہ صفحہ ہستی پر یادگار ہے اقوام سکھ نے ۴۵ ہزار فوجی جمعیت سے کوہستان پنجاب سے مراد ٹہرا کر مسلمانوں  
کی ایذا رسانی اور مسجدوں کی انہدام میں غلبہ کیا۔ عبداللہ خان کے ہاتھ سے گرفتار ہو کر مارے گئے۔

کیفیت

جلوس کے بعد بادشاہ اور سادات میں نزاع واقع ہوا اور نوبت بایںچا رسید کہ ۱۵۰۵ء میں قطب الملک عبداللہ خان اور  
حسین علی خان نے فتنہ میں اپنا تسلط کیا اور فرخ سیر کو محل سے بھڑکادی نکال کر اندھا کرنے کے بعد قید خانہ میں بھیج دیا  
دو مہینے نہ کر دے تھے کہ بایا جائے قطب الملک زندان ہی میں قید ہستی سے ہمیشہ کے لئے آزاد کروایا گیا۔ مرزا بیدل نے برہتہ  
یہ تاریخ لکھی۔ ویدی کہ چہ ہاشاہ گراچی کروند + عجبور و جفا از رہ خامی کروند - تاریخ پوز خرد بخت فرمود - سادات بوسے شک  
سراجی کروند ۱۵۰۵ء میں فرخ سیر کی شادی راجا اجیت سنگہ کی لڑکی سے جس دھوم کیسا تھ ہوئی اس سے پہلے ایسی  
خاندان منلیہ میں شادی نہیں ہوئی تھی لکھا ہے کہ فرخ سیر ایک مرتبہ تخت بیمار ہوا چنانچہ بادشاہ کا سچا ایک ڈاکٹر گرائل  
ہملٹن نام تھا ہوا۔ اس کے علاج سے مرض بادشاہ کا جا تا رہا بادشاہ نے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کیا کہ لایٹ  
ایڈیا کمپنی کو بنگالہ میں ۳۸ گاؤں کی زمیندارسی خریدنے کی اجازت ملے اور ملکیت کی پریڈیٹ کے دستک سے جو مال  
روانہ ہو اس کے محصول کے لئے تلاشی نہ لیجاوے بادشاہ ایک سادہ لوح آدمی تھے مگر اس وقت کے بڑے بڑے  
عقل مندوں کو بھی یہ تمیز نہ ہو سکا کہ ہملٹن نے اپنے علاج کے صلہ میں سلطنت ہند کو خاندان منلیہ سے لیکر ایڈیا کمپنی کے  
سپورگی میں دیدیا اور نگ زیب عالمگیر بادشاہ نے پچاس برس کی سلطنت میں جس قدر عروج حاصل کیا تھا فرخ سیر چہرہ میں  
میں اس سے بدرجہا زوال کو پہنچا دیا اس بادشاہ کو کسی قسم کے انتظام کا سبق نہ تھا ملک میں ظلم و امنی کا زور تھا ہندو  
مسلمان شیعہ و سنی میں فساد عظیم برپا تھے بعد قتل بادشاہ فرخ سیر سیدوں بجلات شاہی ڈھونڈ کر بہادر شاہ کے پوتے شمس الدین ابوالبرکات بن  
رفیع اللہ کو جسکی عمر اس وقت ۳۰ برس کی تھی تخت پر بٹھلایا مگر وہ شہزادہ مسلول تھا ۵ ماہ کے بعد مر گیا۔

سکھ زرداز فضل حق بریک و زرد + بادشاہ مجرور فرخ سیر +

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۶	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	جمادی الثانی ۸۱۱ھ	دہلی	ربیع الثانی ۸۳۱ھ	قلعہ دہلی	۲۰ سال ۱- ۱۱۳ھ	۳- ۱۱۱ھ ۱۱- یوم	۲۰- رجب ۸۳۱ھ	مقبرہ ہمالیون

تاریخ منظوم  
نہشت بر تخت چون رفیع الدرجات کو بے عرش سرکشید از عفات بہ شیر خردش چو دیہ با فرو شکوہ بہ تاریخ آمد لقب رفیع الدرجات  
چون جان شہنشاہ رفیع الدرجات بہرہ جست بسایہ انہال طوبیہ رضوان بدہر بہشت اقدام گمان بگفتا ظہرین مقام ماوسے  
محاصر ان کے فرورغ نہ پاتے تھے جلد کاروبار میں ہی پیش تھے۔  
اولاد ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔  
وزراء و کتب الملک عبداللہ خان داماد الملک حسین علی خان دارالمہام جملہ امورات سلطنت کے تھے اور دوسرے امرا آگے

ملک مقبوضہ صرف ۳ ماہ گیارہ روز سر پر آئے سلطنت رہا۔  
کیفیت جسوقت سیدون نے فرخ سیر کو بے بھر اور قید کیا بادشاہ کو سلیم گزہ کے قلعہ کے چیل خانے سے آزاد کر کے تخت شاہی پہ  
نہایت لاغور و افیونی تھا صرف تین ماہ گیارہ روز حکمرانی کر کے تپ دق کے عارضہ میں فوت ہوا  
سکہ زد سکہ ہند باہر ان برکات بہ شاہنشاہ بحر و بر رفیع الدرجات - ششگل مدور خط استعین سکہ جلوس۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۷	شمس الدین رفیع الدولہ محمد شاہ جہان ثانی برادر خورد رفیع الدرجات	۵- صفر ۸۱۱ھ	دہلی	۲۰- رجب ۸۳۱ھ	کراولی موخ اکبر آباد قلعہ دہلی	۱۸- سال ۹- ۱۱۲ھ	۳- ۱۱۱ھ ۸- یوم	۱۷- ذیقعد ۸۳۱ھ	مقبرہ ہمالیون

تاریخ منظوم  
تاریخ الدولہ شد شاہ جہان بہر کسان باوید دنیا رودم بہ احسن الدار پہ سال جلوس۔ روضہ زیبا خلافت زور و رسم  
شہد رفیع الدولہ راسکین تراب بہ سال نوشتن وان بود شاہی خراب

محاصر ان کے جارج اول ۳- ۱۱۱ھ- ۸- یوم۔  
اولاد ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔  
وزراء و کتب عبداللہ خان المظاہب قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ و سید حسین علی خان امام الملک میر بخشی  
ملک مقبوضہ یہ بادشاہ اپنے موروثی ملک پر حکمران تھا نیکو سیر محمد اکبر ترسین بزاز سی اور صفی خان قلعہ دار کی معاونت سے تخت اکبر آباد  
منگن ہوا۔ سید حسن علی خان نے نیکو سیر کو تخت سے اودار کر قید کر کے شاہ جہان کو تخت نشین کیا۔  
کیفیت جب رفیع الدرجات نے انتقال کیا۔ اراکین سلطنت نے نیکو سیر کو جل خانہ سے نکال کر حسب وصیت شاہ مرحوم کے تخت نشین کیا یہ  
نہایت لاغور و افیونی نماز تھا تین چھینے ۲۸ دن سلطنت کر کے مرض سہال میں فوت ہوا۔ فرخ سیر رفیع الدرجات رفیع الدولہ تینوں بادشاہ  
سات چھینے کے اندر ۳۱ھ میں بچے بعد پگڑے تخت شاہی سے تختہ تابوت پر منتقل ہوئے بیوند خاک ہوئے۔ تاریخ  
کردند بادشاہ میکسان فات پرخ سیر و رفیع الدرجات بہ بعدش چو شد از جہان رفیع الدولہ بہ تاریخ خزان نوشتہ شد زین حرکات

تا دوح منظوم (جلوس) شده کشورستان چون روشن اختر آنکه در عالم بیگوانه اند فر فرخ تخت را نام مایه نش : درین بوم گوید نظم تاریخ  
جلوسش را : سمری را به جهاد و دولت آمد سال تاریکش : روشن اختر بود اکنون ماه شد یوسف از زندان برآمده شد  
شهی فلک چشم در روشن اختر آنکه از دجوا آفتاب جهان بطلی فر فرخ گرفت : جو شد بجا و د فردوس ازین هیچ سرا :  
سرد و آفتابی که گوید جنت رفت :

اولاد احمد شاہ - اور ان کے دو لڑکے غزو سال فوت ہو گئے۔

ملک مقبوضہ بعد رحلت رفیع القدر عثمان سلطنت روش اترنے اپنے باپ محمد بن علی تندر و نہ محمد امین عرف سعادت خان برہان الملک و دیگر اعراسے سادات کی جانب سے بادشاہ کو فروغ سیر کا معاملہ وہیں نشیون کر کے بدگمان کیا۔ انھیں یہ چون اٹھام الملک صوبہ مالوہ وکن برصورت ہوا۔ بادشاہ سید عبداللہ خان عرف قطب الملک کو نائب السلطنت قرار دیکر مع سید حسین علی خان عرف امام الملک تنبیہ نظام الملک کے لیے روانہ ہوا۔ فتح پور سے دس کوس پہنچے تھے کہ میر حیدر خان قویاالی نے حسب ایماں محمد امین خان عرفی دینے کے جیلے سے حسین علی خان کو مار دیا اور فوجی اس کے آدمیوں کے ہاتھ سے مارا گیا حسین علی خان کے چھوٹے عرب خان نے اس واقعہ سے خیر پاکر بادشاہ پر فروغ کشی کی اور وہ بھی مارا گیا۔ اس خبر نے قطب الملک کے مطین دل پر چرکا دیا۔ سلطان ابراہیم ٹیسرے رفیع القدر کو قیدت رہائی دیکر شاہجہان آیا جو کانا جدار بنایا اور بیکار فساد برپا کیا۔ محمد شاہ نے محمودی مقابلہ کے بعد قطب الملک سید عبداللہ خان اور شاہزادہ کوگر قتل کر کے قند کیا۔

سے اس قدر غافل تھے کہ جرمو بہ اپنے اپنے دارالریاست پر با اختیار اور مصروف ہو گیا۔ خبر نادر شاہ کے گوش توں ہوئی۔ اس نے پہلے مرہو دات ہند اور خراسان اور کوہستان کو مضبوط کیا۔ قندھار وغیرہ سے اس قسم کی تیسری اور خطوط صوبہ داروں نے حجر شاہ کی خدمت میں ارسال کر کے ان کی غفلت سے نیک کیا مگر ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ حجر شاہ کی آنحضرت نشین کے بیس برس بعد ۱۱۸۱ھ میں نادر شاہ نے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ کابل، جلال آباد اور کوہ پور فتح کر تا ہوا اگر تالی ہو چک گیا۔ اس وقت نادر شاہ کو ہوش آیا اور لشکر مقابلے کے لیے بھیجے۔ خان دوران خان مارا گیا اور برہان الملک زندہ گرفتار ہوا۔ چار ماہ بعد گریغ ہوئی۔ محمد شاہ نادر شاہ سے حصول ملاقات کے لیے آیا۔

نادر شاہ نے استقبال کر کے تخت پر اپنے برابر بٹھایا پھر دواؤں باور شاہ شاہجہان آباد آئے ادھر نادر شاہ اپنے سیزبان کے بیان عیش و نشاط میں مصروف تھا ادھر قفقہ انگیز شہزادوں نے جھوٹی خبر اڑائی کہ نادر شاہ مارا گیا اور اسکی فوج بیرویش کی خبر سنتے ہی قلعہ سے باہر نکلا اور بڑھ پڑ کہ قتل عام جاری رکھ کر بیس ہزار آدمی قتل کیے۔ آخر سب قتل شدہ امین دی ۸ دیکھ سے ۱۶ محرم ۱۰۹۵ تک نادر شاہ یہاں جمع رہا اور کچھ اور لاشیں کرور و میر مع نقد و عین اپنے ساتھ لے گیا۔ ولادت نادر شاہ ۱۰۹۵ سنم و جولیس ۱۲۷۰ھ کو ۱۷ سال بچاں شہید عمر ۶۶ سال ولادت فرمائی۔

نمبر	نام بادشاہ مع ولادت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۱۹	خاندان امگاہ مجاہد الدین ابوالنصر احمد بادشاہ غازی بن محمد شاہ	۷۱۰ھ	دہلی	۷۱۰ھ	۵۰ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم	۶ سال ۶ ماہ ۱۲ یوم	۷۱۶ھ	درگاہ قدیم تربیہ

تاریخ منقوطہ چو آن شاہ جوان تخت از سر تخت بچو خورشید از فلک نمود جلوه پذیر و سال جلوسش بربلب آورد و در سر سلطنت از در و جلوه بر بست چون مجاہد دین تخت زندگی - ہر کس در سر تخت روزگار خویش سفت یافت بر کمال وفاتش بعد یک سال وفات ہائے بلکہ گفت معاصر جارج دوم ۶ سال ۳ ماہ ۱۲ یوم -

اولاد انکے ایک لڑکے کا نام بیدار تخت تھا۔

وزیر دولت اول لڑاکا صفدر جنگ غایت وزارت بچہ نظام الدولہ میر قمر الدین خان انکے بعد مصم امیر الدولہ امیر الامراء الملک غازی الدین خان بن فرزند جنگ و سلاطین خان دو الفقار جنگ و محمد الدولہ بخشی سوم و آمان خان برادر ماور بادشاہ غلاب مقصد الدولہ منصب شش سہری پسر فراز بیا اور لڑاکا بہادر خواجہ سردار المہم اکثر امور ات کارخانہ بادشاہی ہتے۔

ملک مقبوضہ ہرمانہ شہزاد کی سلطنت میں بعد مرشد بعد قتل ماور شاہ احمد شاہ درانی نصف فرماے سندوستان ہوا۔ اپنے باپ کے ارشاد سے احمد شاہ کے مقابلہ کو سر ہند تک گیا اور جنگ عظیم کے بعد قمر الدین وزیر کو قتل اور احمد شاہ کو شکست دیکر ہنگایا۔ سر ہند سے دہلی مراجعت کرنے کے وقت خیر وفات محمد شاہ شکر یا تخت دہلی میں آکر جلوس شاہانہ ادا کیا۔

کسبیت اس بادشاہ کے عہد میں اکثر قریب مقبوضہ ملکات کل گئے اور دکن مرہٹوں اور وارانن نظام الملک کے دست تصرف میں آیا۔ عظیم آباد اور ہنگالہ مہابن خان و بابا بیٹھا۔ الہ آباد اور اودھ کا صفدر جنگ لاکھ ہوا۔ اور میر علی مراد آباد علی محمد خان رومیہ نے لے لیے۔ فرخ آباد قاجار خان بنگش کے زیر فرمان ہوا۔ اجمیر وغیرہ بر راجپوت تصرف ہوئے۔ آگرہ اور اسکے مقامات سورج علی جاٹ کے تاج ہوئے لاہور و پٹنہ کی عثمان حکومت معین الملک نے اپنے ہاتھ میں لی بادشاہ کے پاس دھلی بندہ اور اسکے مصافحات دریلہ گنگا تک اور غزنی سے سر ہند تک اور کچھ باقی نہ رہا۔ احمد شاہ درانی ۶۳ھ میں دوبارہ لاہور تک آیا اور معین الملک سے صلح کر کے لوٹ گیا ۶۷ھ میں شاہ اور صفدر جنگ سے بوجہ مارے جانے نواب ہمار کی نا اتفاقی واقع ہوئی بادشاہ نے نجیب الدولہ کی کمک سے صفدر جنگ سے متواتر لڑائیاں کیں۔ نیم دہلی جنگ گاہ ہوئی۔ انجام کار صفدر جنگ صلح کر کے سمت اودھ رہا ہوا۔ تاریخ صلح شکر شد کہ جاٹ و صفدر جنگ و صلح کرند با وزیر و شاہ ہاقت غیب سال تاریخ بخش گفت اس صلح خیر قال اللہ اور عماد الملک غازی الدین خان شکر وزیر سلطنت ہوا وزیر برون سے بخش ہونے پر بادشاہ کو اندھا کر کے قید کیا۔

مہمنت مالوئس۔

احمد شاہ

دیگر شکل مدور - ۳۰ جلوس - بخت مستعلیق - عبارت جانب اول - سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی - عبارت جانب ثانی - ضرب بریلی - سنہ جلوس مہمنت مالوئس۔

دیگر شکل مدور - ۳۰ جلوس - بخت مستعلیق - ۱۲ھ عبارت جانب اول - سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی عبارت جانب ثانی - سنہ جلوس مہمنت مالوئس۔

شکل مدور - ۳۰ جلوس - بخت مستعلیق - عبارت جانب اول - سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی - عبارت جانب ثانی - ضرب بریلی - سنہ جلوس مہمنت مالوئس۔

دیگر شکل مدور - ۳۰ جلوس - بخت مستعلیق - عبارت جانب اول - سکہ مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی عبارت جانب ثانی - ضرب دار لخت شاہجہان آباد سنہ جلوس۔



نمبر	نام بادشاہ مسعودیت	سال لاٹ	عمل لاٹ	سال جلوس	عمل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سائنات	محل دفن
۴۰	عرش منزل عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بادشاہ بن معز الدین جہاندار شاہ ابن شاہ عالم بادشاہ	۹۹۸ھ و بقوے ۱۰۰۰ھ	مٹان	۱۰۰۰ھ شعبان ۱۰۰۱ھ	شاہجہان آباد و حلی	۳۷ سال و چند ماہ	۷-۸ ماہ ۲۸-۳۰ یوم	۸ ربیع الآخر ۱۰۰۰ھ قلعہ فرخ آباد سے شکرے	مقبرہ ہمایون

تاریخ منظوم شاہ والا نزا عالم گیر۔ از ازل نامور بہ فیض آمد بہ گشت چون جلوہ گر ہو ستر پرت گشت تاریخ منظمہ ازید  
دین شاہ عالمی نسب عزیز الدین بہ گشت بود و جوار رحمت و جاہ بہ گشت ہاتھ چورفت و در جنت بہ و اور عرش ملک مردای دای  
(دیگر) بر سر یہ سلطنت سلطان عزیز الدین نشست بہ کار بآوین دولت جملہ خاطر خواہ شد بہ سال تاریخ جلوس و کا تحریک بہ بادشاہ ہند عالمگیر عالمجاہ شد  
محاصر جارج دوم ۵ سال ۷ ماہ ۲۸ یوم۔

اولاد شاہزادہ عالمی گوہر میرزا جیٹ و میرزا سنگو و میرزا طالع میرزا حسن و غیر النسا بیگم و دولت النسا بیگم کرامت النسا بیگم  
وزیر اولت عمادی الملک غازی الدین خان بہادر و انتظام الدولہ بن قمر الدین خان وزیر نواب نجیب الدولہ امیر الامرا بہادر۔  
ملک مقبوضہ کوئی ملک جدید فتح نہیں کیا جب عماد الملک نے احمد شاہ کو اندھا کر کے قید کیا عزیز الدین عالمگیر ثانی قید سے آزادی پا کر ۶۷ برس کی  
عمر میں تخت نشین ہوا ۱۰۰۰ھ میں احمد شاہ درانی و ملی آیا اور بھو پتھو تک محاصرہ کر کے بہت مال و ہتھیار لٹا کر لے گیا اور  
خاندان تیموریہ سے سلسلہ قرابت قائم کیا احمد شاہ کی روانگی کے بعد عماد الملک فرخ آباد کی طرف سے یہ جمیعت نواب احمد خان  
ہنگش و رگھوناتھ وغیرہ و ملی آیا اور نجیب الدولہ مدار الملہام کو برطن کر کے بدستور سلطنت پر مسلط ہوا عالمی گوہر اپنے قید ہو جانے کے خیال  
سے مشرق کی طرف چلا گیا۔

کیفیت اس کے عہد میں سکندر حسین عماد الملک کی ترغیب مرٹھون نے غلبہ کیا اس سبب مسلمان اور ہندو رعایا تنگ ہوئی اور نجیب الدولہ کا سکھ تال  
میں محاصرہ کیا آخر امرا لیا ن ہند نسل نواب شجاع الدولہ وغیرہ نے اپنی مدد کے لئے احمد شاہ ابدلی کو بھجوا دیا۔ عماد الملک نے بڑے لشکر عالمگیر ثانی کو قتل کر کے ملانت  
میں کامیاب ہوا اور ننگ زیب کو شاہ جہان ثانی کے لقب سے مغز کر کے بڑے نام تخت نشین کیا اس عرصہ میں احمد شاہ وارد ہوا۔ عماد الملک بھاگ کر پھر تیمور چاچھا  
نجیب الدولہ اور دیگر اراکین سلطنت شاہ کی ملازمت میں سیدھیانک گئے بہر حال امین احمد شاہ اور عماد الملک کے جنگ عظیم واقع ہوئی اور شاہ نامدار  
نے فتح حاصل کی جیسے شکست کی خبر کن میں پہنچی تو بھادو برادر زادہ بالا جی پیشوا فوج عظیم کیساتھ ہندوستان آیا اور دہلی کے  
تاخت تاریخ کیا اور شاہجہان ثانی کو معزول کر کے بجائے اسکے جوان بخت پیر علی گوہر کو تخت نشین کیا اور احمد شاہ سے میدان پانی پت  
میں ہمنہر ہوا یہ جنگ اسقدر سخت ہوئی کہ سات کو س ننگ خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ بھادو اور دیگر سرداران کام آئے احمد شاہ  
نے اس نصرت کے بعد جوان بخت کو بدستور نائب عالمی گوہر کہ ان ایام میں بنگالہ تھا چھوڑ کر واصلت و وزارت شجاع الدولہ و نجیب الدولہ  
کو مکر امیر الامرا کے عہد سے سرفراز کر کے سکندر حسین قندھار کو مراجعت کی۔

بزرگ سکھ صاحبقرانی بہ عزیز الدین عالمگیر ثانی و دیگر سکھ زور بہت کشور بچو تابان مہر و ماہ بہ شہ عزیز الدین عالمگیر غازی بادشاہ  
طرف ثانی۔ ضرب دار الخلافہ شاہجہان آباد سلسلہ جلوس مینت مانوس۔ ۱۰۰۰ھ جلوس سلسلہ شکل مدور خط نستعلیق۔  
دیگر سکھ زور بہت کشور بچو تابان مہر و ماہ بہ شہ عزیز الدین عالمگیر غازی بادشاہ و دیگر ابوالفضل عزیز الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی  
بلکہ و سلطانہ و دوسری جانب ضرب دار الخلافہ شاہجہان آباد سلسلہ جلوس مینت مانوس شکل مدور خط نستعلیق۔  
دیگر سکھ مبارک عالمگیر بادشاہ غازی۔ دوسری جانب ضرب مراد آباد سلسلہ جلوس مینت مانوس شکل مدور۔  
خط نستعلیق سلسلہ مدور دیگر دوسری جانب دار الخلافہ شاہجہان آباد سلسلہ احد جلوس مینت مانوس شکل مدور۔  
خط نستعلیق۔ دیگر دوسری جانب ضرب احمد گفرخ آباد سلسلہ جلوس مینت مانوس شکل مدور خط نستعلیق۔  
دیگر دوسری جانب۔ ضرب محمد آباد و بنارس سلسلہ جلوس مینت مانوس شکل مدور خط نستعلیق۔  
جانب ضرب بریلی سلسلہ احد جلوس مینت مانوس شکل مدور خط نستعلیق۔ دوسری جانب ضرب مہر آباد پور سلسلہ جلوس مینت مانوس شکل مدور۔



نمبر	نام بادشاہ مع ولایت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲۴	عروش ارنگاہ ابو الفتح علی بن محمد اکبر ثانی ابن شاہ عالم بادشاہ	۵۷۰ھ	بہشتیان قدسیہ بیگم	۵۷۰ھ	یوان کنڈر کن یور	۲۱ سال	۳۱ سال ۹	۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ
								۵۸۰ھ	حضرت درگاہ

تاریخ منظوم تاریخ جلوس سر و ش غیب زوے ہدیہ یک ناکاہ بہ جہیز عشرت پرویز گفت سال جلوس بہ سال وفات  
پای شاہی شکست احمد گفت بہ سال تاریخ او غم اکبر بہ (دیگر) چون برفت از جہان شہ اکبر بہ شد سبہ آسمان زود و جب گریہ  
معاصر جاج سیوم ۱۳ سال ۵۷۰ھ یوم جاج چہارم ۱۰ سال ۵۷۰ھ یوم ولیم چہارم ۶ سال ۵۷۰ھ یوم حضور ملکہ حفصہ قیسرہ  
دام سلطنتا ۵۷۰ھ یوم -

اولاد میرزا ابوظہر ولید میرزا ابند بخت میرزا جہان شاہ - میرزا جہان خسرو - میرزا جہانگیر - میرزا سلیم - میرزا بابر  
میرزا کیکاؤس - میرزا اشجاعت شاہ - و موتی بیگ و جمال النساء وغیرہ -

وزیرا لوٹ تو از عشق خان دبیر الدولہ - خواجہ فریدخان - راجہ جے سیکر اسے نواب رکن الدین خان - راجہ سوہن محل نے  
یکے بعد دیگرے مختاری کی - دیگر امر اسے بلو شاہی مثل میرزا احمد و خان بخشی و میرزا اشرف بیگ پکتان وغیرہ منصبدار بہت تھے -  
ملک مقبوضہ ان بادشاہ کی قلعہ مبارک کے سوا کوئی محفلت نہ تھی ایک لاکھ روپیہ گوشت انگلیشیہ سے مقرب ہونے کے علاوہ پرگنہ  
کوٹ قاسم صاحب اور چند دیگر دیہات باغات اور کسی قدر ایلک کی آمدنی تھی جس سے بسر اوقات کرتے رہے -

کیفیت اگرچہ بادشاہ کو کوئی اختیار یا حکومت نہ تھی لیکن اسی حالت میں ہی نظام اربعہ تمام منصوبے پورے کیے گئے - راجاؤں اور  
صوبہ داروں کو فرمان اطاعت اور مسرت کے پرچے روانہ ہوئے - اراکین دولت کو خلعت و انعام تقسیم ہوئے - ریڈنٹ کو

خطاب ناظم الدولہ و دستدار خان کو شہادت جنگ صوبہ دار کا ملا اور مرزا ابوظہر کو ظاہر توصلہ اور حقیقت میں بحکم  
گوشت انگریزی و لیدہ قدر کیا بعد اوسے مرزا جہانگیر کو ولیدہ کرنا چاہا ریڈنٹ نے نہ مانا اسلین ریش ہو گئی - ایک رجز  
بادشاہ شکار کو تشریف لے گئے ریڈنٹ صاحب نے بغرض اسے سلامی وقت مراجعت شاہ چند توپین و در دولت بر حاضر

کین اسپرطان شاہی میں حشر برپا ہو گیا - ریڈنٹ صاحب بادشاہ کو سچا کر اور تشفی دیکر قلعہ میں لائے اور باہر نکلنے کی  
ممانعت کر دی - اتنی آزادی بھی تشریف لے گئی - اب نیا شکوہ کھلا کہ مرزا جہانگیر ریڈنٹ کے دشمن ہو گئے پنجہ مارا نشانہ  
خطا کر گیا - ریڈنٹ نے قتل اور لوٹ کا حکم دیدیا یہ فتنہ اس وقت فرو ہو گیا جب شہزادہ صاحب کو ریڈنٹ کے حوالہ کیا گیا

شہزادہ صاحب آگے ابو امین قید کر کے بھیج دیے گئے بعد چندے صاحب ریڈنٹ سے صفائی ہوئی بادشاہ کا لاکھ روپیہ  
ماہوار مقرر ہوا اور مرزا جہانگیر بھی رہا ہو کر یاب سے ملے جب لارڈ مار صاحب کو رز ہو کر آئے بادشاہ کی دیدار کا شوق

ہوا اختر لوئی نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ سامان تعظیم اور معافی کا درست ہو بہان تو اقبال جا ہی چکا تھا اپنی سلطنت کو وہی  
خود مختار شہنشاہی خیال فرما کر کمال مقرب سے ارشاد ہوا کہ لارڈ صاحب کو تعظیم کی امید مجھ سے نہ رکھنی چاہیے اگرچہ بادشاہت

نہیں رہی ہے لیکن شان و شکوہ ہمارے ویسی ہی ہے ریڈنٹ کو یہ سکر کمال حیرت ہوئی اور کہا کہ اگر ایسا ہے تو  
تو لارڈ صاحب کو نصرت راہ سے رخصت فرمائے چنانچہ ایسا ہی ہوا لارڈ صاحب واپس گئے اور غازی الدین حیدر  
۱۳۰۰ھ میں اودھ کا بادشاہ بنایا گیا بد سکھ - زوسکہ مبارک صاحبقران ثانی - شاہ محمد اکبر نسل چنگیز خانی

دیگر شکل دور سلسلہ جلوس - بخط شعلیق - ۱۲۲۰ھ ہجری -  
بہارت جانب اول - سکہ مبارک صاحبقران ثانی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی  
غازی عبارت جانب ثانی - ضرب سوالی جی پور سناہ جلوس  
مہمنت مانوس و تصویر باڑ -

شکل دور - ۱۲۳۵ھ جلوس بخط شعلیق - ۱۲۳۵ھ عبارت  
جانب اول - سکہ مبارک صاحبقران ثانی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی  
عبارت جانب ثانی ضرب برج اندریور - جلوس مہمنت مانوس

نمبر	نام بادشاہ مع ولایت	سال ولادت	محل ولادت	سال جلوس	محل جلوس	مدت عمر	مدت سلطنت	سال وفات	محل دفن
۲۵	ابوالفضل مزاج الدین محمد بہار شاہ بادشاہ - تہ بن اکبر شاہ	۱۰۹۹ھ	۲۸ شعبان دہلی	۱۲۵۳ھ	۲۸ جمادی ثانی قلعہ دہلی	۸۴ سال	۲۰ سال خرمچ بدم ۱۲۵۳ھ	۱۳۶۲ھ	۲۳ مرحلہ دولت فانچ

مزاج مع منظوم جبکہ دہلی کی سلطنت بگڑی۔ جی میں آیا کہ قندسب لکھنے بہ صرف اخراج و عزل کی تاج ۲۸ اب جہولی خلع سلطنت لکھیے  
(دیگر) سراج دین بولطفر مسافر وہ سوے جنت ہوا روانہ کہ جس کے باعث سے خوشی سے چھلک رہا تھا اباغ و دہلی ۲۸  
جراج دہلی جلوس کا سال ہے سو اب بھی مطابق اس کے ۲۸ شروس غیبی نے سال رحلت کما بچھا ہے چسراغ و دہلی ۲۸  
معاصر ملکہ خنجرہ و کٹوریہ دام سلطنتا۔

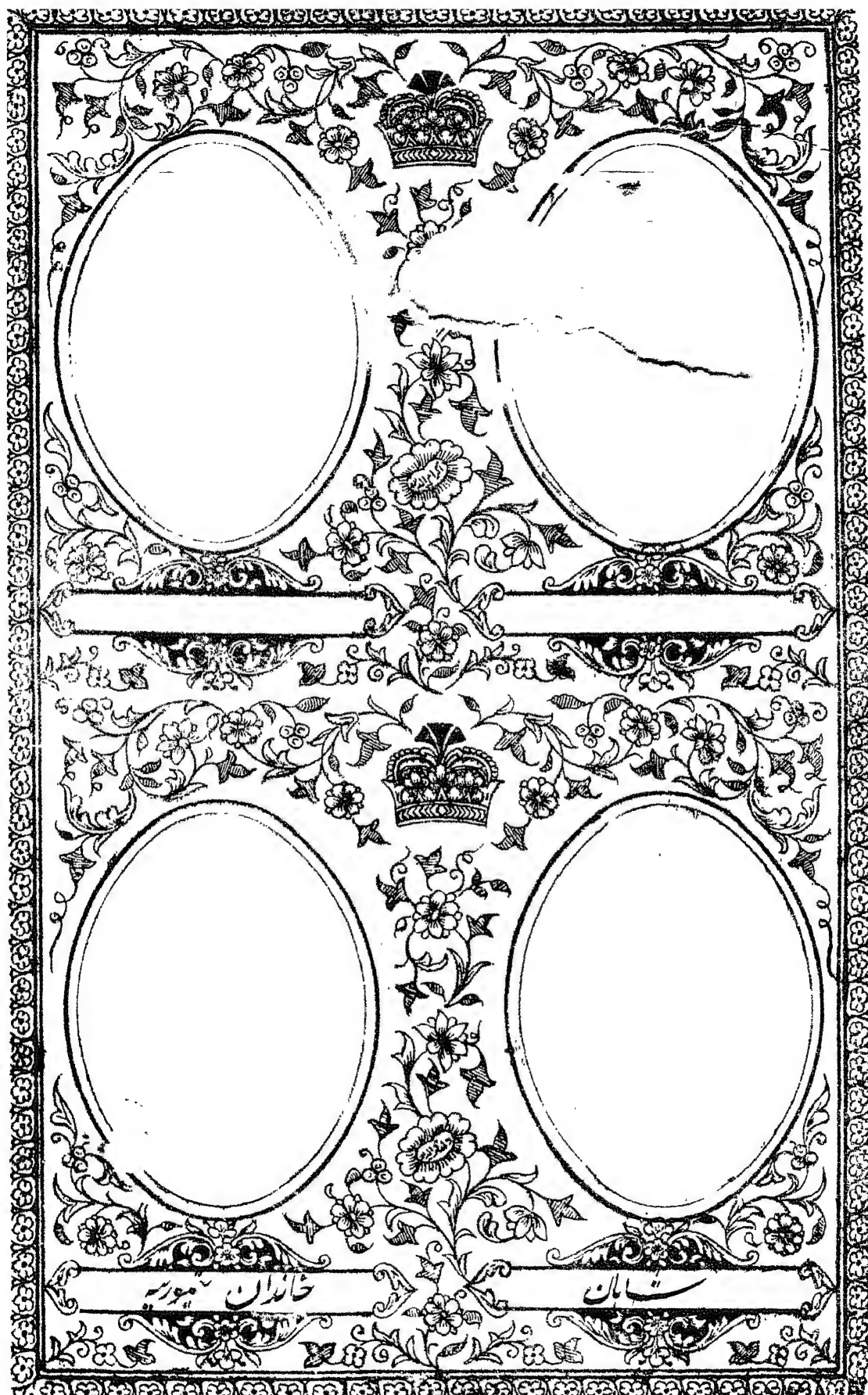
ولادہ : دارالافت میں ان کا ۲۸ مرزا شاہ رخ (۳۰) فتح الملک (۳۲) مرزا محمدی (۵۰) مرزا عبد اللہ (۶۰) محمد ظہیر الدین (۷۰) کیو مرث  
(۸۰) مرزا اوس : مرزا محمد سہراب (۱۰۰) فرخندہ شاہ (۱۱۰) جوان بخت (۱۲۰) ابوالفضل (۱۳۰) مرزا کوچک (۱۴۰) بختا در شاہ (۱۵۰)  
مرزا خضر سلطان (۱۶۰) مرزا عباس (۱۷۰) شیر شاہ -

وزیر : اول مرزا مغل بیگ محاطب بہ حمید الدولہ پھر میر جاد علی خان و بعد از ان میرزا شاہ رخ متوفی مدار المہام کارخانہ بادشاہی  
محبوب علی خان خواجہ سرا۔ و احترام الدولہ حکیم حسن اللہ خان بادشاہ کے مزاج میں بہت دخیل تھے

حکومت قبضہ : انکی حکومت قلعہ جی کے اندر تک محدود و آدنی و تعلیقہ کی حالت بدستور اپنے پدر بزرگوار ہی کی سی رہی۔  
کیفیت : یہ بادشاہ اپنے باپ کے قدم بقدم اور اولاد سے لے کر بیگم یوم بدر کے مصداق تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے لاکھ روپیہ  
ماہانہ معیاروں شاہی کے واسطے حق کر لیا اور یہ بھی کہ قرضہ بادشاہ کا دیگر بندہ رتیج وضع ہوا اسے اور برائے نام عزت و تہور  
خانہ دان کی باقی رہی کہ ۱۵۰۰ عین طوفان بغاوت اٹھا اور سپاہ انگریزی باغی ہو کر دہلی میں داخل ہوئے بادشاہ کو  
اپنا شاہ بنانا چاہا کسی طرح بادشاہ راضی نہ تھے مگر فوشہ تقدیر نہیں مٹا بجھوری یا بدقسمتی سے شاہین گئے و فتنہ شطرنج کی  
بازی کی طرح وزیر کہیں پہلے کہیں انگریزی تسلط ہو گیا۔ اور خاندان تیموریہ کا خاتمہ۔ یہ رحیم و کریم علم دوست شاعر تھے۔  
محمد ابراہیم ذوق انکے استاد اور مرزا اسد اللہ خان غالب مصاحب تھے۔ بادشاہ مع ایک بچہ جوان بخت اور زینت محل کے  
رنگون بھیج دیے گئے بوقت روانگی آپ نے یہ اشعار فرمائے۔

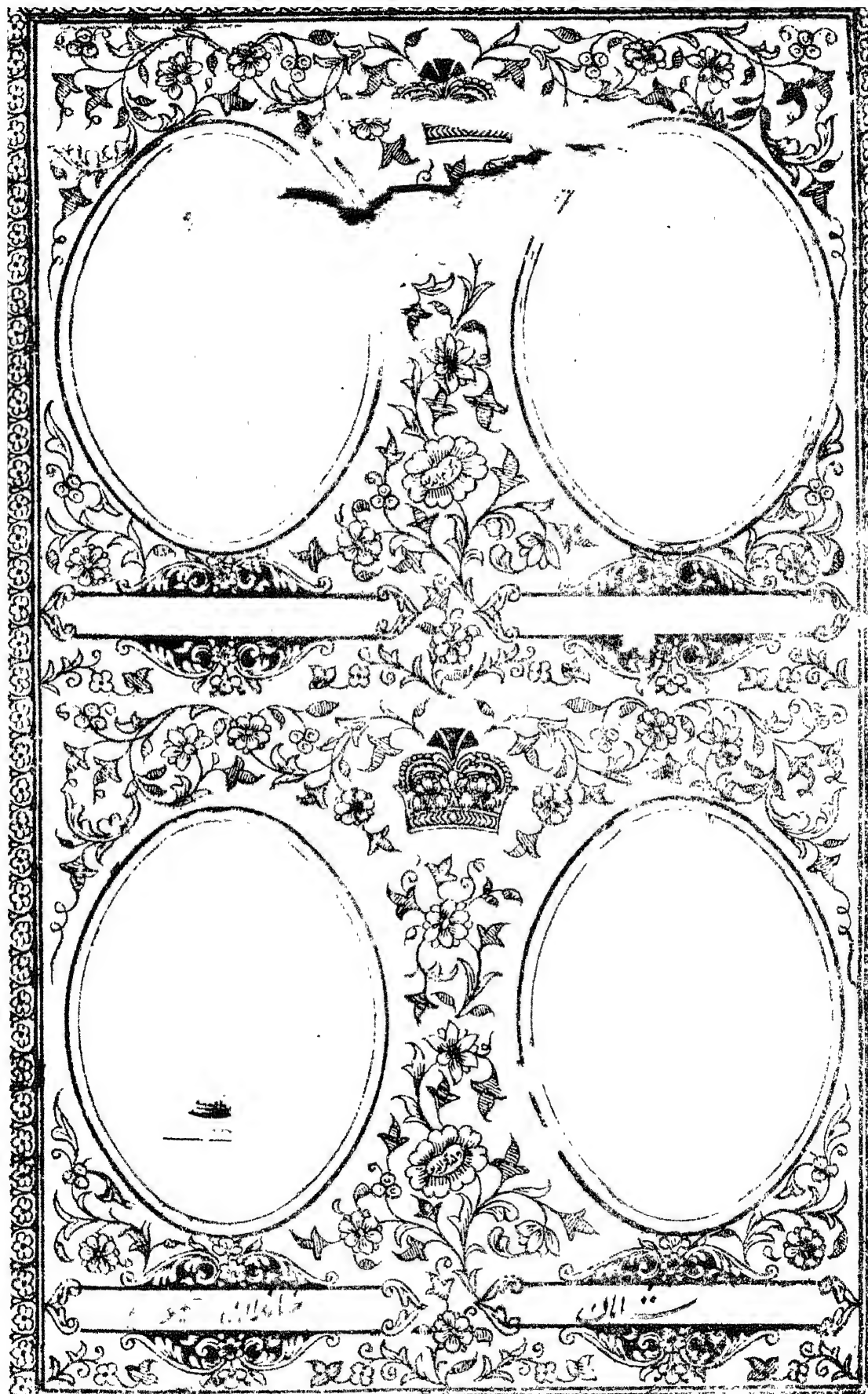
کر دم خری بہ مرے گردش ایام | بادشاہی دوران نہ کرنا مجھے بدنام  
بے مہری جانان تو مرے ساتھ و فکر | اے نالہ شکی مرے حق میں دعا کر  
اوسونش دل واسطہ دوری پہ | اور درسیہ جلد کہیں وصل کی شب ہو  
ایست جنوں میرے گریبان سے خردار | اے خار غیلان حردا مان سے خردار  
مجھ عاشق جاننا کہ کوکبوں تو نے ستایا | بتلا دے کسی بات سے باہر مجھے یایا  
کیوں چرخ ستارہ یہ مرا حال بنا | کیوں چرخ ستارہ یہ مرا حال بنا

اب دیکھئے نالون قدرت اس طرح بچا نا جاتا ہے۔ بہادر شاہ ثانی بادشاہ دہلی سے جو سلاطین تیموریہ میں سے پہلا بادشاہ تھا ابن در ابن  
امیر تیمور تک سترہ پشتیں ہوتی ہیں اس طرح پر کہ۔ (۱) امیر تیمور (۲) میران شاہ (۳) سلطان مرزا (۴) ابوسعید (۵) عمر شیخ (۶)  
بہر شاہ (۷) جالون (۸) اکبر شاہ (۹) جلالگر (۱۰) شا جہان (۱۱) عالمگیر (۱۲) بہادر شاہ (۱۳) جہاندار شاہ (۱۴) عالمگیر ثانی (۱۵)  
شاہ عالم (۱۶) اکبر شاہ ثانی (۱۷) سراج الدین بہادر شاہ ثانی۔ اور بہادر شاہ ثانی کی اولاد بھی بعد دہشتا سے مر قونہ بالا سترہ پشتیں تھے دیکھو  
شجرہ خاندان تیموریہ مطبوعہ نادر المطابع دہلی) اسمین اشارہ یہی تھا کہ سترہ پشتوں سے زیادہ اب فوت نہ آئیگی۔ بہرہ کہ امیر تیمور بانی سلطنت  
کی پیدائش ۲۸ شعبان قریہ طلوع آفتاب اور ابولفضل بہادر شاہ خاتم سلطنت کی پیدائش ۲۸ شعبان قریہ غروب آفتاب ہوئی امیر تیمور کے رنگون میں ایک کا نام شاہ رخ مرزا اور  
ولیعہ کا جلال الدین میران شاہ اور بہادر شاہ کے ایک لڑکے کا نام مرزا شاہ رخ اور ولیعہ کا مرزا دارا بخت میران شاہ تھا۔

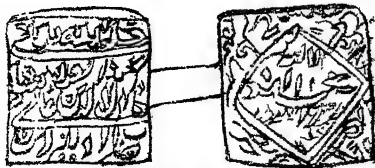




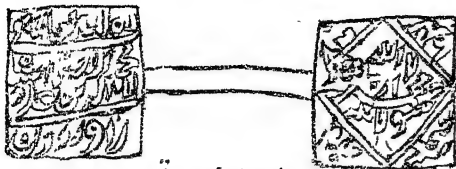




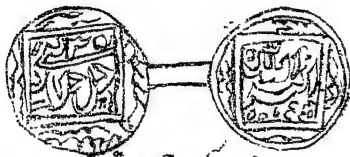
# سکہ ہائے ظہای عہد جلال لدین محمد اکبر بادشاہ



وزن ایک تولہ رقی



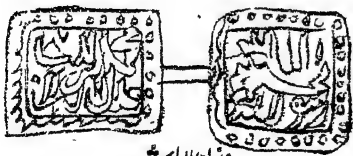
وزن اٹاسٹم عرقی



وزن اٹاسٹم تولہ رقی



وزن اٹاسٹم



وزن اٹاسٹم

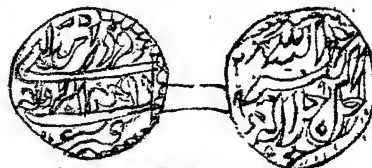
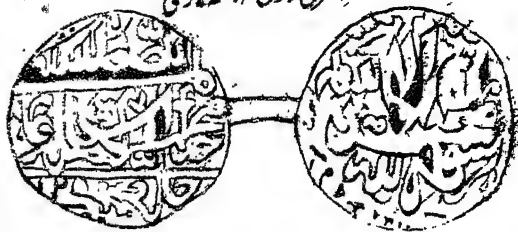


وزن اٹاسٹم ہرقی



اٹاسٹم

اشرفی نورق اٹاسٹم رقی



وزن اٹاسٹم



وزن اٹاسٹم



وزن اٹاسٹم



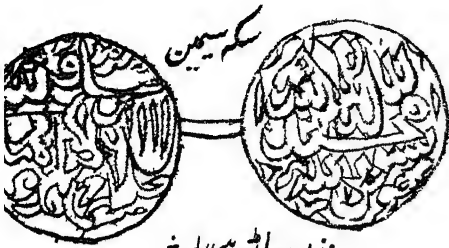
وزن اٹاسٹم



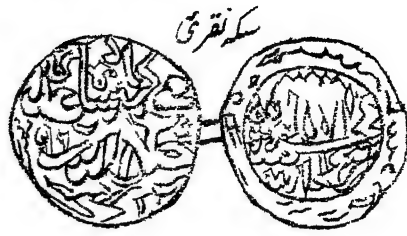
وزن اٹاسٹم



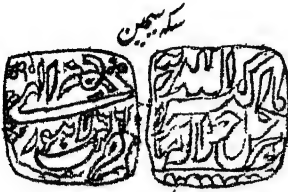
# سکہ ہاتھری وسیم عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ



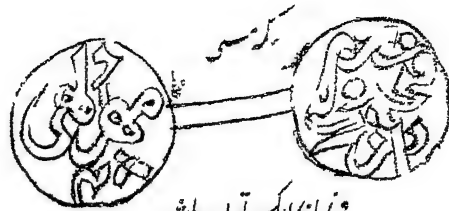
وزن ساڑھے امانت



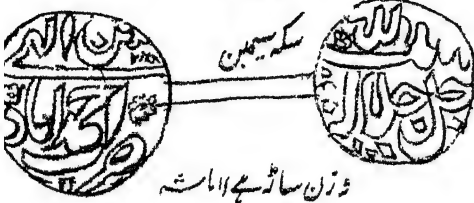
وزن ساڑھے امانت



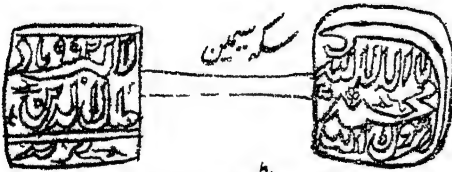
وزن ساڑھے امانت



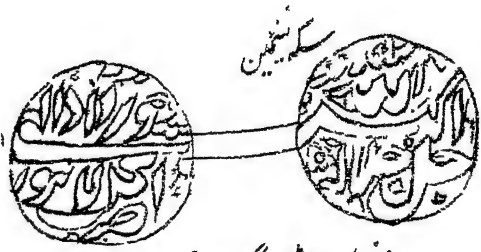
وزن ایک تولہ ہاتھ



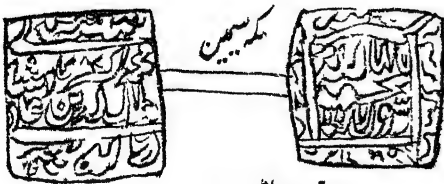
وزن ساڑھے امانت



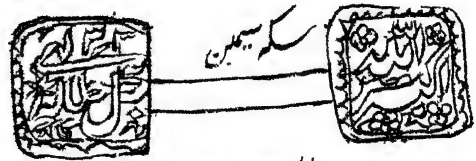
وزن ساڑھے امانت



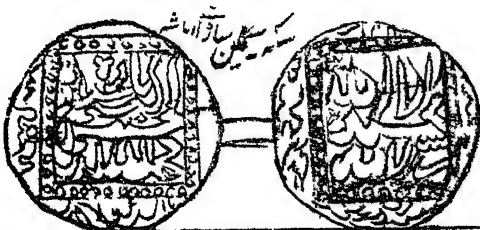
وزن ساڑھے گیارہ ہاتھ



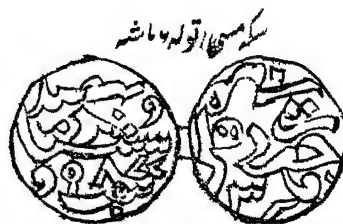
وزن ساڑھے امانت



وزن ساڑھے امانت



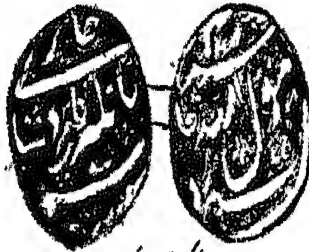
وزن ساڑھے امانت



وزن ساڑھے امانت

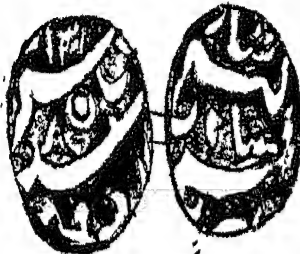
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ضَرْبُ حَافِلُو

عُمَرُ جَهَانگیر بادشاه غازی



نه جهانگیر شاه اکبر شاه

سکه قنبدارشده نخواجه



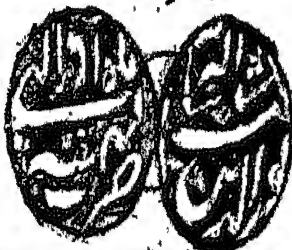
نورالدین جهانگیر شاه اکبر شاه

ماه فروردی الهی ضرب جهانگیر سکه



نورالدین جهانگیر شاه اکبر شاه

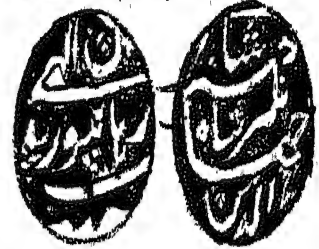
ماه آذر الهی ضرب سکه ۱۰۳۲



ماه بهمن الهی ضرب سیرام ۱۰۲۶

نورالدین جهانگیر شاه اکبر شاه

بهمن الهی ضرب برافروز سکه



سکه نفیسی



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

محمد رسول الله ضرب نورالدین جهانگیر بادشاه غازی



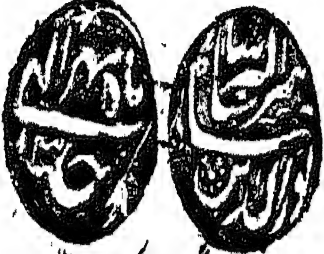
نورالدین جهانگیر شاه اکبر شاه

ماه اردی بهشت الهی ضرب سیرام



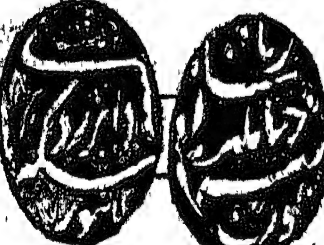
نورالدین جهانگیر شاه اکبر شاه

ماه مهر الهی سکه ۱۰۲۱



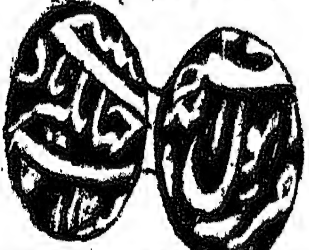
نورالدین جهانگیر شاه اکبر شاه

بهمن ماه و ابزرودی سکه لاهور ۱۰۲۸



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

ضرب نورالدین جهانگیر بادشاه غازی













Blank rectangular area at the top of the page.

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله





کھروں کے کارناموں سے صفحات تاریخ پر بین اور  
ادنی شجاعت جو آخر دی تھوڑی ثابت قدمی یادگار عالم ہیں۔  
لیکن ہم ان خواتین کے حالات نگہتے ہیں جنہوں نے باوجود  
عورت ہونے کے مرد میدان بن کر جو ہر شجاعت دکھائی  
اور اپنے نمایاں قابلیتوں کی بدولت وہ ممتاز و منفرد ہوئیں

## امتہ المجیبہ و حمیدہ بالوبیکم

پہ عصمت پناہ خاتون سلطان یزدانی کی جہیتی بیٹی تھی جو  
خلیفہ یازید کا اک شجاع جنرل تھا۔

یزدانی کو کاوسی نے تھا اسکا نسب کینسر سے ملتا تھا مگر  
پھر بھی سرفاسے ایران سے ضرور تھا۔

امتہ المجیبہ کا باپ یزدانی اگرچہ اصل میں آتش پرست  
تھا۔ اور بظاہر زرتشتی مذہب نیز دساتیر کا پابند تھا لیکن  
آخر میں مسلمان ہو گیا تھا۔

جب خلیفہ دوم فاروق اعظم نے ملک ایران پر حملہ کیا اس  
زمانہ سے اکثر ایرانی خاندان مسلمان ہو گئے اور زرتشتی  
مذہب کی بنیاد نہایت کمزور پڑ گئی تھی۔ چنانچہ امتہ المجیبہ  
کے اہل خاندان بھی کثیر التعداد بزرگ مسلمان گذرے

تھے۔ یزدانی کسی کی تلقین سے مسلمان نہیں ہوا بلکہ  
لڑکپن ہی کے زمانے میں ہوش سنبھالتے ہی آتش  
پرستی کا طریقہ اس کے نزدیک مشتبہ تھا وہ آتش پرستوں  
کے مذہبی اصول پر بڑی مخالفت کے ساتھ کلمہ پبندی  
کرتا تھا۔ غرض وہ متواتر جہان بین اور مباحث کے بعد  
مسلمان ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اسکی بی بی بھی دولت اسلام  
سے مشرف ہوئی۔

اسوقت امتہ المجیبہ گیارہ سال کی ہوگی۔ لیکن اس کمسنی  
میں بھی اسکی خلقت اور فطرت اس کے بالکل معائنہ تھی۔ یہیں  
خدائے وہ عقل اور ذکاوت عطا فرمائی تھی کہ بغیر سوچے  
سمجھے منہ سے کوئی بات نہ نکالنی تھی اور بعینہ فطرت کی صلیت  
اور اشیا کے حدودی اسباب میں بیٹھنے اور بات کی تہ تک  
ہو نہی کی نہایت سرگرمی کے ساتھ سعی کرتی اور اس ہی  
معائنے سے عہدہ نتائج نکال لیتی تھی۔

امتہ المجیبہ نے جب دیکھا کہ میرے والدین مسلمان ہو گئے

تو سخت غلجان میں مبتلا ہوئی۔ جب یزدانی اور اسکی  
بیوی نے اپنے روستن دل اور نیم رزاقی کو مضبوط و سرسبز  
دیکھا تو یہ شفقت کہا کہ پیاری امتہ المجیبہ تم ہرگز کسی بات  
کا خیال نہ کرو۔ ہم تمہیں مسلمان ہونیکا تشدد نہ کریں گے تمہاری  
دل کی تمنا ہو خواہ زرتشتی مذہب بر لو اور دساتیر پر ایمان  
رکھو خواہ دولت اسلام حاصل کرو غرض ہم کسی بات میں  
کبھی تمہیں مجبور نہیں کر سکتے۔

امتہ المجیبہ اپنے ماں باپ کی یہ منصفانہ اور فرحت انگیز  
تقریر سنکر بہت خوش ہوئی اور بڑی آزادی کے ساتھ  
اسلامی اور زرتشتی مذہب کے اصول کی تحقیق و تہقیق کرنے  
لگی۔ دو سال میں کامل تفتیش کے بعد تیرہ برس کی عمر پر  
ہو چکر مذہب اسلام قبول کر لیا۔

اسکے مسلمان ہونے سے والدین کمال مسرور ہوئے  
امتہ المجیبہ کا کوئی بھائی نہ تھا۔ اسلئے یزدانی کو کمال

اوٹنگ اور شوق تھا کہ وہ اپنی تمام دلی اربالوں کو اسی سے  
پورا کرے۔ اسی باعث وہ اسے مردانہ لباس پہنایا کرتا۔  
اور لڑکوں کی طرح ہر قسم کے علمی اور سپاہیانہ تعلیم دلوا یا  
کرتا تھا۔ اول گھوڑے پر چڑھتا سکھایا۔ پھر تیر اندازی  
کافز حاصل کرایا۔ غرض جس قدر علوم فنون سپہگرمی کے  
متعلق ہوتے ہیں وہ یزدانی نے اپنی پیاری بیٹی کو سکھا کر  
فوجی انسر کے قدر مقابل بنا دیا۔

اسوقت امتہ المجیبہ کو عموماً شرفا کی مجلس ہونیکا  
اتفاق ہوا اس کے اخلاقی خیالات ایسے پاکیزہ تھے کہ ہر  
متنفس اس سے محبت پسند آتا۔ اور تمام مسلمان رئیس  
اسکی ذاتی قابلیتوں کے باعث اسکی صحبت کو غنیمت  
سمجھتے تھے۔ مگر یہ اپنے عزیز اور بیش بہا وقت کو اکثر  
خلیفہ کے اولاد میں خرچ کرنا پسند کرتی تھی اور وہ بھی  
اسکی قابلہ لیاقت کے باعث اسے دے چاہتے تھے۔  
خلیفہ کے فرزند اور یہ باہمی بہن بھائی کی طرح رہتے  
تھے۔

امتہ المجیبہ کچھ علمی میدان طے کر کے مدرسہ سلطانہ حرمہ  
میں بھرتی ہوئی اور یہاں اس نے اپنی فطری لیاقت اور  
بودت ذہن کی بدولت تھوڑے زمانہ میں صرف سولہ مہینے

میں جنگ کے تمام اصول سکھائے اور اب وہ اپنے ہمعصر فوجی  
نوجوانوں میں فی الجملہ ممتاز ہو گئی۔

جب اسکی قابلیت اور شعور نے شباب کے ساتھ ملکر اک وطن  
عالم پیدا کیا تو اکثر شاہزادوں نے کماحقہ کی درخواست کی۔  
مگر اسنے فوراً انکار کر دیا کیونکہ اسکو قطعی شادی سے نفرت  
تھی اس لئے کہ اسکو مختلف معجزات اور متواتر تجربات سے  
نہایت ہو گیا تھا کہ عورت عقد کے بعد بالکل آزادی سے  
آزاد ہو جاتی ہے اور قیدیوں کی طرح پابند رہتی ہے اسکے  
تمام حوصلے برباد کر دیے جاتے ہیں اور نوجوانوں کا کچھ خلق  
ہو گا کہ وہ بالکل اپنی زندگی کو جیتنے کی موت کے دریا میں  
ڈال دینا ہے۔

یزدانی کے وساطت سے بھی بہت سے پیغام عقد آئے لیکن  
اوسنے اپنی بیٹی کی آزاد طبیعت کا موازنہ اور نیز لہجہ اصول  
اسلام کے ہر بالذہ شادی کرنے کی مجاز و خیار ہے بطور خود کمین  
اقرار نہیں کیا۔ اور ادیسکی مزاج پر اسکو چھوڑ دیا۔

حبیب امّہ الحبیب کی عمر ۱۹ برس کی ہوئی تو یزدانی بایزید کے  
فوج میں بھرتی ہو گیا تھا۔ اور پندرہ دن میں اپنی ذاتی  
قابلیتوں کی وجہ سے اسے بایزید کے یہاں وہ اقتدار و عروج  
حاصل ہو گیا کہ ایک ایرانی ترکی افواج کا جنرل بن بیٹھا۔  
امّہ الحبیب بھی اپنے باپ کے ساتھ ہی بایزید کے یہاں  
فوج میں داخل ہو گئی۔ اگرچہ بایزید اول اول امّہ الحبیب  
جیسی نوجوان جمیلہ دختر کو مردانہ ہمبیس میں رکھتے بھکچکا تا  
تھا لیکن پھر اسکی بیدار خیزی اور ذاتی لیاقت اور مدلل تقریر  
نے بایزید کے تمام تذبذبات مٹا دیے اور اسکو فوج کی  
لشکرانی کا عہدہ مل گیا۔

یہ امر حیرت انگیز ہے کہ نوجوان امّہ الحبیب ہم سال  
کی عمر تک جو عین شباب و دل کی جذبات اور پرچوش دلوں  
کا عالم تھی۔ اپنے ہمعصر فوجی نوجوانوں میں بالکل اچھوت  
و بالکل امن رہے۔ اسکی بے لوث طبیعت میں بھی نہایت  
جوش و انداز و نفرت انگیز دلوں نے نہیں آئے۔ گو وہ ایک  
نہایت حسین و خضر عورت تھی مگر قدرت نے اسکو کبھی  
اپنی نوجوانی کے اوجہ دار نہ دیکھنے کی اجازت نہیں دی۔ اور  
اوسے سب سے بڑے درجہ سبب معلوم ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ اسکی طبیعت فطرتاً بالکل صاف تھی اور کبھی کوئی  
مزموم خیال اسکے ذہن نشین نہیں ہوا۔ یا یہ کہ کبھی کوئی  
نوجوان کے حالات میں اسے بڑی نگاہ سے گھورتا نہ تھا۔

جب بایزید کی فوج کسی مہم پر جاتی وہ اپنے فوجی فہرین  
کے امتحان اور آزمائش کی غرض سے مصنوعی جنگ کا حکم  
دیدتا تو شیر دل امّہ الحبیب فنون جنگ میں مردوں سے  
کم نہ رہتی تھی۔

انجام کار بایزید کا یتور سے مقابلہ ہوا اور متواتر کمسان  
لڑائیوں کے بعد بایزید نے شکست فاش کھائی اور  
امّہ الحبیب اپنے بہت سے مددگار جہان نثاروں کے  
بہمراہ گرفتار ہو گئی۔

ایک معتبر مورخ امّہ الحبیب کے اس وقت کی حالت کا خوب  
کھینچتا ہے کہ یہ بالوں لانے کی عورت تھی۔ اسکے ہاتھ  
بیکر کھینچ کر چوڑے تھے۔ آنکھیں بڑی اور متوالی تھیں مگر  
ہاں ان کی پتلی سیاہ نہ تھی بلکہ کجاسے سیاہی کے ایک  
نیلا ڈورا تھا جیسے کسی بیماری کی گواہی اور نازک کلائی میں محفوظ  
مرض اور تحفظ نگاہ کے نیلے باندھ دیتے ہیں۔ رنگ  
گندمی سے کسی قدر کھلتا ہوا جو صبح کی سپیدی اور آفتاب  
زدی کے مابین تھا لیکن اوسیں صفائی انتہا درجہ ہونے  
کے علاوہ رعب و رجاہت اور اسکے مزاج میں نہایت  
انکسار اور خلق تھا لیکن ان دونوں باتوں کے ساتھ  
چہرہ سے دلیری اور شجاعت کی شان نمودار تھی۔

اوسکے خوبصورت رخساروں پر متعدد سیاہ  
تل نہایت ہی کھلی معلوم ہوتی تھے۔ جسوقت وہ  
یتوری فوج پر حملہ آور ہوئی تو اپنے خوبصورت مگر مضبوط  
اور قوی جسم کو زہرہ بکتر سے چھپائے ہوئی تھی۔ ایک  
آہنی خود سمر ابر رکھا ہوا تھا۔ سر سے دو گز اوپر نیزے  
کا پھل اختر عابدہ کی طرح جھمکا رہا تھا۔ ڈاب میں  
اک مربع لگا ہوا تھا۔ کمان شانے پر پڑی  
ہوئی ترکش پشت پر لٹائی ہوئی دانتے ہاتھ میں  
ایک بڑا بھاری تولادی گرز دولون پہلوؤں میں دو  
تولارین لٹک رہی تھیں ایک پیل بیکر گھوڑے پر سوار  
نئے انداز اور عجیب آن بان سے گھوڑے کو اٹھاتا ہوا

کسی سورما کے دل کی طرح آگے بڑھی جلی آتی تھی۔  
الغرض اس فتح کے دوسرے دن شہنشاہ تیمور نے  
حکم دیا کہ بایزید کی فوج کے جس قدر لوگ گرفتار ہو کر آئے  
ہیں قتل کر دیے جائیں اس تیموری حکم کے اجرا ہوتے ہی۔  
امتہ الحبیب نے تیمور جیسے خونخوار اور بادشاہ کے سامنے  
آ کر دلیری سے کہا کہ بادشاہ! مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ بہر چند  
کہ اسکا یہ سادہ فقہ کچھ ایسا مؤثر نہ تھا اور تیمور سے قمار  
سلطان کے آگے اسقدر وقت نہ رکھتا تھا کہ اسکی توجہ  
اسطرف مبذول ہوتی۔ لیکن پھر بھی چند ندیموں اور  
ارکان سلطنت کی سعی سے اٹھنے اس دلیر اور خاتون  
کو جو مردانہ بھیہیں مین بادشاہ کے سامنے کھڑی تھی پاس  
بلایا اور کہا کیا کہتا ہے۔

امتہ الحبیب بادشاہ کا یہ آرزو مند فقہ ستر آگے بڑھی  
اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ گویا ہوئی کہ اے بادشاہ  
تو نے جو بایزید پر یورش کر کے صد ہا بندگان خدا کی خوشنری  
کی اور شہر ہزار بیگناہ ترکوں کو فریب دیکر سرنگ کے ذریعہ  
سے اوڑا دیا اور انکے معصوم بچوں کو مار ڈالا اور عورتوں کو  
بیوہ کر دیا۔ میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تو نے بہادر ترکوں  
کی خوشنری نہیں کی بلکہ اسلام کی بنیاد کو کھٹا کر پھینک دی  
یہی حامیان اسلام اور جان نثار تراک تھے جنھوں نے تمام بل  
یو روپ پر مردانہ حملے کر کے اوکا قافیہ تنگ کر دیا تھا۔ یہی  
بہادر تراک تھے جنھوں نے تمام مخالف سلطنتوں کو زیر و زبر  
کر کے اپنے لئے فاتحان قوم کا معززانہ خطاب حاصل کیا  
تھا۔ بھلا کسی آسمانی شریعت یا قانون سلطنت میں تو  
یہ بتا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو اسپر برجمی اور ظلم کے ساتھ  
قتل کرنا جائز ہے۔ اگرچہ بایزید نے نہایت تو اضع اور  
فروتنی کے ساتھ تجھ سے صلح کا پیام دیا اور ایک بیگناہ  
مخلوق کی جان بچانے کے لیے تجھ سے متکبر اور سخت پسند  
برعزت و انکسار پیش آیا مگر تو نے اسے بالکل انکسار نہ کیا۔  
اور اس کے جواب میں یہ لکھ بھیجا کہ جتناک میں تیرے ملک  
پر فتعیاب نہو مجھ میرا نام فاتحان اولوالعزم کے رجسٹر میں  
کبھی درج نہیں ہو سکتا۔  
اس میں شک نہیں کہ ایک روز تیری عمر کا پیمانہ لبریز

ہو کر جھٹک جائیگا۔ اور ضرور ایک دن رب المافواج کے  
سامنے کھڑا ہوگا۔ جب وہ ان ستم سیدوں کی بابت  
باز پرس کرے گا تو تو کیا جواب دے گا مین اس سے نتیجہ بات  
کی بابت زیادہ بحث کرنا طول سمجھتا ہوں۔ سر  
صرف اسقدر اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک بھی قیدیوں  
پر بہادروں کی تلواریں اٹھتی ہیں۔ ہم بے لیس مقید ہیں  
ہمارے ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔  
یہ نہایت ہی بزدلانہ اور کفرت انگیز فیصلہ ہے کہ تو ہمیں  
اس حالت میں لپی میں گردن مارے جانے کا حکم دیتا ہو۔  
امتہ الحبیب نے سلسلہ تقریر ختم کرنے کے بعد اپنا ہاتھ  
سر تک لیجا کر اپنا آہنی خود جو ابھی آفتاب شعلہ کی مانند  
جلد لگا رہا تھا اوتار کر زمین پر پھینک دیا اور ایک نہایت  
کرت لجمہ میں کہا۔ اے سلطان! دیکھ اور خوب دیکھ  
کہ میں اک ناجز پرک عورت ہوں تو مجھ سے اس بات  
کا عمدہ طور سے اندازہ کر سکتا ہے کہ جس قوم کی عورتیں  
ایسی بیخوف و جبری ہوں ان کے مرد کیسے مرد میدان  
ہوتے ہوئے۔

امتہ الحبیب کو قدرت نے ایسی اعزب صورت عطا  
فرمائی تھی کہ دیکھنے والا آئینہ کی طرح حیرت میں سما جاتا  
تیمور دیکھتے ہی دیکھتے ہی لوٹ ہو گیا۔ اور نکسار المراجی  
اور تنواضعانہ اتلاق کے ساتھ نرم الفاظ میں کہا کہ جو کچھ تو نے  
بیان کیا سب سچ ہے لیکن مختلف فتوحات کے دلچسپی نے  
وہ جدید سامان پیدا کر دیے ہیں جنھوں نے اصلی واقعات  
کو مٹا دیا۔ چامین نے تیرا اور تیرے ہمراہیوں کا قصور  
معاف کر دیا اور اسوقت سے وہ آزاد ہیں۔

امتہ الحبیب بادشاہ کو سلام کر کے اپنے ہمراہیوں کے  
لشکر بایزید میں جا ملی۔ اسکے چلے جانے کے بعد شاہ  
تیمور نے یزدان کے پاس عقد کا پیغام بھیجا۔ اول تو  
وہ یہ سوچ کر کسب قدر متشکر ہوا کہ تیمور شاہ نہایت عفتنا  
اور خونخوار بادشاہ ہے۔ اور دوسرے امتہ الحبیب  
کو کسی قسم کا مدد نہ ہوئے مگر حبیب اوستے اپنے بیٹی کا  
میل بھی اسطرف پایا تو فوراً قبول کر لیا۔  
میدان حیل الطیر میں جا بے عقدہ تجویز ہوئی۔ تیمور نے

امتہ العجیب کے مہر میں ملک چین لکھا اور قاضی نے معمولی خطبہ پڑھ کر ان دونوں کا عقد باندھ دیا۔

امتہ العجیب شاہی محل میں داخل ہوئی اور آج کے دن سے حمیدہ بانو بیگم کے نام سے پکاری جانے لگی۔

گو حمیدہ بانو بیگم کے علاوہ تیمور کی تین بیگمیں اور بھی تھیں مگر تمام بیگمات میں نسبتاً تیمور کی بہت پیاری تھی۔ اسنے

اپنی ظاہری خوبصورتی اور حسن و جمال ہی سے تیمور کو اپنا گرویدہ نہیں کیا بلکہ اپنے روشن دماغی اور سیدار مغربی

اور خلق و خیر سے نہ صرف بادشاہ کو بلکہ حرم سرا کی تمام بیگمیں کو اپنا فریفتہ کر لیا تھا۔ اسنے قریباً کل حرم سرا

میں وہ ہر دفعہ بڑی اور رسائی پیدا کر لی تھی کہ ہر ایک بیگم اسکی عظمت کو جبکہ دیگر محبت سے پیش آتی۔ تیمور جنگی

امور میں بھی اس سے مشورہ لیتا اور جیتاک تیمور زندہ رہا ہر خطر ناک معرکہ میں مسلح ہو کر اسکے ساتھ رہتی اور جو ہر مردانگی دکھاتی۔

یہ خاتون ترکی عربی۔ فارسی کے سوا چینی اور زرتشتی زبان بھی جانتی تھی اور فن موسیقی کی پوری ماہر تھی۔

فن شاعری میں اسقدر دستگاہ تھی کہ ترکی اور عربی زبان میں اچھے اشعار موزون کر لیا کرتی تھی لیکن شاعری کو

فنون اسقدر نہمک نہ تھی کہ کسی دوسرے ضروری کام پر اسکو ترجیح دیتی اور اس اشعار جو انگریزی اور دیگر مثنوی

سے ملو ہوتے تھے حسن و عشق کی ولولہ انگیز فقرات سے بالکل پاک تھے۔

یہ اپنی حرم سرا کی بیگموں کے نام مختلف زبانوں میں اپنے ہاتھ سے خطوط لکھتی بلکہ اوسکا منصب فرض تھا کہ

تمام سلطنت کے افسروں اور عمدہ داروں کے نام جسقدر احکام اور مضامین صادر ہوتے تھے انھیں خود

اپنے ہاتھ سے لکھتی تھی۔ نیز تیمور کے حضور میں جسقدر عرائض اور استغاثے یا یادداشتیں اور رپورٹیں گزرتیں

جو روزانہ سیکردون کے تقدوسے متجاوز ہوتی تھیں انکے متعلق احکام و تجاوز اور فیصلے اسی کے ہاتھ کے لکھے ہوتے

تھے۔ غرضکہ حمیدہ بانو بیگم جیسی فصیح و بلیغ اور عقل و تہیز کا تیل تھی ویسی ہی اپنی العجب فیز فیاضی اور صیرت انگیز

خوش اخلاقی میں بھی مشہور تھے۔ یہ اپنے فرائض اور اوقات کی بڑی پابند تھی جسکی

مثال ایشیائی سلطنتوں میں کم ملتی ہے۔ اگر مختلف علوم کی کتب بینی اور مطالعہ میں مصروف رہتی اسکی سب سے

بڑی یادگار دو کتابیں ہیں جو اسنے امیر تیمور کے انتقال کے بعد قسطنطنیہ میں برک رکھی ہیں جسے اسکی ذاتی قابلیتوں

اور فطری لیاقتوں کا کافی پتہ ملتا ہے۔ ایک کتاب کا نام ترکی خواتین ہے اور دوسری کا نام

امیر تیمور کی فتوحات ہند۔ یہ دونوں کتابیں اصل اسکے اون سفری مشاہدات اور کتب بینی کی تحقیقات کا نتیجہ

ہیں جنکو وہ وقتاً فوقتاً بطور یادداشت ضبط تحریر کرتی تھیں۔

ترکی خواتین کی تاریخ اک ضخیم کتاب ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ ترکی شرفا کی خواتین کے اخلاق و عادات

طرز معاشرت مقامی تعلقات اور باہمی میل جول۔ شائستگی و تہذیب۔ اپنے شوہروں کے ساتھ محبتانہ

برتاؤ۔ انتظام خانہ داری کی کیفیت یہ تمام باتیں بالتفصیل ارقام کی ہیں۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ عورتوں کا عموم

کون کون سی باتیں اختیار کرتی چاہیں جن سے انکے خانگی انتظام کی کیفیت بوجہ احسن انجام ہو سکے اور

وہ کون کون سی باتیں ہیں جنکے ذریعہ سے عورتیں اپنی بچلیسوں اور مصحتوں میں امتیاز یہ نظر سے

دیکھی جانے کے قابل ہو سکتی ہے اور انکے خاوند انھیں ہمیشہ عزیز رکھ سکتے ہیں۔

دوسری کتاب تیمور کی فتوحات ہے یہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب اور بتیل تاریخ ہے خزانہ ہے اسکے

اول حصوں میں حمیدہ بانو بیگم نے ان مورخوں کے متعصبانہ اور جاننا نہ اعترافوں اور کزولانہ حملوں کے نہایت ستانت اور سنجیدگی کے ساتھ معقول جوابات دیے ہیں۔

جنھوں نے آغاز فتوحات سے امیر تیمور کے نتیجہ انگیز پالیسی پر حملے کیے ہیں جو دلچسپ اور متجرب ناک واقعات پر کہ تیمور کے متعلق اس میں مندرج ہیں اور تاریخوں میں

بہت کم دیکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کے تقریباً تین حصوں



ہیں تو تیمور کے عادات و اخلاق اور تمدنی و ملکی حالات اور اس کے معاشرتی طرز پر بحث کی گئی ہے۔ اور آخری حصہ میں حمیدہ بانو بیگم نے نہایت ہی محل طور پر اپنی تاریخی زندگی و واقعات درج کیے ہیں۔ ان دونوں کتابوں کا اول فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اور پھر فرانسیسی سے مختلف زبانوں کے قوالب میں ڈھالی گئیں حمیدہ بانو بیگم کی طبیعت سینے پر وئے کی طرف مائل نہ تھی۔ کیونکہ عالم طفلی سے اس وقت تک اسے اس طرف کبھی توجہ نہیں لائی گئی۔ نہ کبھی اسے اس کی ضرورت پڑی۔ البتہ زرہ بکتر بنانا خوب جانتی تھی۔ شہنشاہ تیمور جب قدر زرہ بکتر معرکہ آرائی کے وقت استعمال میں لاتا تھا وہ سب اسی کے ہاتھ کی بنائی ہوتی تھیں۔

حمیدہ بانو بیگم بیشک اسلامی دنیا میں داخل ہو چکی تھی مگر اصول اسلام کی پابندی میں سرگرم اور مستعد نہ تھی۔ نہ جگہ نہ نماز جو اسلام کا رکن اعظم بلکہ اس کی اصل اور بنیاد قرار دی گئی ہے یہ کبھی انھیں کبھی پابندی اور قید کے ساتھ ادا نہ کرتی تھی اور سب سے زیادہ تعجب ناک بات یہ ہے کہ وہ باوجود مسلمان ہونے کے بھی کبھی کبھی حالت تنہائی میں اپنے سابق مذہب زرتشتی پر مائل ہو جاتی اور حقیقاً جھاڑ کر آتش پرستی پر محو ہو جاتی تھی۔ گویا اسلامی حالت میں بھی زردشتی مذہب کی محبت کے لیے اس کے دل میں خاطر خواہ جگہ بانی تھی۔

حمیدہ بانو بیگم کی خوبصورت اور روشن تصویر میں یہ ایک ساریک اور بدینا پہلو ہے جس سے اسلامی مورخوں کی نگاہ میں اس کا اسلام مت نسبتہ نظر آتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض عربی تاریخوں میں اسے محمدانہ اور نچل خیالات کی عورت بتایا گیا ہے۔ لیکن با اینہم میں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حمیدہ بانو بیگم اپنے زمانہ کی ایک نہایت ہی خلیق اور متواضع اور باحیا و رشباع عورت تھی اور اسے ہر قسم کے علوم و فنون سے بڑی دلچسپی حاصل تھی۔

حمیدہ بانو بیگم بہت مستقل مزاج تھی قلمی اصطلاح کی عظیم الشان لڑائی اسی کی جہت مردانہ سے سر ہوئی۔

قلمی اصطلاح کا گورنر ایک شخص شریف حسن بانی جو تیمور کی طرف سے اس پر خائفانہ تعریف لکھتا تھا باغی ہو گیا۔ اس پر تیمور نے مشتعل ہو کر جنگ کا حکم دیدیا ہے۔ یہ سنتے ہی حمیدہ بانو تیمور کے سامنے آئی اور گورنر اصطلاح کا مقابلہ کرنے کی خود درخواست کی اور باوجود تیمور کے انکار کر کے پھر بارہ ہزار فوج کی محبت سے روانہ ہو گئی۔ اور قلم کا جاگیر محاصرہ کر لیا اور ایک خط یابین صفوں شریف حسن کے نام ارسال کیا۔ "شریف حسن تم نے جو یہ بغاوت کی آگ بھڑکائی اچھا نہیں کیا۔ میں تمہیں یقین دلانی ہوں کہ اگر تم اب بھی اپنی سرکشی اور غرور سے باز آگئے تو شہنشاہ تیمور کے نزدیک بھڑکائی و صبیحی صبی و قہقہہ تسلیم کیا جائیگی جیسے اس سے پیشتر تھی۔ اور اگر تم نے صرف بعض مغرور اور نخوت پسند اشخاص کے اشتعال طبع سے اس آگ کے مشتعل کرنے کی سعی کی تو پھر تم خوب سمجھ لینا کہ بغاوت سرکشی کا نتیجہ ہمیں بہت جلد مل جائیگا۔ تمہارا ساتھیوں کی مغرورانہ گردن تو زکریا پروردگار الہی جاویدگی۔ اور تمہارا تن بے سر ہادرون کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پاش پاش کر دیا جائیگا۔ اگرچہ میں عورت ہوں لیکن اپنے ارادہ کی پوری ہوں۔ میں نے معصوم قہقہہ کر لیا ہے کہ جنگ جسم میں روح باقی ہے لڑائی سے منہ نہ موڑو گئی اور تانہ تکرار تمہاری نقش گھوڑوں کی سمون سے رو نہ دیتی نہ رکھ لو گئی ہرگز صلح پر آمادہ نہ ہو گی۔ میں مخلوق خدا کی خوش مرادگی سے اپنی خوشخوار تلوار کو زینل کرنا پسند نہیں کرتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ باہر اترم سے کتنی ہوں کہ اپنی اس غلط کاری اور غارتگری اندیشی پر متنبہ ہو جاؤ۔ باقی والسلام۔

جب یہ خط شریف حسن کے پاس پہنچا اسے حمیدہ بانو بیگم کو فریب دینے کا موقع اچھا ہاتھ لگ گیا۔ اس وقت ایک لجاجت آمیز عرضی بیگم کی خدمت میں روانہ کی اور میں لکھا تھا کہ آپ کے غلام کامر حاضر ہے چاہے اسے تلوار سے کاٹ کر فرنگ میں باندھ دیا جائے چاہے تاج بخشی کیجیے۔ خدا گواہ ہے کہ نہ میں باغی ہوں نہ بغاوت کی آگ بھڑکانے میں کوشش کی۔ البتہ بعض بیگمہ معاملات ایسے درپیش ہیں جنہوں نے میری بغاوت کا فرضی اعلان دیدیا ہے اور فرض کیا جائے کہ اگر مجھ سے بغاوت وقوع پذیر ہوئی ہو



اس آواز میں ناکامیاب ہوئی۔ دوسری آواز دینے کا قصد تھا کہ شریف حسن ایک کامل سواروں کے گروہ سے اس جریہ عورت پر آگرا۔ درحقیقت یہ ایک نہایت نامردی اور بزدلی کا حملہ تھا جو شریف حسن نے حمیدہ بالو بیگم پر کیا مگر حمیدہ بیگم نے بڑی استقلال اور تھوڑی سی آگے بڑھ کر مخالف کے کثیر لشکر فوج سے مقابلہ کیا۔

شریف حسن نے اپنی فوج کو حکم دیدیا تھا کہ حتی الوسع اس بہادر خالون کو زندہ قید کر لیا جائے اور تار تیکہ میں حکم ندوں کوئی حملہ نہ کرے۔ یہ حکم حمیدہ بالو بیگم کے حق میں نہایت مفید تھا ورنہ باغی فوج کا ایک دستہ اوسپر حملہ کرنے کے لیے کافی تھا حمیدہ بالو نے باغی فوج کا ایک حلقہ اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو گھوڑے کی بالین روک کر کھڑی ہو گئی اور جب فوج نے اوسپر حملہ کرنے سے کسیدرتامل کیا تو وہ متعجب ہوئی لیکن فوراً ہمار گئی کہ انکا منشا مجھے زندہ گرفتار کر لیا ہے۔ یہ خیال کر کے اپنے خود یورش کرنا چاہتی تھی کہ شریف حسن نے مخوف ہو کر اپنے سواروں سے کہا کہ اسے شیا سوا دھڑ آؤ دشمن کے فوج نے میرا محاصرہ کر لیا اور انکا پریشانی ہو کر کوٹنا تھا کہ حمیدہ بالو بیگم نے فوراً پشت کیسٹ سے تار کیا اور بلند آواز میں ڈپک کر کہا اور فریبوں ہو ستیار ہو جاؤ تمہاری فکر کا نتیجہ ابھی ظاہر ہو جا تا ہے۔ دیکھو میری امداد کے لیے اور بھی فوج بیو کچ گئی ہے۔

ادھر تو شریف حسن کی فوج میں اضطراب اور پریشانی نہ پھیل گئی اور دھرم حمیدہ بالو بیگم کی فوج سب طرف سے سخت جنگ پر آمادہ ہو گئی حمیدہ شریف کی فوج میں درانہ نفس پڑی۔ اسنے بہت سے آدمیوں کو اپنی خونخوار تلوار سے مار کے گرا دیا۔ اور جو قریب آیا موت کے دریا میں غرق ہوا۔ دشمنوں کا غول منتشر ہو گیا۔ اور گھسان کی جنگ ہونے لگی۔ صبح تک معرکہ نرم گرم رہا۔ حمیدہ زخموں سے چور چور ہو گئی۔ لیکن خوش نصیبی سے میدان اسی دلیر خالون کے ہاتھ رہا۔

حمیدہ بالو بیگم زخموں سے اسقدر زار ہو گئی تھی کہ اسے بالقلعہ محاصرہ سے ہاتھ اٹھانا یا بڑا چنانچہ وہاں سے ہٹ کر تیس میل کے فاصلہ پر موضع سلطانہ میں آکر

توین اوسکی معافی کی التجا کرتا ہوں۔ غلام سے کبھی سرتابی عمل میں نہ آئیگی کل حضور کے لیے قلمہ کا دروازہ کھول دیا جائیگا اور غلام خود بھی دست ادب باندھ کر حاضر ہوگا۔

حمیدہ بالو بیگم یہ تسلی بہت قریب مگر خوشی سے پھولی نہ سالی۔ اس اطمینان کے باعث آرام سے سو رہی تھی کہ حمیدہ بالو بیگم کے خیمہ کے پہرہ دار بھی بھجری کی میٹھی نیند نے رہے تھے۔ کہیں اس خواب فرگوش کے وقت (شب کے دو بجے) شریف حسن نے خوفناک شیخوں مارا جبکہ چاروں طرف تاریکی پھیل رہی تھی اور سکوت کا عالم تھا۔ مگر خوش نصیبی سے حمیدہ بالو بیگم اسوقت امیر قیور کے نام خط لکھنے میں مصروف تھی کہ کیا ایک گھوڑوں کے سمون کی دہشت ناک صدائیں گوش ہونیں۔ پہرہ دارے سپاہی نے بھرائی آواز میں کہا حضور دغا باز و مکار غنیم کی فوج آپہونچی۔ سپاہی کی اس خوفناک گھنگو سے حمیدہ بالو بیگم حواس باختہ ہو گئی لیکن اسنے اپنی پریشانی مجتہد کر کے بہت استقلال سے کام لیا اور مسلح ہونے پر آمادہ ہو گئی۔ ابھی فوج لباس سے پورے طور پر مرتب ہوئی تھی کہ فوج مخالفت نے اوسکے خیمہ کو کر گھیر لیا۔ اب پہرہ دار بھرائی آواز میں چلا یا کہ غنیم نے خیمہ کا بھی محاصرہ کر لیا و بہت استقلال کے ساتھ خیمہ سے باہر آئی دیکھا کہ میری تمام سپاہ غفلت میں قتل ہو رہی ہے اور غنیم کے ایک بڑے دستے نے میرا خیمہ گھیر لیا ہے۔ اسوقت حمیدہ بالو بیگم بالکل تنہا تھی کوئی اوسکا مددگار نہ تھا اس نے نہایت استقلال سے لٹکار آواز دی کہ افریبی دغا باز شریف حسن کہہ رہے سامنے آ اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھا۔ یہ سنکر فوجان شریف حسن کا بڑا بیٹا آگے بڑھا اور گستاخانہ لہجہ میں کہا بیگم صاحبہ آپ محاصرہ میں آئیگی ہرین اب آپکا جانبر ہوتا محال ہے اگر آپ مجھے بجائے اپنے متوہر کے سمجھیں تو ابھی محاصرہ اٹھا دیا جا اور آپکو عزت و توقیر سے قلمہ صلیبی حکومت دیدی جائے۔ اس بات پر حمیدہ بالو بیگم نہایت برہم ہوئی اور فوراً کرش سے ایک تیر نکال کر ایسا مارا کہ وہ گھوڑے سے نیچے آ رہا۔ اسنے اسیوقت اپنے باؤسی کارڈ کو تیلہ آواز سے پکارا اور تعداد میں کل بالندہ تھے جو اس پر خوف رمنہ میں اپنی بیگم کو چاروں طرف نہ دیکھتے پھرتے تھے۔ حمیدہ بالو بیگم

مقیم ہوئی۔ یہاں زخمون کا علاج کرایا اور اندمال کے بعد تندرست ہو گئی۔

اگرچہ اس شہنشاہ میں حمیدہ کے تین ہزار پالتو سوار پیدل کام لگاؤ رکھ کر بھی ہوئے۔ مگر چونکہ سامان رسد اسکے پاس معقول تھا اسلئے اس نے دوبارہ قلعہ کی طر بات اٹھاؤا و قریب پہونچتے ہی چھ سات میل کے فاصلہ سے باقی افواج سے مقابلہ کیا دس روز تک جنگ مغلوبہ ہوئی۔

گیا رصوبہ دن حمیدہ نے قلعہ تسخیر کر لیا شریف حسن خاص میدان کارزار میں قتل ہوا اور اسکے اہل و عیال زندہ گرفتار ہوئے حمیدہ نے ان کو ساتھ راجا نہ برتاؤ کیا۔ اور قلعہ مفتوحہ اپنے ایک معتبر افسر کے سپرد کر کے مراجعت کی۔

یتیمور کی تین بیگمیں اور بھی تھیں لیکن دو بیگمیں اپنے شوہر کے سامنے ہی انتقال کر گئی تھیں حمیدہ اور فخر النساء بیگم بقید حیات تھیں۔ جب یتیمور بیمار پڑا اور روز بروز اسکی حالت ردی ہونے لگی تو حمیدہ نے یتیمور سے عرض کیا کہ میرے لئے کیا ارشاد ہوتا ہے یتیمور نے عالم سکرآت سے ہوش بجا کر کہا کہ میرے انتقال کے بعد تم تخت نشین کیاؤ۔ لیکن جب یتیمور کا انتقال ہوا تو حمیدہ بالو بیگم کا سوتیلا بیٹا ایک خوشخوار معرکہ کے بعد سلطان بنا گیا۔ اسوقت یہ شہنشاہ خاتون بہت ساز و جواہر ہمارا لے لیکر براہ راست شہر طغلس کو چلی گئی۔ شہر سمرقند سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر انزار نام شہر آباد ہے جہاں امیر یتیمور بستر علالت پر رہ کر رحلت فرما ہوا۔ اسکا مقبرہ سمرقند میں ہے یتیمور نے کل ۲۳ سال سلطنت کی اور ششہ ہجری میں اکھبر برس کی عمر کو پہونچ کر راہ فنا اختیار کی۔ امیر یتیمور کی ولادت تخت نشینی اور وفات کی تاریخ رابعی ہذا سے نکلتی ہے۔

سلطان تھمر کہ مثل اوشاد بنود۔ در ہفت صدوسی و شش سال پونچھ و ہفتصد و ہفتادویکے کرد جلوس۔ در ہشت صد و ہفت و دو عالم برد و حمیدہ بیگم کے سات فرزند ہوئے مگر گئے کتب بینی کے سوا کوئی دوسرا اسکو منتقل نہ تھا۔ جس طرح یتیمور کے یہاں اسی طرح نہین کیا اسبطرچ اب بھی آذادانہ طور پر ممبران ار کھوڑے پر گشت کرتی تھی۔ اگرچہ ارکان سلطنت نے

چند مرتبہ اسکو لکھا کہ آپ اسطر کا رخ کریں تو ہم میرا شاہ کو قتل کر کے ایکو یتیمور کا حسب وصیت شاہ جانشین کریں مگر اس نے سلطنت کی پروانہ کی اور انھیں جواب میں لکھ دیا کہ دارین کی سرخروئی مد نظر ہے تو اپنے موجودہ بادشاہ کی اطاعت میں گردن تسلیم و رضا خم کرتے رہو۔

طغلس کے کوہ کری پر اس خاتون نے ایک خوشنما عمارت بنا کر سکونت اختیار کی یہاں چند معاملات پھیرا ایسے پیش آئے کہ اسنے طغلس چھوڑ کر بالعموم سکونت منتقل کرنی پڑی اور ملک نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا تو وہ قسطنطنیہ آئی اور یہیں انتقال کیا۔

حمیدہ کے انتقال کے وقت زر و جواہر اور نقد و جنس کچھ نہ تھا البتہ ایک بڑا کتب خانہ تھا جو آخری وقت وقف کر گئی تھی۔ اس کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کے ایک لاکھ پچھتر ہزار کتب تحصیل اس مشہور اور فیاض دل خاتون نے ساٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

## فخر النساء بیگم

اسکا پہلا عقد اک قاہرہ کے شاہزادہ سے ہوا جب یہ سن بلوغ کو پہونچی تو اس خاوند نے اپنی بے اتفاقی ظاہر کی جب اسکے والدین نے اس معاملہ میں اداوندی تو یہ اسکا نہ یہ آئی اور قاضی کی عدالت میں شہر کے برخلاف دعویٰ کر کے خلاص یعنی آزادی حاصل کی۔

اسکے بعد ایک خاندانی لفٹ سے کالج کیا جس سے اسکے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ دو بیگمیں اور ایک بالقی کی حالت میں مر و اور مفتوحہ الحجر ہوئے۔

لفٹ جناب میں کام آیا۔ ان حادثات سے فخر النساء رنجیدہ ہو کر اپنے وطن اور وطن سے کراچی حیدر آباد مختلف شہروں سے گذرتی ہوئی براہ ملتان افغانستان کے بلاد کے سمت روانہ ہوئی۔

وہ کسی نہ کسی طرح یتیمور کے محلات میں داخل ہوئی۔ اس سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ یہاں شاہ جو یتیمور کا جانشین ہوا اسی روشن دماغ بیگم کے بطن سے تھا۔ یہ بیگم نہایت متشرع اور پابند صوم و صلاوہ تھی۔

بعد نماز فجر قرآن شریف کی تلاوت میں پیر و نابتی آنکھوں سے  
آنسوؤں کا دریا بہا لیا۔ وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ روبرو  
تو بیخ روانہ رکھتی سخاوت و درحمانہ برتاؤ رکھتی جس سے وہ  
ہر صغیر و کبیر کی آنکھوں میں نور تھی یہ اپنے خاوند کے کچھ دن  
عازم ملک بچا ہوئی۔

## ارجینی یا عظمت النساء بیگم

پر سلیقہ شعار اور پاکدامن خاتون شہنشاہ تیمور کی بیٹری  
بیگم ہے جو اصل میں ایک برہمنی خاتون تھی۔ جب تیمور نے  
ہندوستان پر یورش کی اور دہلی کو مال کر کے ہر وار  
میں عین اوس موقع پر پہنچا جبکہ جو مہمانانہ عروج پر تھا  
اور ہزاروں پری جمال حسینوں کا مجمع تھا۔ انہیں اک ارجینی  
خاتون بھی تھی جس کے اقبال کا ستارہ چمکنے کو تھا اور اک  
بادشاہ و لواعزم کی بیگم بننا مقدر میں تھا۔ غرض تیمور نے  
قتل عام کا حکم نافذ کر دیا جس پر ہزاروں بیگناہوں کی گردنیں  
اوڑنے لگیں اور ترکوں کی خون آشام تلواریں اپنا کام بہت  
سرعت کے ساتھ کرنے لگیں جب اس خونریز کام سے  
فراغت حاصل کر کے تیمور وہاں سے لوٹا تو قیدیوں میں  
ارجینی مذکورہ بھی آئی۔ جب تیمور کے سامنے لائی گئی تو  
اوسکی تجسس نہ نظر میں سے پیشتر ارجینی پر پڑا۔  
یہ لڑکی اٹھارہ برس کی تھی تیمور اسکی خوش و منع اور جو بنوں  
پر آئی ہوئی جوانی دیکھ کر فریفتہ ہو گیا اور اوسکا اصلی وطن  
اور حسب و نسب دریافت کیا۔

اس پر یوش نے بڑی بیباکی اور سختی کے لہجہ میں کہا  
اے شاہ معظم مجھ پر نصیب کا نام ارجینی ہے میرا مہربان  
باپ اور ایک اچھائی ووجہ شجاعت کے جو ہر دکھا کر اور  
داد جو انہر دی دیکر تیرے جنگجو لشکر کے ہاتھ سے مارے گئے  
مجھ پر تیرے جنت کا اصلی وطن شہر بنارس ہے اور میں معرضانان  
اور بزرگ قوم برہمن سے ہوں۔ علم سنسکرت میں اپنی  
جاو لاوت یعنی کنارس پڑھ لیا۔

غرض ارجینی کی فصاحت و بلاغت اور حسن و لطف نے  
تیمور کو اوسکا گردیدہ کر دیا اور خوش قسمتی سے اوسکے سر پر  
بیگم کا تاج رکھا گیا اور تیمور کے عقد سے سرفراز ہوئی۔ اور

عظمت النساء بیگم نام رکھا گیا۔ ہر چند کہ اُسکے وطن سے  
فرزند ہوئے لیکن انہیں زمانہ کے ہوا موافق نہ آئی اور  
باشاہ میران شاہ کے بعد دیگرے مار ڈالے گئے۔

## آرام دل

یہ ایک انتہا درجہ کی خوبصورت نوجوان نوزیر کنیز تھی جو  
تو اتون کے وزیر سے خاں زمان کے ہاتھ بڑ گئی تھی خاں زمان  
شہنشاہ ہمایوں کے دوران حکومت میں فوجی جبر ل تھا  
اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار میں امیر الامار  
کے ممتاز منصب سے معزز تھا۔ آرام دل کمال خوبصورت  
عورت تھی اسکا سینہ ادبھرا ہوا تھا تیلی کر۔ انہیں آہو کی  
مثال تھیں۔ گویا دست قدرت نے نیچے موٹی کوٹ کوٹ  
کر بھر دیے تھے اعضا سدول تھے رنگ نہایت صاف  
اور لطیف تھی دہانہ بالکل چھوٹا تھا۔ غرض جو باتیں ایک  
انسان میں خوبصورتی اور دوسروں کو گردیدہ کر سکتے ہیں  
شاہان میں وہ سب اس مٹی کی تیلی میں موجود تھیں۔  
خاں زمان اس سے انتہائی محبت رکھتا تھا۔

شاہم بیگ نام سے ایک نوجوان شخص جو اپنی طاحت  
اور خوبصورتی کے لیے شہرت پذیر تھا پہلے ہمایوں بادشاہ  
کے منظور نظر ہو کر ہمایوں کے زمرہ خواصوں میں داخل  
ہو گیا لیکن ہمایوں کو جب اسکی باطنی بدصورتی کی اطلاع  
ہوئی تو فوراً اوسکے جلا وطن ہونیکا حکم نافذ فرمایا اسی  
اثنائیں خاں زمان کے دل پر شاہم بیگ کی دلپذیر صورت  
کا کاری تیر لگا اور وہ اوسکا شیفہ و فریفتہ ہو گیا۔ اور  
تھوڑے عرصہ میں یہ راز طشت از بام ہو گیا۔ ملا پیر محمد  
کے وساطت سے اراکین سلطنت نے خاں زمان کے راز  
کو نفرت انگیز پیرایہ میں بیان کیا شاہ نے پر غضب ہو کر  
خاں زمان کے استقبال پر فوج کا ایک معقول دستہ  
شاہ کی جانب سے معین ہوا اوسوقت خاں زمان خان کو بجز  
اسکے اور کچھ چارہ نہیں ہوا کہ شاہم بیگ کو اپنے گھر سے  
بکال کر جلا وطن کر دے۔

شاہم بیگ خاں زمان سے علیحدہ ہو کر عبدالرحمن کی حکومت  
میں پہنچا جو اسکا پڑا دوست اور قدیمی شکر گزار تھا۔

جانشین تیرا ایسا چھد کر وہ میووش ہو کر گھوٹے سے گر ا اور گر کر  
دولون جہان سے اٹھا۔

یہ لائف آرام دل کے متعلق ہیں جس کا نتیجہ یہ خونریزیان  
ہوئیں۔

## آسائش بالونیکم

یہ با عصمت خاتون شہزادہ محمد مراد بخش کی بیٹی حسن و جمال کے  
علاوہ نہایت متین و سنجیدہ اور بیدار عورت تھی۔ چھوٹی سے عمر میں  
اسکے لیے ایک معلم رکھی گئی جو علاوہ فارسی کے عربی میں بھی ایک  
درجہ تک تھی اس نے آسائش بالونیکم کو ایک مستعد تعلیم یافتہ خاتون  
بنادیا۔ فارسی کے سوا ترکی زبان اچھی بولتی تھی۔ پورا کلام مجید  
حفظ تھا اور بہت سادقت اسی کے دور میں صرف کر لی تھی اس کی  
تمام ہنر متین اور خواص و کمینہ بھی قرآن غانی جانے میں معروف  
رہتیں اور ایسی عورتوں کو اسکے حضور میں دخل و بار تھا۔ یہ علاوہ  
با عصمت و عفت ہونے کے نہایت سخی فیاض تھی۔ نامور شہزادوں  
اور بیگمات جو بطور نظر بندی محل میں داخل تھیں وہ بھی مسلح رہتی  
تھیں اور ان کے لیے آزادی تھی اور چونکہ یہ میدان جنگ میں  
مردوں کے پہلو پہلو اور شجاعت دیتی۔ اس لیے اس کو اطمینان  
تھا کہ میں ان کی پوری حفاظت کر سکو گی۔ یہ اکثر باغون اور رضون  
کے سیر میں گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کرتی اس نے اپنی کینزوں کا  
اک باری کار ڈبنا تھا اور اسکے لیے زرین وردیاں طیار کرادی  
تھیں یہ کارڈ ہر وقت اسکے بلوین رہتا تھا۔ اس کی مدنی اور  
معاشرتی حالت نہایت عمدہ اور نتیجہ خیز تھی البتہ یہ کسی قدر غرور  
تھی لیکن اس بد مزاجی پر بھی وہ کسی کی نگاہ میں دشمن نہ تھی  
والدین اور بیگمات محل او سکوجان و دل سے چاہتے تھے۔  
خواجہ محمد صالح ولد خواجہ طاہر نقشبندی کے ساتھ اس کا عقد  
ہوا۔ ۹ جہیز عالمگیر نے آسائش بالونیکم کو دیا تھا اس سے زیادہ  
اپنی بیٹیوں کو نہیں دیا تھا۔

اس نے عقد میں آتے ہی اپنے شوہر کو ایسا مطیع و فرمانبردار  
بنالیا کہ وہ بلا مشورہ اور اس کے بغیر خود کوئی کام نہ کرتا تھا۔  
اور ہر امر میں اس کی دیکھنی اور آسائش بالونیکم نظر رکھتا تھا۔ اور  
یہ اس کی اعلیٰ درجہ کے علم اور پرمغزی و روشن دماغی کا نتیجہ  
تھا لیکن مدحیہ موت کے تہ جھونکے نے اس کو غیر عمر کو جو

اوسنے باعزاز تمام اسے اپنے غلو تھانہ میں اتار۔ اور زیادہ عرصہ تک  
مہمان رکھتے اور اوسکے ساتھ ہم نواز و ہم پیاز ہونے سے کمال  
مسرور ہوا۔

جس زمانہ میں شاہم بیگ خان زمان کی صحبت میں تھا اوس زمانہ  
میں اس نے آرام دل کو دیکھ لیا تھا اور اوسکی دل فریب تصویر نے  
اوسکے دل سے وہی کام کیا تھا جیسے زہر آلود تیر کسی کے ملائم  
سیدھے۔

شاہم بیگ نے اسکی صورت کو بغور دیکھا اس وقت اس نے بھی اپنی  
حسن کے کوششوں اور غرہ ناز کی کمندوں سے پورا کام لیا۔ یا تو قی  
لبوں پر فوراً مسکرا ہٹ نایاں ہو گئی اور اکملین جادو کے دل فریب  
خنجر جلانے لگیں۔ الغرض دل آرام کی ان نازا فرینیوں سے  
شاہم بیگ پر وہ سحر کیا کہ اوس کا دل قابو سے باہر ہو گیا۔  
محسن کش شاہم بیگ نے اپنے مربی اور ولی نعمت کے حسابات  
کی یہ تلافی کی کہ چند دن میں دل آرام سے میل پیدا کر لیا۔ اور  
ادھر یہ یوفا عورت بھی اسکی محبت میں گرفتار ہو کر باہر گر عیش و  
عشرت میں مصروف ہوئی۔ عشق و مشاک کی بوہرگز ہنسین  
چھپ سکتی۔ جب یہ راز خان خاتون پر کھلا تو اوس نے اپنی بدنامی  
کا دھبہ مٹانے اور شاہم بیگ کی خاطر کیواستے آرام دل کو اسکی  
نذر کر دیا۔

غرض جس زمانہ میں یہ عبدالرحمن کامہان تھا آرام دل بھی اسکی  
ہمراہ تھی ایک دن شاہم بیگ کی محفل نشاط گرم تھی شراب کا دور  
چل رہا تھا اس وقت شاہم بیگ کے دل میں یکایک آرام دل کا خیال  
آیا جس نے اسکی اس عیش و نشاط کی محفل کو خاک میں ملا دیا۔  
اس نے نہایت بہتری سے عبدالرحمن سے آرام دل کو حاضر لایا انکی  
التحاکمی عبدالرحمن کی محبت کے تقاضا نہ کیا کہ ایسے فعل کو اختیار کر کے  
اسکی تعمیل کرے۔ اوسنے صاف انکار کر دیا۔

غرض شاہم بیگ کی محبت میں جو سوار و نکاح و ستہ خان خاتون  
کے کردیا تھا اوسکو اشارہ کیا کہ عبدالرحمن کو گرفتار اور پاہ زنجیر  
کر کے زود کو کرب و جہانچہ ایسا ہی ہوا۔

عبدالرحمن کے باپ موندیک کو جب اس سر یا زلت حادثہ  
کی خبر ہوئی تو وہ ادبائشوں کے معقول جمعیت سے شاہم بیگ کے  
سر پر آفت کی طرح نازل ہوا اور بڑی خوشخبری کے ساتھ جانین  
کے غیر التقاد آدمی کام آئے اور شاہم بیگ کے جسم پر ایک

ابھی پوری طرح سے بچتے نہوا تھا نخل حیات نے گرا دیا شادی  
سے قرن چھ سال زندہ رہ کر عین شباب میں ۱۴ ربیع الثانی ۱۱۸۰  
میں انتقال کیا۔

## آغا بیگی

یہ ذہین اور عالی دماغ لوگ میران شاہ کی بیٹی اور شہنشاہ تیمور  
کی بیٹی تھی۔ اسکا طرز عمل شرفاء اور عادات و خصائل اخلاق اور  
تہذیب پر مبنی تھے۔ یہ یکم جیسے فطر کا شوخ بیباک تھی ویسے ہی  
قدرت نے اسے سنجیدگی اور تانت کا حصہ بھی عطا فرمایا تھا۔ لیکر  
لب بند اور ساکت رہتی تھی ممکن نہ تھا کہ آغا بیگی کے آگے بغیر دریا  
کے کوئی بات کر سکے۔

جو کچھ اسے اسیر سے مشاہدہ ملتا وہ تمام غزبا کو تقسیم کرتی اور اپنی  
فنا فی سبیلہ کی باتوں کی وجہ سے ہر دلعزیز تھی۔ اس مذہب اور بے  
خاتون کی شادی سعدی قاص سے ہوئی جو خاندان تیموریہ اور شرفاء  
رگانہ میں اہل وقار اور سب سے زیادہ ممتاز اور عالم و فاضل فصیح  
و بلیغ و قیام و سخاوت شہر تھا۔

جب آغا بیگی سترہ انیس برس کی عمر میں قدم رکھا تو مختلف شہزادوں  
کی جانب سے نسبت کی صدا ہوا خواستین آئین کو اس نے  
منظور نہ کیا۔ سعدی حسن لیاقت کی وجہ سے آغا بیگی کی شادی  
سعد سے کر دی گئی۔

شادی کے کچھ دن بعد اسکا مہربان باپ میرزا میران شاہ  
سلطنت کو چھوڑ کر عین شباب میں طعمہ اجل ہوا۔

شاہ بدین جبکہ قرا یوسف ترکمان سلطانی مہمات پر  
پورش کی تو امیر بسطام نامی جو شاہرخ ابن تیمور کی جانب سے  
تبعہ کا حکمران تھا قلعہ خالی کر کے فرار ہو گیا۔ اور سعدی قاص کے  
پناہ میں چلا گیا۔ سعدی نے مشتبہ سمجھ کر فوراً اسے قید کر لیا۔ جب  
شاہرخ کو خبر ہوئی اسکے جسم میں آتش غدا مشتعل ہو گئی  
سعد کو ایک فرمان میں مضمون روانہ کیا کہ بسطام کو قید سے آزاد  
کر دیا جائے اور اس سرکش اور بغاوت انگیزی کی آتش کو ہمیں  
سک رکھا جائے اگر تم نے اسے بھڑکانے میں کوشش کی تو  
پھر جو بدترین تہمتیں ایک سرکش باغی کا ہوتا چاہیے وہی ہوتا رہے۔  
سعد نے اس فرمان کی پروا نہ کی اور اسے خون سے بسطام  
کو اپنے ہمراہ لیکر تیریز چلا گیا۔ قرا یوسف نے جب عرق غم کو

پورش کی تو بسطام کو قید سے آزاد کیا اور ایک جہاز فوج کے  
بسطام کے بھتیجے کو قہم کی سمت روانہ کیا کہ وہ آغا بیگی کو  
میں لے آئے۔

آغا بیگی چونکہ نہایت بیدار فطر اور ہوشیار عورت تھی اور ہر بار  
میں نہایت احتیاط سے کام لیتی تھی انھی فرخ کے یہاں بھیجے  
اور قرا یوسف کی پیام دینے سے فوراً سمجھ گئی کہ کچھ دال میں کالا ہ  
آغا بیگی نے قرا یوسف کے کچھ گزشتہ ماجرا کو ذہن نشین  
کر کے اپنے خدام اور لونڈیوں کو مسلح ہونے کا حکم دیا اور خود  
اسلحہ زیب تن کر کے امداد جنگ ہو گئی۔

آغا بیگی چونکہ اپنے باپ کے ساتھ اکثر مہر کون میں شریک ہو چکی  
تھی اور جنگ کے فراز و نشیب سے تجربہ اور عطا علی تھی اس نے  
اپنے مستقل ارادے اور اپنی فراخ حوصلگی سے اس مہم میں وہ  
کار نمایاں کیے اور جو غزوی و مستعد کیے جو ہر دکھانے کا انھی فراخ  
اسکے مقابلہ سے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

آغا بیگی نے بڑی پھرتی سے تمام تر ایک فوج کو قید کر لیا اور  
سب کے سر اپنی خونریز تلوار سے کاٹ کر میرزا شاہرخ کے  
حضور میں روانہ کر دیے۔

میرزا شاہرخ نے آغا بیگی کی اس شہما عائد حملہ کی بہت تعریف  
کی اور ایک خوشنودی کا فرمان جس میں آغا بیگی کی نسبت  
تقریبی حملہ لگے گئے تھے روانہ کیا جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اگر  
آغا بیگی جیسی اور بھی عورتیں شجاع اور بہادر ہوتیں تو ضرور  
عوامین مردوں پر فوق رکھتیں۔

## ارزم بالو

یہ ذکی الطبع لڑا کی سیادت خان صفوی کی اکلوتی بیٹی تھی جو  
شاہجہان کے حضور میں نہایت محترم اور باوقار شخص تھا۔  
درباری لوگ عموماً اسکی عظمت کرتے تھے اور یہ ہمیشہ اپنی فیاض  
حوصلہ بندی بلند نظری سے سب کو خوش رکھتا تھا۔ ارزم بالو  
چونکہ اپنے ماں باپ کے اکلوتی اور چہیتی رہا کی تھی اس لیے عموماً  
سیادت خان کے متعلقین اس سے چھافت کیا کرتے تھے۔  
یہ عقیدہ خاتون علاؤ حسن و جمال اور شرافت و نجابت کے  
علمی و سنگدہ بھی رکھتی تھی اسکی خداداد ذہانت کا عام طور پر ہندو  
تھا۔ سیادت خان نے ایک ضعیفہ معلم کو اسکی تعلیم و تلم کے لیے



مقرر کیا تھا۔

اس نے اپنی دکاوت کے باعث متوہ زانہ میں تعلیم سے قانع ہو کر سپاہیانہ فنون حاصل کئے۔ گھوڑے پر چڑھنا۔ تیرا اندازی میں اس نے اعلیٰ درجہ کی مشق بہم پہنچائی۔

جب عالمگیر کا داراشکوہ سے مقابلہ ہوا آرمز بالو داراشکوہ کی فوج میں اپنے باپ سیادت خان کیساتھ موجود تھی اور اس کے پہلو پر پہلو نہایت بہادری اور آزادی سے عالمگیری فوج پر برابر تیر و کمانے میں برسا کر دوا شجاعت دے رہی تھی عالمگیر اس شجاعت پر ناہ اور قابل خاتون کی نسبت مختلف لوگوں سے تعریفی الفاظ سنا کرتا تھا اور اس کی ذاتی قابلیت اور فطری لیاقت کا شہرہ سن سکر مسرور ہوتا تھا اسی اثنا میں اولی العزم بادشاہ نے اپنے سب سے چھوٹے شاہزادہ محمد کام بخش کی نسبت آرمز بالو کے ورثا کے پاس بھیجی جسے اونھوں نے بخوشی منظور کر لیا۔

۹۲ھ میں رجب الاول کی ۱۵ تاریخ یکشنبہ کا دن اس مبارک تقریب کے لیے انتخاب کیا گیا۔ اُس دن کا لطف اکثر ساقا بل دید تھا۔ درخون پر بے شمار زریفت کے تھان لپیٹ دیئے گئے تھے صد با۔ خوبصورت اور نازک اندام لڑکے زرق برق کی زرتار و ردیوں سے آراستہ قدم قدم پر باقاعدہ کھڑے ہوئے تھے جنکے نزاکت آمیز ہاتھوں میں عطریں بھگوئے ہوئے گلہ سے دلفریب گلون میں پھولوں کے روہنی سنہلی گجر عجیب و غریب بہار دے رہے تھے۔ غرض شاہزادہ محمد کام بخش۔ بایں شان نزک مسجد تک آیا۔ قاضی شیخ الاسلام نے مسجد شاہی میں شاہزادہ کا کاح آرمز بالو سے کر دیا۔

ایک پہر رات گزرے عالمگیر نے اپنے دست مبارک خوش نصیب فرزند کے سر پر پیش قیمت گوہر کا سرہ باندھا اور تمام محلوں کی بیگمات کو حکم فرمایا کہ غسلیانہ کے دروازہ سے نواب زیب النساء کی محل تک شاہزادہ کی بارگاہ میں دو طرفہ پیادہ جائیں اور شاہزادہ کا عیاجہ کو پہنچا کر واپس آئیں آرمز بالو کو شادی کے بعد باغون کی یہ سچا بانہ گشت معکون کی مشرت سے اٹھنی روک دیا گیا اور اس نے اس پابندی کو ایک فرمانہ در عورت کی طرح اٹھایا اور اپنے شوہر کی اطاعت میں ثابت قدم رہی۔ اور اپنی مدت العمر اسے خوش رکھا۔

## آرام جان بیگم

یہ باعصمت اور شریف بی بی نور الدین جہانگیر بادشاہ کی بیٹی تھیں بیگم تھیں۔ سوائے حسن و جمال ظاہری عقل و دانش اور عیش و نشاط کا کافی سرمایہ رکھتی تھیں۔ ہر چند کہ جہانگیری اور بیگمات بھی خوش سلیقہ اور جودت طبع میں طاق تھیں لیکن اس کی دکاوت اور مالی فکر تک نہیں پہنچتی تھیں۔

آرام جان نے فارسی میں سب سے زیادہ اشنا اور قصاید کے لیکن افسوس کہ وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر ملک کے سامنے نہیں آئے جو اشعار زبانی سننے سنائے لوگوں کے یاد رہے وہی اس کی یادگار سمجھنی چاہیے۔

ہم اس باعصمت روشن دماغ خاتون کی شاعری اور حاضر جوابی کا نمونہ ذیل کے ایک مختصر نفاذ سے ناظرین کو دکھا چاہتے ہیں جس سے اس کی طبیعت اور ساتھ ہی عقل کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

ایک دفعہ جہانگیر ایک شہزادہ سے شرط کیل رہا تھا اور باہر یہ باری مقرر ہوئی کہ جو شخص مات کھا جائے وہ شرط میں اپنی خاتون ہار جائے اتفاق سے شہزادہ کی بازی چوڑی ہوئی تھی اور جہانگیر کی بازی کمزور ہو گئی تھی۔

جہانگیر کو جب کوئی جال زور و جلیق نہ بن پڑی اور مات کی ڈر اولی تصویر سامنے آگئی۔ نقشہ کو اس طرح چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور محل میں داخل ہو کر سب سے پہلے نور جہان بیگم کے پاس آیا جو نہایت صوفی الطبع عورت تھی اور اپنے شرط میں ایک بیگم کا دیدنی بیان کیا۔ نور جہان یہ وحشت انگیز تقریر سن کر ہوا گئی اور عرض کیا۔

تو بادشاہ جہانی جہان زد دست مدہ

کہ بادشاہ جہان راجہان بکار آید  
جہانگیر بیان سے بالوس ہو کر حیات النساء بیگم کی خلوت میں پہنچا اور اسی واقعہ کو دہرایا۔ بیگم نقشہ شرط کے متعلق سکوت کر کے یہ شعر پڑھ دیا۔

جہان خوش است و لیکن حیات می باید

اگر حیات نباشد جہان جہ کار آید

جہانگیر کے دل میں ان دو وزن بیگم کے جواب ایک عجیب

ارجمند بالو کے عام حالات زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی مجید اور فیاض عورت تھی۔ اور اور اسے دوسری شہنشاہ بیگم اور تاجپور شاہزادوں کی طرح جو آرٹس و زینت پر دلدادہ ہیں بظاہر دنیا کے مال و دولت اور تجمل و ثروت کے حاصل کرنے کی طمع نہ تھی وہ ایک نہایت دانشمندی اور ہر قسم کے اعلیٰ درجہ کے شاہی اوصاف اور کھانا قابلیتوں کا مجموعہ تھی۔

جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو ارجمند بالو کو ملکہ و بیست جڑاؤ زلیور اور طلائی ساز و سامان کے دولاکھ اشرفیان نقد عطا فرمائیں۔ اس سرچشم بیگم نے اپنی فیاضانہ ہمت سے اسی وقت تمام اشرفیان اور سامان بادشاہ پر پہنچا دیا کہ فقرا اور محتاجوں کو دیا۔ دوسرے سال جلوس کے موقع پر پچاس لاکھ روپیہ سرکاری خزانہ سے اس کو عطا فرمایا اس دریا دل نے اسی جلسہ میں اس روپیہ کو بھی خرچ کر دیا اور اپنی ضروریات کے لیے ایک حبیہ رکھا۔

گو شاہجہان اپنی اس پیاری بیگم کو سولہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا کرتا تھا اور کل خرچ شاہی اخراجات سے اوٹ تھا لیکن جب اس عالی حوصلہ نے انتقال کیا تو اس کے خزانہ میں کچھ باقی نہ تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے زمانہ حیات میں کل صرف کر دیا تھا۔

ایک دفعہ ارجمند بالو اپنے محل میں اک دیوان کا مطالعہ کر رہی تھی ایک نہایت ہی نیکو فیض شعر اسکے زیر نظر تھا جس کا جو شیلہ مضمون اسکے دماغ میں بجلی کی طرح گوندا رہا تھا۔ انجاء کار اوسمین ایک فوری جوش پیدا ہوا اور وہ از خود ہو کر اوس شعر کو بلند آواز سے پڑھنے لگی۔ اس بیخودی کے عالم میں شاہجہان بھی بغیر مطلع کیے محل میں چلا آیا اور اس نے خلات معمولی یہ حالت دیکھ کر تعجب کیا جب ارجمند بالو کی از خود تنگی کم ہوئی اور اس نے شاہجہان کو سامنے کھڑا دیکھا فوراً چونک پڑی اور کیا یک سر سے بالوں تک مقرر کر کاٹنے لگی۔ اور فوراً مودب کھڑی ہو گئی اور داب شاہی کی پابند ہو کر عرض کیا کہ میں مجھے مطالعہ کتاب نے ایسا بیخود کر دیا کہ معذور کے تشریف آوری کی خبر تک نہ ہوئی۔ بیگم کی یہ دلفریب تقریر سن کر بادشاہ نے نہایت تسلی آمیز لہجہ میں

تقریر اور انقلاب پیدا کر دیا اور وہ اپنے تیسری بیگم کے پاس جگا تعلق دتا تھا آیا اور وہی شطرنج اور اوسکی شہزاد کا ذکر درمیان لایا۔

لیکن اس تیسری بیگم نے اول الذکر بیگمات سے نہایت معقول شعور باگما۔ بیت

جہان و حیات وہمہ بیوفا است  
فنار انگہ دار کا خرفنا است

جہاں گیر نے اپنی چوتھی بیگم کو جس کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں طلب کیا اس عائد اور ذہین بیگم نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور آپ وہ نقشہ شطرنج میرے سامنے کھینچیں جس میں شکست کی صورت ہے ممکن ہے کہ اس خادسہ کے خیال میں کوئی چال آجائے۔ جہاں گیر نے وہ نقشہ آرام جان کے رو بر و مجاویا اس ہوشیار اور طبع بیگم کی قدرت و فکر کے بعد عرض کیا کہ شاہد و رخ بدھ و دلارام را مدہ

میل و پیادہ پیش کن وہ سپ کشت مات

جہاں گیر اس شعر کو سن کر حیرت کیا اور بے اختیارانہ مسرت سے اس کا چہرہ چمکنے لگا۔ اور آرام جان کی روشن و دماغی غرض عیش کرتا ہوا اپنی کامیابی سے خوش ہو کر شاہزادہ سے اوسن چاہے بازی حیات لی۔ اس خطاب سے آرام جان کی ذہانت اور طبعی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

## ارجمند بالو یا ممتاز محل

یہ معزز شاہزادی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ کی پہلی بیگم ہے جس کے دل اور حسن اور خداداد عقل کا شہرہ دور دور پہنچا ہوا تھا۔ اس بیگم نے نہ صرف اپنے حسن طاہری سے شاہجہان جیسے نامور اور اولوالعزم بادشاہ کا دل اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ بلکہ اپنی فطرتی قابلیت اور اپنی عالی دماغی اور اخلاق سے فریفتہ اور کردید بنانا تھا۔ گو شاہجہان کی دوسری بیگم عزیز النساء بھی بڑی لایق و قابلہ تھی۔ اور حسن و خوبی میں بمثل تھی لیکن جو بات قدرت نے اس بیگم کی فطرت میں رکھی تھی وہ کچھ اور ہی دلچسپی لیے ہوئے تھی۔ یہی وجہ تھی کہ بادشاہ اس سے کمال درجہ محبت رکھتا تھا۔

کہا بیگم تم مجھے معذور رکھنا میں تمہارے بیش قیمت وقت میں بے قاعدہ خلل انداز ہو چکا کہ کئی روز سے تمہیں دیکھنا تھا اس لیے اس وقت تمہارے اشتیاق ملاقات نے ایسا دیوانہ بنایا کہ بغیر اطلاع جلا آیا یہ کمکر بادشاہ نے سفید موتیوں کا گنھا اور جہیز بانو کے گلے میں ڈال دیا اور قسم ریز ہو کر کہا میں تمہارے اس جوش کے مبارکباد دیتا ہوں۔

یہ بیگم خانہ داری کے امور میں بہت قابل تھی۔ بڑے بڑے قابل امور سے خط و کتابت رکھتی اور آزادانہ طریقہ سے ہر بات پر عالمانہ بحث کیا کرتی تھی۔ بعض مورخین نے اسکی روشن لائف پر اپنی غلط بیانی کے سیاہ برقع سے پردہ مٹایا ہے لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے مورخانہ فراموش کو بالکل ادا نہیں کیا اور اندھاؤ ایک نئے دوسرے نے نقل کر کے شہرت دیدی۔

در اصل ارجمند بانو کی سوانح عمری پر جہاننگ نظر ڈالی جاتی ہے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت صحیح وصلہ مند عالی دماغ بلند خیال پرلے درجہ کی فیاض اور انتہا سے زیادہ تیز عقل عصمت آب۔ خوش نصیب خاتون تھی۔ اسکی ہان شاہجہان سے چودہ اولادین ہوئیں سات تو کسنی کے زمانہ میں داخل جنت ہوئیں سات باقی رہیں جو ارجمند بانو کے سلمے زندہ رہیں اس میں چار نامور شہزادے اور تین شہزایان تھیں جسکے نام مفصلہ میں ہیں داراشکوہ۔ شاہ شجاع۔ میرزا مراد۔ اورنگ زیب عالمگیر انجن آرا۔ گیتی آرا۔ جہان آرا۔ یہ کل اولادین ممتاز محل کی اکیس سال کی فاد داری کا پھل ہیں۔ اس عفت پناہ بیگم نے مسئلہ مہین سترھویں ذلیقہ کو رحلت فرمائی۔

مرنے وقت اسنے شاہجہان سے مخاطب ہو کر ایک نہایت غم آلود لہجہ میں کہا خدا کا شکر ہے کہ جس عادت اور طبیعت پر میں پیدا کی گئی تھی اسی میں اپنی عمر نہایت وضع داری سے بسر کی اب میرے دل میں کوئی حسرت باقی نہیں۔ جب لوگ ذرا دوا تمند ہو جاتے ہیں تو انکے ولوے اور وصلے نئی نئی متاؤن اور مسلسل آرزؤن کا شوق دلانے لگتے ہیں سگر افسوس اسوقت یہ ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ ان بے تعداد شوقوں کا نتیجہ کیا نکالے گا دنیا کے کشادہ منظر اور زمین کی فراخ سطح پر لاکھوں ایسی خوشنما اور عظیم الشان عمارتیں نظر پڑیں جتنی ایک ایک افتادہ اور گل اسام خشت کے نیچے آ رہا شوق حسرتوں کے گلے مل کر ہمیشہ رویا کرتے ہیں۔ کیا ان مالیشان

عمارتوں کے بانیوں کو معلوم تھا کہ ہماری آرزو میں یوں تھاک ہوگی ہرگز نہیں۔ اس نتیجہ غیر منطوق کے سلسلہ کو ہمیں دنیا کے فغاہشا سے ممتاز محل نے اپنی حیات سے آخر تک قطعی متفرق کر دیا اور عمارتیں کیا دور عمارتیں کیا اور کمال دس ہر کے درد نے اسے محرم حکم کو زلی پیدا ہوئے بعد موت نے اپنی ظالم آغوش میں کھینچ کر شاہجہان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا کر لیا۔

شاہجہان کی بقیہ زندگی میں کوئی ایسا موقع کم گذرا ہوگا جس میں ممتاز محل کی یاد اسے نہ ستاتی تھی۔ جب اسکی خوبصورت اور دلربا تصویر کا بادشاہ کے مراۃ خیال میں عکس پڑتا تھا جہان زار قطار روٹنے لگتا اور ایک نہایت ہی عالم سوز اور پُر درد آہ کھینچ کر اس زخم مرہ سے زبان کو آشنا کرتا۔

جب ممتاز محل نے رحلت کی تو اسکی خزانہ سے سفادت کی بدولت صرف ایک کروڑ روپیہ نکلا۔ اس مرحومہ کی بیٹیاں بھی رحلت سے قبل وفات پا گئی تھیں اور اب چار شہزادے اور اب چار شہزادے اور ایک شہزادی بیگم نام بقیہ حیات تھے۔ شاہجہان نے جب وصیت ممتاز محل اسکے تمام خاکی سامان اور ایک گور روپیہ کے دو حصہ کیے ایک حصہ تو بادشاہ بیگم کے تفویض کیا جو سب سے بڑی شہزادی جہان آرا بیگم تھی اور دوسرا حصہ چاروں شہزادوں پر حصہ مساوی تقسیم کر دیا۔

شاہجہان نے اس بیگم کے مزار پر ایک نہایت عظیم الشان اور بہترین عمارت اسکی یادگار میں طیار کر لی جسکا نام روضۃ عالم یا تاج بی بی کا روضہ مشہور ہے۔ یہ حیرت انگیز تعمیر پورے بارہ سال میں پچاس لاکھ روپیہ کی لاگت سے طیار ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسکے مصارف اور خرچ کے لیے چند مواضع اطراف کی اور تمام دوکانیں محقر کردی تھیں جسکی سالانہ آمدنی دو لاکھ روپیہ سے زیادہ تھی۔ اس شان و شوکت کی عمارت تمام دنیا کے وسیع سطح پر یہ مین دور دور سے اسکی دیدار کے لیے شائقین آتے ہیں اور بھی دلکش عمارت کا سامان اپنے دلمین لیجاتے ہیں غرض یہ وہ عمارت ہو جس سے ممتاز محل کا نام آج تک زندہ ہو۔

### امرتہ الحبيب

یہ شریف خاتون محمد معظم شاہ عالم بہادر غازی بادشاہ ابن عالم کی عزیز اور چاہتی بیگم ہے۔ اس رشک بری اور حسد خاتون کی

ولید پروردگار اور اہد قریب حسن کا نظیر اور اسکی بیاد و حقاری کا  
جہان میں غلغلہ تھا۔

گو شاہ عالم کی دوسری بیگم مہر پرور حسن و جمال میں او عقل و  
دانش میں امتہ العجیبہ کی نہ تھی مگر جو بہ قدرت کے فیاض ہاتھوں  
نے امتہ العجیبہ کی خلعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیے تھے اس میں نہ پرور کبھی  
اسکی مشارکت نہیں کر سکتی تھی یہ مانا کہ مہر پرور حسین بھی فیاض تھی پر مہر پرور  
ہو شیا تھی حوصلہ مند اور بلند ہمت تھی اور باعتبار اپنی خلاد و قابلیت  
ایضاً صبح البیانی و شامہ تنگی کے جیشیل تھی۔ مگر جو چہر شاہ عالم کی  
روح تھی یعنی محفوری اور بہادری وہ اس میں بالکل نہ تھی۔  
امتہ العجیبہ یا حمیدہ بالذکر محل شاہ امیر تیمور اور امتہ العجیبہ  
محل شاہ عالم جسکا تذکرہ زیر قلم ہے علاوہ ہم اسے ہونے کے اکثر متفا  
و اخلاق میں ایک دوسرے کے قدم بہ قدم تعین و لون کا طرز  
معاشرت۔ تمدن۔ اور ملی قوت یکساں تھی جیسے حمیدہ بالذکر  
ایک پاکیزہ و با عظمت خاتون تھی دینی سی یہ بیگم بھی پاکدامن  
اور عظیمہ تھی۔ جیسے اسنے اپنی جوانمردی اور لائاتی بہادری سے  
تیمور سے غضبناک بادشاہ کو اپنا شفیقہ بنا لیا تھا اور اپنی بیگماری  
اور جانبازی سے چند کراچی میں اپنی سرکردگی میں سرنگی نہیں  
اسی طرح اس جانبازی اور شجاع بیگم نے اپنے شوہر کی ترقی میں  
چند مملکت لڑائیوں میں جان لڑا دی تھی اسی طرح یہ خاتون  
مردانہ وار مسلح ہو کر مخالفت کے خونخوار لشکر پر زبردستی سے حملہ  
ہوئی۔ اسی طرح جیسے حمیدہ بالذکر کا علمی فیاضی میں تمام مجلس اکی  
بیگمات سے رتبہ بڑھا ہوا تھا اور اسکا علمی مذاق بلند تر تھا۔  
ایسی ہی اس ممتاز و مہر خاتون کا علمی ترقی عروج پر تھی جس طرح  
حمیدہ بالذکر نفاست پسندی اور بلند و صلی اور دن سے مستقی  
تھی اسی طرح امتہ العجیبہ ان باتوں میں شاہی بیگمات سے  
زیادہ ممتاز تھی ہم اک چھوٹا سا واقعہ تمثیل پیش کرتے ہیں  
جس سے امتہ العجیبہ کے سپاہیانہ قوت اور دلیری کا بھی حمیدہ  
بالذکر سے مقابلہ ہو جائے۔

اگر سے سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر ایک نہایت وسیع  
اور فراخ جنگل جا جو تاسے ہے اس مقام میں گیارہ سوا فیس  
میں محمد اعظم شاہ اور شاہ عالم بہادر کے دو خونخوار لشکروں کا بڑی  
خونریزی اور سفلی کیسا تھا مقابلہ ہو۔

محمد اعظم شاہ اور شاہ عالم بہادر دونوں سو تیلے بھائی تھے

عالمگیر نے اپنی حیات میں اپنی تمام اولاد اور مگور العبد رستم اور  
کو مختلف ممالک مسافرت تقسیم کر دیے تھے۔

محمد اعظم نے ایک بڑی جمیعت کیسا تھا دکن سے حرکت کی اور  
شاہ عالم بہادر کی سلطنت کے روشن چراغ کو اپنی فوجی ہوا سے  
بجھانے کے فکر میں یلغار کرتا ہوا گوالیار کے متقل آ پہونچا۔  
اسکے ہمراہ علاوہ پیادوں کے پچاس ہزار سوار جوار کا لشکر تھا۔  
شاہ عالم کو جب یہ خبر پہونچی تو اسنے امتہ العجیبہ کے مشورہ سے  
ازراہ انسانیات ایک خط بیگم صی کے ہاتھ سے لکھوایا جس سے  
اس خاتون کی ذہانت اور طباعی کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

عزیز من سلمہ

تمہیں معلوم ہے کہ حضرت جنت آشیان سلطان المعظم مرحوم  
نے خاص اپنے قلم مبارک سے ایک وصیت نامہ مرتب فرمایا تھا۔  
جسکی منشا کے مطابق سبکو برابر برابر ملک تقسیم کر دیے گئے جیسے  
انجام کو مخالفت اور خونریزی عمل میں نہ آئے لگھتارا مرلیں  
نفس ان زرقیر صوبوں پر قافلہ ہوا اور طبع نے تمہاری یہاں تک  
نوبت پہونچائی کہ اپنے ایک نہایت قدیم خیر خواہ بھائی کے خون  
میں ہاتھ تر کرتے اور اس کے ساتھ ہزار ہا بندگان خدا کی جائین  
تلک کرنے کو بہادری سمجھنے لگے گو تمہارے یہ خیالات شاید وہ  
نتیجہ نہ پیدا کر سکیں جیسے تم نے اپنے زعم میں خیال کر رکھا تھا۔  
تاہم اگر تم چاہتے ہو تو میں ایک دو صوبے اور اپنی طرف  
سے تمہاری نذر کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں اس بات کو پسند نہیں  
کرتا کہ میری تمہاری اس ذلیل اور حقیر نزاع میں ہزار ہا مسلمانوں  
کی خونریزی کی جائے اور ایک کثیر القاد و خدا کی مخلوق بہادری  
لشکر کی خونریزی شمشیر و ن سے مغلہ دنیا سے حرف غلط کی طرح  
مٹا دیا جائے۔ پس ایک بڑے شہر کی آمدنی ایک گینا ہا مسلمان  
کے خونریزی کے قصاص میں دیدہ جائے تو بھی اس کے خون کا  
معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ پس ہمیں آپس میں چاہیے کہ الدماجد کی  
تحریری وصیت پر بدل و جان عمل کریں اور عطیہ ایزدی  
پر سکے کیسا تھ راضی ہو جائیں۔ اور اگر تمہاری طبع اور بھائی  
تمہیں اسی پر مجبور کرتی ہے اور تمہاری باتوں میں مردانگی کا خون  
دوڑ رہا ہے تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں کہ میں اور تم  
بفلس واحد کسی محل کے میدان میں مقابلہ کر کے تقدیر آزمائی  
کریں۔ تلوار و تقدیر اور بہادری دونوں کا فیصلہ بغیر ہزار ہا۔



بندگان خدا کی جان جانے بہت آسانی سے فیصلہ کر دی گئی۔ میں  
محبت تمام کر چکا اور تمہارے جواب آنے تک منتظر نہ ہوا۔  
راقم۔ محمد معظم شاہ عالم بہادر ابن تہنشاہ عالمگیر خاندانِ شہانہ۔  
حب اعظم شاہ کے پالس بڑے بھائی کا نام و پیام پہنچا وہ سخت بھم  
ہو کر کہنے لگا کہ شاید اوس باختر جو اس نے گلستان بھی نہیں پڑھی  
کہ اوسکی کوتاہ نظر فلاسفر سعدی کے اس فقرہ پر زمین پڑی کہ  
وہ بادشاہ در اقلیہ نگینہ دودہ درویش در گلیے خجہ پند  
شاہ عالم بہادر ابھی اپنے خط کے جواب کا منتظر تھا کہ جاسوسوں  
خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج سرعت کیسا تھ آگے بڑھی اوسکا  
قصد ہے کہ دریائے چنبل فتح کر کے اوستے اپنے تصرف میں آئے  
اس وقت تک خبر کے استماع سے شاہ عالم پریشان ہو کر تھک  
کے پاس گیا اور اوس نے اپنے پریوٹ کمرہ میں لجا کر من و عن  
حالات بیان کیے۔

امترہ العجیب نے دست بستہ عرض کیا آپ مشوش نہ ہوں اور  
صرف اس امر کی تدبیر کریں کہ مخالفت دریائے چنبل عبور نہ کر سکے  
جیتاکہ غنیمت کو اگر دریائے عبور کرنے کی تدبیر میں مصروف نہ ہوگی۔  
آپ اس عرصہ میں جنگ کا فرار و نشیب خوب دیکھ بھال لین گے۔  
شاہ عالم امترہ العجیب کے اس عاقلانہ تقریر سے بہت خوش ہوا۔  
اور خان زادخان اور صف لشکر خان کو بلا جا جو بچانہ کے دو بڑے  
شجاع اور خونخوار اور وفاتھے فرمایا اپنے ہمراہ چند فوجی بہادروں  
نیز افغان حراول کو ساتھ لیکر دریائے چنبل پر قبضہ رکھو اور کسید طرح  
دشمن کی فوج کو عبور کرنے نہ دو اسی انتہا میں جاسوسوں کے  
ذریعہ خبر ملی کہ اعظم شاہ کا قصد ہے کہ سمو گڑھ کی گزرگاہ سے ٹھکر  
اکبر آباد کو لیں بلکہ چھوڑ کر سامنے سے نویش کرے۔ شاہ عالم  
بہادر نے حکم فرمایا کہ فوج کا ایک معقول دستہ براہ راست جاسوسی  
ناکے پر نہایت ہوشیار سی کے ساتھ کھڑا ہے اور رستم دل خان  
کو حکم ہوا کہ اپنی ہمراہی میں چند افسر اور کثیر القوادلو بچانہ کے  
سواروں کو لیکر گرد وری میں مصروف رہے اور دشمن کے  
لشکر کی ہر حرکت و سکون سے پے درپے اور متواتر خبریں  
پہنچاتا رہے۔

شاہ عالم بہادر نے اپنی باقاعدہ فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا  
ایک دستہ فوج امترہ العجیب کے زیر کمان کیا اور دوسرا حصہ  
شہزادہ محمد عظیم کی سرکردگی میں مقرر کیا۔ اور خان کی نسبت

حکم صادر ہوا کہ فوج بندی میں مصروف رہے تاکہ جس وقت امترہ العجیب  
یا شہزادہ محمد عظیم کو فوجی مدد کی ضرورت پڑے فوراً عدد دی جائے۔  
شاہزادہ محمد عظیم کی بابت حکم صادر ہوا کہ اپنی والدہ امترہ العجیب  
کی رائے سے ہر موافقہ و رائے کرے۔ باقی تین شہزادوں کو  
چھوٹے چھوٹے فوجی دستوں کی کمان دیکر اونکے ماتحت پختہ  
کار اور جنگ آزمودہ افروں کو متعین کیا۔

امترہ العجیب تقریباً بیس ہزار فوج لیکر آہستہ آہستہ آگے  
بڑھی امترہ العجیب کو معلوم نہ تھا کہ اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا لیکن  
اسے اس بات کا یقین کامل تھا کہ اگر اس معرکہ میں فتح ہوگئی  
تو میری عظمت و شان شاہ کے، لیکن ایک سے وہ چند ہو جائیگی  
اور اگر شکست ہوئی تو مہم دکھانے کے قابل نہ ہوگی۔ غرض اسی  
امید و یاس کے عالم میں امترہ العجیب اپنے گھوڑے کو تھامے  
ہو لوہے میں غرق لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

ادھر محمد اعظم شاہ اپنے فوج کو آہستہ کیلے پچاس ہزار جنگ  
آزمودہ سواروں کی جمیعت سے برہنہ تلواریں کیے آگے بڑھا۔  
یہ صحیح ہے کہ محمد اعظم شاہ کی فوج پر نسبت شاہ عالم کم تھی۔

سامان حرب بھی جیسا کرنا چاہیے ویسا نہ تھا کہ فوجی افسر  
تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھے۔ علاوہ ازیں محمد اعظم شاہ خود  
بھی بہادر اور دلیر تھا۔ اوستے اپنی فوج کی قلت اور شاہ عالم کی  
کثرت پر کچھ خیال نہ کیا اور غضبناک ہو کر شاہ عالم کی فوج میں  
حالا انکہ محمد اعظم شاہ کی یہ ایک بڑی غلطی اور تاخیر بکار تھی کہ اپنے  
سامان جنگ کے عمدہ طور پر فراہم ہونے اور لشکر کی تعداد کم  
ہونے پر ایسے خونخوار معرکہ میں کود پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکی  
تمام فوج بڑی سفاکی کے ساتھ کھیرے گڑھی کی طرح کٹ گئی۔  
اور اوسکی نفس ٹھوڑوں کی ٹاپوں کے سمون میں نہایت ہرجی  
ہے۔ ونڈی گئی۔ لشکر کے میمنہ پر خود محمد اعظم شاہ موجود تھا۔

اور میسرہ کو شہزادہ محمد میرا بخت سنبھالے ہوئے تھا۔ یہ جہاں  
لشکر اس سمت کو چھوڑ کر جہاں امترہ العجیب اور شہزادہ محمد اعظم  
اسکا حملہ روکنے کے لیے کھڑے تھے۔ دوسری سمت آہستہ آہستہ  
بڑھ رہا تھا کہ دفعہ شہزادہ محمد میرا بخت محمد اعظم شاہ کا اشارہ  
پاتے ہی ایک بڑے فوجی دستہ کو ساتھ لیکر شاہ عالم کے  
پیش خانہ پر جا پڑا۔ رستم علی خان جو چند فوجی افسروں کیساتھ  
یہاں موجود تھا نہایت کراسنے بڑی دلیری اور جہان بازی کیساتھ



کی تھی۔ ہزاروں سرکشیہ شہزادے کی طرح صہبہ کی شانوں سے گریز تھے۔ اور جہاں جو کامیڈان بہادر وں کے خون سے دریا سے طوفان خیز کی طرح لہریں لے رہا تھا۔ اس سخت گھمسان کی جنگ میں راز و لپٹ بندید اور راجہ رام سنگھ جو اپنی بہادری کی وجہ سے مشہور تھے دیگر نامور سرداروں کے ساتھ امتہ العجیب کے ہاتھ سے مارے گئے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی امتہ العجیب کو اپنے بہت بڑے افسر بارخان کے مارے جانیکا اس قدر صدمہ ہوا جس سے اس کی تلافی غیر ممکن تھی۔ جب یہ لڑائی ایسا خونخوار چہرہ زبانی سے آشکار کرنے لگی تو خان عالم اور نور خان جنہیں اس عہد کے دلاوروں نے صفت شکن کا خطاب دیا تھا اور جنگی شہرت کا جھنڈا ان کے اکثر معرکوں میں گوجھا تھا کوہ پیکر ہاتھیوں پر سوار ہو کر محمد اعظم شاہ کی فوج میں سے نکلے اور پھر قریب کے ساتھ شاہزادہ کا اشارہ پاتے ہی نہایت بدیا کی سے منور خان نے اک مطول نیزہ محمد اعظم کی طرف چلایا۔ شہزادہ نے سرعت کے ساتھ گونور خان کے نیزہ سے اپنے کو بچایا لیکن پھر بھی اس شجاع کے گزیر کا دار بالکل خالی نہیں گیا۔ اور جلال خان قر اول خان کے مونڈھے پر اوچٹن ہوا اور جہاں شہزادہ کے پیچھا بٹھا ہوا تھا۔ اس پر شہزادہ نے طیش کھا کر حریف کے سینہ پر آگ سم آلود تیر مارا۔ یہ تیر ایسا کاری تھا کہ منور خان چشم زدن میں ہاتھی سے نیچے جا رہا۔

خان عالم اپنے بھائی کے مارے جانے سے سخت اندوگین ہوا اس کی نظروں میں عالم سیاہ ہو گیا۔ وہ انتہا سے جوش کیسا تھا نیزہ اٹھا کر شہزادہ محمد اعظم پر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بڑی جیستی سے اس کا وار خالی دیا اور جلال خان کے تیر سے خان عالم نے بھی اپنے بھائی کے سر ہانے آرام کیا۔ یہ دیکھ کر شہزادہ بیدار بخت پسر محمد اعظم شاہ فوج کے ایک زوردار دستہ کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور موت و حلاوت سے بڑے بڑے سرداروں کو قضا کے گھاٹ اوتار دیا۔ محمد اعظم کے لشکریوں کے پاؤں اوکھڑ گئے اور مورچہ ہاتھ سے نکل گیا۔ محمد معز الدین برادر محمد اعظم پر چند کہ اس کی مدد کو پہنچا لیکن بیدار بخت کا ایسا زبردست حملہ تھا کہ وہ اس سے کبھی نہ ٹک سکا اور دو مڑا مورچہ بھی نکل گیا۔ اس وقت امتہ العجیب ہاتھی پر سوار تھی اور اپنی فوج کو روکے ہوئے ایک اونچی سطح سے اس خونخوار

اسکا حملہ روکنے میں کوشش کی اور نہایت سفاکانہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کار اس سے شکست ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میدان صاف ہو گیا کچھ بہادر خون میں نہانہا کے گھنڈے ہو گئے اور کچھ طاقت مقابلہ نہ دیکھ کر فرار ہو گئے۔ بیدار بخت کے لشکریوں نے شاہ عالم کے پیش خانہ کو لوٹ لیا اور خیر میں آگ لگا دی۔ اور خوب لوٹ مار کی۔

غافل اور غیر امتہ العجیب اور شہزادہ محمد اعظم نے جب اس مخالفانہ حملہ کی اطلاع پائی تو دونوں نے اپنے عظیم آستان لشکر کو بڑی سرعت کے ساتھ اس طرف عاجلانہ جنبش کی اور آندھی کی طرح اٹھ کھڑے ہر طرف سے فوجیں سمٹ سمٹ کر جمع ہوئیں اور نہایت تند اور تیز سیلاب کی طرح محمد اعظم شاہ کی فوج کے مقابل آئیں اگرچہ اس دانی شکست سے شاہ عالم فوج میں کسی قدر پریشانی پیدا ہو گئی اور لشکر پر بھی کچھ اثر محسوس ہوا لیکن امتہ العجیب کے عاقلانہ تدبیر اور دلاوری نے اس وقت بہت بڑا کام کیا۔ اور ڈوبتے ہوئے جاننا دسپا ہیوں کے دلوں کو استقلال کی طناب سے کھینچا اور بڑی شہادت اور شجاعت سے فوجی سرداروں کو تسلی کی اور ان کے فکر کو بالکل دور کر دیا۔

یہاں بیدار بخت نے جب شاہ عالم کے پیش خانہ کی ستیہ فوج کو ذک دی تو ذوالفقار خان اور دیگر مقرران درگاہ نے محمد اعظم شاہ سے عرض کیا کہ آج فتح کے شادیاں بجا دیے جائیں اور یہی فتح جنگ کا خاتمہ سمجھنی چاہیے۔ حضور پانچہرہ یہیں نصب فرمائیں اور کل پر مقابلہ کے لیے لشکر کو حرکت کر کے لیے حکم صادر فرمائیں۔ ابھی محمد اعظم شاہ کی اکثر فوج غارتگری میں مصروف تھی کہ امتہ العجیب اپنی جہاز فوج کے دستہ کو اک بلند مقام سے کھڑے ہوئے اپنے سپاہیوں کی دلیری کو پرشوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اور اپنے فوجی افسروں کو جنگی قواعد سے بتا رہی تھی کہ فلان مقام سے اس اس طرح پر حرکت کرو۔ محمد اعظم شاہ کا جب ایک دستہ کٹ چکا تو دوسرا اس سے قوی تر آگے بڑھا۔ امتہ العجیب نے اس وقت یہ بڑی چالاکی کی کہ اپنے اس دستہ کو جو دیر سے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹانے لگی اور ایک تازہ دم دستہ اسکے مقابلہ میں لے آئی۔ اس نے بڑی ہو شیارہ سے مخالفت کی فوج کو دندان شکن جواب دیا۔ اور طرفین سے تیر و تلوار کا میٹھ بے لگا۔ یہ جنگ سخت گھمسان

جنگ کے ہولناک منظر کو قہر لود نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ فوج محمد عظیم کو برا بردباری پہلی جاتی ہے اور اب تیسرے مورچے پر پہونچا جا رہی ہے تو وہ نہایت سنجیدگی اور استقلال سے آگے بڑھی اور حملہ آوروں کے پیچھے سے ایک نہایت بیباکانہ اور زبردست حملہ کیا۔

شہزادہ میدان بخت جو اپنی فتح کے جوش میں آگے بڑھا چلا جاتا تھا دفعتاً اس کے ایک گرج کی صدا گوش زد ہوئی جس سے تمام میدان جنگ گونج اٹھا۔ معلوم ہوا کہ فوج مخالف نے پشت کی جانب سے حملہ کیا ہے۔ اس نے گھبرا کر ادھر کا رخ کیا اور مفتوحہ مورچے پر لوٹ گیا۔ لیکن اس کا اس مورچے پر جانا تھا کہ آن واد میں امتہ العجیب کی فوجیں دور دور تک پھیل کر ہلالی شکل میں صف آرا ہو گئیں اور تمام راستے رگ گئے کچھ کم تین گھنٹہ تک سکوت کا عالم رہا۔ شہزادہ محمد بیدار بخت چونکہ حملہ کرتے کرتے تھک گیا تھا اور محاصرہ میں آچکا تھا۔ بہت سے جان نثار وفادار شجاع مارے جا چکے تھے اس لیے اس کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن اس کی خرداکی اس امر کی بھی نقصانی نہ ہوئی کہ وہ مفتوحہ مورچوں سے ہاتھ اٹھا لے۔

تین گھنٹہ کے بعد امتہ العجیب نے اپنی فوج کو گولہ بازی کا حکم دیا اور اس نے اس قدر تواتر اور پے درپے گولے برسائے کہ جس نے محصورین کا بالکل کام تمام کر دیا اور انھیں میں بیدار بخت بھی ایک گولہ کی ضرب سے راہی ملک بقا ہوا۔ یہ خبر وحشت اثر فوراً محمد اعظم شاہ کے گوشہ زد ہوئی کہ تمہارا فرزند لقمہ اجل ہو گیا۔ یہ خبر سن کر محمد اعظم شاہ کی حالت خراب ہو گئی اور اپنے سینہ پر غم کی سہل چکر مست کہاتھی کی طرح بڑی سرعت کیساتھ دشمن کے مقابل آیا اور دیر تک بہا اور نہ حملوں اور جانناز کوششوں سے مقابلہ کرتا رہا۔

اس وقت میدان جنگ کا نظارہ قابل دید تھا۔ دن قریب تمام ہونے کے تھا محمد اعظم شاہ اس خوف سے کہ مبادا سورج نہ غروب ہو جائے بڑھ بڑھ کر نہایت عجالت سے متواتر جانناز کوششوں سے حملہ کر رہا تھا اور مد مقابل بڑی احتیاط سے اس کے برزور حملے روک رہے تھے۔ الغرض آفتاب مغرب لگا بیٹوں میں کسی پرودہ نشین پرپوش کی طرح چھپ گیا۔ اس لیے ناچار محمد اعظم شاہ نے جنگ کے موقوف کر دیا۔

یہ شب محمد اعظم شاہ اور اس کے لشکریوں کے لیے خوفناک تھی اس کی تمام فوج پر مخالفوں کا رعب چھا گیا تھا۔ نصف شب گزرے محمد اعظم شاہ نے ایک مجلس مرتب کی اور فوج کے تمام افسروں اور بزرگوں کو بلا کر کہا کہ کل تاؤ فیکہ میں اگر آباد نہ فتح کرو گنا ایک منٹ میں سے نہ بٹھو گنا۔ متین کل نہایت جاننازی سے کام لینا چاہیے۔

ادھر امتہ العجیب رات بھر اپنے فوج کے انتظام اور مورچوں کی مضبوطی اور شہر و کو بیچوں کی مضبوطی میں مصروف رہا اور محمد اعظم شاہ کو بلا کر جنگ کے تمام اوتار چڑھاؤ اور فرزند شہزادہ آگاہ کیا اور ساتھ ہی اس کے یہ ہدایت کی کہ جب تک مخالف کی فوج حملہ کرتے کرتے تھک نہ جائے ہماری طرف سے حملہ نہ کیا جائے۔

صبح ہوتے ہی تقاریر پر چوب پڑی اور دونوں طرف کے لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے۔ سب سے پہلے خود محمد اعظم شاہ ایک جانب از فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا اور پہلے صفی حملہ میں فوج مخالف کو اپنی تلوار کے چوہر دکھائے۔ امتہ العجیب کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی گئی اور ساتھ ہی انھیں چواہی دیتی گئی۔ محمد اعظم شاہ نہایت بیباکانہ اور سفاکانہ حملے کرتا ہوا آگے بڑھا چلا گیا۔ اور فوج کو تشکر کر کے امتہ العجیب کے ہاٹی کا رڈ تک پہونچ گیا اس وقت محمد اعظم نے اپنی فوج کو لٹکارا اور بڑی شجاعت سے مخالف کے حملہ کو روک دیا۔ فوج نے اپنے افسروں کا اشارہ باتے ہی تلوار میں نیام سے فسیخت لین اور اپنی پوری قوت سے دشمن پر پل پڑی۔ یہ جنگ ایسی ہولناک تھی کہ اس کے یکسو ہونے پر یقین اپنی فتح و شکست کا خیال کرتے تھے۔ اسی اثنا میں محمد بیدار بخت کے چھوٹے بھائی شہزادہ والا جاہ کے ہاتھی کی مستک پر ایک گولہ پڑا اور قلیبان کو ہلاک کر کے ہودج میں شہزادہ والا جاہ کا کام تمام کر دیا اسی کے قریب ایک اور غضب آلود گولہ پٹکا جس کے زمین پر گرنے سے پہلے ایک نہایت حسین اور پری مثال خاتون یعنی شہزادہ والا جاہ کی یکم کی نقش ہاتھی کی پشت سے نیچے آ رہی۔ مورخ کہتے ہیں کہ شہزادہ والا جاہ کی سواری کا قیل پے درپے گولہ بازی سے تنگ آ کر اس کی نقش کو لشکر کے لئے نکالا اور اگر آباد کی طرف منہ اٹھا سے چلا گیا۔ ہر چند

محمد اعظم شاہ نے اپنے چھوٹے فرزند کی نقش کا پتہ لگانا یا ہمارا جنگ نہیں سر اُغ جلا۔  
اسکے بعد محمد اعظم شاہ کی فوج نے تین گھنٹہ تک کوئی حملہ نہ کیا کیونکہ وہ متواتر حملوں سے بیدل اور دل شکستہ ہو گئی تھی۔  
لیکن امتہ العجیب نے موقع جنگ سوچا خود حملہ کر دیا۔ چنانچہ فوج نے مینہ سمت سے جنبش کی اور نہایت آہستگی سے آگے قدم بڑھائے اور ساتھ ہی میسوں نے بھی سبقت کی۔ اودھر محمد اعظم شاہ کی فوج نہایت خوفناکی سے ننگی تلواریں اٹھائے اسطرح بلا صی - امتہ العجیب نے اپنی فوج کو ہلاکی غلط طرحت سے کیا اور محمد اعظم کو بال کی مانند چاروں طرف سے گھیر لیا۔ قدرت ایزدی سے ایک تیز و تند ہوا ایسے رخ سے چلی کہ وہ امتہ العجیب کے پشت اور محمد اعظم شاہ کی فوج آگے تھی۔ امتہ العجیب نے ایسے موقع کو غنیمت سمجھا کہ شکر گو گو لہ باری اور تیرہ لاکھ حکم دیدیا۔ جو تیرہ جہان آشوب ہو اکی اندر اسے محمد اعظم شاہ کے لشکر پر پڑتا تھا زہرہ بکتر کو چھیدتا ہوا اسینہ کے پار ہو جاتا تھا۔ اس جنگ کے اول حصہ میں اگر محمد اعظم شاہ کے سفاک حلوں اور رستمان کو شمششوں نے اس کے تمام افسران فوج کو یقین دلادیا تھا کہ بیشک آج یہ پالا ہمارے ہی ہاتھ رہے گا۔ اور فتح کے ٹوٹے ہمارے ہی نام پر بچیں گے اور کچھ دیر کے لیے ایسا ہی ہوا ابھی کہ شاہ عالم کی فوج باوجود اپنے قلبہ کے اس دریاے غیرت کے جنگ کے مقابلہ کی طاقت نہ پا کر قریب تھا کہ شکست کھا کر بھاگ جائے لیکن اونکی یہ مسرت عارضی اور نقش پر آب تھی اس قدر آلود ہوا کا جلنا انکے لیے غضبناک ہو گیا اور اونکی پریشان اور ہولناکی نے مخالف سے پیشتر صی انہیں مغلوب کر دیا۔ اور انکے بے تعداد بہادر وں کو خاک میں ملا دیا۔ گو اس وقت محمد اعظم شاہ کے بازو بالکل ٹوٹ گئے تھے مگر وہ پھر بھی حملہ کرنے سے خون نہ کرتا تھا۔ ذوالفقار خان جو محمد اعظم شاہ کی فوج کا ایک بہادر جنرل تھا جب اس نے دیکھا کہ ہمارے لشکر کے بے تعداد بہادر کئی ہو اور بے انتہا زخموں سے چور چور کر دیے گئے اور نیز محمد اعظم شاہ ایک ایسے سنگین محاصرہ میں آچکا کہ اب اس کا جانے ہونا دشوار ہے تو خود محمد اعظم شاہ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا اب مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ اس جنگ سے دستکش

ہو کر ہٹ چلے اور کسی پر امن حکم پر ہر ایک اپنی فوجی قوت کو درست کیجے اور از سر نو تازگی و تلافی میں کوشش کیجیے۔  
محمد اعظم شاہ نے ذوالفقار خان کی یہ تقریر سن کر نہایت براؤت ہو کر کہا تم اپنی جان جہان چاہو سلامت لیجاؤ لیکن میں یہاں جنبش نہ کروں گا۔

اسکے بعد ذوالفقار خان اور حمید الدین خان وغیرہ اعظم شاہ کی رفاقت چھوڑ کر گویا ر چلے گئے۔ اور انکے چلے جانے سے بہت سے شکستہ دل لوگوں نے راہ گریز اختیار کی اب اعظم شاہ کے محبت میں بجز دو تین سوسواروں کے اور کوئی نہیں دکھائی دیتا۔

اعظم شاہ ایک کوہ پیکر با تھی پر سوار تھا اور پہلو میں شہزادہ عالی تبار بیٹھا ہوا تھا جسے اعظم شاہ نے اسکی کسنی کے باعث اپنے ساتھ ہو دو ج میں بٹھالیا تھا۔ یکایک اعظم شاہ کے فیلبان کے سر پر ایک گولہ لگا اور اپنے ساتھ ہی زمین میں اسے بھی لٹا گیا۔ ہر چند کہ با تھی بیشمار زخموں کی وجہ سے نہایت مضطرب اور بے قرار تھا لیکن اس نے لحاظ غیرت و شجاعت پھر بھی انتہا درجہ خواہری سے کام لیا اور ہر دج کے اندر سے پاؤں نکال کر با تھی کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔

بد نصیبی سے با تھی زخموں سے اس قدر زار ہو گیا تھا کہ اس میں حرکت کرنے تک کی قوت باقی نہ تھی اس کشش میں تھا کہ دفعتاً ایک زہر آلود تیر اسکی پیشانی پر لسیا یا نستان لگا جس سے وہ جانبر نہو سکا۔

رستم علی خان نے اعظم شاہ کے با تھی پر چڑھ کر اسکا سر کاٹ لیا۔ شام بہادر کے لشکر میں فتح کا تقارہ کیجئے گا۔ محمد اعظم کی تاریخ وفات کا مادہ ”بائے محمد اعظم“ نکلا۔  
رستم علی خان محمد اعظم شاہ کا سر پیکر شاہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوا یہ سراو سننے و امن کے نیچے سے نکال کر اور اسکے خون آلود زخسارہ کو دانتوں سے جبا کر شاہ عالم کے با تھی کے پاؤں میں ڈال دیا۔ شاہ عالم کو بزدل رستم علی خان کے یہ ذلیل حرکت سخت ناگوار معلوم ہوئی اور اس نے پہلے اس بد مرشت کیطرح غضبناک ہو کر دیکھا پھر بڑی رقت کے ساتھ اپنے بھائی کی اوس غیرت ناک حالت پر زخموں کے آنسو رو دیا۔

گوشتی جاتی ہے۔ اس باغ کے مشرقی سمت دریا واقع ہے جو چوب کوئی اسکا نظارہ کرتا ہے دور تک پانی کی دلفریب لہریں بہار کا عالم دکھاتی ہیں ایک طرف دریائی موبین اور ادھین آسمان کا عکس لطف دیتا ہے اور دوسری سمت سبزہ زار چنستان کا تماشا بہار دکھاتا ہے۔

## اکبر آبادی یا اعز النساء بیگم

یہ خاتون شاہجہان بادشاہ کی دوسری بیگم ہے جو اپنی دلفریب نزاکت اور لکیر صورت میں پیش تھی اس بیگم نے اپنے وسیع الاخلاقی اور شکر المراجی سے حرم سرا کی تمام عورتوں میں دلفریب پیدا کر لی تھی۔

ممتاز محل بادشاہ کی اول بیگم کے انتقال کے بعد اکبر آبادی کا اقتدار اور اثر شاہجہان پر ایسا ہی ہوا جیسا کہ کسی زمانہ میں ممتاز محل کا تھا۔ اکبر آبادی بیگم اگرچہ شاہجہان کے انتقال کے بعد قریباً بارہ سال تک جی اور سلطنت کی طرف سے اس کی رعایت اور دلجوئی میں کوئی دقیقہ اور ٹٹا نہیں رکھا گیا لیکن اس سیر چشم خاتون نے اس کی کوئی پروا نہ کی اور گوشہ عافیت میں پھل اپنی باقی حیات یا وفادارین بسر کر دی اور چوتھی ذی قعدہ ۱۰۲۷ ہجری کو برکراٹے عالم بقا ہوئی۔

اس بیگم نے بطور یادگار دہلی میں فیض بازار کے متصل اک نہایت خوبصورت اور عالی شان مسجد تعمیر کرائی جو اکبری مسجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس میں ایک مسافر خانہ اور طلباء کے سکونت مکانات ہیں جو یہ مسجد اور مکانات اب ویران پڑے ہیں لیکن پھر بھی اکبر آبادی بیگم کی عظمت و شوکت در دیوار سے برس رہی ہے۔ یہ مسجد سنگ سرخ سے بنائی گئی ہے اس کے گرد سب خوبصورت مکانات اور پختہ سنگین حجے نہایت کشادہ اور فراخ ہیں جن میں چار سو طالب علم باسائش تمام درجے ہیں۔ ہر حجرے کے آگے ایوان اور ایوان کے آگے سرسبز چار گز کے عرض سے پختہ چبوترہ ہے۔ غرض اس عمارت کا طول ایک سو پچاس گز اور عرض ایک سو چار گز کا ہے۔ اس مسجد کے دروازہ پر ایک کتبہ بخط شیعہ بڑی آب و تاب کیساتھ لکھا ہوا ہے۔ جس میں اس کی تعمیر کا چوتنا سن ۱۰۲۷

پھر شاہ عالم نے اپنے خیمہ میں آکر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے اپنے بھتیجے بیدار بخت اور اس کے فرزند بیدار دل کو حاضر لائیکا حکم دیا بموجب حکم یہ دونوں خیمہ میں لائے گئے شاہ عالم نے کمال لطف و محبت سے انہیں گود میں بٹھایا اور پرانہ ہاتھ ان کے سر پر پھر کر انان جان کی خوشخبری دی اور اپنے بیٹوں کی طرح ان کی پرورش و تربیت کا حکم دیا۔ بعدہ اعظم شاہ کی تمام مقوم مستورات کی تسلی کی اور رسم تعزیت ادا کرنے کے لیے خود ان کی فرود گاہ میں گیا۔ غرض اس جنگ میں امتہ امجدیہ نے وہ داؤد مانگی دی کہ صفحہ تاریخ پر آج تک یادگار ہیں۔

## ارہم بانی یا قدسیہ بیگم

یہ پری پیکر خاتون ابولفتح محمد شاہ خلف بہان شاہ ابن بہادر شاہ کی معزز بیگم تھی جسکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی مگر افسوس محمد شاہ کی تلون مزاجی نے اسے بھی اپنے ہی رنگ میں رنگ کر عیش نواز اور بے لوش بنا دیا۔ محمد شاہ نے اپنی تعیش نواز طبیعت کی بدولت جس قدر دہلی کی سلطنت اور خزانہ کو صدمہ پہنچایا اور اق تاریخ اس کے شاہد ہیں۔

نواب قدسیہ بیگم نہایت عالی دماغ اور موزون طبع اور رعنائی تخلص کرتی تھی۔ اس کی موزونی طبع کا نتیجہ ذیل کا مطلع ہے۔

میں جانتی تھی آگہ لگی دلوں کو کسکھ ہوا  
کب بخت کیسی آگہ لگی اور کسکھ ہوا

اس بیگم نے اپنے شوہر کی رحلت کے بعد ۱۰۲۷ھ میں ایک پختہ موزون قدسیہ باغ اپنے نام سے لگایا اس خوشنما باغ میں نہایت دلفریب بارہ دری اور ایک شاندار مسجد بھی تعمیر کی تھی جو بروں کشمیری دروازہ اس وقت تک موجود اور مٹے ہوئے نام کی یادگار ہے۔

اس دلفریب باغ اور عمارت کی گذشتہ زمانہ میں نظیر نہ تھی لیکن انقلاب زمانہ نے اس عالم فریب تصویر کا رخ بالکل بدل دیا۔ اس کے وسط میں اک مختصر نہروان ہے۔ بارہ دریا نہایت وسیع ہے جس میں دیکھ بپ شیشین ہے مگر افسوس کہ یہ بارہ دری اب جا بجا کسی مایوس کے دل کی طرح



میں پایا جاتا ہے۔

## اورنگ آبادی محل

یہ باعصمت خاتون اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی چوتھی بیگم ہے جو علاوہ حسن ظاہری حسن باطنی بھی رکھتی تھی۔ اسکی بلند خیالی اور حوصلہ مندی سے عالمگیر کی آنکھوں میں اسکا اعزاز اور اتحاد تھا۔

عالمگیر کی کوئی جنگ ایسی نہ تھی جسین اسکی معیت نہ ہوتی ہو یا بھی مفاہقت شاہ کو سخت ناگوار تھی۔

ہر چند کہ عالمگیر عورات کی صحبت سے دلچسپی نہ رکھتا تھا لیکن اس بیگم سے اسقدر الفت تھی کہ جنگ دن میں چند بار اسے دیکھ نہ لیتا حسرت دیدار نہ ملتی تھی۔

اورنگ آبادی کی مبارک شکم سے صرف ایک لڑکی مہر النساء پیدا ہوئی جو بلوغت کو پہنچ کر عالمگیر کی چارون لڑکیوں سے زیادہ تیز ہوش اور عالیدماغ ہوئی۔ اور انجام کا نایز و بخش فرزند مراد بخش کے عقد میں آئی۔

نواب مہر النساء بیگم بڑی تیز اور عاقلہ تھی جو نہ کہ یہ صاحب طریقت تھی ایسے زیب النساء بیگم سے ہمیشہ اسے نوک جھوک ہانپتی تھی اور اکثر مسائل پر زور شور کے ساتھ بحث ہوا کرتی تھی اور جب ان دونوں کے بحث میں زیادہ طوالت ہوتی۔ تو خود عالمگیر کو ایک زبردست متوجہ عالم تھا نہایت منصفانہ فیصلہ کر دیا کرتا۔ اسے تقریر کرنے کا بہت اشتیاق تھا۔ عورتوں کے بڑے بڑے مجموعوں میں ایسے زوردار اور نتیجہ فیروزانہ کی سامعین حیرت میں رہ جاتے تھے۔

مہر النساء کے اخلاقی خیالات اور پرہیزگیت لکچون نے محل میں اتنا اثر ڈالا کہ اکثر عورتوں کے خیالات میں تبدیلیاں واقع ہو گئیں اور جن مسلمان مستورات میں بہت سی ہندوئی رسمیں مروج تھیں اور انکی طرز معاشرت میں خلاف شریعت باتیں پائی جاتی تھیں ایک سخت اور عظیم گٹھن۔

یہ سلسلہ شعار خاتون سالہ میں ۴۴ سال راہی ملک بھا ہوئی اگر اورنگ آبادی بیگم کی حیات میں اس روشن دماغ اور عالی ہمت بیگم کا انتقال ہوتا تو اسکا جاگداز صدر اسے جیتے ہی

فنا کر دیتا۔

اورنگ آبادی کی بہت بڑی بلوکار ایک نہایت خوشنما اور عالیشان مسجد بنجانی کٹرہ دہلی میں واقع ہے۔ یہ لوگ بظاہر مر گئے اور انھے گوشت و استخوان کا شاید نام و نشان تک نہ ہوگا لیکن وہ اپنے زندہ یادگار صدوقہ جاریہ کا دلفریب اور قیمتی نمونہ ایسا چھوڑ گئے ہیں کہ وہ گویا بقید حیات ہیں اور تاقیام عالم اوکا نام صفیہ مستی سے مٹائے نہ شے گا۔

## آئی بیگم

یہ امیر زادی نجابت خان ابن سر بلند خان کی پیاری بہن ہیں نجابت خان عالمگیر کا ایک مفتخر جنرل تھا جو اپنی شجاعت اور متواتر لڑائیوں میں مخالفوں کو شکست دیکر نامور ہوا تھا۔ عالمگیر اس عفت پناہ خاتون کو اپنی شاہزادیوں کے برابر سمجھتا تھا۔ ہر چھوٹی بڑی تقریبات میں اسکی شرکت ضرور ہوتی تھی۔ بہر حال اس بیگم نے مشنہ میں اس عالم نایا مدار سے رحلت کی۔

افسوس کہ نجابت خان دم واپسین کے وقت اسکے یاس موجود نہ تھا اور اس آخری دیدار کے لیے اسکو ہمیشہ حشر کیساتھ افسوس کو برباد۔

## بدر النساء بیگم

یہ اسم باسعی شہنشاہ عالمگیر کی پانچویں بیٹی ہے جب بدر النساء نے خیر سے پانچویں سالگرہ کی عقدہ کشائی کی ایک حسین اوسٹلی اسکے تعلیم کے لیے جو قرأت قرآن میں کامل دستگاہ رکھتی تھی انتخاب کر کے مقرر کی گئی اسنے اپنی حذا واذہانت سے صرف دو سال میں پورے پیش بارہ حفظ کر لیے جسکی مسرت میں عالمگیر نے تمام اہلکار اور فوجی لشکریوں کو دعوت کے سوا انعام اور خلعت تقسیم کیے۔

بدر النساء خوش اسمان تھی اور اوسکی ولولہ انگیز آواز میں ایسا دلکش اثر تھا جو بیک صدا انسان کو محو واز خود رفتہ کر دیتا تھا۔ چنانچہ ایک دن بدر النساء نماز صبح سے فراغت



کر کے سخن چین میں نہایت خوش احوالی سے قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھی اتفاق سے اوس وقت عالمگیر بھی نماز پڑھ کر چین میں ٹھہتا ہوا ادھر آکھلا اور بدر النساء کی لہجہ پر ہر تن گوش باوازا ہو گیا۔

بدر النساء نہایت خوش آواز تھی اور اصول قرأت کے موافق قرآن پڑھ رہی تھی اور آیات بھی باعتبار اپنے دل اور نہ معنوں کے نہایت خوشتر تھیں ان باتوں نے عالمگیر کو جو فطرتاً کلام ربانی کا دلدادہ تھا محو کر دیا اور عرصہ تک اس پر ایک عجیب حالت طاری رہی۔ آدھ گھنٹہ میں جب بدر النساء

اپنی معمولی تلاوت سے فارغ ہوئی تو عالمگیر نے اپنی اسی وجد کی حالت میں اگر کمال مسرت کے ساتھ اوسکی نورانی پیشانی کو بوسہ دیا اور گلے سے لگا کر بہت دعائیں دیں۔

اسکے بعد بدر النساء کو مذہبی عربی کی تعلیم دلانی لگی یا اسل میں وہ عربی کی فاضل ہو گئی۔ عالمگیر وقتاً فوقتاً امتحانی سوالا پیش کرتا۔ اور اوسکی معقول و مدلل جواب پاکر بید خوش ہوا کرتا تھا۔ بدر النساء کو جب عربی میں کامل دستگاہ ہو گئی

تو اب اسنے دیگر معلوم فنون کی طرف توجہ کی اور سب سے اول ریاض اور علم ہدایت پر اسکی تیشوتی نظر میں پڑیں لیکن اوسنے اصول اسلام کے خلاف سمجھ کر اس سے دست کشی

کر لی۔

یہ ذہین بیکم قرآن و حدیث کی نہ صرف عالم و ماہر تھی بلکہ عامل اور سخت پابند تھی قرآن و حدیث کی تلاوت اوسکا روزانہ کام تھا اور عبادت و زہد میں مصروف رہتا عام شیوہ تھا۔ عالمگیر جو مذہبی اصول کا سخت پابند اور اسلام کا فدائی تھا بدر النساء کے اس زہد و اتقا اور عبادت و ریاضت پر شیعہ اور فرقہ اور اوسکی عالمانہ تقریر و تحریر پر عیش کرنا تھا۔

عالمگیر کی متحدہ اولاد میں صرف بدر النساء بیکم اور اسکے دو حقیقی بھائی محمد سلطان اور محمد معظم شاہ عالم بہادر بھی حافظ قرآن تھے۔

بدر النساء بیکم کا بھلا بھائی محمد معظم شاہ عالم بہادر شیعہ مذہب تھا اور اگرچہ عالمگیر کو وجہ سے جو بکا اور کٹا سنی تھا۔ سنیوں کو کسی حیلے سے ناباکر و بیجا تشدد نہ کر سکتا تھا مگر پھر بھی اودھین موقع بموقع حقارت اور نفرت کی نظروں

مصرود پھٹتا تھا۔ شاہی محل اور نیزہ عالمگیری دربار میں بکثرت ارکان سلطنت اور بیگمات تو سنی تھیں اور بعض شیعہ پھر ان دو متضاد مذہبوں کے اختلاط سے یہ ممکن نہ تھا کہ باہم کسی قسم کا تنازعہ نہ ہوتا۔ لہذا باہر دولوں کے بڑے زور شور سے

مناظرے ہوتے اور نہایت دھوم دھام سے مباحثوں کی مجلسیں گرم رہتیں۔ آخر کار ان باہمی مباحثوں کی یہ باتیں ثابت ہوئی کہ فریقین کی رائے سے بدر النساء بیکم اس اختلاط کے رفع کرنے کے لیے بیخ مقرر کی گئی جس نے اپنی خدا داد عقل

اور سلیم الفطرت سے ایک ایسا معقول اور شافی فیصلہ دیا جس سے

تمام شیعہ کو ساکت و خاموش ہونا پڑا جس وقت شیعہ بیگمات نے اسکی نہایت پرورش و تحسین اور عالمانہ زبردست

تقریر سنی تو اسکے منہ کھلے کے کھلے اور سب کے سب تحیر انگیز

صورت میں بدر النساء کے چہرہ کو تکتے لگین جسکا اثر یہ ہوا کہ جسیوں مستورات تو سنی ہو گئیں اور جسیوں نے سنی

ہونے کا زبانی اعتراف کیا۔

بدر النساء بیکم کی تاریخی زندگی میں یہ ایک عجیب و محسوس

بات پائی جاتی تھی کہ وہ جیسی زیادہ عظیم الطبع منکسر المزاج

اور خلیق و نرم و دل تھی ویسی ہی تند مزاج اور بوشلی تھی جس طرح اوسنے اپنے مصحابوں کو اڈے اڈے سی خوش کن بات پر

میشمار انعامات اور گران بہا خلعتوں سے مالا مال کرنا کوئی

بات نہ تھی اس طرح ذرا سی ناخوشی اور سنجیدگی کی وجہ سے انھیں خون کے آنکھ آنکھ آنسو رولانے بہت سہل تھے۔

اور اسکی وجہ خاص یہ بھی تھی کہ بدر النساء اپنے باپ کی بیٹی

بیٹی تھی۔

لیکن افسوس ہے کہ جو زمانہ اسکی تعلیم و تعلم سے گذر کر

اپنی خدا داد لیاقتوں کے تخریب کرنے کے ایلول تھا وہ نہ اسکا

اور بغیر گل مراہا اصل ہوئے عین عالم شباب صرف ۲۳ برس

کی عمر میں شہداء میں انتقال کیا۔ اور دنیا کے دلچسپ اور

نشاط انگیز سالوں سے پوری طرح بہرہ مند نہ ہوئی تھی کہ گنجین قضا کے اسکو براؤ کر دیا۔

## بخت النساءِ بیگم

مشورہ لیا کرتے۔ اور اسکی راے پر عملدرآمد کیا جاتا۔  
نفرض بخت النساءِ بیگم اپنی بیدار مفری اور بلند نظری تجربہ کاری  
اور سربہ مشہور تھی کہ اگر ایسے متین اور سنجیدہ بادشاہ کے ہتھکڑ  
وسیع دربار اور محل میں کوئی تنقید اسکے ہم پلہ نہ تھا یہ وہ  
خاتون تھی جو ایک پوری سلطنت کا انتظام خاص اپنے  
دل و دماغ کی قوت سے کر سکتی تھیں۔

## بہار بانو بیگم

یہ اسم باسی بیگم نہایت جمیل و حسین تھی اسکے باپ کا نام  
جہانگیر بادشاہ تھا۔ اسکے حسن و جمال اور علم و فضل کا شہرہ  
ہندوستان کے ہر گوشہ میں پھیلا ہوا تھا۔ بادشاہ کو نسبتاً  
تمام اولاد میں یہ خاتون بہت ہی پیاری تھی اسکی واسطے  
اسکے مزاج میں تمدنی اور سخت گیری زیادہ تھی مجلس سر کی تمام  
بیگمات اسکے عتاب پر خوف رہتی تھیں۔

جب بہار بانو بیگم بالغ ہوئی تو اسکی شادی ۱۵ سالہ  
میں شہزادہ ظہور شاہ کے ساتھ ہوئی۔ اسکی شادی کے ساتھ گودی آئی  
لیکن سخت افسوس ہے کہ شہزادی بہار بانو بیگم کو اس عیش  
و عشرت میں زندگی بسر کرنا حسبِ دعوہ نصیب نہ ہوا اور  
دنیا کی بہار اچھی طرح نہ لوٹی تھی کہ عین عالم شباب میں اس  
گلدستہ خوبی کو طاق گیتی سے موت کے سیدر دبا تھوٹنے  
اور مٹا لیا۔

## بائی اوویپوری

یہ سراپا خوبی خاتونِ راجہ اوویپوری کی بیٹی ہے اس عورت کو  
خداوند تعالیٰ نے وہ صورت و شکل عطا فرمائی تھی کہ اگر  
زادہ صد سال کی بھی اسپر نظر پڑ جائے تو درود پڑھنے لگے  
اور بہشت کی حور خیال کرے۔ علاوہ حسن ظاہری کے اس  
حسن باطنی تھا جو نسبت کسی راجہ یا شہزادہ کی اس سراپا ناز  
کی بات آتی راجہ خود اسکی رائے دریافت کرتا تھا یہ بالا  
بالا اسکی تحقیق و تمیق کرتی اسی انتخاب میں اس نازنین  
نے اٹھارہویں سال میں قدم رکھا۔

یہ با عصمت خاتون ہمالیوں بادشاہ کی محبوبہ لڑکی اور اگر بادشاہ  
کی بہن ہوتی ہو جو علاوہ حسن و جمال عقل و دانتالی میں نہ صرف  
ہندوستان بلکہ تمام ایشیائی دنیا باخصوص مشرقی خصوصاً  
زیادہ معزز و مشہور ہے۔ یہ بیگم حوصلہ مندی بلند نظری کے  
علاوہ تمام شریفانہ اوصاف اور مہذبانہ اطوار میں اپنا ہونا  
نہ رکھتی تھی اسکے تواضع۔ اخلاق اور فیاضی کی شہرت  
تمام دنیا میں پھیل گئی تھی اور اسکی سیڑھی اور مہمان نوازی  
کی دھوم ایک عالم میں شہرت پذیر تھی۔ ہمالیوں کو جسقدر  
الفت و محبت اپنی اس فیاض اور غلیظ بیٹی سے تھی۔  
دوسرے سے نہ تھی۔

اس جمیل خاتون کی معاشرت اور طرز زندگی میں جو چیز سے  
زیادہ پسند اور قابلِ تفریق ہے وہ یہ ہے کہ باوجود نفاست  
پسندی کے فضول شان و شوکت اور بے نتیجہ تزینہ و آرائش  
کو عزیز نہ رکھتی تھی جب کبھی تفریح طبع کے لیے بازار میں  
نکلتی تو نہایت سادہ لباس سے آراستہ ہو کر معمولی حیثیت سے  
نکلے اور یہ سادگی اسکی محل اور معاشرت کے تمام چیزوں  
پائی جاتی تھی۔ گویا اسکی فطرت بالکل سادہ طور پر واقع  
ہوئی تھی۔ یہ عام بازاروں تفریح کا ہون اور جنگ و باغات  
کے محسوس انگیز منظروں میں آزادانہ طور پر بھرا کرتی تھی چوتھے  
جلسوں علمی مجلسوں میں ہمیشہ شریک ہو کر کرتی تھی لیکن  
باوجود اس آزادی کے تحفظ عصمت کے دائرہ سے کبھی  
قدم باہر نہ نکالتی جس متانت و شرم سے یہ باعفت خاتون  
مردوں کے جلسہ میں شریک ہوتی۔ دیکھنے والوں کو یہ معلوم  
ہوتا کہ یہ عورت نہیں ہے بلکہ عصمت و عفت کی تصویر  
۔۔۔ اس حسینہ کی صورت سے جس جرات و شان کا اظہار  
ہوتا تھا وہ ہرگز معرضِ تحریر میں نہیں آسکتا جسوقت وہ گھر  
پر سوار ہوتی تھی صورت سے وقار و تکنت شاہانہ جاہ و  
جلال پرست تھا۔

اسکی تجربہ کاری اور صاحبِ راے کے ڈنکے چارہ انگ  
عالم میں بیکٹے تھے۔ ہمالیوں اور اگر بڑی بڑی محمولوں میں اسکا

چونکہ بانی اودھ پوری ہتیار بند اور دلیر تھی اور مردوں کے پہلو پہ پہلو اور مردانگی دیتی تھی اس لیے راجہ کی طرف سے اسکو بالکل آزادی حاصل تھی۔ یہ اکثر اوقات گھوڑے پر سوار ہو کر جا بجا گشت کرتی اور جب کوئی عظیم الشان جنگ پیش آتی تو ہتیار بند میدان میں جا کر اپنی بہادری کے بوسہ دکھاتی۔

اب بانی اودھ پوری کی عمر قریباً پچیس سال کی ہو گئی لیکن اسنے اپنے لیے کوئی شوہر تجویز نہ کیا یا کوئی اسکے موافق مزاج بھرنہ پہونچا۔

جب عالمگیر کی فتوحات کے پھر پرے دکن میں اوڑھکے اور وہاں کی کل حکومت بادشاہ کے فہم و تصرف میں کامل طور پر آچکی تو اب عالمگیر راجہ جوتانہ کا دروازہ تھا اور اسکا فتح کرنا اسکے لیے نہایت ضروری تھا چنانچہ اجمیر میں ایک بڑی خونریز جنگ ہوئی جانا ز بہادری کے خون سے میدان جنگ گل لالہ بن گیا اس جنگ سے حسب وخواہ اطمینان حاصل کر کے تعلقہ جود پور اور دیگر پرگنات کو یکے بعد دیگرے عالمگیر نے فتح کر لیا۔

عالمگیر خاص اجمیر اور اسکے اضلاع کو فتح کر کے جود پور کی طرف بڑھا لیکن راجا نے لڑائی سے تپ نظر کر کے ایک درخواست متضمن معافی گذرانے جس میں علاوہ آوارگی جزیہ کے راجہ جسونت سنگھ کے بیٹوں کی اعانت سے آئندہ کے لیے دستکش ہونیکا اقرار تھا۔

عالمگیر نے بنظر رحم اسکی گذشتہ تصور سے چشم پوشی کر کے انتظام کے لیے جان جہان بہادر کو چھوڑا اور خود دارا خاں کی طرف متوجہ ہوا۔ چند روز کے بعد راجا نے راجہ جوتانہ کے معقول فوج جمع کر کے کھلم کھلا بغاوت کا اعلان دیدیا۔

عالمگیر جیسار محل اور ایک سیرت تھا ویسی ہی تند خو اور جوشیلا بھی تھا اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی اسنے اسی وقت بد نصیب ناکی سرزنش اور پرہیز راجہ جوتانہ کے استیصال اور بچ گئی کا ارادہ کیا۔ اور ایک فوری جوش کیساتھ اجمیر کی طرف باگین اوٹھا دیں۔

اور بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم نافذ ہوا کہ فوراً آگین آجھو نیچے اور حکم ثانی کا منتظر رہے اودھر دوسرے بادشاہ

محمد غلام کی طلبی میں حکم صادر ہوا کہ بنگالہ کو بہت جلد اس وقت ڈاکرا اپنے گواجمیر پہونچاے۔ جب عالمگیری فوج اجمیر کے قلعہ پہونچے تو بادشاہ ڈاکرا کو رانا کی سرزنش کے لیے انتخاب کیا اور ایک سو تھوڑی فوج کا بھاری دستہ محبت میں دیکر اوسط رو اندہ کیا۔

راجا کو جب یہ خبر ہوئی تو اسنے اودھ پور اپنے دارالسلطنت کو اپنے ہاتھ سے دیران دتیاہ کر دالا اور خود معاہل و عیال بہاڑوں کے مامن ہاجھیا۔ وہاں شاہی فوج نے پہنچ کر ہزاروں راجپوتوں کو موت کی مٹی نیند سولا دیا اور ایک جنگ عظیم کے بعد راجپوتوں نے شکست فاش اوٹھائی۔

جب رانا کے لشکر کو شکست ہوئی تو منجملہ اون قیدیوں کے جو عالمگیر کے دربار میں زندہ گرفتار ہو کر آئے تھے ایک رانی اودھ پوری بھی تھی جسے عالمگیر سنا سنجیدہ اور باوقارہ بشعر بادشاہ بھی دیکھ کر بچپن ہو گیا اور اپنے ایما سے بانی اودھ پوری کو محلات میں داخل کیا۔ عالمگیر نے اس حسین و نفو تصورت و زہین و طباع خاتون کا موقع و بے موقع ہر بات میں امتحان لیا اور ہر امر میں قابل و لائق پایا بالآخر اسکے حسن و لیاقت کا بخوبی موازنہ کر کے سلسلہ بیگمات میں داخل کر لیا۔

چنانچہ شہزادہ محمد کام بخش ایسی مبارک شکم سے تولد ہوا جو باغ ہو کر عقل و فراست میں اپنے تمام بھائیوں سے ممتاز تھا۔

### بانی بھوت دی

یہ نیک و خاتون راجہ کشنور کی بیٹی ہے جس کے دل افروز حسن اور ترقی پذیر علم و ادب کا جیسا اس زمانہ میں نظر پھر پھیل ہوا تھا اور جسکی لالچ اس قابل ہے کہ ہم ہندوستانی عورتوں کے مقابلہ میں بطور بخونہ اسکے حالات پیش کریں گو یہ ایک ہندو گھر میں پیدا ہوئی اور ہندو ہی خاندان میں تربیت پائی لیکن اسکی طریعہ معاشرت اور تمدنی حالت جسقدر بھی تھی وہ سب نرالی اور انوکھی طرز کی تھی۔ اسکو مسلمانوں سے تعصب نہ تھا بلکہ اونکی قدر و منزلت اور شان و شوکت کا انشا اسکے دل میں موجود تھا اور تاہم

باقی رہا اسے مسلمانوں کی ترقیات اور دینی و دنیوی بہبودات پر ہرگز حسد نہ تھا۔ تاہم ہندوؤں کے تنزل پر بھی اسکو غلام ہوتا تھا۔

اسکو ایک عرصہ تک شادی سے کدہ ہی جن امیر اودن کی نسبتیں آئیں وہ اسکو ذہانت اور طباعی کے مقابلہ میں کم تحقیق قابل پذیرائی نہ تھیں۔

اسکی درمیانی حالات کمر یا کیر طرح معدوم ہیں مورخین کو بکا پتہ نہ چلا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یا لائی بھوت دی کی شادی کون سے مہینہ میں اور کس عمر میں ہوئی نہ یہ پتہ چل سکتا ہو۔ کہ وہ خاندان تیور یہ میں بسطرح داخل ہوئی آیا اس کے باب راہہ کشتور سے بطریق ہدیہ پیش کی یا کسی معرکہ میں زندہ گرفتار ہو کر یہاں تک پہنچی لیکن اسقدر یقین کے ساتھ کہا جاتا ہی کہ ایک زمانہ کے بعد اور اغلب ہو جبکہ عالم شباب پہنچ گئی حاصل کر لی ہوگی ہم اسے شہزادہ محمد سلطان ابن عالمگیر کے محل میں پائے ہیں۔ جرب بائی بھوت دی شاہزادہ محمد سلطان کے نکاح میں آئی تو اسے اس سے کمال محبت و الفت پیدا ہو گئی اور چند دن میں جانین سے وہ کشش پیدا ہوئی کہ ایک کو ایک کے لمحہ بھر جدائی نہایت شاق تھی شہزادہ محمد سلطان اس نیک سیرت خاتون کے ہر ایک ادب پر جان دیتا۔ بالی بھوت دی کی نہایت خوش قسمتی تھی کہ اسے شہزادہ محمد سلطان جیسا شوہر فارسی زبان کے علاوہ ترکی اور عربی میں اسکو پوری مہارت تھی اور ہر قسم کے علمی مذاق سے زیادہ دلچسپی رکھتا تھا۔ توری اور لادری اسکی طوالت میں قدرے کوٹ کوٹ کر کھردی تھی اکثر معرکوں میں اسے وہ خدا داد شجاعت نکھائی کہ تاریخی صفحات کا آسمان اسکی اختر و نشان حالات سے اب تک روشن و منور ہے اس علم و ہنر کے پتے نے شہرہ میں اس دارنایاں دار سے کوچ کر کے اپنے رفیق تہجد کو تہجد گزار اور اپنے لیسار دین کو دارشاہی مقامات دے دیے۔

### بچپن کی سیر

یہ عقیدہ بیگم سلطان بلند اختر کی بیٹی اور محمد شجاع ابن شاہجہاں بادشاہ کی بیوی ہے جو حسن و جمال کے علاوہ نہایت متین و بخیدہ اور صاحب عقل و شعور تھی۔ اس بیگم کو اپنے چمن کی ایاری

کرنے اور رفتوں کے سیکھے مکالمات شوق تھا جو بعد فراغ کلام مجید اور درود و شریف کے طلوع آفتاب قبل کیا کرتی تھی۔

یہ اپنے تمام منصبی فرائض اپنے ہاتھ سے ادا کرتی تھی اسے کسی اولیٰ تر کام کرنے میں دریغ نہ ہوتا تھا۔ ملازمین کے دست نگر نہ تھی کہ ہر ایک کام اور بھین کے کیے ہوئے ہو ورنہ یہ خود نہ کرے ایسا نہ تھا اسکو کبھی کسی کام میں عار نہ ہوا یہ بیشتر ہنر آموش رہتی لیکن افسوس اسنے ابھی اپنے باپ کے بلند سایہ

میں حسب دخواہ نشو و نما نہ پائی تھی کہ قضا نے اسے بے پدر بنا دیا۔ اور کسی کے عالم میں اسکو تہمتی کا دھڑا ش لقب مل گیا۔ ہر چند کہ اسکے لیے کسی سادو سامان اور آسائش میں کمی نہیں آئی لیکن جو قدرتی سایہ باپ کا ہوتا ہے اور ہر اولاد اس سے بہرہ مند ہو کر مسرت کے گودوں میں رہتی ہے وہ بلند اختر کے بعد مرگ بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اوتیسویں ربیع الاول ۱۰۱۷ھ ہجری آخر شب عالمگیر کو یہ خبر گوش زد ہوئی کہ سلطان بلند اختر نے اس دار نایاں دار سے کوچ کیا۔ عالمگیر کو اس دھڑا ش خیر سے سخت صدمہ ہوا اور مہموم کی دھڑا ش جہنمی بلغم کو محل میں لایا۔

اسکے سر پر مشفقانہ ہاتھ پھر کر ارشاد کیا کہ اسے دھڑا ش تو اپنی دلمیں ہرگز خیال نہ کیجیو کہ تیرا باپ اس دنیا سے اٹھ گیا اور تیری حسرتوں کا خاتمہ ہو گیا ہرگز بہنیں میں اس سے زیادہ ہوں اور تیری آرزو خاطر ہی سے مجھ کو بلند اس سے زیادہ صدمہ پہنچا گا میں اسوقت سے تجھے اپنے فرزندوں سے زیادہ خیال کروں گا۔ اور تیرے ساتھ وہی برتاؤ کروں گا جو

اک مہربان پدر اپنی اکلوتی اولاد سے کرتا ہے۔ تیری آزادی میں کوئی خلل واقع نہ ہو گا عالمگیر کے زبان سے یہ تسلی آمیز الفاظ نکل رہے تھے اور ساتھ ہی اسکے آنکھوں سے

آنسوؤں کا بادل برس رہا تھا قاعدہ کی بات ہے جب غم میں کوئی کسی کی تسلی کرتا ہے تو بجائے اسکے کہ ایک غیر مد کو صبر و استقلال ہو اور اٹھا اسکو امنڈ کر رونا آتا ہے

اور اپنے عیش کا سامان بالکل آنکھوں کے سامنے تصویط پھر جاتا ہے۔ جہنمی بلغم کی بھی بھکی لگ گئی اور اسکا رومال پھوڑے کے قابل ہو گیا۔ اسنے اپنی طبیعت کو سنہال کر اپنے تین بادشاہ کے قدموں پر دلیا اور عرض کیا کہ عارفانہ



۴۷۔ سلمہ بن جب شہنشاہ اکیہ صفت شکن شکر قلعہ احمد نگر کا  
محاصرہ کیے پڑا تھا تو بیگم سلطان چاند بی بی کے بازو بیاز و محاصرہ  
کی پوٹین سیدہ سپہ بیکر لوگ رہی تھی چاند بی بی کی نظام الملک  
والی دن کی پہلی دھڑکتی تھی جو اپنے باپ کی وفات کی بعد ملک  
تاج و تین قرار دی گئی تھی اور جو اس محصور کی حالت میں قلعہ سے  
مضرت و نقصان کی مدافعت اور جنگ کے اہتمام و انصرام میں  
دیرانہ کمر ہمت باندھے نہایت سرگرمی اور مستعدی کیساتھ کوشش  
کر رہی تھی۔

اس خاتون نے ایسے تازک وقت میں چاند بی بی کی کاہت  
ساتھ اور تھوڑی دلاوری کے خوب نمونے دکھائے اسے  
فتح نہ کرنے میں سرکھٹ ہو کر اپنی جان تک لڑا دی اور محنت  
و کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ اگرچہ شاہی فوج نے  
جنگ کے مختلف تدابیر میں کوئی دقیقہ فرگذاشت نہیں کیا۔  
سرنگی کھو دیں جا بجا مورچے لگائے۔ لیکن چاند بی بی کی بیدار  
مغربی اور صائب۔ اسے نے انکی تمام کوششوں کو برباد  
کر دیا۔ اور پے درپے گولہ باری اور زبردست شیخو فون سے  
اکیری فوج کو بہت بڑا نقصان پہنچایا۔ آخر کار بعد جانکاہی  
خانخانان نے جو اندون اکیری فوج کا ایک معزز اور نامی  
جنرل تھا اور جنگ کے اتار چڑھاؤ اور موافق و مخالفت  
پہلو سے بخوبی واقف تھا اپنے لشکر سے قلعہ کے برج اور  
دیوار کے نیچے تک ایک نہایت عمیق منگ لیگیا جس میں  
صد ہا من باروت اور تیار کن سامان اتار دیے اس طرح  
قلعہ کے مشرقی حصہ میں بھی ایک بڑی نقب تیار ہو گئی۔ نیز دل  
اور اہل ہمت چاند بی بی نے عقیلہ سلطان بیگم کی اسے سے  
چند ہوشیار جاسوس معین کیے اور نقب کا سراغ لگا کر یوم  
حملہ سے ایک دن قبل اندر کی جانب سے نقب کے مقابل ترین  
کھدوائی اور یہاں سے وہاں تک برابر ایک نقب کر کے باروت  
کی تمام تھیلیاں نکال لیں اور احتیاطیانی کی مشکلیں چھڑکوا دیں  
کہ وقت پر آگ اپنا اثر نہ دکھائے

چاند بی بی دوسری سرنگ کے تجسس میں تھی کہ محمد مراد اور  
خانخانان نے اپنی جہاز فوج کو قلعہ آرا دیئے اور محصورین پر  
یورش کر نیکاکم دیا۔ مخالفین نے پہلے اوس سرنگ میں آگ  
دہی جسکے سراغ رسائی میں چاند بی بی محض ناکام تھی۔ اس نے پناہ

محصور کو چار سے سہ ہر قایم رکھے مجھے باب کا جانشین منہ  
پر کر۔ نذر نہ چھوڑتا اگر غل بیانی سے مہربانوں نے میرے  
ترحم دل کے نیچے مریم کی ذات خودہ صفات ہے اور  
جستار میرے حق میں ارشاد ہوا مجھے اوس سے وہ چند  
واقعہ ہے۔ میں بھی محصور کے اطاعت و فرمانبرداری  
سے مرید و تجاؤ نہ کرونگی اور آپکے ہر ارشاد کو فرض علیہ کبر  
اوسکے تعمیل میں اپنا فخر سمجھو گی۔

بجہتی مہین تک کئے گئے تھے کہ عالمگیر نے بڑی ہمدردی  
سے اوسکا سراوٹھا کر اوسے اور بلند اختر کے برسر زندون کو  
بیشمار زور و جواہر اور نامتی خلعت عطا فرما کر نصرت کیا۔  
سلطان بلند اختر جو عالمگیر کا بھتیجا اور محمد شجاع ابن شاہجہاں  
کا زہد تھا اگر عالمگیر کا سخت مخالف تھا لیکن عالمگیر کو اسکے مرید کا  
اوتنا ہی رنج ہوا جیسا اپنے فرزند شہزادہ محمد سلطان کا۔ یہی صلہ  
بلند اختر اپنے باپ محمد شجاع کی فوج کا ایک بڑا بہادر جنرل  
اور خوشخوار افسر تھا اور عالمگیری لوریش بڑے زور شور سے  
روک رہا تھا۔ محمد شجاع کی تمام جنگجو فوج کی کمان اسکی ہاتھ میں  
تھی اور یہی بار بار عالمگیری کی بہادر فوج کا مقابل رہا اگرچہ  
اسے چند پے درپے اور مقبوتر شکستیں ہوئیں دیگر وہ بار بار  
کی شکستوں سے کبھی دل شکستہ نہیں ہوا اور اٹھتا سے زیادہ  
نقصان اٹھانے کے بعد بھی جنگ سے کبھی اوسکی طبیعت  
اوپٹ نہیں ہوئی۔

عالمگیر کے رحمانہ اخلاق اور فیاضانہ عادات کی یہ ایک عالم  
اور مذہبی قتال ہے کہ وہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ  
بھی وہی برتاؤ کرتا تھا جیسے کسی اپنے دوست کے دوست کو ہوتا  
چاہیے۔ بہر حال یہ بالکل معلوم نہیں ہوا کہ اس عفت پسند  
خاتون کی شادی کس سے ہوئی اور کب ہوئی اور کس عہد میں  
انتقال کیا۔

### بیگم سلطان

یہ دلیر اور باجود خاتون ابراہیم عادل شاہ والی بیجا پور کی  
نہایت عزیز بیٹی تھی جو باعتبار شجاعت و مردانگی اور سخاوت  
و دریاوئی اپنے مہاراجن عورتوں سے معزز و مقدر تھی حسن و  
وجاہت اور عالی دماغی و زیر کی کی ہند بھر خصوصاً دکن میں  
بڑی شہرت تھی۔



سرخ رنگ میں آگ لگتی تھی قلعہ کی ایک سمت سے ۵۰ گز دیوار لگائی  
سکے کرنے سے سارا میدان گونج پڑا اور میدان کا زارا اک  
برخوت نکلا رہ گیا۔

محمد دادخان کی سپاہ تنگی تلوار میں کھینچے اس انتظار میں کھڑے  
تھے کہ کب قلعہ کا دوسرا رخ اوڑھے اور ہم محصورین پر حملہ کریں  
لیکن جب انھیں معلوم ہوا کہ دوسری نقب آگ نہیں دیتی اور  
باروت کی جگہ پانی بھرا ہوا ہے تو تمام لشکر میں ایک تشویش  
پھیل گئی اور بہادرؤں کے جی جھوٹ گئے۔

چاندنی بی بی اور سلطان بیگم کے لیے اک اطمینان کا وقت تھا  
اوتھوں نے آزمودہ کار دیروں کی طرح تلوار میں لگے میں الین  
اور ایک تلوار ہاتھ میں لیکر بجلی کی طرح اوسے منہم دیوار پر  
آئین بڑے بڑے تختے اور آہنی لٹھے کو بیان بانس مٹی کے  
تھیلے جو بطور حفاظت مقدم موجود تھے نہایت پھرتی اور چالاک سے  
دیوار کی بنیاد میں بھرنے شروع کر دیے اور خود دیوار سے نیچے  
اوتر موجودہ زن و مرد کو ایک پیسہ کی بجگہ ایک روپیہ دیکر  
آن واحد میں دیوار قلعہ تعمیر کرائی۔ اور چند چھوٹی توپیں اس مقام  
پر چڑھوا دیں تاکہ محاصرین کے حملہ سے محفوظ رہے۔

جاننا متخلون نے اگرچہ متواتر روئشیں کیں لیکن محصورین نے  
وہ جاننا بیان کیں کہ انھیں قلعہ کا دامن تک چکوا نصیب  
نہوا۔ اگر ہی فوج بہت کام آئی اس لیے مجبوراً خانخانان کو  
اپنی فوج بھیجے لوٹانا پڑی۔ اور اس ناتمام جنگ کو دوسرے  
دن پر اٹھار گھاٹ کو چاندنی بی بی بہادر سلطان بیگم کو ہمراہ لیے  
منہم دیوار کے قریب پہنچے اور بہت سے چالاک معماروں  
اور مہینار مزدوروں کو فراہم کیا۔ یہ منظر بھی نہایت دلکش اور  
قابل دید تھا کہ دونوں دلیہ خاؤن میں بری بیکر گھوڑوں پر سوار  
تھیں۔ دونوں طرف تلواریں الٹ رکھی تھیں زرد بکتر سے  
جسم چھپے ہوئے تھے۔ صد ہا شعلین روش تھیں اور کمال  
سرعت کیساتھ دیوار تیار ہو رہی تھی۔

اس وقت تک سلطان بیگم کی عالیہ ماسخی اور چالاک کا یہ پہلا ثبوت ہے  
کہ اس نے اپنی عاقلانہ تدبیر سے صحیح ہونے سے پہلے اس  
مطلوب دیوار کو نہایت استحکامی اور مضبوطی کیساتھ اٹھالیا۔  
اور معمار و مزدوروں کے چھوٹیاں زرقند سے بھر دیں۔

سلطان بیگم نے باوجود قصور ہونے کے بہادر معقلون کے  
حالات اسے تعلق رکھتے ہیں اسد رحہ محمد و دین کر اسکی سوانحات

منہ بھر دیے اور اب بڑے بڑے جوانمردوں کی طبیعتیں اس قسم  
برداشتہ ہو گئیں لیکن انہوں نے کہ باوجود امتداد زمانہ نہیں سے  
اوسکے لیے مدد نہ پہنچی۔ رسد کے علاوہ سلمان جنگ کی

قلت ہو گئی۔ مجبور ہو کر چاندنی بی بی نے حکم دیا کہ توپ میں چاندنی  
کے گوبے بھر کر شاہی لشکر پر اداتار سے جا لیں اور جب تک دم میں  
دم ہے عین سے منہ نہ پھیرا جائے۔

اسکے بعد اوسے چند مقامات دیکر صلح کر لی گئی اور صلح کے  
بعد پھر دکن سے مخالفت کی گھٹا اوتھکر متواتر دوا لیاں وقوع  
پزیر ہوئیں جس میں کبھی شکست اور کبھی فتح طریقین کو ہوئی  
آخر کار جب شاہزادہ دانیال اور اسکا بزنل خانخان قلعہ احمد نگر  
مہم سر کر کے آئے۔ شہنشاہ اکبر نے اپنی فتحمندی کے  
مسرات میں خاص قلعہ آساہیر میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا  
اور اپنے جان نثار اور بہادر جنرلوں کو انعام و اکرام سے سرفراز  
فرمایا بالخصوص شہزادہ دانیال کو بیشا جو اہرات نقد و جنس  
دیکر اعزاز بخشا۔

جب اکبری فتح و فیرازی کی ہوا ہندوستان خصوصاً دکن میں  
نہایت نرمی کیساتھ چلنے لگی تو ابراہیم عادل شاہ ولی پیا پور  
نے مبارک باد کی متعلق تہنیت نامہ اور اوسکے ہمراہ ناد  
تحائف شہنشاہ اکبری کی خدمت میں ارسال کیے اور ساتھ ہی  
یہ بھی اتنا س کیا کہ میں اپنی تخت جگر بیگ سلطان کو شہزادہ دانیال  
کی خدمت کے لینے آپ کے درگاہ میں ہدیائیں پیش کرتا ہوں امید  
ہے کہ قبولیت سے عزت افزائی فرمائی جائے۔

اولو العزم اکبر نے ابراہیم عادل شاہ کے تمام پیشکش کردہ  
تحفے بڑی خوشی سے قبول کیے اور جمال الدین حسین کو بیگ سلطان  
کے لائیک حکم دیدیا۔ اسی اثنا میں شہزادہ محمد سلیم کی شورش  
اور فساد اکیڑی کی خیر شہنشاہ کی خدمت میں معروض ہوئی اور  
بیان کیا گیا کہ جہانگیر نے دارالسلطنت میں سخت پریشانی پیدا  
کر رکھی ہے۔

کا پورا خاکہ ہمیں آدرسکاتا ہم مختلف واقعات مختصر اہم ہو چکے  
مجلد تحریر ہیں۔

یہ چیز نہ چلا کہ بیگم سلطان شہزادہ وانیال کے خدمت میں کب  
آئی اور کس زمانہ میں شرعی مواصلت حاصل کی اور نکاح کے  
بعد کیا انقلابات وقوع پذیر ہوئے۔

بیگم سلطان علاوہ حسن و جمال اور ظاہری خوبصورتی کے  
باطنی صفات مثل علم و شجاعت و فراست کو رکھتی تھی۔

یہ اس قسم کے اوصاف تھے جو شہزادہ وانیال اپنی جان  
فدا کئے اولیٰ رضا جوئی پر ہر لمحہ آمادہ رہتا تھا

### بی بی بائی

یہ پاکدامن اور بھولی خاتون شیر شاہ کی بھتیجی اور سلیم شاہ  
کی زہرہ تھی اسکے نام میں زیادہ انتظام ہیں کوئی مورخ صرف  
بائی اور کوئی ماہی بائی بیان کرتا ہے۔

شیر شاہ کے کارنامے اس قدر کثیر تعداد ہیں کہ تاریخی صفحات  
اوس سے بڑھیں اپنے زمانہ سیاست میں وہ وہ کار نمایاں کیے  
ہیں کہ اوسکے بیٹے ایک دفتر علیحدہ درکار ہے۔

سلیم شاہ نے شیر شاہ کے جاننازیوں کی بدولت بہت ملک  
فتح کر لینے اور بجائے بادشاہ کے شہنشاہ ہو گیا۔

جب یہ متواتر فتوحات اپنے دفتر ہستی میں لکھ چکا تو سکو  
امراض جسمی لاحق ہوئے جس سے وہ دن بدن نحیف و زار  
ہوتا گیا اور کل نو برس حکمرانی کر کے عین عالم جوانی میں راہی  
ملک بقا ہوا۔

بی بی بائی سلیم شاہ کی منکوحہ کے بطن سے صرف ایک  
لڑکا فیروز خان نام پیدا ہوا تھا۔ سبار زخان جو شیر شاہ کا بھتیجا  
اور بی بی بائی کا حقیقی بھائی تھا سلیم شاہ کی حیات ہی میں سلطنت  
کا مدعی تھا اور اپنے کو تخت و تاج کا وارث سمجھتا تھا تھا سلیم شاہ  
جو تک اسکی وضع سے واقف تھا اسلئے وہ بار بار بی بی بائی سے  
کہا کرتا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند کو عزیز رکھتی ہے اور اوسکی زندگی  
و سلطنت کی خواہاں ہے تو مجھے اجازت دے کہ تیرے

بھائی کا قاتل کر کے اس پر خشتہ کو مٹا دوں کیونکہ مجھے اسکے  
اطوار کتنے ہیں کہ میرے بعد تیرے فرزند کو قتل کر کے خود  
مالک سلطنت میں بیٹھ گا اور تعجب نہیں کہ تجھے بھی اسکی  
ذات سے گزند پہونچ کر وہ اپنے بھائی کو بے قصور جانکر

رضامند نہ ہوئی۔

جب سلیم شاہ عازم خلدیرین ہوا اُمر نے دولت و فیروز خان

کو اوسکے ولیعہد ہونے کے باعث تخت پر بٹھایا مبارزخان

کو اوسکی تخت نشینی نہایت ناگوار معلوم ہوئی اور دوسرے

دن غضبناک ہو کر اپنے بھائیوں کی محبت میں فیروز خان کے

مار ڈالنے کے لیے بیچوف محل میں گھس گیا بی بی بائی اس شگ

محشر خیر کے سننے سے مضطرب ہو کر بھائی کے باؤں پر

گر پڑی اور فرط گریہ و زاری کی حالت میں التجائی کہ فیروز کے

قتل سے ہاتھ اٹھا اگر تجھے ملک و تخت کی ضرورت ہو تو بلا کلف

اپنے قبضے و دخل میں لے لے میں خود اس سے دست بردار

ہوتی ہوں اور عہد واثق کرتی ہوں کہ وہ زندگی بھر تیری اس

خواہش کی مراعت نہ کرے گا تو میری اور اوسکی جان سے درگزر

تاکہ ہم دونوں یہاں سے ترک وطن کر کے کبھی اس طرف منہ

نہ کریں یا ہم دونوں کو مقید رکھ کر بچھا فیروز کے خون سے اپنے

ہاتھ نہ تر کرے۔ یہ کہانی بی بی بائی اس قدر زار و قطار روئی کہ مبارزخان

کا دامن تر ہو گیا۔ مگر اوس دامن تر نے ان جگر نگار بالوں

کی مطلق پرانہ کی اور اپنی بہن کا سر ہٹکراتا ہوا فیروز خان کے

پاس پہنچا اور اوس معصوم بچے کا خون بہا کر اپنا دل ٹھنڈا کر کے

تخت دہلی پر متمکن ہوا اور اپنے کو شہزادہ عادل کے لقب

مشہور کیا۔

### بادشاہ بیگم

یہ دفتر نیک اختر عالمگیر بادشاہ کی بیوہ اور سس بالوبیگم

کے بطن سے تولد ہوئی اور محمد اعظم شاہ کی حقیقی ہمیشہ ہوتی ہو

عالمگیر نے جو فطرتاً کلام الہی اور مذہبی فرایض کا دلدادہ تھا

پانچ برس کے ہوئے ہی تعلیم و لوائی شروع کی تھوڑے ہی

عرصہ میں اسنے اپنے ذہن رکسائی بدولت نوشتہ خواندین

موشیار ہو گئی۔

عالمگیر خود بڑا فقیہ اور مرتبہ شناس اہل فن تھا اسلئے اوسنے

بادشاہ بیگم کی ذہانت کا اندازہ کر کے ایک ضعیفہ عالمگیر کو اسکی

تعلیم پر مامور کیا جس نے بعد جا فتنائی تعلیم فقہ کے ساتھ عمومی

میں اچھا عالم بنا دیا۔ بادشاہ بیگم شہ بھی موزون کرتی تھی۔

عالمگیر نے ایک مہم سے مراجعت کی تو شہزادے دربار نے

فتیابی کے مسرت میں چند قصائد اور رباعیت نامے پیش کیے

بادشاہ بیگم نے بھی حسب اصرار بعض خدمت داران ایک قطعی بادشاہ کی خدمت میں لکھ کر ارسال کیا۔ عالمگیر نے اس قطعہ کو بار بار پڑھا اور مطالب سے خوش ہوا لیکن اس کے بہت پر عیارت ذیل ارقام کی۔

دوبرخوردار من! شاعری کے یہ نتیجہ اور فضول فن میں مشغول رہنا تمہارا کام نہیں۔ یہ فن عام آدمیوں کے لیے مایہ فخر ہے نہ کہ تمہارے لیے۔

اس وقت سے اس خدا کی بندی نے بھوکہ کھائی کوئی نظم معزوں نہیں کی۔

بادشاہ بیگم قرآن وحدیث کی نہ صرف عالم و ماہر تھی بلکہ سائل و پابند تھی۔ باہر تلاوت کلام مجید میں مصروف رہتی۔ نواب بانی والدہ بدرالسا کو بادشاہ بیگم سے شاہ کوڑا مادہ الفت کرتے دیکھ کر مکر ہوئی تھی اولطیش میں آ کر عالمگیر کو طعنہ دیتی تھی کہ تم مدرس بالو کی اولاد کو میرے نور نظر پر ترجیح دیتے ہو چونکہ نواب بانی عام بیاقون میں بھی بادشاہ بیگم کو بدرالسا سے کم درجہ جانتی تھی اس لیے عالمگیر اکثر مواقع پر اپنے دونوں لڑکیوں کا امتحان لیتا تھا اور نتیجہ امتحان کی وقت نواب بانی کو سخت شرمندگی اٹھانی پڑتی تھی۔

بادشاہ بیگم حسن و خوبی کے اعتبار سے بھی لاکھ دولاکھ میں ایک تھی۔ اعضا نہایت مناسب تھے۔ اسکے سرخ، مدنیہ چہرہ، بھولاپن عجیب بہار دیتا تھا وہ کشیدہ قامت اور بہرہ سر۔ ہر نازک عورت تھی سیاہ آنکھیں اگرچہ قدرت کے عہدہ صناعی کا فوٹہ تھیں مگر نرم و لطیف کے باعث جھکی پڑتی تھیں اس کی نازک ناک کو گلاب کے پھول کی طرح کہتا تھا بیگم۔ جس کی وہ بیکھر بیان اور اور دھڑکے دونوں گورے اور سرخی مائل رخسار سے تھتھے وہ باندہ بالکل چھوٹا تھا غرض خوبصورتی کے لغزبیب اسباب میں ایک چیز بھی ایسی نہ تھی جو مسدب الاسباب ہے اس مجبورہ خوبی میں کم ہو۔ بلکہ وہ حسن ظاہری کے علم۔ اہل عقل اور انانیت پر یاری عالی جو عقلی فیاضی کے حسن باطنی سے مزین تھی عالمگیر جیسا زبردست و مدبر بادشاہ بیگم سے اسکی صلاحیت ہوسکتی تو صیب و تنہا کیا کرتا تھا پھر ان باتوں پر اگر اسکی بے تکلفی سادہ مزاجی حضور انکساری صفتیں ایذا دیکھا میں تو افضلیت کا دواؤ نہ اول بیانات تک محدود رہ گیا تھا مگر وہ عرصہ میں نے اکثر کیا ہو

بلکہ ماننا پڑ گیا کہ تمام بیگمات اسلام کا یا ششہ کو چند ہی شعائر تھا۔ اسکی سادہ روی ہمیشہ شاہانہ شوکت پر غالب تھی مگر بھی اسکی ایجاد پسند طبیعت نے زیب و زینت کے متن پر بہت سے خاصے چڑھا لیے جو نہایت ذوق اور حسرت سے جوہر سرائی تمام بیگمات نے تسلیم کیے۔ اور اہر او عائد میں حرج ہو گئے۔ بادشاہ بیگم اپنے باپ کی طرح ہمیشہ سادگی اور بے تکلفی کو پسند کرتی تھی بار بار وہ اپنے خادموں کا ہاتھ بٹانے کے لیے اور کھڑی ہوئی تھی اور کھڑے سروری کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی۔ ارباب کمال اور اہل فن کو ہزاروں لاکھوں روپے عطا کر دینا اسکی نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ فیض خان خلف زلفہا مراد آبادی جو بادشاہ بیگم کا کواڑا تھا۔ برطانوی امیر کبیر شخص تھا اور چونکہ وہ نیک دل اور تشرع اور زبرد و تقویٰ کا سنت پابند تھا۔ بادشاہ بیگم کی فیاضی سے مالا مال ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ عالمگیر کے کسی محرم سے واپس آئے پر بادشاہ بیگم نے اسے عیاسی قرار دیا روپیہ نقد دیے مگر انھوں نے یہ غسل الخواص ہو کر دنیا کے مرض لاسی ہوئے سے انتقال کر گیا بادشاہ بیگم اور خود شہنشاہ عالمگیر کو اس کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا اور شہزادی نے بہت سا روپیہ ایصال نواب کی نیت سے فقرا و مساکین کو تقسیم کیا اور اس کے چند روز بعد اسکی قبر پر ایک نہایت شاندار عمارت بنوائی۔

شہنشاہ عالمگیر حبیب شاہ ۶۹ سالہ عرصہ میں مہم دار الشکوہ سے فارغ ہو کر دیلی آیا تو اس فتحیابی کی مسرت میں ایک غلطی شہنشاہ حبیب مرتب کیا اس حبش میں کوئی تکلف اور تقاضہ رکھا گیا تھا حبیب عالمگیر بزم عیش میں جلوہ گر ہوا حاضرین دربار کی مبارکباد کا شور و غل بلند ہوا۔ جہاں پناہ لے لے لیکن سلطنت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ زمانہ سابق میں جو اثر فی اور روپیہ کے ایک طرف کلہ طبع ہوا اور دوسری سمت خلفاء راشدین کے ناموں سے مزین ہوتا تھا یہ قاعدہ بالکل اٹھا دینا چاہیے کیونکہ اس قسم کے درود وینار اکثر اوقات خراب جگہ استعمال ہوتے اور بے دین لوگوں کے پاؤں سے مل جاتے ہیں پس اس سے کلہ طبع کی توہین اور بے تعلقی ہے۔ اس لیے ان نقوش کا اس سکہ کے ساتھ تبدیل کرنا مناسب ہے۔

سکہ سوز ورجان جو مہر شیر بادشاہ اور ناک زیب عالمگیر

کے ساتھ سپہ سالار جنگ میں کھڑی رہی اور اس نے بھاگ جانے سے گرفتار ہو کر توجہ دی۔

ججہا سنگھ کا باپ راجہ رینگہ دیو نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کا نہایت وفادار اور جانی رخص صاحب تھا جو ایام شاہزادگی سے جہانگیر کی وفات تک اس کا ملازم خاص رہا شیخ ابو الفضل کو بادشاہ شاہ اسی نے قتل کیا۔ اسی کے صلیب میں جہانگیر نے

اپنی تخت نشینی کے بعد قلعہ اوندھ جو نہایت مسہر و شاداب پر گنہ گار راجہ رینگہ کے نام کر دیا تھا جہانگیر کے جہد و آخر میں حکومت میں کچھ ایترو واقع ہوئی تو رینگہ کے دامغ میں بھی خود سری کی بولہالی اور اسے بھناہ کا

علم بلند کیا بادشاہ نے دیگر فرخشون سے فارغ ہو کر ایک خوشخوار دستہ راجہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا کہ دفعتاً شاہیار ہو کر حکومت کر گیا اور یہ مہم نام تمام رہی کچھ عرصہ کے بعد رینگہ نے بھی انتقال کیا اور ججہا سنگھ اس کا جانشین ہوا وہ بھی دائرہ جودیت سے منہر ہو کر لشکر شاہ سے برہم قابہ

ہوا اور بالآخر قلعہ ججہا میں عبدالغمان اور خان جہان لودی نے بڑی تربیت سے فوج کو قلعہ پر چڑھایا لیکن وہاں سے ناکامی اور شکست فاش ہوئی لیکن آخر کار وہ قلعہ ایرج میں محصور ہو گیا اور چونکہ جہان پناہ بھی قلعہ کو لایا

تک پہنچ گئے تھے اسلئے ہالیجاہ کے حضور میں وکیل بھیج کر معافی کی التماس کی بادشاہ نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ لیکن بد نصیب ججہا پھر اپنے شورہ پستی پر آ کر باغی ہوا جس کے دوبارہ سرکوبی کے لیے عالمگیر کو مقرر کیا گیا۔

شاہزادہ عالمگیر اس مقام پر پہنچ گیا جہان سے قلعہ اوندھ صرف دیر میں کے فاصلہ پر تھا شاہی فوج اسی مقام پر مقیم ہوئی اور راجہ دیو سنگھ ہراول نے بڑی ہردلی کے ساتھ قلعہ پر حملہ کیا اور پہلے ہی یورش میں ججہا کے کثیر تعداد مورچے فتح کر کے قلعہ کے نیچے پہنچ گیا اور تین طرف کا محاصرہ کر کے باقاعدہ فوجیں ڈال دیں۔ ججہا نے اپنے پانچزار ہمراہیوں کو لیے ہوئے قلعہ کی فصیلوں سے بیرون کا

پتھر بھسار لیا تھا۔

پارتی بھی نقاب انگذہ بیج ججہا کے بغلیں موجود تھی اور محاصرہ کے ذریعہ دست سے روک رہی تھی۔ بیج یہ ہے کہ

اس جین فاقہ میں علاوہ ترقی خواہان محکمت کے بادشاہ بیک کو باجج لاکھ روپیہ اور زیب النساء بیک کو دو لاکھ روپیہ کو ایک لاکھ اور رزیت النساء بیک کو دو لاکھ روپیہ کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ النساء بیک کو ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ مرمت ہوا۔ بادشاہزادہ محمد اعظم کو دو لاکھ روپے ایک شمشیر مریم ایک باندی کے ساڈویراق سے آراستہ تھی مرمت ہوا اور شاہزادہ محمد سلطان کے نام جو شجاع کے لقب پر نامور تھا تین لاکھ روپیہ سخاوت ہوا روپے کے نام نہ ہوا اسی ہم شاہزادہ محمد اعظم کو دو لاکھ روپیہ عطا ہوا اور شاہزادہ محمد اکبر کے بیٹے جو اس زمانہ میں کن میں موجود تھا ایک لاکھ روپیہ امانت رکھے گئے۔

### پارتی رانی

یہ سراپا حسن راجا ججہا سنگھ و لدا راجہ رینگہ دیو عالمگیر کی محبوبہ دلنواز ہے جسکی شکل و شمایل کی حد میں بڑی عجیبی بیان کی جاتی ہیں صفحات تاریخ پر جہان حسنین کے عالمگیر حسن کا تذکرہ زیب تحریر ہے وہاں رانی پارتی کے دلنیز حسن کے اوصاف بھی ضرور لکھے ہیں۔ بہر حال ججہا خوں بصورتی کا اظہار طول ہو گا اتنا کہ دنیا کافی ہے کہ جو حیرت مناع اہل نے اس کو عطا فرمائی تھی وہ ہر مقام پرست کے ہوش و حواس کھو دینے کیلئے اکسیر تھی۔

راجہ جو ایک بڑا دلور اور جنگجو شخص تھا ہمیشہ اس حسن کی دیہی کی پرستش کیا کرتا اور اسکی ایک ایک پر ہزار چاہنے شیدا تھا۔ شہنشاہین جب شاہ جہان بادشاہ کی جہاں فرماں فوج نے ججہا سنگھ کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ تو رانی پارتی اپنے شوہر کے پہلو پہلو ہی میں کے خوفناک حملے بڑے زور شور سے روک رہی تھی اور مردانہ وار کمر ہمت باندھے ہوئے نہایت مستعدی کے ساتھ شاہی فوج کو کھلے جگہ جواب دیتی تھی۔ پارتی نے اس معرکہ میں اپنے شوہر کو بہت مدد دی اور اپنی سجاوٹ کے خوب ہی بھر دھکائے۔ اس کا میاں کراتے میں ہر گھنٹہ ہونگئی۔ مگر تقدیر سے انسان مجبور ہے ججہا سنگھ کا ستارہ اقبال یستی میں معدوم کر رہا تھا اور ادا کا گ نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اگرچہ ججہا سنگھ اس معرکہ میں شکست کھا کر مغرور ہو گیا مگر پارتی نہایت استعمال اور ثابت قدمی



اس وقت پارسی نے اپنی فطرتی شجاعت اور دلاوری کے وہ جوہر دکھائے جس سے بڑے بڑے بہادر وں کے رخ پھر گئے۔

رائی پارسی کی یہ پہلی نظیر ہے کہ وہ اپنے باڈی گارڈ کو ساتھ لیکر آگے بڑھی اور قلعہ کے دروازے کی اوٹ میں ہو کر تین ترکہ برابر حملہ آور فوج پر گولہ باری کرتی رہی۔ آخر کار شہزادہ عالمگیر بہت سے بلا لٹ پیشہ اور صفت شکن سواروں کو ساتھ لیکر آگے بڑھا اور اپنی بیداغ فوجی اور صائب تدبیر سے مصوری کو اضطراب میں ڈال دیا ایک شب جہاں شاہی فوج پر شبخون مارنے کی غرض سے قلعہ سے نکلا اور تمام فوج کو مستحکم کر کے باہر لایا۔ رائی پارسی بھی اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کے لیے بدن پر ہتھیار لگائے ہوئے ایک پل پکیر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلی اور پوری طاقت سے حملہ کیا۔ اتفاق سے عالمگیر اس وقت اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا کہ گھوڑوں کی ٹاپ اسکے گوشہ زد ہوئی چونک پڑا اور فوراً مسلح ہو کر خیمہ سے باہر نکلا ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوا کہ شاہی فوج نرغہ میں آ رہی ہے اور قتل کی جارہی ہے۔ عالمگیر نے اس یتیم بک سین کو دیکھ کر نہایت استقلال سے کام لیا لاکار کر کہا کہ اودغا باز جہاں سامنے آیا اور اپنی شجاعت سے کچھ بھر نہ لکھا۔ اس قدر حصہ میں غافل فوج مسلح ہو کر آمادہ جنگ ہوئی اور شہزادہ کی محبت میں قیم پر پل پٹری پہلے ہی حملہ میں جہاں اور اس کے ہمراہیوں کے قدم اکھڑ گئے اور سخت جنگ کے بعد اس سے پسپا ہونا اور اپنی جان بچا کر دستور قلعہ بند ہونا پڑا۔

دم سحر جہاں نے برقعہ اڑوں کی کثیر جماعت ایک رات ہیوت ہنس کی ماتحتی میں تعینات کی اور نقد و جو اس کے خزانوں میں سے جس قدر خچروں پر اپنے ہمدلیہ اہل و عیال دہامونی کی صحت بھاگ کھڑا ہوا۔ شاہی فوج میں جب اسکو مشہور ہونے کی خبر ہوئی فتح کے آثار میں پہنچنے لگے اور قلعہ کی بنیاد میں زلزلہ برپا گیا قلعہ شہزادہ بہادر وں نے تین راتوں کے ترزدے کے بعد قلعہ فتح کیا اور مشرقی دروازہ سے شاہزادہ عالمگیر مع لشکر کے داخل قلعہ ہوا۔ جنوبی دروازہ پر عظیم اسلام نصب کیا گیا اور قلعہ کی فیصل پر اذان دی گئی جسکی باہر و جلال صدا نے مخالفوں کے دل ہلا دیے۔ عالمگیر نے یہ قلعہ راجہ دیپ سنگھ کے حوالہ کیا اور خود قلعہ دہامونی کی طرف سرعت سے بڑھا اور تیسرے دن وہاں جا کر ڈیرے

ڈال دیے جہاں کو یہ خبر ہوئی تو اس کے حواس جاتے رہے اور ایک وکیل کی معرفت عفو نقصہ نہجاہی اپنی فوجی افسروں کے غیبت گوش گذار ہوئی تھی کہ بہادران جنگ جو اپنے جوش فطرتی کو نہ منسوط کر سکے اور جنوبی حصہ کی طرف سے قلعہ میں پہونچ کر دروازہ میں آگ لگا دی اور میں چلے سر در قلعہ میں داخل ہوئے چچا ر سنگھ کو سب یا س کلی ہو گئی اضطراب کی حالت میں قلعہ سے باہر نکلا اور اندھیری رات کے پردہ میں پھیل درختوں کے جھنڈوں میں سے ہوتا ہوا جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا۔

خاص قلعہ میں سخت جنگ ہوئی اور اگرچہ تھوڑی دیر میں اردو کی آوازیں گوش زد ہوئی بند ہو گئیں کیونکہ جہاں رات ہو چکا تھا عالمگیر نے اس دار و گیر کو روک کر متادی کر دی کہ طلوع آفتاب سے قبل قلعہ میں کوئی داخل نہ ہو لیکن عادت پیشہ لوگ جو سیلاب کی طرح قلعہ میں داخل ہونے کے لیے بقدار تھے اپنے سر در وں کا حکم بالائے طاق رکھ کر قلعہ میں گھس گئے اور جو نقد و اسباب قلعہ میں موجود تھا لوٹ لیا عورتیں بیچے سب گرفتار کر لیے گئے جہاں دوران خان نے خیرہ بکر ایک دستہ کو اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ میں بچاؤ سنے اس ہرجاہ برتاؤ سے سبکو روک دیا۔ یہ بھی قلعہ ہی میں تھا کہ مشرقی برج سے اک بلند صدا پیدا ہوئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اہل قلعہ کی ایک کثیر جماعت فرصت فرار نہ پا کر موت کا انتظار کر رہی ہے جو محمد اصغر پسر محمد عفر (بھی گرفتار) کو آگے بڑھا اور اسکی روشنی گل بابت خانہ میں گھر کر قلعہ کے ایک حصہ اور صدمہ آدمیوں کی بائیں سے گیا۔

دوسرے دن خان دوران خان مدلول خزانوں کے انحصار اور ضبط اموال کی طرف متوجہ ہوا ایک جنگل میں تو دوت نقد اور سونے سے بھرا ہوا کنواں پایا گیا اسکے سوا زمین اور کوئین ز نقد سے بھریدو ستیاب ہوئے۔ عالمگیر نے ان نظام قلعہ کے لئے خان جہاں کو حکم دیا اور خود بحیثیت خاندوران خان اور عبد اللہ خان جہاں سنگھ کے تعاقب میں بڑھا جہاں سنگھ قلعہ دہامونی سے فرار ہو کر شاہ پور پہونچا اور حبیب بہان بھی اسے چین سے بیٹھنا ملا تو ویلو گرد نہ کیجا تب روانہ ہوا۔ اور حاندوران خان اسکا تعاقب کر کے شاہ پور میں پہونچے



اور جو انہیں باقی تھیں ان کو غلبہ کر کے جہاں کے عقب میں روایت  
غروب آفتاب کے وقت ایک موقع پر جہاں تک شاہی فوج کے  
نزدیک آ گیا۔ جب پرہیزوں اور یزیدوں سے لڑائی گذر گئی تو  
اوس وقت دونوں لشکروں نے میان سے تلواریں کھینچ لیں۔  
رائی پارتی نے ایسی شجاعت و بہادری کی جو قابلِ مدحت ہو  
۱۔ وہ تلواریں آج تک بھی حروف میں لکھے نظر آتے ہیں۔  
اس شجاعت پناہ عورت نے اس موقع پر وہ شمشیر زنی کی جو کسی  
بڑے بڑے شجاع سے ممکن نہ تھی جس طرح اوسکی بے پناہ تلوار  
جاتی تھی ایک دو کے خون ضرور چاٹ کر آتی تھی غرض اس آسمان  
جنگ میں رات نے اگر ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ اور  
ناموسی فوجیں جہاں تک اور اوسکا فرزند کجاہیت کا پتہ نہ ملا تو اوسکو  
سمتِ تشویش ہوئی چونکہ فوج اور جہاں کا مکان سے شست ہو گئے  
تھے مجبور لب دریا فوج کو بلا ڈال دیا اور خفیہ جہاں اور اوسکے  
فرزند کجاہیت کی تحقیق فیروز میں سراغ لگانے لگا صبح ہوتے ہی  
دونوں کے سر بھی آ گئے۔ ماندوران خان نے اپنی فوج کی کے  
شاہی اسے بجا نیکا حکم نافذ کیا اور جہاں پناہ کو ان متفقہ لفظوں میں  
فتح نامہ لکھا۔ کہ میں نے جہاں پناہ کے اقبال سے قطعی طور پر  
فتح حاصل کر لی جہاں اور اوسکے فرزند کجاہیت کے سر میرے  
سایہ میں اور اوسکی مہر انگشتی میرے ہاتھ میں ہے۔

فائدہ صرف سات دن میں اس پانچو فرسنگ کی راہ کو طے کر کے  
شاہ جہاں کے دربار میں اپنے کو پہنچا کر خوشخبری دی۔ وروز کے بعد  
جہاں اور کجاہیت کے سر پہنچے اور عہد کے لئے تمام اہل آباد  
میں تشہیر کرائی ان سروں کو سر کے درواز پر لٹکا دیا گیا۔ رائی  
پارتی اور جہاں کے اہل و عیال جو شاہی فوج کے گرفتاری  
میں تھے عین شاہانہ جشن کے وقت مجلس میں پیش کی گئی  
بادشاہ نے اول رائی پارتی پر اور پھر دیگر قیدیوں پر اسلام پیش کیا  
سب نے بخوشی قبول کیا اس پر بادشاہ نے انھیں خلعت فاخرہ عطا  
فرمایا اور ہم سر میں داخل کر لیا۔

نواب قدسیہ پرہیز بانو بیگم  
بر باعصمت خاتون شاہ جہاں الہی اہلاد تھی یہ قدساری بیگم  
کے لطف سے تھی۔

قدساری محل مرزا حسین صفوی کی عزیز لڑکی تھی جو علاوہ حسینہ  
و جمیل ہونے کے متوسط درجہ کی تعلیم یافتہ تھی امور ظلمی میں

خاص ملکہ تھی۔  
یہ غالباً شاہ جہاں کی پہلی بیگم ہے جس نے شاہی مجلس میں تھم  
رہے تھے صیحات کی کیلنت کا پائلٹ دی اپنی تعلیمی بکثرت نہایت  
شانستگی اور تہذیب کے ساتھ عام طور پر رائج کر دین اور شاہی  
محل کے چپے چپے پر تدریس کا مشغلہ جاری ہو گیا۔ پرہیز بانو بیگم کو  
اپنی ماں کے طرح علامہ زمان نہ تھی۔ تاہم وہ علم سے بے ہر دم  
نہ تھی۔ شاہ جہاں پرہیز بانو بیگم کو نہ محض اس باعث چاہتا تھا کہ وہ  
عمر میں سب اولاد سے بڑی تھی بلکہ اسکی اتقا اسکی علمی قابلیت اوسکی  
طباعی اور فہم و فراست۔ عالمی انتظام کے باعث دل و جان سے عزیز  
رکھتا۔ اور ہر امر میں اسکی دلچسپی کرتا تھا۔ شاہ جہاں کے انتقال کے بعد  
وارثت تحت وراثت اور رنگ زیب عالمگیر اپنی تمام دہشتیں و برادریں پرہیز  
بانو بیگم ہی کو ہمیشہ واجب الامتہام سمجھتا رہا۔ اور اتنا سے زیادہ اسکی  
تسلیم و بھگوتی میں مصروف رہا۔ بیگم کی عالمی معاملات کے علاوہ کوئی عالمی شے  
ایسا نہ ہوتا تھا جو اس بیگم کے مشورہ بغیر فیصل ہوتا ہو۔ اور اوسکی  
رضاجوئی کے باعث فہرست انعامات و خلعت میں اوسکا نام  
سب سے پہلے لکھا۔

۱۸۔ شہزادی کی دسویں فریج کو جب عالمگیر عید الضعیفی کی غزاور  
قربانی کے ارکان جو فارغ ہوئے قلعہ دہلی میں دربار عام منعقد کیا۔  
ارکان سلطنت حسب قاعدہ قدیم عید کی مبارکباد اور نذرانے  
گذرانے کے لئے شاہی دربار میں حاضر ہوئے بادشاہ نے تمام  
نذرانوں کو قبولیت کا شرف عطا کرنے کے بعد جس کو اوسکی قدرو منزلت  
کے موافق انعام و اکرام عطا کیے جب درباریوں کا ہنگامہ بیکل گیا تو  
محضر اس کے شہزادوں اور بیگمات کا منبر آیا۔ عالمگیر نے نواب قدسیہ  
پرہیز بانو بیگم کی انتہا درجہ عقلم و حکیم کی اور نہایت شفقت سے  
اپنے واسطے پہلو میں بٹھا کر مزاج برسی کے بعد پانچہزار اشرفیان  
مرحمت فرمائیں۔ بیگم نے یہ رقم بڑی خوشدلی اور مشکوری کے ساتھ  
قبول کی اور چلتے وقت کل اشرفیان اپنے مرتبہ پر و قدر و ان بھائی  
پر شمار کر کے فقر کو خیرات کر دیں۔

اس حکایت سے پرہیز بانو بیگم کی فیاضی کا اندازہ ہو سکتا ہے  
غبار و مسالین نروال بختنا اسکا خاص شیوہ تھا۔ کوئی حاجت نہایت  
نہ تھا کہ اسے پاس سے اپنا دامن امید پر نہ لے لیا اسکی سخاوت  
کے کا نام ایک تنہا افسانہ میں۔

## رانی تارا بابائی

یہ رام راجہ کی بیاری رانی قتل و فراست میں مشہور زمانہ تھی۔  
 رام راجہ سبھا خلع و اسکا حقیقی بھائی تھا جس نے شہنشاہ عالمگیر  
 سے سرتابی کر کے شاہی فوج کو اتھا درجہ برجم کیا اور دو سال  
 تک بڑی دلیری کے ساتھ لڑتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ میں ایک  
 نوجوان جنگ کے بعد مارا گیا۔

رام راجہ نے غیر شکر اپنے قلعہ کو چھوڑ دیا اور ملک برابر ہوتا  
 ہوا مختلف مقامات پر شاہی فوج سے لڑتا ہوا ابراہیم کے صحرا میں  
 دورانیان اور دروغین لڑ کے چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اور باقی  
 سے اسکے بعد ہی بڑا لڑکا پانچ برس کی عمر میں قضا کر گیا۔

رام راجہ کے گزرنے کے بعد رانی تارا بابائی نے خنان حکومت  
 اپنے ہاتھ میں لی اور افسران مرہٹہ کی کوشش و صلاح سے راجہ  
 پہاڑوں سے نکل کر دکن کے ہر صوبہ میں آتش بغاوت مشتعل کرنی  
 شروع کر دی اور سولہ ہزار سواروں کی جمیعت سے بندر سورت  
 پر یو رس کر دی اور خاص سورت اور اس کے مضافات کو ماتحت  
 و تاراج کر کے احمد آباد کی سمت باگ اٹھا لی اور دریائے نرندرا  
 ہو احمد آباد اور بندر سورت کو بعد اگرتا اور تیزی کے ساتھ بہتا کر  
 عبور کر کے بڑی ہندی کیسا تھہر احمد آباد پر آدھکی۔

عبدالحمید خان جو شہزادہ محمد خلیفہ شاہ کا نائب تھا سرت کے ساتھ  
 صوبہ احمد آباد کے کل فوجداروں کو اکٹھا کیا اور شادرت باہمی  
 کے بعد ایک معقول دستہ فوج محمد بیگ خان نظر علی خان اور  
 التفات خان وغیرہ افسروں کی ماتحتی میں روانہ کیا۔

تارا بابائی نے جب شاہی فوج کا اپنی طرف رخ دیکھا تو اس نے  
 خاص احمد آباد سے ہٹ کر مزید اگے اوس پار جا کر مورچے  
 قائم کیے۔ شاہی فوج نرندرا اور کرعین نرندرا کے ساحل پر  
 مقیم ہوئی۔ ان دونوں لشکروں میں کل سات میل کا پڑھ تھا۔  
 دوسرے دن دم سحر میں ہزار سوار ملک و آراستہ بہادری

پر سوار ہوئے اور فوج احمد آباد سے بھی آگات حرب سے مسلح  
 ہو کر کمال جستی کے ساتھ حملہ کیا دو گھنٹہ کا کل سخت جنگ رہی  
 اور انجام کار شاہی فوج غالب آئی اور مخالفین نے بھی دکھایا۔  
 شاہی بڑا روں نے دو تین میل تعاقب۔ اسباب غنائہ اور  
 متعدد قیمتی گھوڑے اور عیشیہ ہتھیار اس غارتگری میں لٹکائے  
 اور کوس شادمانی بجاتے ہوئے لشکر گاہ کی طرف واپس آئے۔

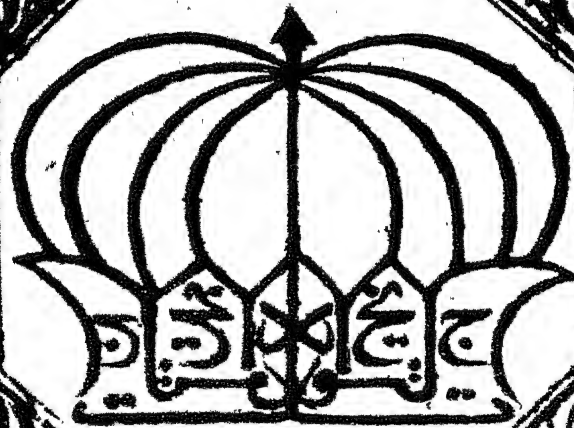
اور ہتھیار کھول ڈالے گھوڑوں کی پشتوں سے زمین جھانکے کھاتا  
 پکائے اور کچھ پیر چھیل کر بیٹھنے میں مشغول ہو گئے مگر کایک  
 آٹھ ہزار سوار سیلاب کی طرح شاہی فوج پر برسے جلے آگے  
 اور اس سرعت کے ساتھ حملہ کیا کہ شاہی سپاہ مسلح بھی نہ سکی  
 صرف پیادوں کی جمیعت ہتھیار بند تھی اور وہ نہایت استھلال سے  
 لڑتی رہی۔ اس مہلت میں افسروں نے بھی اپنے کو ہتھیاروں  
 سے مسلح کر کے مقابلہ کے لیے مستعد کر لیا لیکن آخر کار شاہی فوج  
 ہی کو ایک کثیر نقصان کے ساتھ دک اٹھا لی پڑی۔ رانی  
 تارا بابائی کے لشکر میں جیت کے نقارہ بجنے لگے۔ اور مڑھوں  
 نے اپنی معمولی فائزگری اور تاخت و تاراج سے بالابل ہو گئی  
 دوسرے دن یہ فوج عالمگیر کے خوف سے پیچھے ہٹ گئی اور  
 بندر سورت میں اپنا ہیڈ کوارٹر مقرر کر کے رنج و تھکان اور ہستی  
 سامان میں مشغول ہوئی۔

حاکم نے چند فتوحات کے بعد سنا کہ پریانک زمیندار نے  
 علم بغاوت بلند کیا ہے اسلئے اس نے اپنے صوبے دار ان بیجا پور  
 وغیرہ کے نام احکام جاری کیے کہ وہ بادولت سے ایک دور دراز  
 پیشتر تھنا زمرہ پر اپنی پوری جمیعت کے ساتھ پونچر قلعہ و اٹکیرا  
 کا محاصرہ کر لیں۔

پریانک کو شاہی فوج کے جنبش و حرکت کی خبر ہوئی تو اس نے  
 اپنے قلعہ کو زیادہ مستحکم بنایا اور غلہ اور ہر ضروری اشیاء فراہم کی  
 جو فوج منتشر تھی اوسکو مجتمع کر کے قلعہ میں داخل کر لیا۔  
 رانی بابائی اور دیگر سرداران مرہٹہ مطلع ہونے پر بدل بادل کی طرح  
 ناک کی ملک میں چاروں طرف سے آمند آمند کر آکرے۔

رانی تارا بابائی نے اپنی تمام فوج میں سے دس ہزار سوار بھیجے  
 اپنی بہادری کے لیے نامور ہونے کے سوا نہایت سفاک فوجی  
 اور اکثر لڑائیوں میں اپنے تجربہ سے دشمنوں کو نیکین دیکر قتل  
 اٹھا رکھے تھے میدان جنگ میں روانہ کیے اور غولوں نے آتی  
 شاہی فوج پر ہتھیار گولے اتارے۔ کو تمام فوج اس اچانک  
 جنگ کے لیے بالکل طیار نہ تھی مگر وہ افکار خان کے محبت میں  
 میں سپاہ مسلح تھی اس سے نہایت حوصلے سے مقابلہ کیا اور اس  
 ضمن میں باقی ماندہ تمام فوج مستعد و آمادہ یکار ہوئے۔ اور اسے بھی  
 گولوں کی پوچھا کر دی کہ اہل قلعہ کے دل دھل گئے۔  
 دوسرے روز خود رانی تارا بابائی اپنے جاننا ز اور چیدہ سوار





ایک نیا کتاب منظر اور دیکھو

مطبوعہ نصرت المطابع دہلی



ہنر نامہ راج رانا صاحب بہادر فرما کر دئے جھالاوار





ہزارہاں ہمارا صاحب بہادر فرمانروائے۔ چیمبر

نمبر	نام ریاست	نام فرمانروایان ریاست مع خطاب و القاب	تاریخ سرحد	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
۶۰	چرکھاری	ہریانہ میں کھارو اور موہڑا کے درمیان میں کمال کیلچھی رکھتے ہیں آپ کے زمانہ میں ریاست کے متعدد صیغہ عین اصلاح اور ترقی ہوئی۔ سروریش سنگھ صاحب - منشی برج نرسن صاحب - میر بخش علی صاحب - مریدان کٹری سرور چند سنگھ جیہا کے بیٹے ناچو صاحب بخش فرج	۱۲۳۰-۹۶	۷۰۳	۱۲۳۰-۹۶	۶۰۰۰۰	ہندی لکھنوی
۶۱	چھبہ	ہریانہ میں کھارو اور موہڑا کے درمیان میں کمال کیلچھی رکھتے ہیں آپ کے زمانہ میں ریاست کے متعدد صیغہ عین اصلاح اور ترقی ہوئی۔ سروریش سنگھ صاحب - منشی برج نرسن صاحب - میر بخش علی صاحب - مریدان کٹری سرور چند سنگھ جیہا کے بیٹے ناچو صاحب بخش فرج	۱۲۳۰-۹۶	۷۰۳	۱۲۳۰-۹۶	۶۰۰۰۰	ہندی لکھنوی
۶۲	چھتر پور	ہریانہ میں کھارو اور موہڑا کے درمیان میں کمال کیلچھی رکھتے ہیں آپ کے زمانہ میں ریاست کے متعدد صیغہ عین اصلاح اور ترقی ہوئی۔ سروریش سنگھ صاحب - منشی برج نرسن صاحب - میر بخش علی صاحب - مریدان کٹری سرور چند سنگھ جیہا کے بیٹے ناچو صاحب بخش فرج	۱۲۳۰-۹۶	۷۰۳	۱۲۳۰-۹۶	۶۰۰۰۰	ہندی لکھنوی
۶۳	دھرم گدہ	ہریانہ میں کھارو اور موہڑا کے درمیان میں کمال کیلچھی رکھتے ہیں آپ کے زمانہ میں ریاست کے متعدد صیغہ عین اصلاح اور ترقی ہوئی۔ سروریش سنگھ صاحب - منشی برج نرسن صاحب - میر بخش علی صاحب - مریدان کٹری سرور چند سنگھ جیہا کے بیٹے ناچو صاحب بخش فرج	۱۲۳۰-۹۶	۷۰۳	۱۲۳۰-۹۶	۶۰۰۰۰	ہندی لکھنوی
۶۴	رملام	ہریانہ میں کھارو اور موہڑا کے درمیان میں کمال کیلچھی رکھتے ہیں آپ کے زمانہ میں ریاست کے متعدد صیغہ عین اصلاح اور ترقی ہوئی۔ سروریش سنگھ صاحب - منشی برج نرسن صاحب - میر بخش علی صاحب - مریدان کٹری سرور چند سنگھ جیہا کے بیٹے ناچو صاحب بخش فرج	۱۲۳۰-۹۶	۷۰۳	۱۲۳۰-۹۶	۶۰۰۰۰	ہندی لکھنوی







ہنرہاسن ہماراجہ صاحب یہاں درقربانزواے فریدکوٹ





نمبر	نام ریاست	نام حاکم	فرمان رواں	ریاست مع خطاب رانقاب	سیاح مسندنی رقبہ	آبادی آمدنی	زبان
۴۳	فرید کوٹ	ہرنائیس	فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند برائیس ہماراجہ	۱۶ دسمبر ۱۸۹۶ء	۶۴۳۳	۱۱۵۰۰۰	۲۲۵۰۰۰ ہندی پنجابی
			بلیر سنگھ صاحب بہادر۔				
			ہرنائیس صاحب عرف برارگری اور گریقیلم یافتہ ہیں۔ اسے بہادر بھوہ کٹ لاری لال جی دارالہرم کی وساطت سے جہالت ملکی سرانجام ہوتے ہیں ریاست سرسیدو شاداب سے کیونکہ انتظام کی عمدہ حالت ہے اسکو دن بدن ترقی پذیر کر دیا ہے (چیف سکرٹری) سردار گلاب سنگھ صاحب۔ دیوان عزیز بخش صاحب۔ دیوان بھگوانداس صاحب۔ دیوان بری چند صاحبان مہربان کونسل۔ (سٹٹ پراوٹ سکرٹری)۔ لالہ شینو نرائن صاحب (حصہ) عبدالحمید صاحب۔ جہان ایسے لائق المکار برہنہ سید، کیون ترقی پائے۔				
۴۴	کیور تھلہ	پنجاب	فرزند دلندار سخا اعتقاد دولت انگلیشہ ہماراجہ راجگان	۱۳۵۲	۵۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	پنجابی۔ اردو
			ہماراجہ سر جگت جیت سنگھ صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی				
			اس ریاست کے بانی نواب جیسا سنگھ تھے جنکی ساتویں پشت میں ہماراجہ صاحب حال ہیں آپکا سلسلہ نسب راجگان چند نشی بہٹی راجپوتہ اہل راجہ والیان جیسلمیر تک پہنچتا ہے۔ ۱۸۷۱ء میں عہد نامہ گورنمنٹ برطانیہ کا واسطہ پڑا تو ایک مہذب ہمدرد راجپوت بگہ و فوج سنگھ اہل دیہہ ہوا تھا راجہ نہال سنگھ کو فوج نشان کی امداد کے صلہ میں ۱۸۷۹ء کو خطاب باجگی و بہادری عطا ہوا اس کے صاحبزادے ہماراجہ رندیر سنگھ گئے ہیں۔ خدمات عدلیہ خطاب سی۔ ایس۔ آئی۔ گورنمنٹ انگلیشہ سے مع ایک وسیع علاقہ بوندی پھٹولی وغیرہ بطور ستماری خرید پان حاصل کیا ۱۸۷۱ء میں بعد قصا کرنے ہماراجہ کھڑک سنگھ کے ہرنائیس جگہ آرا سے مسند ریاست ہوئے آپ فارسی ہندی اردو انگریزی میں مہجری دستگاہ دیکھتے ہیں بلکہ فرانسیسی زبان میں بھی چھی طرح کر سکتے ہیں آپ اپنی ریاست کا انتظام نہایت عمدہ تدابیر اور عقائدانہ طرز سے انجام فرماتے ہیں ریاست میں اپنے عالیشان عمارتیں ہوائیں تعلیم اطفال تعلیم نوان کے مدرسے اور کارخانہ مرغیا کیلئے مردانہ و زنانہ مشق خانہ جاری کیے ہیں تین تہ بہادر۔ آپ کی سیاحت فرا کمال تجربہ اور واقفیت حاصل کی حسب ارشاد مسندۃ الامم عظیمہ حرمہ معوضہ صاحبہ پنجابی نے ہماراجہ صاحب کی دوستی تصویر نگار (نور) میں تیار کی جو بطور یادگار ڈیپنڈ پیو بی تلمعہ و نظم میں آفران کیلگی۔ سردار گلاب سنگھ صاحب چیف سکرٹری لالہ جوالا داس صاحب سر شرتہ داراجلاس خاص۔ دیوان عزیز بخش صاحب۔ دیوان بھگوانداس صاحب دیوان پر چند صاحب مہربان کونسل۔ عبدالحمید صاحب ایڈمی کمپ۔ دیوچیکر مکر مہر جیت سنگھ صاحب بہادر۔ فرزند ان۔ کونو جی جیت سنگھ و کونو کر مہر جیت سنگھ صاحبان۔				
۴۵	کھلو بلا پور	پنجاب	ہرنائیس راجہ کچھ چند صاحب بہادر۔	۱۳۵۲	۲۵۱	۹۰۸۴۳	۱۵۴۰۰۰ پنجابی
۴۶	لمبیاٹ	میسور	ہرنائیس نجم الدولہ ممتاز الملک ہومن خان صاحب بہادر دلاور	۲۱ مئی ۱۸۹۶ء	۳۵۰	۵۰۲۲۵	۵۰۰۰۰
			نواب میرزا جعفر علی خان صاحب بہادر۔				
			آپ کے مورث اعلیٰ امیرزا جعفر ذوالدین خان اولاد پنجم ثانی وزیر شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تھے۔ آپکو فارسی گجراتی اردو و ہمارت نامہ حاصل ہے۔ انتظام ریاست آپکی ذات سے کجوبی سرانجام پاتا ہے۔ عالی دماغی۔ تدبیر۔ سخاوت۔ سیر جہنی۔ رعایا پروری آپ ہی کا حصہ ہے آپ کے عہد میں علاوہ اور ترقیات کے تارہ پور سے ریاست تک ریلوے تیار ہوئی ہے۔ مالدالہام صاحب بھی ایک نہایت مستعد اور کارگزار آدمی ہیں۔				
۴۷	کونڈل	میسور	ہرنائیس راجہ سر بگنوت سنگھ جی سکرام جی بہادر۔ جی۔ سی۔ سی۔	۱۲ دسمبر ۱۸۹۶ء	۱۰۲۴	۱۱۶۶۸۲	۱۲۰۰۰۰ گجراتی
			آئی۔ ای۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ڈی۔ سی۔ ایل۔ ای۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ ایف۔ بی۔ یو۔				
			آپ مع بہادری صاحبہ و دختر نیک اختر کے شریک و مبار ہوئے تھے آپ انگریزی یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ۔ انگریزی تقلید کے علاوہ انگریزی فنکار				





نمبر	نام	نام و زوایان ریاست مع خطاب و القاب	پانچ سنی رت	آبادی	آمدنی	زبان
۷۸	منڈی	کے رئیس ہیں۔ انگیزی میں کامل بہارت رکھتے ہیں۔ انتظام ریاست میں کسی طرح کی خامی نہیں۔				
۷۹	منی پور	(دیوان) منی لال گوبند رام صاحب (دولت پور صاحب) راج صاحب خیر خواہ ریاست ہیں۔				
۸۰	موری	ہمسار راج صاحب کمال ذہین۔ عالی دماغ۔ بلند و صلہ میں ہیں۔ رعایا کے حال پر اپنی نظر غایت مست کے ساتھ مری رہتے ہیں۔ راج کبار راسے صاحب۔ کپتان جے۔ آر تال سنگھ۔ ب اتالیق مہاراج صاحب نہایت خوشنود عالی دماغ ہیں				
۸۱	تر سنگھ	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی
۸۲	جام نگر	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی
۸۳	بالندہ	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی
۸۴	بروانی	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی
۸۵	بریا	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی
۸۶	بالا سٹور	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی
۸۷	پروند	بھٹی (نرائیش جگر صاحب ہروا گجی راؤ جے پادوی ہی منی لال ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء)	۸۲۱	۱۰۵۳۳۵	۱۰۰۰۰۰	گجراتی



[illegible]









ہنرماس راجہ صاحب بہادر فرما روئے جلی پور



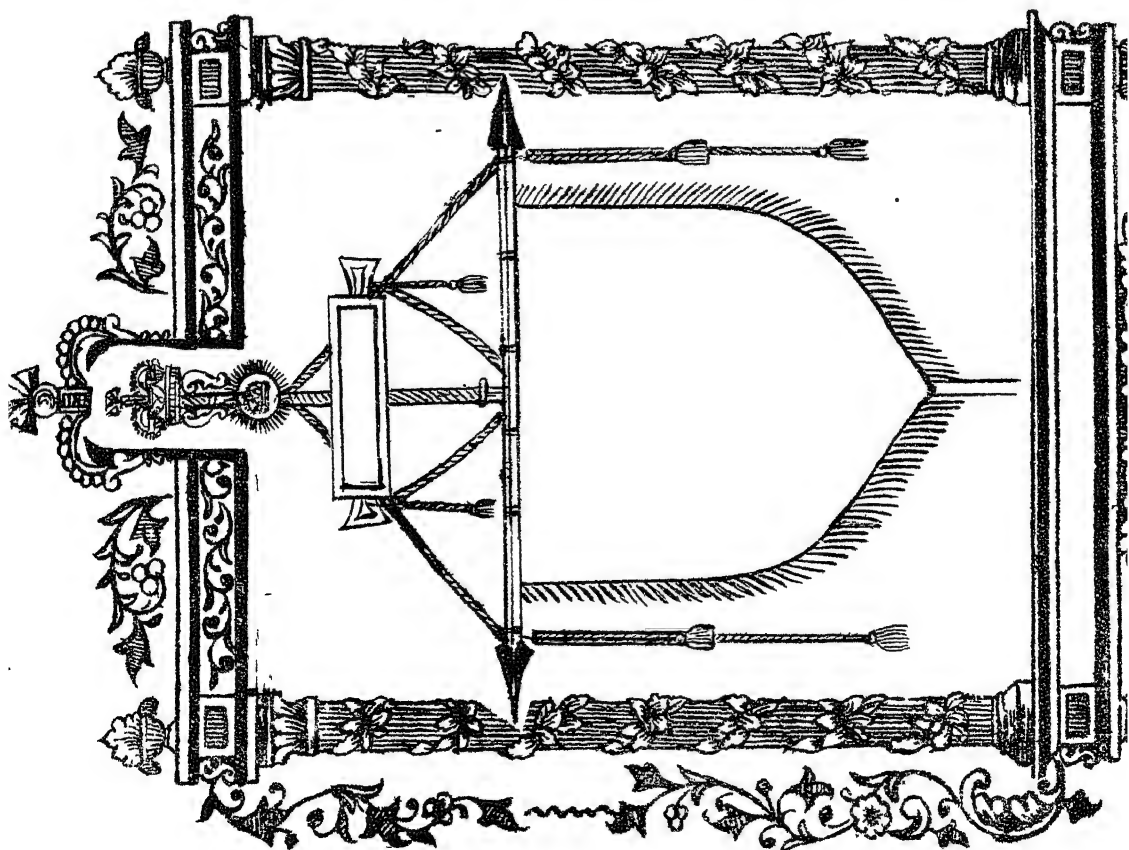
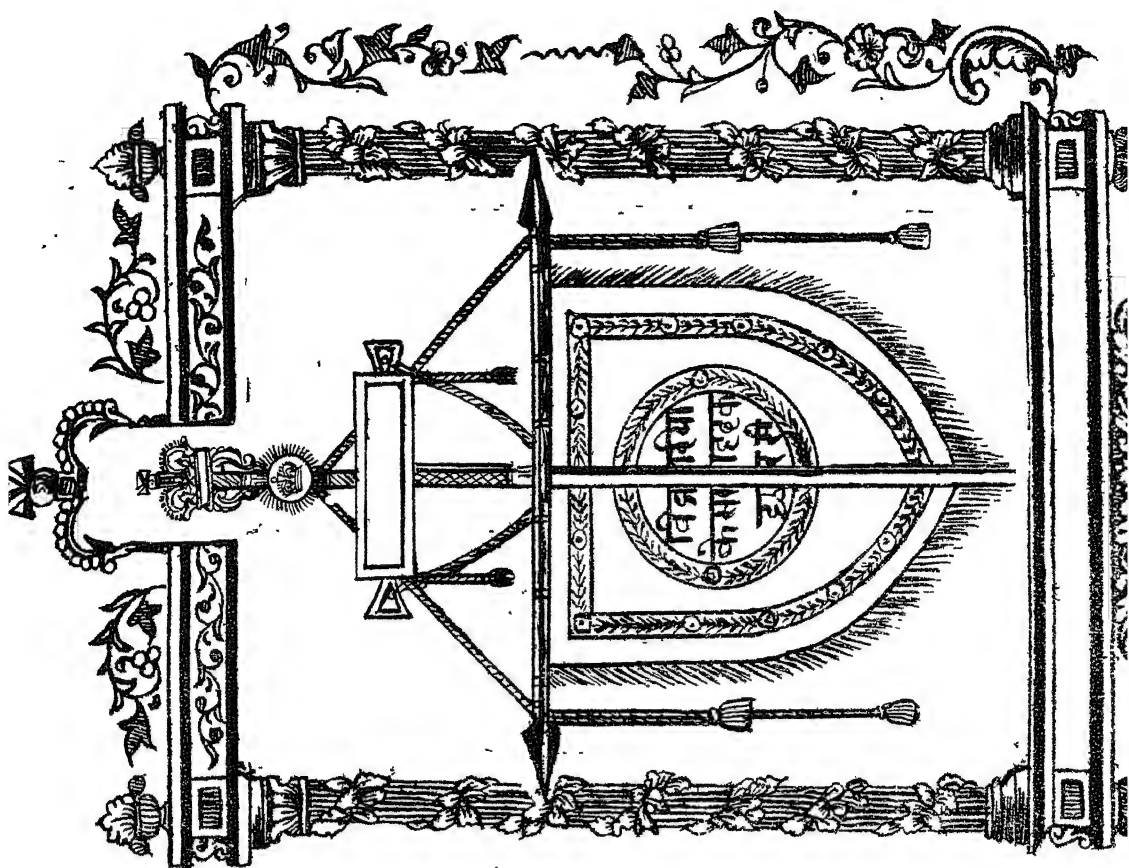




ہنرمند نواب صاحب بہادر - فرماؤ گانا لیر کوٹہ

نمبر	نام ریاست	نام حکم	نام فرمانِ دیوانِ ریاست	مجمع خطاب و القاب	تاریخ تصدیق	رقبہ	آبادی	آمدنی	زبان
			جب سے راجہ صاحب حال اس ریاست پر ممکن ہوئے ہیں دن بدن ترقی پذیر ہو گئے کیونکہ آپ شخص نقیض کل نظام میں سعی فرماتی ہیں اسے دن رات باپو جی صاحب بہادر (سرپرست) بھی ایک کار گزار افسر ہیں۔						
۹۹	کالانڈی (کروند)	ہرنائیس راجہ برہما موہن دیو بہادر نابالغ۔	۱۲۵۰۰۰	۳۴۳۵	۳۰۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰	اورا		
		موجودہ راجہ از دستِ نسبت اس ریاست کے مالک اور جانشین ہیں انتظامی حالت بدتر اور وسط ہے۔ رام کرشنا مصلر (سرپرست)							
		(نائب دیوان) گوپال راؤ صاحب۔							
۱۰۰	میٹری	ہرنائیس راجہ جیو تھن سنگھ جی فوج رگھو جی کے بی ایس آئی	۵۰۰۰۰۰	۳۲۸۰۰	۳۲۸۰۰	۳۲۸۰۰	گجراتی		
		آپ راجپوتوں کے فوجی جہاں سے علاقہ کہتے ہیں آپ کی عمر تعلیم و تربیت۔ اس معاملت سیاست میں آپ کی وقت نظر اور فصیح انگیزی میں اداس خیالات کی قابلیت کو قدرے دیکھ کر گورنر میٹری نے اس مسئلہ میں مجلس و اصناف، تین قوانین کا مقرر فرمایا اس مسئلہ میں حضور ملک مظفر آباد جہانی کے جیو جی میں شریک ہونے چنان تک حضرت علیا مہاراجے آپ کو کہے۔ سی۔ آئی۔ سی کا مقصد اور اپنا فوٹو غایت فرمایا۔ اس سفر میں آپ نے اسکاتلینڈ۔ ایرلینڈ۔ مملکت متحدہ امریکہ کی سیاحت کی۔ نیو یارک۔ یوسین چاکو سناگر کو ملا خط کیا۔ آپ نے مقامی مدعوں میں نمائندگان چون کی بنیاد پر کی اور غریب دلائل متعلقین کیلئے دھاکت مقرر کیے۔ آپ تعلیم انسان کے حامی ہیں اپنی ریاست میں وسائل آبپاشی بہم پہنچانے کیلئے بہترین کھدوائیں بندھ بندھوائے اور کاشتکاروں کیلئے بجائے نقد روپیہ لینے کے جس کا قاعدہ مقرر فرمایا اور کل امور میں انتظام اور اصلاح کر دی۔ (دیوان ریاست) کی قابل قدر کوششیں بھی نظر انداز نہیں کیجا سکیں۔							
۱۰۱	لوٹا واڑہ	ہرنائیس جہاں شری سرچٹ سنگھ جی لیل سنگھ جی بہادر کے بی ایس آئی	۲۲۱۳۰۰	۹۰۱۵۳	۳۸۸	۳۸۸	۰		
		آپ جہاں شری سرچٹ سنگھ جی لیل سنگھ جی بہادر کے بی ایس آئی۔ ریاست کا انتظام دیوان صاحب کے ذریعہ بحسن و خوبی انجام ہوتا ہے (دیوید) جہاں گورنر سرچٹ سنگھ							
۱۰۲	مالیر کوٹلہ	پنجاب ہرنائیس راجہ علی خان صاحب بہادر	۵۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۱۷۵	۱۷۵	۰		
		فرمائش قوم سے پٹیاں میں انجمن کالج لاہور میں انگریزی تعلیم پائی ہے فارسی اور اردو میں بخوبی مہارت رکھتے ہیں اس مسئلہ میں آپ با اختیار حکمران ہوئے۔ آپ باوجود نوجوان ہونے کے ریاست کا انتظام تجربہ کاروں جیسا انجام دیتے ہیں۔ اور محمد ابراہیم علیخان نصاب وزیر ریاست سابق وزیر اعظم ریاست بہاولپور اچانک بنیاد منظم اور عالی دماغ ہیں وزیر کے عہدہ پر اپنے فرائض منصبی کو کمال استعداد اور تدبیر سے انجام دیتے ہیں۔							
۱۰۳	میسر	پنجاب ہرنائیس راجہ رگھو پر سنگھ صاحب بہادر۔	۸۰۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰	۴۰۰	۴۰۰	۰		
		بانی ریاست، اپنی حضوری پھر جب لک بھیل کھنڈ کا عہد نامہ شائع میں ہوا تو اس وقت درجن سنگھ پسرینی حضوری مالک مہر گھر لہذا گورنمنٹ نے انکو بعد از تعلیم کر لیا انکو پہلے سند ریاست شائع میں اور دوسری شائع میں عنایت ہوئی۔ ان کے بعد ریاست و دستوں میں انکو دو بیٹوں کو تعلیم ہو گئی چنانچہ بڑے صاحبزادہ بشن سنگھ وارث مہر اور پرانگ اس مالک رگھو گڈہ ہوئے بوجہ نجات مروجہ خلف پرانگ اس کا حصہ لیا و تشکے سبب شائع میں ضبط ہوا بشن سنگھ نے شائع میں تضاک اور موہن پریشاؤ اوکے بیٹے جانشین ہوئے جو شائع میں فوت ہوئے ان کے بعد آپ مسند نشین ہوئے ولادت آپ کی شائع میں ہوئی اور شائع میں مسند نشین حاصل ہوئی۔ بعد بالغ ہوئے شائع میں اختیارات ریاست اور شائع میں خطاب جہاں موروثی اور شائع میں ۹ حزب توب سلاجی مقرر ہوئی۔ چند مدرسے۔ شفا خانے نافہ عام کیلئے جاری فرمایا آپ اپنی اتنے ظہور پذیر ہوا۔							

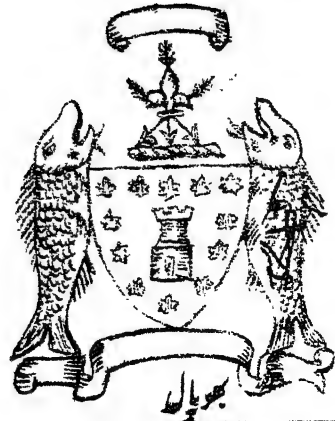
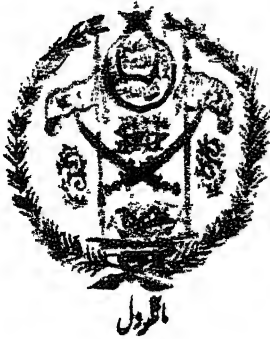
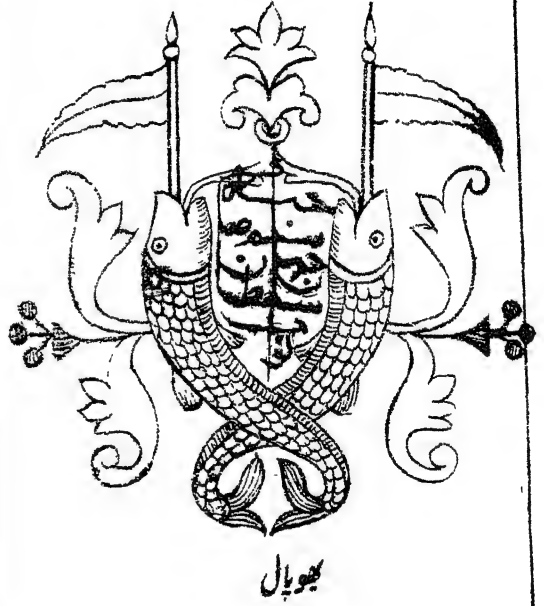
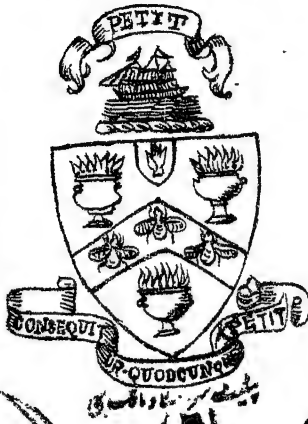
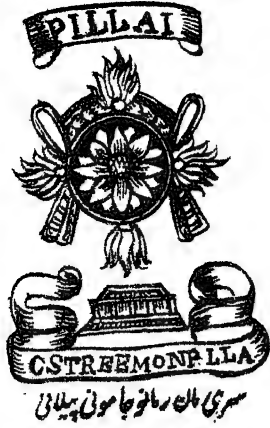




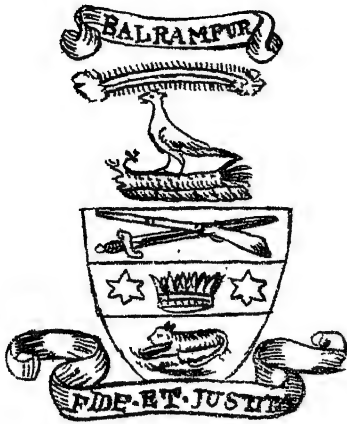




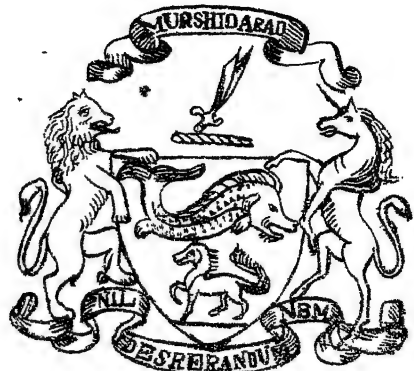
# نشان ریاست ہائے ہندوستان



# تشان ریاست ہائے ہندوستان



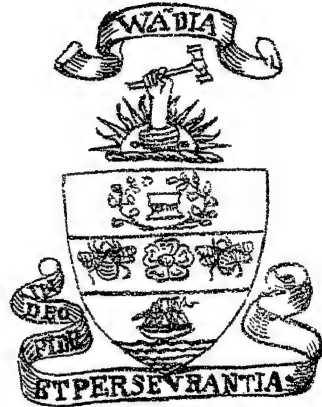
برام پور



مرشد آباد



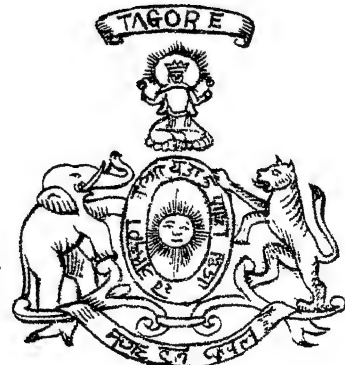
درما گوم



نوروی داسی



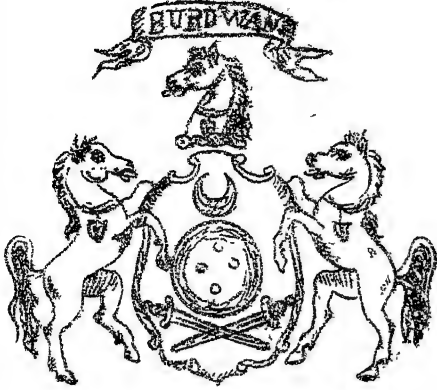
ونیکاتگری نیلور



مہاراجہ سر جو تھور و موہن ٹاگور دی پرشاد

# نشان ریاست گجرات

نشان ریاست برودان

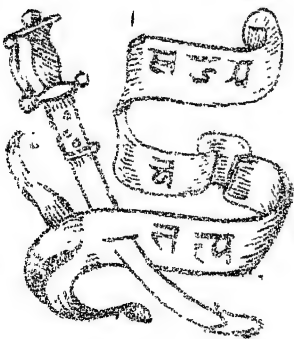


نشان ریاست کاشمر



نشان ریاست گونڈل

GONDAL



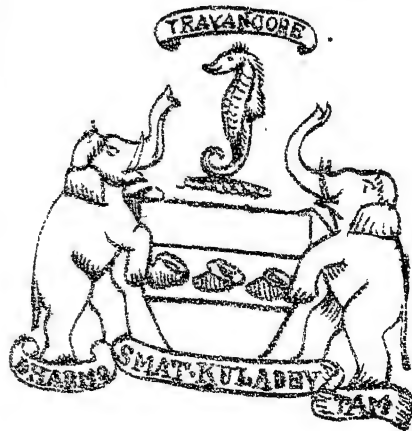
نشان ریاست بہارنگر



نشان ریاست پٹیالہ

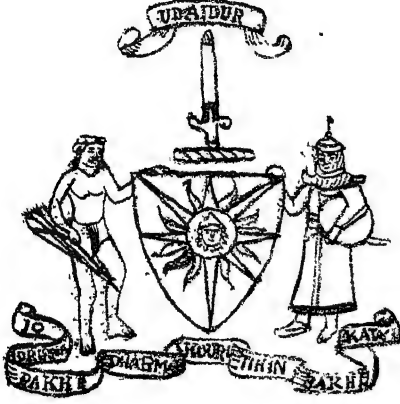


نشان ریاست ٹراونکور



# نشان ریاست ہائے ہندوستان

نشان ریاست اودھ کے پور



نشان ریاست جودھ پور



نشان ریاست کچھ



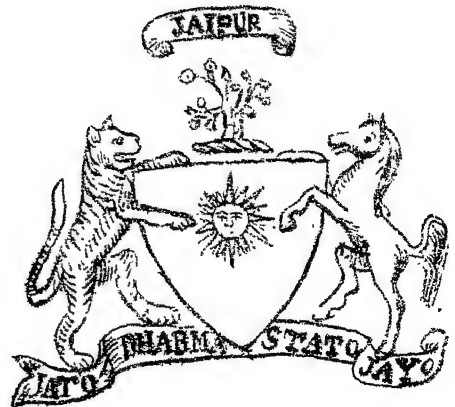
نشان ریاست حیدرآباد دکن



نشان ریاست میسور

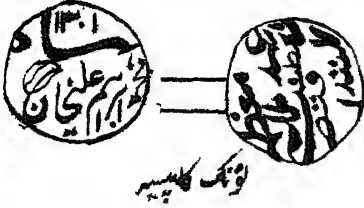


نشان ریاست جے پور





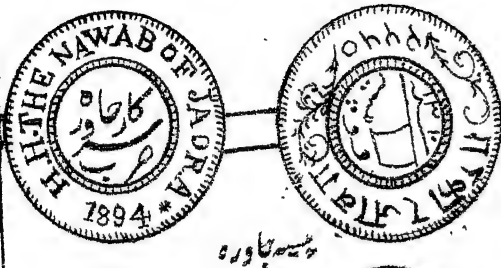
# دیسی ریاستوں کے سکے



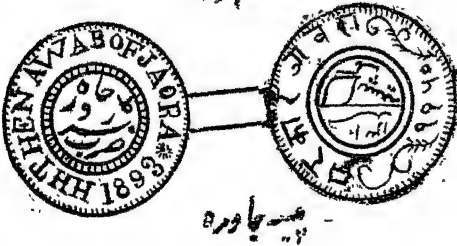
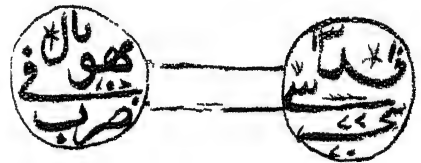
نوبک کپیسہ



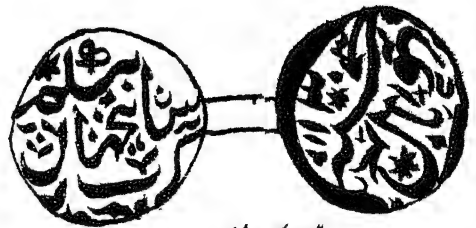
پیسہ ٹونک



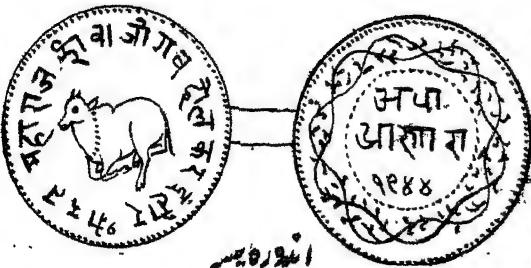
پیسہ پاورہ



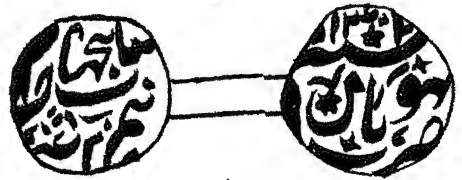
پیسہ پاورہ



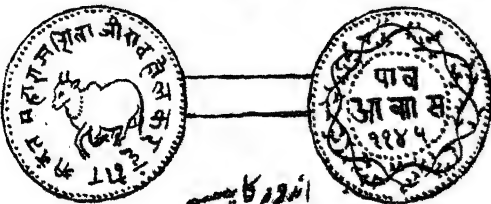
پیسہ بھوپال



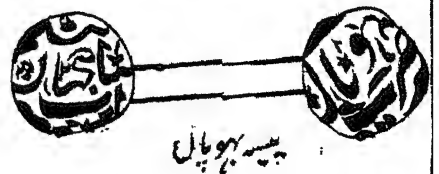
اندورہ پیسہ



پیسہ بھوپال



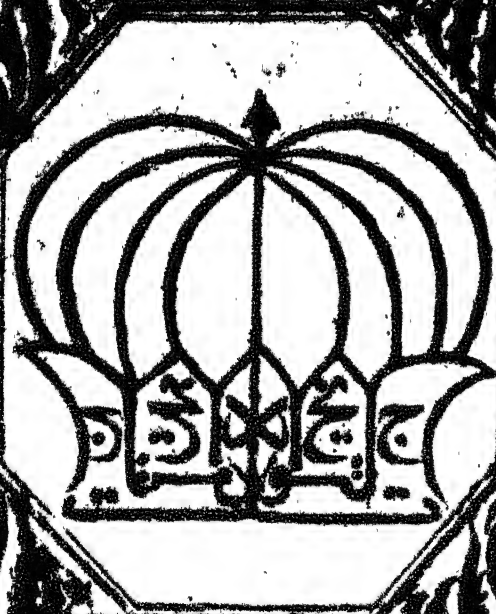
اندورہ کاپیسہ



پیسہ بھوپال







کتابخانه مجلس شورای اسلامی  
تاسیس ۱۳۰۲ هجری قمری

کتابخانه مجلس شورای اسلامی  
تاسیس ۱۳۰۲ هجری قمری

مطبعة نصرات المطابع دہلی







## ملک برہما کے حالات

۹۰ء برہما میں بہت بڑا بادشاہ کو بادن تھا یہ شخص این دا  
یعنے ہوا میں پیدا ہوا تھا۔

جب اس کا سن پینتالیس سال کا ہوا تو اس نے اپنی دار السلطنت  
قدیم کو ترک کیا اور شہر امبا بویا میں سکونت پذیر ہوا۔

اس بادشاہ کی شکایت کسی نے نہیں لکھی بلکہ جہان تک اسکے حالات  
از روئے تاریخ معلوم ہوئے وہ اس کی رحمت پروری اور مصفت

مزا جی کا ثبوت تھی۔ اس بادشاہ کے تین لڑکے تھے۔ بڑے لڑکے  
کا نام لگان شین اور اس سے چھوٹے کا نام ڈون شین۔ اور سب سے

چھوٹے کا نام ٹو چون شین تھا اس نے اپنی حیات میں اپنے ملک کو  
بے قصہ و مناسب تقسیم کیا یعنی ملک کے تین حصہ کر کے ہر ایک کو

سپرد کر کے بڑا بیٹا جس کا نام لگان شین تھا۔ وہ اسکے خاص محل کے  
لبن سے تھا اور صاحب اعزاز تصور کیا جاتا تھا اس خیال سے

اس کا حصہ زیادہ کیا گیا اور لڑکے اسکے بہ نسبت کم پانچے مستحق ہوئے  
اس ترکیب سے ملک تقسیم کر کے کو بادن بادشاہ نے اپنے تینوں

بیٹوں سے ایک عہد نامہ اس مضمون کا طلب کیا کہ ہر ایک لکھ کر  
اپنے اپنے دستخط کر دین کہ جب ہم لوگ اپنے حصوں پر قابض ہو جائیں

تو ہرگز آپس میں جنگ و جدل شروع نہ کریں گے۔ حسب احکم اسکے  
ہر ایک نے اس مضمون کا عہد نامہ لکھ کر اپنے اپنے دستخط کر دیے

یہ عہد نامہ رکھا رہا جب کو بادن شین کا سن انتہی سال کا ہوا تو  
۱۲۰ء ہجری میں اس نے سلطنت دنیا کو چھوڑ کر اقلیم عدم کی راہ لی

اسکی تعمیر و تفسیر حسب آئین مذہبی ہونے کے بعد اور مراکم تعزیت  
ادار کرنے کے بعد حسب تقسیم پدر ہر سیر اپنے اپنے حصوں پر متصرف ہوئے۔

لگان جو بڑا بیٹا کو بادن کا تھا اس کو بوجہ اولاد خاص محل ہونیکے  
بہ نسبت سب بھائیوں کے زیادہ حصہ ملا تھا اور اس وقت کسی

بھائی کو اتنی جہارت نہ ہوئی کہ باب کے سامنے کسی قسم کا عذر کرتے  
سرحد کا ہر ایک نے اسکی تقسیم کو تسلیم کر لیا تھا۔

مگر اب لگان کی حشمت و جلال اور اسکے حصہ کی وسعت اس کی  
آمدنی کی زیادتی دیکھ کر ہر ایک کو ناگوار ہوا۔

اسکی برہادی کی اور اسکے حصے کو اپنے قبضہ میں لانے کی  
تھے تھوڑے ہی دن بعد ٹو چون شین اور ڈون شین نے اس

سپر لشکر کشی کی اور لگان کو قید کر لینے کے بعد اس کا ملک  
نصف آپس میں تقسیم کر لیا۔

لگان کی تمام عمر اس قید میں تکلیف و ایذا اٹھا کر بسر ہوئی  
شین کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام مین گو مین تھا اور وہ

نام دیتا تھا اور ٹو چون شین کے صرف ایک لڑکی تھی کیو  
مین گو مین کی شادی کہیں کہیں سوچی ہوئی۔ اس شادی کے

زمانے بعد مین گو مین اور ٹو چون نے اس قدر تنازعہ باہمی  
کھینچا کہ سخت دشمنی آپس میں پیدا ہو گئی اور اس قدر ایک

کا دشمن ہوا کہ فکر ہلاکت جا نہیں پیدا ہو گئی۔  
مین گو مین چونکہ نہایت ہی غرور اور سرکش اور بے مروت تھا

اپنے کرو حیلہ سے ٹو چون کو زہر دلا کر ہلاک کر ڈالا اور سب  
اسکے خود قابض سلطنت ہو گیا می ڈو می ہیشہ اسکے ان خصما

آزاد رہا کرتا تھا اس واقعہ نے اسکو اور بھی برا فروختہ خاطر  
کرنے تیار کیا تھوڑے لشکر کی حمایت سے اسکی سرکوبی کو روکا

مین گو مین اگرچہ ظاہر میں بہت کچھ باتیں بناتا تھا مگر وہ سب  
کے عقین اس میں مردانگی و لیری ذرا بھی نہ تھی جب اس نے حرا

اپنی سرکوبی پر آمادہ پایا بہت گھبرایا اور اپنی جان بچا کر  
فرار پر قرار کیا اسی می ڈو می کے قبضہ اقتدار میں تمام ملک

اگیا اس نے اپنی پسند خاطر سید کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔  
اور مقام امبا بویا کی سکونت ترک کی اور مقام مانڈلا کو

قرار دیا جو شہر اتنی ندی کے کنارے کنارے آباد ہے  
نام کیو جو یہ ہے کہ اسکے سمت مشرق ایک چھوٹی بیڑی ہو

اصل میں مانڈلا نام ہو یہی وجہ اس نام اس مقام کے شہر  
پانے کی ہو۔

جب تک اسکو می ڈو می نے دار السلطنت قرار نہیں دیا تھا  
تک یہ بحیثیت ایک گاؤں کے آباد تھا زیادہ سے زیادہ

قریب ایک سو کے مکانات ہونگے۔ اور اب اسکی آبادی قابل دید  
ہو گئی۔ اور جقدر آبادی کی کثرت ہوئی اسی قدر شہر کو وسعت  
دی گئی۔ ماڈل پھاڑی سے ملا کے میٹروپولیٹن ایک قلعہ بہت ہی  
عالمی شان اور مستحکم قابل دید تیار کر دیا ہو۔

اس قلعہ کی چاروں طرف ایک بہت ہی مصفا پانی کی نہر ہو جس  
تمام شہر سیراب ہوتا ہو۔

اس نہر سے کچھ دور کے فاصلے پر دیوار قلعہ ہو جو نہایت استحکام اور  
مصنوعی سے بنائی گئی ہو اسکے قریب تو پون کے واسطے دھس بھی  
بنے ہیں اس قلعہ کے چار عالیشان دروازے اور چوبیس برج  
بہت ہی بڑے اور خوبصورت ہیں۔ اپنے قلعہ کے اندر عدالتیں  
اور دیگر عمارتیں اور بڑے بڑے عالیشان مکانات اور نہرین اور  
چمن اور طرح طرح کے لطیف عمارتیں موجود ہیں۔ ایک رفیع منار  
وسط قلعہ میں بنا ہوا ہے اور رفت اسکی اس قدر ہو کہ اگر کسی  
چڑھ کے کوئی شخص چاروں طرف نگاہ کرے تو تمام شہر ماڈل ابھی  
طرح نظر آتا ہو اور اگر دور میں کی امداد سے دیکھا جائے تو قریب  
قریب کے قریب اور دھبہ بخوبی معلوم ہوتے ہیں۔ قابل دید چیز اس  
قلعہ میں دو پہاڑیاں بنائی گئی ہیں جنہیں کاری گروں نے واقعی  
کمال کیا ہے۔ ان دونوں پہاڑیوں میں نشیب و فراز مذی و ناچے  
اس طرح بنائے ہیں کہ دیکھنے والا انکو مصنوعی قیاس نہیں کر سکتا  
قدرتی کا یقین کرتا ہو۔

اس میں ہر قسم کی پہاڑیاں اور درخت موجود ہیں۔

پتھروں سے بانی نکل کر انباروں سے ہمہ وقت جاری رہتا ہو  
اور یہ پانی کچھ اس طرح بہتا ہو کہ ان پہاڑیوں کی مصنوعی ہونیکو  
بالکل چھپاتا ہو اسی بانی کی وجہ سے ان پہاڑیوں کے درخت  
سبز و شاداب رہتے ہیں اور بہت سی باتیں ان پہاڑیوں میں  
اس طرح حیرت انگیز ہیں کہ جنسے انسان کی عقل چڑھتی آتی ہو۔  
اور اس قلعہ میں بھی بہت سی چیزیں اور بہت سی صنعتیں اس طرح  
کی ہیں جنکو دیکھ کر ہر شخص اہالیان برہما صنایع ہونیکا قابل ہونکتا  
ہو اس قلعہ سے چھوٹے فاصلہ پر ہی ڈومی کا ایک مسجد ہی مسجد  
مظاہرانی کام کیا ہے اور اس کے ان رابک پوریت عجیب و غریب  
صورت کی قد آدم رکھی ہے پوریت سنگ مرمر کی ہے۔

می ڈومی سے اپنے زمانہ حیات تک بہت ہی رعیت پروری اور  
فیاضی سے ہر کسی کو شہر کا شہر ہے اور جی حنان سلطنت اپنے ہاتھ

چھوڑ کے جانب ملک بقا رہی ہوا۔

حسب وصیت اسکا مدفن عمارت شاہی کے قریب کمال رفت و  
منزلت بنایا گیا حسب دستور بعد فراغ مراسم تجلیز و تکفین وغیرہ تیار  
تحت سلطنت نصیب ہوا چونکہ کوئی قاعدہ اس امر میں راج نہ تھا  
اس واسطے اسنے اپنی بڑی بہن جھکانام (جھن تین) تیار کر کے اسکی  
بند خاطر ابتدا سے تھی اس سے اپنا عقد کیا۔ اسکی دوسری بہن  
جھکانام تیس سال کا ہوگا اس سے بھی عقد کیا یہ اس کی  
مختلی بہن تھی۔

چھوٹی سبب بصورتی اسکی بی بی جے سے محروم رہی اسکی عمر  
اٹھارہ سال کی تھی اور نام (بٹن مین) تھا۔ اسکی بڑی بہن یعنی بی بی  
بی بی بہت ہی حسین اور خوش وضع تھی اسی سبب اسنے اسکا جاذب  
پرست اور ازواج کے زیادہ رکھا تھا اور خاص محل کا خطاب بھی مہی  
کو مرحمت ہوا تھا۔ از روئے تاریخ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی زوجہ سے  
بہت زیادہ مانوس تھا مگر یہ شخص بہت ہی ظالم اور بیرحم سفاک  
و مکار و زانی تھا اور از حد رعیت کو آزار پہنچاتا تھا رعیت اس سے  
بہت ہی ناخوش رہتی تھی اور شبانہ روز رو کر اسکی بربادی  
کے واسطے دعا کرتی تھی اسکے ظلم حد سے سوا بڑھ گئے تھے اکثر  
مکانوں سے حسین ناکتھدا لوکیان زبردستی منگوا لیتا تھا آخر کار غلط  
کی دعاؤں نے وہ تائیر کی کہ تحت سلطنت اور مسرت و انبساط اور  
فرمانروائی ایک چشم زدن میں ہمہ دبر ہم ہو گئی یعنی شہ ۱۶ میں  
ماڈل پھر گورنمنٹ عالیہ کا قبضہ ہو گیا

اپر برہما پھر گورنمنٹ عالیہ کا قبضہ

شہ ۱۶ میں گورنمنٹ عالیہ کا جب قوی ارادہ ہو گیا کہ برہما  
کچھ فوج کشی کی جائے اور تنبیا کے ظلم و جور غریب اہالیان برہما  
کی جان بچانی جائے۔  
اسی وقت حکم تھا شہم صادر ہوا کہ تیس جہاز انگریز بڑی فوج کے  
رنگوں سے روانہ ہوں حسب التوجہ نیز جاز چلے اور۔ ۱۹۔ نمبر کو میلان  
پہنچے اس مقام پر قلعہ بنا ہوا تھا اور پانچ سو پانچ بھی یہاں موجود  
تھی جیسے ہی سپاہ نے فوج انگلشیہ کو آتے دیکھا بلا تا مل فیر کیا۔  
فوج انگلشیہ بھی آمادہ پیکار ہو گئی اور باہدگر جنگ شروع ہوئی۔  
تھوڑے ہی عرصہ میں فوج برہما تائب مقابلہ نہ لائی اور شکست  
کھا کر قلعہ کو خالی کر دیا۔ اور سب برہما مان ہو کر ایک جنگل کی طرف  
اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار کیا۔

تھوڑی دور فوج سرکار نے تعاقب کیا اور بعد کو بے فائدہ خیال کر کے واپسی کو بہتہ جانا۔

اور واپس آکر اپنی غلٹ و شوکت حریف پر ظاہر کرنے کو تمام شہر میں آگ لگا دی اور ایک گھنٹہ تک قتل عام رہا۔

اس جنگ میں کل چوبیس آدمی انگریزی فوج کے اور تین گیارہ آدمی برہما کی فوج کے کام آئے۔

اس قلعہ کا بغور معقول بند و بست کر کے چوبیس نومبر ۱۸۵۷ء کو فوج سرکار کے جہاز منجوان کو روانہ ہوئے۔ یہاں راجہ کا ایک قلعہ بہت ہی مستحکم اور اعلیٰ درجے کا بنا ہوا تھا اور اس قلعہ میں کچھ فوج بھی موجود رہتی تھی۔

ابا لیان قلعہ نے انگریزی فوج کے جہاز دن کو دیکھ کر حملہ کیا یعنی گولہ اندازی شروع کی۔

جہاز دن کو بھی لنگر ہوا اور ۳۔ بجے شب سے ۶۔ بجے صبح تک اسقدر گولہ اندازی ہوئی کہ قریب صبح فوج برہما تاب مقابلہ لاسکی اور مجبور ہو گئی آخر کار مقابلہ سے ہاتھ اٹھا کر فرار پر قرار کیا۔

اور دھڑا سائل پر آگئے اور مال و اسباب کی لوٹ شروع ہو گئی اور بہت اچھی طرح سے قبضہ اس جگہ پر ہو گیا۔

۲۶۔ نومبر ۱۸۵۷ء کو مقام متحدان سے جانب آد فوج روانہ ہوئی اور جس جگہ کا نام ہو اسکو اکثر مقام (ہوا) بھی کہتے ہیں۔ یہ قدیم دار السلطنت راجپوتوں کا رہا ہو اور اس میں بھی ایک قلعہ ہو اور کچھ فوج وغیرہ بھی رہتی ہو یہاں کا بند و بست بہت ہی اچھی طرح رہتا ہو اور نہایت قدیم تختہ کا ہونے کے اسکا اعزاز بھی زیادہ ہو اس واسطے یہاں فوج بھی بطریق مناسب موجود رہتی ہو۔

مگر یہاں کی فوج معلوم ہو کہ دکھانے کی تھی کیونکہ جبوقت فوج انگلشیہ کو آئے دیکھا اسقدر پر آگندہ خاطری سب میں پیدا ہوئی اور سپاہ انگریزی کی اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ سب لوگ بھڑے قلعہ خالی کر دیار میں تینا لیس تو ہیں ہاتھ لگیں۔

۲۸۔ نومبر کو جانب مانڈلا فوج نے کوچ کیا یہ وہ مقام ہو جو بالا برہما کا دار السلطنت تھا۔ یہاں بھی دلاوران فوج انگلشیہ نے ہوئے ہی قلعہ کو محاصرہ میں لیا۔ راجہ صاحب یہاں نہیں معلوم کس خواب خرگوش میں تھے کہ قلعہ کا صرہ بھی ہو گیا مگر انکو مطلق ہوش نہ آیا۔

بلکہ بچہ طور سے یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ جبوقت بہادران سپاہ انگلشیہ

قلعہ کا محاصرہ کر رہی تھی اس وقت راجہ محل میں ایک عورت غیر کے ساتھ مصروف عیش تھا اس خبر دشت انکو سنے متوجہ ہو کر باہر نکلا یہاں سب لوگ منتظر تھے آتے ہی گرفتار کر لیا۔

اب جو کچھ فوج راجہ کی یہاں موجود تھی وہ کیونکر تاب مقابلہ لاسکتی تھی بہت سے سرداروں نے ہتھیار دیدے بہت سے لوگ اپنی جہالت سے اپنی جانوں کا نقصان کر بیٹھے ۲۹۔ نومبر ۱۸۵۷ء

کو تینا ستائیس سال کی عمر میں مع دو فرزند ولی کے جبکی عمر پندرہ اور گیارہ سال کی تھی گرفتار ہوا اور اسکی دو ذون رانیان اور ایک بہن اور بارہ خواص خاص بھی اسکے ہمراہ گئے اور یہ سب لوگ مع تھوڑے سے اسباب ضروری کے بل گاڑیوں پر سوار

کر آئے گئے اور قلعہ کی مشرقی راہ سے گلگتہ کی جانب انہ کے گئے۔ اور ملک کا انتظام باقاعدہ ہونے لگا اور رعیت پہنچ کرنے کی فکر میں ہوئے لیکن ایک عجیب بات بعد گرفتاری تینا کے سب کو

ظہور پذیر ہوئی وہ یہ کہ بکثرت تارے ہندوستان میں آسمان پر ٹوٹے لوگوں کو سخت حیرت تھی اور اسکے مختلف اثر بیان کئے گئے مگر کوئی ظہور میں نہیں آیا۔

اس گرفتاری کے بعد بھی ایک وقت میں آئی وہ یہ کہ راجہ کی وہ فوج جو کہ مختلف مقامات پر تھی باغی ہو گئی رعیت نے یہ حالت دیکھی وہ بھی اس سہارے کے پاتے ہی آمادہ فساد ہوئی یہ ایک ایسی وقت تھی جسکی وجہ سے تین برس تک فوج انگلشیہ کو بہت ہی

عرق ریزی کرنا پڑی اور جنگوں اور پہاڑوں کی مصافحتیں طے کرنا پڑیں اور یہ ایسے مقامات تھے جہاں باغیوں کا ہاتھ آنا بہت ہی دشوار تھا آخر کار کمال سرگرمی سے یہ کام انجام کو پہنچا لیکن

ہو کہ بعض باغی ہاتھ آئے ہونگے۔ مگر انکے سبب سے کوئی تردد نہیں ہو اگر مل جائینگے تو اپنے کئی کی سزا پائینگے۔

اب ہم برہما کے حالات اور دہانے باشندگان قدیم مرام دینی و دنیوی سے ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔

رسم و رواج برہما

برہما وسیع ملک ہو۔ اس میں کھرا دے یا تپاڑ بکثرت ہیں شہر و موضع

تصبیح جات قلعہ بھی زیادہ موجود ہیں اس میں دو جگہ آبادی زیادہ ہو اور کیفیت دہانگی قابل دید ہو۔ ایک مانڈلا اور ایک رنگون

رنگون میں بہادر شاہ کا مقبرہ ہو اور شولے مسجد میں یہی عہدہ بنی ہیں اور ایک بڑا مسجد گاہ قوم برہما کا ہو جسکو تپہ کہتے ہیں

اس شہر میں رہتی کڑے اچھے بنائے جاتے ہیں۔

رنگون۔ دریا سے شور کے کنارے پر آباد ہے۔ اور یہی برہما کا بانی گورٹ ہے اس شہر میں اکتالیس گلیاں ہیں اور ہر ایک گلی پر نمبر ہے نمبر ۱ اور نمبر ۲ میں نہایت ہی عمدہ بازار ہے۔

نمبر ۳ اور نمبر ۴ کی گلی میں طوائف اور شہر کی فاحشہ عورتوں کے مکانات اور چکر ہو باقی اور گلیوں میں مسلمان ہندو عیسائی یہودی ہندو جیتا صورتی کرنگی ہر ملک کے لوگ آباد ہیں بیان کا شکاری بھی ہوتی ہے اور کثرت سے پیداوار ہو مختلف قسم کے غلے پیدا ہوتے ہیں۔ کیلکے آتناس وغیرہ خود دیسہ ہی بہت ہی لذیذ ہوتا ہے ایک میوہ جسکا نام زمستان ہے۔ بڑے بڑے برابر ہوتا ہے اسکی تاثیر سردی رہا گلی عمارت باش اور نرکل سے زیادہ بنتی ہے۔

شاہی مکانات اور عدد التین اور پل اور مسافر خانے امر کے مکانات زیادہ تر لکڑی کے ہوتے ہیں بختہ عمارت بہت ہی کم مثل متونیکے ہی ایک سانپ بہت ہی ظالم اور زہر ملا بیان ہوتا ہے جسکا رنگ سبز ہوتا ہے اور کل ایک بالشت قد ہوتا ہے باج منٹ سے زیادہ اسکا کتا ہوا آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ جھنس اور اونٹ ممکن نہیں اور گا کی لمبی ہو مگر بہت ہی گران قیمت شتر وہی اسٹی رو پیہ سے کم نہیں ملتی۔ بکری بھی کم سے کم میں بائیس رو پیہ کو ملتی ہے۔

یہاں کے گھوڑے بہت ہی قدم باز اور مضبوط ہوتے ہیں اور وارمی کا بیان رواج بھی زیادہ ہے۔

سیتل بائی میا سے ابھی دوسری جگہ نہیں ہوتی۔

بیان جا بجا جواہرات کی کانیں بھی ہوتی ہیں مٹی کے تیل کے چٹے بکثرت ملتے ہیں۔

یہاں کے باشندے بہت ہی کامل اور لبت ہمت اور نہایت بیروت اور غرض دوست ہوتے ہیں۔

اور مرد بھی عورتوں کی طرح سارے سر کے بال بڑھاتے ہیں انکے بڑھنے کے واسطے یہ تدبیر کرتے ہیں ایک جنگلی درخت جس کا نام تیرا ہے اسکی پھال سے اور کودی کے پھل سے کوٹ کر جو لہاب برآمد ہوتا ہے اس سے سرد ہو کر ناریل کا تیل لگاتے ہیں

اکثر ہٹائے باشندوں کے بال کونک اور اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مردوں کا یہ دستور ہے کہ وہ ہونچہ اور ڈاڑھی کے بال نوچ ڈالتے ہیں اور ناف سے گھٹنوں تک گدنا ہوتا ہے جس میں شیر اور بکری اور سور وغیرہ کی صورت بنی ہوتی ہے۔ ایک یہ بھی واقعہ ہے کہ

بہت ہی صغیر سنی میں لڑکیوں کی ناک کا بال عجیب عجیب ترکہ بوند دیا جاتا ہے تاکہ ناک چٹتی ہو جائے اس واسطے کہ باشندگان برہما چٹتی ناک کو بہت حسین سمجھتے اور اس ملک کی یہ تہذیب ہے اس ملک میں علم کا چرچا زیادہ ہے برہما کی کتاب میں تار کے پتوں پر لوستہ کے قلم سے لکھی ہوتی ہیں اور وہ لوگ انکی زیادہ قدر کرتے ہیں کتب مطبوعہ بھی ممکن ہیں مگر وہ اس قدر قابل قدر نہیں سمجھی جاتی ہیں۔

بہت سے نماز روزہ کے مسائل اور اکثر پارہے کلام مجیدی کی تفسیر برہما زبان میں ہوتی ہے زیادہ تر یہ لوگ دعا و تعویذ پر اعتبار کرتے ہیں اور سنا جاتا ہے جن قواعد سے کہتے ہیں سربل الاثر ضرور ہوتے ہیں انکے لباس کی کیفیت بہت مختصر ہے ایک رومال جو سر سے باندھا جاتا ہے اسکی پٹینے کی یہ وضع ہوتی ہے کہ ماتھے کا حصہ زیادہ چھپا کر پورے سر کے دور میں لپیٹتے ہیں۔ ایک مرزائی جسکی تراش اسپن کی کڑی سے ہوتی ہے اور ایک آسمین گھنڈی اور تکر لگا ہوتا ہے اسکو برہما زبان میں انجی بولتے ہیں۔ اور ایک کپڑا چار گز لانا بند کپڑا باندھتے ہیں اسکا ایک سر کم اور ایک زیادہ رکھا جاتا ہے جو سرا زیادہ ہوتا ہے وہ لٹکا یا نہیں جاتا بلکہ جن کے آگے کھولنس لیا جاتا ہے۔ اسکو انجی زبان میں پشو کہتے ہیں اور ایک چیز اس قسم کی ہوتی ہے کہ جسکے دونوں سرے ٹپے ہوتے ہیں اور اسے بجائے پانچا کے سمجھتے ہیں اور سر سے پہنتے ہیں۔ نام اسکا تھی ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لباس میں اس قدر فرق ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے سروں پر رومال بہت ہی کم باندھتی ہیں اور پشو نہیں استعمال کرتی ہیں بلکہ تھی انکے واسطے مخصوص سمجھی جاتی ہے۔ اور ان کی تھی دو ہاتھ لمبی دو ہاتھ چوڑی ہوتی ہے اور بیچ میں اس تھی کے رستائی نہیں ہوتی ہے اور یہ بات باعث بے پردگی نسوان کا سوجایا کرتی ہے۔ چلتے وقت کمال احتیاط کی ضرورت ہے اس پر بھی راتوں تک کپڑا ہٹ جاتا ہے اور تیر ہوا سے تو ممکن نہیں کہ دو ایک مرتبہ بے پردگی نہ ہو۔

سونے کی حالت میں بڑی خرابی ہوتی ہے اسٹھنے بیٹھنے میں بھی پوشیدہ جسم کھل کھل جاتا ہے۔

ایسی عورتیں بیان بہت کم نظر آتی ہیں جو مردوں کی طرح اپنی تھی رستالین مگر مسلمانوں کی عورتوں میں عام طور سے یہ رواج ہے اور غریبہ کی عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں اس واسطے کہ ان غریبوں کو باہر نکلتا بیٹھنا کثرت سے رہتا ہے۔ اور اکثر سودا وغیرہ خرید کرتی ہیں اور



اور ہاتھ انکے اُڑکے رہتے ہیں تھی کو سنبھال نہیں سکتیں۔

سب سے زیادہ یہ بات ناپسند کرنے کے قابل ہے کہ عورت کو اس قسم کے لباس میں رہنا عام اس سے کہ وہ کسی طریق سے ہون بالکل بڑا معلوم ہوتا ہے۔

روسا کی عورتیں ایسی تھیں پہنتی ہیں بہت نیچی ہوتی ہو اور اس پر شناخت ریاست منحصر ہو اور جو تال لوگوں کا جسکو پہنا کتے ہیں یہ صرف ایک لکڑی یا چمڑے کا تھلا ہوتا ہے اور اُس پر غل یا باناٹ منڈھی ہوتی ہے۔ اور اوپر اوپر دیکھو کہ کتے ہوتے ہیں جیسی بڑا رتھ ڈاؤن انکے مرغوب خاطر غذا بچھلی اور چانولی ہی زیادہ تر یہ استعمال ہو کر وہ چیزیں بہت ہی کم ہیں جنکو یہ لوگ نہیں کھاتے ہیں تیل جان اتنی تیت برگد کیلہ کی چڑیلے العوم کھاتے جاتے ہیں۔ کچھ سے اور مینڈک کا گوشت بازار میں فروخت ہوتا ہو اسکو کمال شوق یہ لوگ خرید کرتے ہیں۔

بچھلی کا اجار جو بہت تکلف کی چیز ہو اور جسکو یہ لوگ اپنی زبان میں لہجی کہتے ہیں۔ اسکو بنانے کی یہ ترکیب ہو کہ مر می ہوئی بچھلی کو ایک ظون میں بانی بھر کر رکھ دیتے ہیں جب بالکل وہ سڑ جاتی ہو اور اُسکا گوشت بارہ بارہ ہو جاتا ہو اور اُس میں نقصان شدید پیدا ہو جاتا ہو تو اُسی کے ہوزن تبا کو اور کسی قدر تیل اور کچھ دوسرے اجزا وہ اسی قسم کے شریک کر کے اُسکو کھاتے ہیں اور بہت پسند کرتے ہیں یہ عام طور سے بازار دن میں فروخت ہوتا ہو۔

اگر اس بچھلی کے اجار کو دوسرے ملک آدمی کھانا کھاتے وقت اپنے قریب رکھ لے تو ہرگز کھانا نہ کھایا جائے بہت ہی طبیعت پریشان اور حواس منتشر ہو جائیں گھی کی بو سے ان لوگوں کو وہی حالت ہوتی ہو جو اُس سڑی ہوئی بچھلی سے دوسرے ملک والو کو ہونا چاہیے۔ بجائے گھی یہ لوگ تیل کھاتے ہیں۔

انکے کھانے کے تین وقت مقرر ہیں اول صبح دوسرے دوپہر تیسرے شام مگر کھانے کی عورت کرتے ہیں اپنے سے اونچے پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں کسی ملت و مذہب والے نے تھ کھانا کھانے میں انکو عذر نہیں۔

اور اگر کچھ اسکا خیال ہو بھی تو اسقدر کہ اعلیٰ ادا نے کے ساتھ کھانا نہیں کھائیگا۔

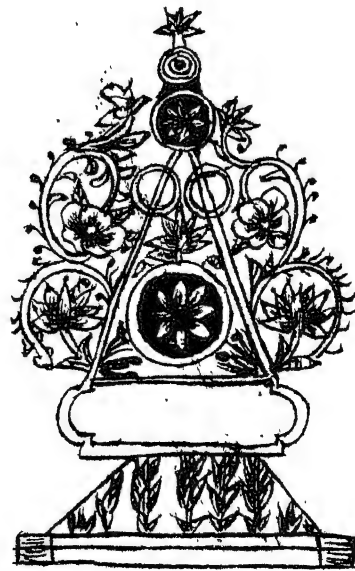
جو شخص انکے یہاں علماء دین سے ہیں وہ عام کے ساتھ نہیں کھانا کھائیں گے بادشاہ کو رحمت کے ساتھ کھانا نہایت ہی مذلت

کا سبب ہو یا بہت کھائے جاتے ہیں اور چڑے جسے وہ لوگ اپنے محاورے میں سلٹی کہتے ہیں مرد و عورت برابر پیتے ہیں اور بان میں کھٹا نہیں کھاتے۔ مرد اور عورت میں مطلق کا یہ دستور ہو کہ اُن دونوں قطعی باتوں پر مرد قادر نہیں نہ اس میں مرد کچھ کر سکتا ہے نہ عورت جس کسی مرد سے خوش ہو اور وہ مرد اُسکی مرضی کے قابل ہو اور عورت کے امتحان میں ٹھیک بھی اُترا ہو اُس سے اپنا عقد کر لے امتحان کا طریقہ داخل آئین ملک ہو بعد امتحان کوئی عورت اپنا عقد نہیں کرتی اس کی ترکیب یہ ہو کہ ناکھڑا لڑکیاں جنکو وہ لوگ اپنی زبان میں تپو کہتے ہیں بازار دن میں دوکانیں رکھتی ہیں اور ہر طرح کے مردوں سے ملتی رہتی ہیں اور اکثر مقامات پر بچے میلے بھی مقرر ہیں جہاں وہ جا کر ارادے کے ساتھ مرد کی حالت اچھی طرح دریافت کر سکتی ہیں اور اُسکی جلد قابلمتوں سے آگاہ ہو سکتی ہیں۔ اس میلے میں عورتیں جاتی ہیں اور مردوں کا امتحان کرتی ہیں مدین گذر جایا کرتی ہیں اور کوئی قابل مرضی نہیں ٹھہرتا تیس تیس سال کے سن تک ناکھڑا لڑکیاں بٹھی رہتی ہیں اگر بہت ہی مشکل ہو تا ہو اور کوئی انکی مرضی کے موافق نہیں ملتا تو وہ کسی مرد غیر کا ہاتھ پکڑ کے اُنکی کی راے سے تین دن کے واسطے غائب ہو جاتی ہیں اور بعد تین دن کے روپوشی سے پھر سب سے ملتی ہیں اُس روپوشی کے زمانے میں والدین اور انکے اعزا خوب اچھی طرح سمجھ جاتی ہیں کہ اب اُسے کسی مرد کو کر لیا۔ اور کسی عورت نے ایسا کیا نہیں کیا تو اُسکی شادی اُسکے والدین کی راے سے ہو جاتی ہو۔ اُسکایہ دستور ہو کہ بڑا داری کے لوگ اور علماء دین اُن کے ایک جامع ہو کر کھانا کھاتے ہیں اسکے بعد کچھ تاج ہوتا ہو اور کچھ دھن کے باجے بھی بجائے جاتے ہیں شادی کے پہلے دن مرد میں کچھ روپیہ کے باب میں شرائط بھی قرار پاتے ہیں۔ وہ دن کہ عورت سے مرد کہتا ہو کہ تو اگر مجھے قبول کر گئی تو میں تجکو اس تعداد سے روپیہ دوں گا عورت کے والدین سے مرد کو اقرار کرنا ہوتا ہو اور تعداد روپیہ کی حسن پر منحصر ہو جہد حسن ہو گا اُسی کے موافق روپیہ بھی دیا جائیگا اور اس روپیہ کو عورت کے والدین اسی قدر روپیہ لینکے۔

اور عقد کے مراسم ختم ہو جائے پر مرد کو عورت کے مکان میں رہنا ہوتا ہو۔ مراسم تجرید و نکاحین اس طرح ادا کئے جاتے ہیں کہ مرتے وقت کچھ اپنے مذہب کے موافق تبرک کلمات کھاتے ہیں

اور دم ٹل جانے پر لاش کو ایک مکان محفوظ میں تھوڑے دنوں کے واسطے رکھ دیتے ہیں بعد کچھ دن گزرنے اُس لاش کو ایک تابوت میں رکھتے ہیں اور تاج اور باجے وغیرہ کا سامان ہوتا ہو جب سب لوگ جمع ہو لیتے ہیں تو اُس لاش کو قبرستان لیجاتے ہیں اور جب قریب قبر کے پہنچتے ہیں تو بہت زور سے مات مرتبہ ہلاتے ہیں اور پھر تابوت کو قبر پر رکھ کر بطریق تصدیق علیحدہ علیحدہ ظروف میں نکیلہ اور چانول اور مچھلی اور اشیاء و خورش گرد قبر کے رکھ دیتے ہیں پھر جب قدر شرکا ہیں وہ اپنے مولوی کے ساتھ جسکا نام بھونچی ہو کچھ کھانا اپنے مذہبی ادا کرتے ہیں میت ایک صندوق میں ہوتی ہو اور صندوق تابوت میں ہوتا ہو اس میت کے صندوق کو نکال کر دفن کر دیتے ہیں اور بونچی وہ اسباب خورش لے کر چلا جاتا ہو۔ قبر کے واسطے پورب کچھ لانا ہونا ضرور ہو اور ایک آدمی کے قد کے موافق گہرائی لازمی ہے اور جو اہل برہما شمول اور اہل دول ہیں وہ اکثر لاشیں جلایا بھی کرتے ہیں

## صندوق میت



## عقائد مذہبی

اگرچہ ملک برہما کی تین قومیں ہیں مگر سب ایک ہی خدا کو مانتے ہیں اور قریب قریب مسائل جو ملتے ہیں اور ایک ہی کتاب کی پابندی کرتے ہیں۔ مگر بعض مسائل میں اتفاق نہیں ہوا ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہو کہ ابد قائلے اپنی قدرت سے تین فرشتوں کو خلق فرمایا ہو اور وہ زیادہ مقرب ہیں اور ایک ایک خدمت ان تینوں فرشتوں کو مرحمت فرمائی ہو ایک کو آسمانی سامنے جسکی صنعت ہو اور اسکا کام ہر سو کو پیدا کرنا ہو اور ایک دو کما ہر کام اسکا ہر ایک ذمیات کو رزق پہنچانا ہو انا اسکا کام یہ ہو کہ وہ سب کی روح قبض کرے اور ان فرشتوں کو یہ لوگ مجسم نہیں مانتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تین صنعتیں خدا کی ہیں بس وہی بنائے والا وہی رزق دینے والا وہی فنا کرنے والا۔

انکی بعض کتب میں تحریر ہو کہ سب سے پہلے خدا نے برہم کو پیدا کیا پھر برہم نے سکے حکم سے تمام دنیا کو پیدا کیا اور برہم اب تک آسمان پر موجود ہو۔

اور کبھی کبھی ہر میت کے واسطے خدا خود بھی دنیا میں مثل بچوں کے بطن مادر سے پیدا ہوا اور بالغ ہو جانے کے بعد اُس نے عیش و راحت دنیا کو ترک کر کے اہل دنیا کو ہدایت کرنا شروع کی اور پھر خود اپنے خلیفہ اور شاگرد بھیج کر خود آسمان پر چلا گیا اور شکل انسان دنیا میں خدا کا آنا اسکو پتہ کتے ہیں اور پتہ سے مراد خدا ہی سے لی ہو اور اُس کے تصنیفات اور اُس کے شاگردوں کی تصنیفات کو پندیا سکتے ہیں۔

ایک تاریخ میں تحریر ہو کہ ہزار ہا پہلے پیدا ہو چکے ہیں مگر انکی کیفیتیں اور اُن کے نام کسی نے درج نہیں کئے ہیں۔

سب سے زیادہ بزرگ پانچ پہلے مائے جاتے ہیں۔ اول کا نام کوکٹ اور دوسرا۔ گوناگون۔ تیسرا۔ کاسا۔ چوتھا۔ شگوتما۔ ان چار کو تو گڈرہا بتاتے ہیں پانچویں کا نام انی مٹی ہو اسکے اب آنے کی خبر ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہو کہ یہ دنیا کے آخری زمانے میں پیدا ہو گا اسکے پیدا ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد قیامت آجائگی اور اسکے دور میں سب کے سن زیادہ ہو کر نیگے اور اسکے دوران میں ایک غریب تمام عالم میں ہو جائیگا۔

بعض بھون کی نسبت عجیب عجیب کیفیتیں بیان کی ہیں کسی پہلے کی نسبت کہا ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے بعض کے باب میں یہ کہا ہو

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوا سمجھا ہو بعض کی نسبت کسی بزرگ دین کا نام لکھا ہو بعض پتے ایسے ہیں جنکو کہا جاتا ہو کہ فلان پیغمبر تھے اس میں مذہب جو افواج عقائد برہما کے ٹکڑے ہو۔ اسکو انسان اور مخلوق بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دوسرے بھویوں کی پرستش بھی کرتا تھا۔ مگر اب وہ خود قابل پرستش ہو گیا۔ اسنے بھی کوئی کتاب نہیں لکھی زبانی جملہ قوانین مذہب تعلیم کئے اور اس کی وفات کے بعد اسکے شاگردوں نے اور اسکے مقلدین نے اسکے مضامین زبانی کو جمع کیا اور لکھتے رہے مگر اس قسم کی بہت سی کتابیں ہیں ان سب میں دس زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہیں انکو پچاسا کہتے ہیں بہت سی کتابیں منگولیا کے سوانحات عجمی سے بھری ہیں بہت میں اسکی تعریف ہو۔ بعض کتب مسائل مذہبی میں ہیں جب کہ سنہ ہجری کو بمقام مالامیو منگولیا کا انتقال ہوا اس وقت میں اسکا سن اسی سال کا تھا۔ اس کے بعد اسکے جانشین اسی کے شاگرد اور مقلد ہوئے ہوئے۔

ہونجی اس زبان میں عالم یاد و پیش حق آگاہ کو کہتے ہیں قطعی تارک الدنیا ہو چکا ہو۔ اور روپیہ پیسہ ہاتھ سے چھوٹا ہونا بادی کرنے سے اسکو قطعی انگار ہو آبادی کی سکونت نکال کر دے مدام روزہ رکھا کرے تصاویر کی پرستش کو واجب تصور کرے اعتقاد یہ ہو کہ کھانا پکا ہوا اور کپڑا سلا ہوا ہر ہا سے ملتا ہو یہ قاعدہ ہے کہ علی الصبح سے ہونجی برتن ہاتھ لیکر آبادی میں گشت کرتے ہیں کسی سے سوال نہیں کرتے انکو ہر شخص بلا طلب تھوڑا تھوڑا کھانا دیتا ہو اور کپڑا ان کو شادیوں میں بھی مل جاتا ہو اور غنی میں بھی پا جاتے ہیں۔

یہ کوئی کپڑا ایسا نہیں پہنتے جس میں بونڈ نہ ہو اور ترکیب افکی پوشاک کی ایسی ہوتی ہو کہ ایک تنگی چھال کی مکر سے بند لیون تک اور ایک کپڑا سر سے پاؤں تک ہوتا ہو انکا لباس شعل لی چھال یا کسی اور دوسرے معمولی رنگ سے رنگا ہوا ہوتا ہے اور اس پوشاک میں تلی تلی دھجیاں بھی ہوتی ہوتی ہیں اور وہ اچھی معلوم ہوتی ہیں انکو قول ہو کہ منگولیا کا بھی یہی لباس تھا۔ یہ لوگ آبادی سے کچھ فاصلے پر اپنے رہنے کے ٹھکانے بناتے ہیں اس محلہ کو ہونجی جاؤں کہتے ہیں۔

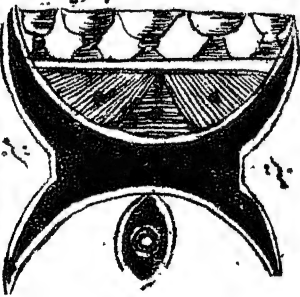
اہل برہما انکی سرحد میں جو تہن کے نہیں آتے ترک دب جانتے ہیں۔ وہ برہما جنکے بیان اولادین ہو کر ضایع ہو جایا کرتی ہیں یا

قطعی اولاد نہیں ہوتی ہو وہ منت مانتا ہو کہ اگر انکی ہمارے بیان

لڑکا پیدا ہوگا تو اسے ہونجی بنا دینگے۔ اگر اسکے بیان لڑکا پیدا ہوتا ہو تو وہ ہونجی کے سپرد کرتا ہو اور ہونجی اسکو اپنا کپڑا پہناتا اور کتب مذہبی پڑھاتا ہو عبادت کا دستور یہ ہو کہ صبح کو سات بجے اور شام کو سات بجے شنگوٹا کی تصویر کے سامنے کچھ دور فاصلے سے مودب بیٹھ کر پہلی بار میں مرتبہ جڑے کی گدی پر سجدہ کرتے ہیں اور اگر گدی نہ ہو تو زمین پر سجدہ کر کے کچھ کلمات پھیسا کر پڑھ کے اور تین سجدہ کر کے اٹھتے ہیں۔

اکثر ملکہ ہر وقت کھٹھی پر برابر کچھ پڑھتے رہتے ہیں۔ برہما لوگ روزہ بھی رکھتے ہیں اور دستور انکے روزہ رکھنے کا یہ ہو کہ گیارہ بجے دن سے بارہ بجے دن تک جو کچھ چاہیں وہ کھالیں اور اسکے تمام روزہ ختم چاروں شراب سے پانی پینا کو دودھ دوسری شے نہیں کھاتے ہونجیوں کو حسب حیثیت خیرات دیتے ہیں۔

ہونجیوں کے کھانے کے واسطے شرط یہ ہو کہ جب وہ اپنے میز پر کھانا کھائے کو بیٹھتے تو قبل تھوڑا تھوڑا ہر قسم کا کھانا پھینک کے سامنے رکھے اور پانی بھی موجود کر دے اور اس رسم کے ادا کئے بغیر ہونجی کو کھانا چاہر نہیں ہو جب دوسرے کھانا کھائے بیٹھتے تو جو کھانا پھینکا ہو چکا ہو چڑھایا ہو وہ ضائع کر دے اور تازہ کھانا پھر چڑھائے۔



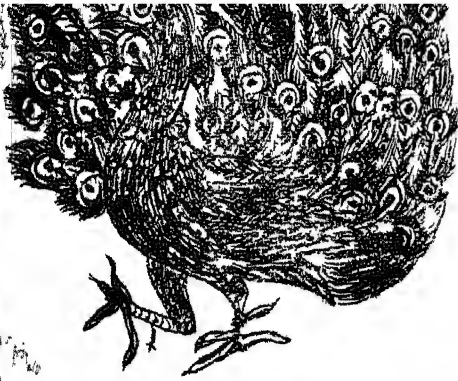
ہونجیوں کی میر کھانا کھانے کی جس صورت سے بنی تصویر سے اسکی ترکیب معلوم ہو سکتی ہو۔

اس میز پر کھانا رکھ کر اور آب زمین پر بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ جب کوئی ہونجی مرتا ہو تو اسکی لاش کا شکر چاک کر کے آلائش دور کر دیتے ہیں۔ اور ریشم سے سیکر شگاف بند کرتے ہیں اگر لاش کو زیادہ دن رکھنا منظور ہو تو بہت ہی محکم کپڑے میں باندھ کر اور مضبوط لکڑی سے بہت ہی زور زور کوٹتے ہیں جب اسکے عضو بدن چور ہو جاتے ہیں تو اسکو ایک صندوق میں بند کر دیتے ہیں اور اس صندوق کو ایک بالٹ کے تابوت میں رکھتے ہیں۔ اور اس تابوت کو محل وغیرہ سے منڈھتے ہیں اور اسکے اوپر ابرک وغیرہ کے

اُسکی لاش کے قریب ناچ وغیرہ بھی ہو کر گیا اور جب  
 لاش رکھنے کی ختم ہو جائیگی تو اُس کے مرید یا شاگرد اور بھائی  
 میں چندہ کر کے اُسے جلانے کے اور بقدر پہنچی اُسکی تہیز و  
 نشین میں شریک ہونگے وہ سب ایک ایک تابوت ایسا ہی لائے  
 مردفن کرنے اور جلانے سے پہلے اُسکی لاش ہر ایک تابوت میں  
 دلی جائیگی ہر مرتبہ سات بار جنبش دی جائیگی۔ جب اُسکے تابوت  
 میں آگ دی جاتی ہو اُس وقت سے جب تک خاتمہ نہیں ہو لیتا  
 تا جی باجہ بجا رہتا ہو اور سب لوگ گاتے بھی رہتے ہیں۔  
 لاش کا کوٹنا از رو سے شریعت نہیں ہے اور نہ ممنوع ہے اسوجہ  
 سے کوٹتے ہیں کہ بھر لاش سے بدبو نہیں آتی۔

تمام ملک برہما میں ایک پہنچی ایسا بھی ہوتا ہے جسکو سب  
 پہنچوں پر افسری حاصل ہوتی ہے اُسکی سب پہنچی تعظیم کرتے  
 ہیں اور اُس کو مارا میں کے لقب سے یاد کرتے ہیں جس کے  
 معنی ملک العلیا مجتہد کے ہوتے ہیں اور اُسکی سکونت ماڈل میں  
 ہو کرتی ہے سب پہنچی اسکے اسقدر تابع ہوتی ہیں جیسے برہما عام  
 پہنچوں کے بڑے پہنچی کے کلام کو پیا سا کے موافق خیال کرتے  
 ہیں اور جو کچھ وہ کہہ دیتا ہے وہ لاکلام بجالاتے ہیں۔ اس سے صاف  
 یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کسی قسم کی مذہبی تحقیقات نہیں ہوتی اور  
 نہ انکو اسقدر ہوش آتا ہے کہ یہ دریافت تو کریں کہ ہمارا مذہب  
 بہ نسبت اور طریقوں کے کیسا ہے اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ ہمارے  
 مفید بھی ہے یا نہیں عقلی مادہ سے بالکل خالی ہیں۔

کتب میں انکے بیان جو جو مقولے ہیں وہ بھی عجیب طرح کے  
 ہیں مثلاً اسکے سورج کو یہ بتاتے ہیں کہ کتا لون سے ثابت  
 ہوتا ہے کہ یہ طاؤس ہے اور عجم ہے مٹھ اسکا آسمان کی طرف ہے  
 اور دم اُسکی دنیا کی طرف ہے۔ اور وہ ذی روح ہو اور جانہ  
 میں ایک خرگوش بھی ہے۔ اسی طرح سے بہت کچھ خلاف عقل باتیں  
 ہوتی کتب میں موجود ہیں مختصر اسقدر ناظرین کی آنکھیں کھولیں  
 کہ دین زیادہ طول دینا اس مقام پر مناسب نہ سمجھا اُن کے  
 تفصیلی حالات تحریر کرنا بیکار ہے۔



چاند



وہ ہر جہاں جسکو اہل اسلام کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا یا ان  
 کے قابل اور خیر اندہ نہ کون۔ ان کو انکے طریقے کی اچھائی  
 اور برائی ان دکھا دیں اُس وقت انھوں نے غفلت سے آنکھیں  
 کھولیں ان کے دل پر اور یہ فتنہ نہ رہا۔ اس پر آگے اب برہما  
 کی حالت بہت کچھ درست ہو گئی ہے اور وہ فتنہ ہوتی جاتی ہے  
 اور اسید پر کسب لوگ بہت جلد اچھ بڑے میں تیز کر سکیں۔





الشيخ العلامة

۱۰۰

منطبعة نصرت المطابع دہلی







نواب شمشیر بہادر صفا افکر جاگیردار اعظم ریاست اجیکہ۔









## مشاہیر خطاب یافتگان راجپوتانہ و وسط ہند - اجمیر

### مہنت فتح لال صاحب رئیس اجمیر

آپ رے مہنت پنا لال صاحب سی۔ آئی۔ ای سابق دیوان ریاست اودھ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے بیوکالج اجمیر میں علم انگریزی تحصیل فرما کر بی اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ مٹر جے مارڈ کینگ نے اپنی کتاب میں آپ کی انگریزی دیپلیٹکل معلومات کی بہت کچھ تعریف کی ہے اور انگریزی میں سفید گائید ریاست اودھ پر جو آپ نے ارقام فرمائی ہے۔ لارڈ الچن و لارڈ لینسٹون صاحبان نے اسکو قبول فرمایا۔ اور تقریباً سیاحت یادگار اودھ پر ہیں۔ ہر ہائینس ڈوک آف کینٹا بہادر نے مرصع مہر عطا فرمائی۔ اپنے بیادگار باؤبریشچندر رئیس بنارس ایک اسکول اودھ پر میں زیر نگرانی اپنے قائم کیا ہے۔ آپ لایف ممبر ناگری پر چارنی سمجھا و سکری سنانن و صرم گھسی سمجھا و آئینری سکری کرکیٹ کلب اودھ پر ہیں۔ انگریزی پرائیویٹ لائبریری کے بانی اور تعلیم میوٹر کے آپ ہی ہیں۔ آپ نے کچھ عرصہ تک اپنے وار ماجد کی جگہ بحیثیت پرائیویٹ سکری انجام دیا ہے۔

### اجمیر گٹھ

نواب شمشیر بہادر صاحب انکر۔ رئیس غلام ریاست اجمیر گٹھ تمام ہندوستان آپ کے نام نامی و آرم گرامی سے واقف ہے۔ آپ ملک کے ان ناموروں میں ہیں جن پر بہادر ملک جس قدر فخر و تکرر سے بہت بجا اور درست ہے۔ آپ کا سن شریف ۱۲۳۴ سال کا ہے۔ آپ انگریزی۔ فارسی۔ ہندی اور ریاضی سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ خصوصاً قانون میں اعلیٰ درجہ کی مداخلت ہے۔ ہینٹل و لاجاب فیصلہ لکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی قانونی تقریر کی حالت ہے۔ فن شاعری میں بھی آپ کو کمال حاصل ہے اس فن کو مخمور مولوی حسین علی خاں صاحب شریف سے حاصل کیا۔ اور فن سپاہگری تو آپ کا آبائی فن ہے۔ گھوڑے کے کرتب کچھ ایسے ہینٹل کرتے ہیں۔ کہ انکے دیکھنے سے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کی شہسواری کی کئی مغز حکام یورپین نے داد دی ہے۔ اسی طرح مدوق چلانی۔ نانک۔ پٹہ۔ پھری۔ گدہ وغیرہ کے فوہر سے بھی اچھی طرح واقفیت ہیں۔ کپنی۔ توپخانہ۔ رسالہ وغیرہ کے فوہر سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے۔ ان ہنروں کے علاوہ فوٹو گرافی۔ گلفٹ سازی وغیرہ سے بخوبی ماہر ہیں۔ آپ کے بالکل اور صاحب ہنر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ عوامیاب محلے انتاب حضور پر نور سوائی بہادر صاحبہ تاج بہادر فرمانروائے

رے مہنت پنا لال صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس اجمیر آپ کے مورث برزانت راویکیا جی پڑھوں صدی میں جو وھوہر سے بیکانیر آئے بزرگ خاندان مہنت کرچند نامی وزیر ہند کو شہنشاہ اکبر عظم کے دربار سے جاگیر عنایت ہوئی تھی۔ مگر روض ایام سے یہ خاندان بچہ مہارانا جگت سنگ اور پور آگیا اور اس نے پھر زور پکڑا اور برنامہ مہارانا آری سنگ مہنت آگرچی کا خوب عروج ہوا اور انکی وفات کے بعد اکثر مہاراس خاندان کے وزیر ریاست اودھ پر رہے۔ آپ جینیت انسون مہاجن ہیں۔ ۱۶ برس کی عمر میں بعد ازغت تحصیل علم۔ صدی فارسی اپنے ریاست میں عہدہ پایا۔ ۱۸۷۱ء تک محتا عہدوں کا کام کر کے نائب دیوان مہارانا شمسو سنگ کے پوتے اور شہنشاہ میں جب منصب وزارت موقوف ہوا۔ اور بجائے اس کے ایک خاص محکمہ قرار دیا گیا تو اس کے افسر علی آپ ہی مقرر کئے گئے جس انتظام پر آپ کو جاگیر عطا ہوئی۔ شہنشاہ میں جب مہارانا شمسو سنگ جی مبتلائے مرض ہوئے تو آپ کے دشمن نے دھڑلے لگائے کی غرض سے مہاراجہ موصرا کو آپ سے از حد ہنگام گرا دیا۔ اور فوج اسکا یہ ہوا کہ آپ نظر بند کئے گئے چونکہ دشمن آپ کے زیادہ سے بوقت واہ کر مہاراجہ صاحب ایک مسلمان نے تلوار سے آپ کو محروم کیا۔ اس تکلیف سے آپ نے تین مہینے میں بخار پائی اور مجبوراً آپ اودھ پر سے اجمیر میں آئے۔ جب مہارانا سجن سنگ مہنت نشین ہوئے تو انکو آپ کے حسن انتظامات کا خیال ہوا۔ اور انتظامات ریاست میں آپ کی شرکت ضروری سمجھا کر اجمیر سے طلب کیا اور عہدہ قائم مہمت فرمایا۔ شہنشاہ سے ۱۸۹۵ء تک آپ نے ۲۵ سال بکمال دیانت و لیاقت اس جگہ پر کام کیا۔ اور اسی سال میں ملازمت اسے کنارہ کش ہوئے۔ آپ کی کارگزاری کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا۔ کہ تین مہارانا صاحبان کے عہد حکومت میں آپ نے کام کیا اور وہ آپ کے حسن انتظام سے خوش رہے۔ شہنشاہ کے دربار دہلی میں آپ کو رے بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اور شہنشاہ میں سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا۔ ترک ملازمت کے بعد سے آپ اپنا وقت کتب مذہبی کے مطالعہ میں صرف کرتے ہیں۔ رے چنگن لال کوٹھاری والے کی صاحبزادی آپ کو منسوب ہیں۔ جن سے ایک فرزند کمار مہنت فتح لال ہیں جنکا ذکر ذیل میں درج ہے۔

بھائی کوتونی سے انتظامی قوت اور خیر خواہی ریاست میں کم نہیں کیوں  
رے بہادر کے مغز خطاب سے نہ سرفراز کئے جائیں۔ امید ہے کہ  
بہت جلد گورنمنٹ انکی خدمات پر لحاظ کر کے خطاب سے مغز فرمایا گی۔

### الور

ٹھاکر درجن سنگ صاحب ممبر کونسل ریاست الور  
آپ کی ریاست تعلقہ ٹھکانہ ہے۔ جسکی بحالی ۷۷ ہزار روپے

سالانہ ہے۔ رقبہ ریاست بارہ ہزار سیکہ ہے۔ جسکی آبادی ٹھیک حساب  
مردم شماری دو ہزار دو سو پچاس ہے۔ یہ خاندان پہلے موضع کھیر علاقہ

جے پور میں آباد تھا۔ وہاں سے آکر ریاست بھر پور میں آباد ہوا۔ راجہ  
گج سنگ جو اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ انہوں نے صرف دو سو

سواروں کی محبت سے یکس جاؤلی کو شکست دی۔ اور کل علاقہ  
پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک قلعہ تعمیر کیا۔ اور ایک عمارت

موسم بہ مندر چتر پھوج جی تعمیر کرائی۔ قریب دو سو دیہات کے  
ان بہادر راجپوت نے اپنی بہادری سے فتح کئے۔ اور دربار جے پور

سے سند حاصل کی مشہور ہے کہ نگہ پوشیاں دیلی جا رہا تھا۔ راجہ  
گج سنگ نے قریب چاروں اُسکو گرفتار کر کے بہمنوں کو تقسیم کر دیا۔ اس

خبر کے معلوم ہونے پر سید محمد شاہ مع فوج شاہی اُسکے مقابلہ اور  
سزا دہی کے واسطے بھیجے گئے۔ جنہوں نے راجپوتوں سے سلطنت

پانی مقبول و شمعوں کی قبور کے نشانات اب تک نمایاں ہیں۔  
راجہ گج سنگ کی وفات کے بعد علاقہ کے دو بیٹوں پر تخصیص سادی

تقسیم ہو گیا۔ ایک بھائی نے جاؤلی اور دوسرے نے کھیرا پانہ آباد رکھا  
تواریا جس میں دو بیٹوں کا واصلہ ہے آخر زمانہ میں راجہ میرج سنگ پیدا

ہوئے۔ یہ صاحب شکرت کے عالم اور علم موسیقی میں کامل لائسنس اور  
تھے۔ اپنے ایک مکان گیند واریا رکھتا تھا جس میں سے کلنے کیونت

صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بڑے بہادر راجہ تھے۔ انہوں نے  
مرہٹوں کو شکست دی۔ بجلد سے ان خدمات شایستہ و بہادری کے

ریاست اچیکوہہ دام اقبالہ نے انکو خوش تسلیم فرمایا ہے۔

اتیس برس کی عمر میں آپکی شادی استاد بالکمال دنا نرمدیم النظیم  
جناب منشی محمد ظہیر الدین صاحب ظہیر رئیس جہان آباد ضلع فتح پور ہندو

کی دختر نیک اختر سے ہوئی حضرت ظہیر صاحب بڑے عالی خاندان  
و بالکمال ہیں اور انکے خاندان کے اکثر ممبر بڑے بڑے صاحب تعلیمات

موجود ہیں جنکا تذکرہ ہوجہ طوالت درج نہیں کیا گیا۔  
حضرت آغا صاحب بڑے مکسر الفراج۔ رحصل۔ بہادر فیاض

ہیں۔ آپکی اخلاقی حالت ایسی ہے کہ جس شخص سے ایک بار آپ ملتے  
ہیں۔ وہ آپ ہی کا ہر وقت دم بھرتا ہے۔

سردار بساواسنگ صاحب ناظم و سول جج ریاست اچیکوہہ  
اُس ریاست کو اپنی قسمت پر فخر کرنا چاہے جسکا فرمانروا دشمن دل

لیکن۔ رحیم اور عدل پرور ہو۔ گروالی ریاست بھی بذات خود اسوقت  
تک کچھ نہیں کر سکتا جب تک ایماندار و لائینی را لکین میسر نہ آئیں۔

ریاست ایک جسم ہے اور اہلکار اُسکے عناصر۔ دلی ریاست روح رواں ہے  
ریاست اچیکوہہ کو اپنی خوش نصیبی سے ایک نہ ایک لائق شخص ملتا ہے

یہ دلی ریاست کی قدر شناسی اور محض دانی کا نتیجہ ہے۔  
تھیں میں ریاست نے رعایا اور اہلکاران کی تکالیف رفع کرنے کے لئے

گورنمنٹ عالیہ سے ساڑھے تین لاکھ روپیہ قرض ۳۰ ہزار سالانہ  
قسط دینے دینے کے معاہدہ پر لیا گیا تھا۔ دو سال تک یہ رقم

باقی ادا ہوئیں۔ لیکن تیسرے سال بوجہ رحلت فرمانے نونہال سنگ  
صاحب ناظم ریاست کے قتل میں اتوار ہو گیا انکے جانشین لگے بہادر

کہیں سردار بساواسنگ کی تقرری عمل میں آئی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ  
میں انتظام لیتے ہی والئے ریاست اور رعایا پر ثابت کروا کہ ایماندار

اور بہی خواہ ریاست ایسے ہوتے ہیں۔ اور ایسے منتظموں کی رہنمائی  
کو ضرورت ہے۔ اصل پوچھئے تو اپنے علاوہ اپنی عدل گستری اور

محکمہ نظامت کی صلاح وغیرہ کی ریاست میں پچیس تیس ہزار روپہ

سالانہ ادائیگی کی توثیق کرادی کیونکہ جو لوگ ریاست سے مفت کا وظیفہ

پلتے تھے اور بلا ضرورت ریاست ان سے سلوک ہوتی تھی۔

اُسکا انسداد کر دیا۔ اُس ہیچ سے ایک کثیر رقم ریاست کے خزانہ

میں سال در سال آئے گی۔ سردار کی اقساط بھی آپکے زمانہ میں ادا

ہونے لگی۔ آپکے بہادر معظ کو انکی خوش انتظامی پر گورنمنٹ ہند نے

کمال خوش ہو کر رائے بہادر کے خطاب سے مہر فرمایا تھا۔ سخت

عجب ہے کہ سردار بساواسنگ صاحب جو کسی طرح اپنے بڑے

وزیر ہوئے۔ اور شہزادہ ایک ذرا کم منہی ادا کرتے رہے بوقت گذارہ کشی عہدہ مذکور سرسپیل گزین صاحب نے آپ کی قابلیت کی بہت کچھ تعریف کی شہزادہ سے آپ اجمیر میں مقیم تھے۔ لیکن شہزادہ عین پرت اور معاملات ریاست اندور کو حسب الطلب واپس ہوئے +

رائے بہادر مثنیٰ کشوری لال صاحب رئیس اندور اپنے محکمہ پولیس میں اپنے حسن انتظام و غیر خواہی کے صلہ میں یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو خطاب رائے بہادر گورنمنٹ ہند سے حاصل کیا قبل ازیں آپ ہسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس راجہ نانہ مانوہریلو سے تھے + اسی جگہ سے آپ تشریف لی۔ اور ریاست اندور میں انسپکٹر جنرل پولیس کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ آپ کے بھائی مثنیٰ دیو کی نندن اور میری جی ہسٹنٹ ریڈاری اور آپ کے بھتیجے صاحب رائے کچھن لال ڈسٹرکٹ جج پنجاب اور فرزند ارجمند بابو بھوانی پرتاوی۔ بی۔ اے وکیل چیف کورٹ ہیں +

رائے صاحب پندرہ سال صاحب کول۔ رئیس اندور آپ کے والد راجہ بھٹ جٹا ورن کول نے کشمیر کی سکونت ترک فرما کر امرتسر میں رہنا پسند کیا تھا۔ پندرہ ست رام کول آپ کے دادا صاحب اور پندرہ گوہر رام کول آپ کے پردادا سکھوں کے عہدہ دار تھے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ کے والد صاحب کی وہاں دلچسپی نہ ہوئی۔ یہی امرتسر آجکا سولہ ہے۔ آپ کی تعلیم امرتسر میں ہوئی جس کے بعد آپ اکوٹنٹ دفتر فنانشل کمنٹر پنجاب شہزادہ عین پرت ہوئے۔ اور شہزادہ عین پرت ہرگز کلر لاہور اور شہزادہ عین کالیفیڈنشل کلر دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کونٹ اور شہزادہ عین پرت پولیس اسٹنٹ واکٹر اسٹنٹ کمنٹر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر کئے گئے۔ اسکے بعد اپریل ۱۹۱۷ء میں بایزادی خواہ منٹرل ایڈمیاٹکس اندور میں اسٹرا اسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کے عہدہ پر تعینات ہوئے۔ غرض کہ ۲۲۔ سال بلوچستان یعنی سرحدی خدمات کے فرائض منصبی ادا کئے اور حکام وقت آپ سے رضامند رہے۔ جون ۱۹۱۹ء میں پنجاب گورنمنٹ ہند بصلہ خدمات افغانستان خطاب رائے صاحب آپ کو عنایت ہوا۔ عہدہ الجھڑافہ۔ تواریخ و جغرافیہ ہندوستان آپ کی تصنیفات شہزادہ عین کی موجود ہیں۔ آپ کی عمر ۴۶ سال کی ہے +

رائے بہادر عہدہ منٹ رام راجہ چندر صاحب رئیس اندور تخمیناً سو برس ہوئے کہ آپ کے بزرگوں نے اندور میں حکومت اختیار کی پہلی وطن حصار تھا۔ پھر چھ پور میں سکونت پذیر ہوئے تھے شہزادہ عین پرت اندور کے والد اس سرکار انگلشیہ کی خیر خواہی

بخش تعلیم داخل ہوئے۔ شہزادہ عین انٹرنس پاس کیا۔ اور سکرٹ و جغرافیہ و تاریخ میں کامیابی حاصل کی بعد سال کی عمر میں آپ کالج سے تعلیم حاصل کر کے نکل آئے۔ سری حضور سوانی مہاراجہ منگل سنگھ بہادر ہمیشہ آپ کی لیاقت سے خوشنود رہے۔ اور چند عہدہ کمانڈر شافہ افسیر سپریمیل سروس کا کام آپ سے لیتے رہے۔ بعد انتقال بہاویہ صاحب کے پانچ شہزادہ عین صاحبان ممبران کونسل و کونسل میرسن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل راجہ نانہ نے بہادر ممبر کونسل آپ کو سر فراز فرمایا۔ چنانچہ جب سے اب تک آپ اسی عہدہ پر سر فراز ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی نہایت لیاقت اور امانت داری سے انجام دے رہے ہیں۔ بڑے عاجز و سہکلیان سنگھ کالج میں تعلیم پارتے ہیں جبکہ عمر ۱۸ سال کی ہے۔ اور پچھلے کشن سنگھ میں چکی عرصہ ۱۸ برس کی ہے۔ چھوٹے پچھن سنگھ ہندو طفل شمش باہم ہیں۔ ریاست مالوت سے بھی بنظر حقوق سابقہ عہد روزانہ بطور مدد معاش ملا کرتا ہے +

اندور

مثنیٰ گھمان سنگھ صاحب سی۔ ایس۔ آئی رئیس اندور آپ کی عمر چار برس کی تھی جب آپ کے والدین شہزادہ عین جو دھپور سے اندور آئے خوبی قسمت سے آپ مہاراجہ کاجی راو کو مرحوم کے ہم کتبہ ہوئے اور اندور میں تحصیل علم کی جب ہر پائیس مہاراجہ صاحب نے رام ریاست اپنے اختیار میں کی۔ تو آپ کو کمپان سرز فرمایا۔ اور شہزادہ عین شہزادہ خانہ و عہدہ مثنیٰ مع جاگیر عطا کیا۔ آپ نے فوجی مدرسہ قائم کر کے ایک کتاب موصوہ رسالہ قواعد مرتب فرمائی۔ جس سے آپ کا صاحب تیغ و قلم ہونا ظاہر ہے۔

بزمانہ عہدہ شہزادہ عین خواہ سرکار انگلشیہ رہے۔ اور شہزادہ عین بصلہ حسن خدمات جناب و سیرائے گورنر جنرل ہند نے بوقتہ دربار جلیور خلعت فاخرہ قیمتی پانچ ہزار روپیہ کا آپ کو عنایت کیا۔ کرنل ڈیورنٹ صاحب نے آپ کی عہدہ کارگزاری اور کھتان پیچسپن صاحب کا خزانہ جگہ سے پہلے اور رئیس اچھر کے شیریں گزشتہ ہی پر آپ کی سیدہ عرف گورنمنٹ سے کی۔ اور گورنمنٹ بمبئی و حکام فوجی نے بھی آپ کی دامادری و شجاعت کی داد دی۔ شہزادہ عین انگلستان و برطانیہ یورپ کا سفر کر کے شہزادہ عین بصلہ خدمات خیر خواہی سرکار انگلشیہ خطاب سی ایس آئی کا میل کیا جس پر سٹی ناوہورا نے ارشاد فرمایا کہ یہ محنت و جانفشانی کا صلہ ملا ہے۔ اس عزت و سربندی کا استحقاق آپ سے زیادہ کسی اور کو نہیں حاصل ہے۔ پھر شہزادہ عین آپ کا ڈاکٹریٹ ہو کر



دفعہ و فراست برصا کرتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب آپ خود ایسے سے  
۴ بجے تک برابر اجلاس بطرز انگریزی کرتے ہیں۔ اور خاص اپنے  
قلم سے فیصلہ جات دیوانی و فوجداری پولیٹکل و جوشنل وغیرہ  
جملہ کارروائی لکھتے ہیں۔ فطرتاً گان میں ہیشہ وہائی پھیلنے پر  
اپنے کچھ پروا اپنی جان کی نہی۔ بلکہ اتباع ایک جیسی خود اپنے ہاتھ  
سے محتاجوں کو کنگ دیوڑ مڑہ دیتے۔ کھانے کا انتظام کیا کرتے۔  
جسکے صلہ میں خوشنودی گورنمنٹ کا احترام حاصل کیا۔

یس مہاب عالیجناب صاحب بہادر آفرتبیل کی بحث نواب گورنر  
جنرل بہادر سنٹرل انڈیا سببہ نیار درخواست کرتے اور جوہر طوف  
ولایت میں کہ بلحاظ سن ولایت و قانون دانی و معاملہ فہمی و رضائے  
رعایا و نیز حالات صدر غور فرما کر سر بکھنور راجہ صاحب بہادر  
کو با اختیار ریس ریاست فرمائیں \*

پالہ پو

شیام لال صاحب میرنشتی ایک جیسی بندہ لیکھنڈ  
آپکے والد نشتی سندر لال صاحب ویش اگرو کے معزز ہونے ان  
سے تھے۔ جسکا سلسلہ نسب راجہ و گرسمن وکسہا گروہ سے ملتا  
ہے۔ آپکے آبا و اجداد عہد اسلام میں تہذیب سے قانونگوئی کے  
عہدہ پر مامور رہے۔ لیکن جب سلطنت اسلام کا اقتاب نوال  
پذیر ہوا اور غدر کے مہر آشوب زمانہ سے زمانہ ملے لٹا کھایا۔  
آپکے مہران خاندان راجگان راجپوتانہ و سیندھ یا وغیرہ کے دیاروں  
میں مختلف عہدوں پر سر فرما رہے۔ اور اپنی نمایاں خدمات کی جلد  
میں اعزاز و خطاب سے ممتاز ہوتے رہے۔

نشتی صاحب سابق میں میرنشتی ایک جیسی بندہ لیکھنڈ تھو فی الحال  
ریاست پالہ پو میں کاداری کے معزز عہدہ کی خدمات نہایت  
تدین اور نڈر سے انجام دیتے ہیں۔ آپنے بندہ لیکھنڈ کی ایک جامع  
تالیخ نہایت تحقیقی اور تلاش کے ساتھ لکھی ہے۔ جس سے  
بندہ لیکھنڈ کے حالات استخراج کرنے میں جگہ پوری مدد ملی آپ  
کمال خلقی اور بلند خیال افراد سے ہیں۔ اور اپنی خدمات  
مفوضہ کو نہایت خوبی سے انجام دیتے ہیں \*

خان بہادر نشتی ضاحین صاحب یس سدھار۔ جالون  
آپکے بزرگ نسل ہاشمی چند پشت تک بچہ سلطنت بنی امیہ مدینہ  
سے ایران آکر رہے۔ بوقت مراجعت ہندوستان ہمایوں بادشاہ  
کے ہمراہ ایران سے ایک بزرگ کمال حافظا فسر فحج ہندوستان

آپکی سلسلہ سے اندور نیز نڈسی کے خراجی ہیں۔ آپ بھی  
خیر خواہ گورنمنٹ ہیں۔ آپنے چند کمزموں کو سزا دلائی تھی جو مہمان  
غیر علاقہ میں چرا کر لے جاتے تھے۔ اسکے صلہ میں ۱۹۔ اگست  
۱۸۹۷ء کو خلعت فاخرہ سرکار سے عطا ہوا۔ اپنے والد ماجد کی  
یاوکار میں اپنے ایک دھرم سالہ اور چھتری اندور میں تعمیر کیا۔  
رامیشتر۔ جسکے نام تھے۔ دھارکا میں زمین اور مکان وقفہ کئے۔  
اور کئی مرتبہ خط ردول کی امداد کے واسطے مہاراجہ غلہ تقسیم کیا  
اس عالی ہمتی اور نیک کاموں کے صلہ میں ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء  
کو گورنمنٹ ہند سے خطاب رائے بہادر کا عطا ہوا \*

راجہ برنجیت سنگھ صاحب بہادر ولے یا گھلی  
آپ بھرو فات راجہ رگن ناتھ سنگھ صاحب کے بحالت نابالغی  
۱۸۹۷ء میں جاننشین ریاست ہوئے۔ آپکی پورٹ اعلیٰ راجہ  
گوکل داس براہمچری تھے جنہوں نے ڈیڑھ سو سال کا عرصہ ہوا اس  
ریاست کو بڑو شہر فتح کیا۔ رقبہ ریاست ۳۰۶ مربع میل و آبادی  
۱۵۰۰۰۔ آمدنی تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے۔ آپ ڈپٹی کلرک انڈوسٹری کے  
تعلیم یافتہ شہسوار قادر انداز شجاع و دلیر۔ خیر۔ فیاض۔ رحمت  
غیر بار پور ہیں۔ انگریزی۔ فارسی۔ ہندی۔ اردو میں اعلیٰ دستگاہ  
ہے۔ تھوڑے دن گزرے ہیں کہ آپکو اختیارات مجسٹریٹ و منصف  
درجہ چارم منجانب لوکل گورنمنٹ ہوئے۔ ذاتی قابلیت سے اپنے  
اُس مفوضہ عہدہ کا کام خوش انتظامی سے کیا۔ کہ جسکا بیان لایا  
ہے۔ فریقین آپکے منصفانہ فیصلہ جات سے نہایت ہی رضی ہوئے  
خیال کر لینا چاہیے کہ مجوز کی تجویز و فیصلہ سے ایک فریق خوش  
دوسرا ناخوش رہتا ہے مگر آپکی عدالت و نیشروانی سے فریقین شامند  
ہو کر جاتے ہیں۔ پھر پھر دونوں بعد بحیثیت مجسٹریٹ و منصف سوم اپنے  
بمعاونت جناب شہی عبدالغفور صاحب مجسٹریٹ شہر کی جوڑے  
مہاراجہ مینٹھہ ناشی کے وقت سے متوسل و منصرم ریاست ہیں  
اور آپکے نابالغی کے اتالیق بھی ہیں۔ کہ جسکو لوکل گورنمنٹ سے  
حکم تھا کہ آپ کو کارروائی عدالتی میں صلاح و مشورہ دیں اور  
قانونی امور ات سے عدالت کے آگاہی دیتے رہیں۔ یہ نشتی  
صاحب نہایت تجربہ کار و پریند روزگار علم غری۔ انگریزی۔  
فارسی۔ سنسکرت سے واقف نیکو۔ شاعر سی سے مذاق اور  
میرنشتی جگوتی برشلو صاحب الف اے۔ جو پراپیٹیٹ سکرٹری  
ہیں۔ آپکی ہوشیاری سے کارکردگی و کیفیت قانون دانی سلیم الطبعی



پنڈت نند لال صاحب کول۔ رئیس اندور





بخشی کھان سنگھ صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ اندور۔





آئے اور دہلی میں سکونت اختیار کی آپ کے جدا مجدہ نوی فرخ حسین انالین  
نواب امیر الملک بہادر ولیچہ نواب نصیر اللہ ولد بہادر رئیس اول  
ریاست باؤنی کے ہوئے۔ اور آپ کے والد ماجد منشی محمد تاور حبیب  
صاحب مرحوم عرصہ تک مدارالمہام ریاست مذکور رہے۔  
مذکور رہے۔ اور غرض ۱۸۵۷ء میں فرخ سرکاری کوئی موقع فتح کالچا  
رہسدر سانی سے مددی۔ آپ حکمہ کی بجائی بندہ لکھنؤ میں اکثر عہدہ  
جلیلہ پر ممتاز رہے۔ اور ۱۸۵۸ء میں جناب گورنمنٹ ہند پر لکھنؤ  
ریاست کہنیا دہانہ کے مقرر ہوئے ۱۸۵۸ء میں سردار نواب  
محمد حسن خاں صاحب فرمانروائے ریاست باؤنی ازراہ قدردانی  
آپ کو حکمہ کی بجائی سے مانگ کر ممبر اول اپنے دربار کا مقرر کیا جب  
نواب صاحب کو صوفی نے مع اپنے فرزند کے ۱۸۶۳ء میں مقام  
کو محکمہ میں رحلت فرمائی اور منظم ریاست گورنمنٹ ہوئے۔  
تو آپ حسب الحکم سرکار سپرنٹنڈنٹ ریاست مقرر ہوئے۔  
آپ کے انتظام سے رعایا خوش حال اور ریاست کو خوب ترقی ہوئی۔  
تعمیرات کی بنیاد پڑی۔ نہریں و سلسلہ تار ترقی جاری۔ انکادہ  
اراضی مزروعہ اصول عدالت قائم ہوئے۔ اسٹاپ کا اجراء ہوا۔  
ان خدمات کے صلہ میں خطاب خان بہادر آپ کو عنایت ہوا  
۱۸۶۹ء سے پشور لیکر آپ ضلع جالون اور میرپور کی زمیندار  
یڈیسراو کا شکر رہے ہیں۔

## خان صاحب مرزا محمد علیخان بہادر اعتماد جنگ

### جوڈیشل ممبر کونسل ریاست ٹونک

ولادت انکی ۱۲ سبھت ۱۲۷۰ مطابق ازلی ۱۲۷۰ شمسی ہجری اپنے وطن  
الوفد دہلی میں بروز عید الفطر ہوئے تاریخ نام انکا خیر علیخان رکنا گیا  
جس سے ۱۲۷۰ ہجری نکلتے ہیں انکی والد محمد مرزا علیخان صاحب نے  
آخر حلقہ ۱۲۷۰ میں مقام دہلی بحالت ملازمت کو منسٹ ہند عارضہ  
ہو سیر اور بخار سے وفات پائی۔ انکی وفات کے بعد انکے حقیقی  
نام محمد طابع باخان صاحب نے انکو ٹونک میں بلالیا جہاں انکی  
ابتدائی تعلیم ہوئی۔ بعدہ دہلی کا مدراس و سکات دہلی میں علوم  
متداولہ میں مہارت حاصل کی۔ ۱۲۷۰ء میں بہ اپنے عم کرم  
مرزا محمد تہور علیخان صاحب وکیل ریاست ٹونک حاضر بلاش  
زیر دہلی اور دے پور سیاڑ کے پاس چلے آئے۔ اور ۱۲۷۰ء

میں بہادری کے قائم مقام وکیل ٹونک تیغہ زرٹلسی میواڑ ہوئے  
اور ۱۲۷۰ء میں وکیل مستقل ہوئے اور مرزا محمد تہور علیخان کو انکی  
در خدمت بر ریاست سے نبش دیکھی۔ دسمبر ۱۲۷۰ء تک یہ  
بہستور وکیل سیاڑ رہے۔ جہاں انکا مثل اپنے عم بزرگوار کے بڑا  
اعتبار اور اعزاز تھا۔ سرداران میواڑ اور انکی باہم دوست ساز راہ و  
رسم تھی۔ بلکہ خود حضور سری مہارانا جمن سنگھ جی بہادر  
انجانی۔ و سری حضور مہارانا فرخ سنگھ جی صاحب بہادر رئیس  
حال کے خدمت میں شرف نیاز حاصل رہا۔ غرض ۱۲۷۰ء میں  
انکے پسندیدہ خدمات کی وجہ سے حضور نواب صاحب بہادر  
والی ریاست ٹونک نے انکو بہ ترقی مراتب عہدہ سفارت صدر  
بارونی ٹونک برماور فرمایا۔ اس خدمت کو بھی انہوں نے نہایت  
عہدہ طرح انجام دیا۔ اور ۱۲۷۰ء میں جبکہ حضور نواب صاحب بہادر  
ٹونک نے بصلح گورنمنٹ ہند کو نسل مقرر کی تو دوسرے خاندانی  
معدز مہبون کے ساتھ انکا بھی مہبون میں انتخاب کیا۔ اور عطا وہ  
کام کو نسل انتظام صیغہ خدمات سر شہ قیام و خطرات و سعادت  
معہ میونسپل کمیٹی وغیرہ انکی نگرانی میں دیا گیا۔ ۱۲۷۰ء کے چھ  
میں علاوہ کام متعلقہ کے بیہ سٹرل افسرہ تھا مقرر ہوئے جسکا  
انتظام انہوں نے مثل اپنے سابقہ خدمات کے نہایت قابل  
اطمینان طریقہ پر انجام دیا۔ اور صاحب بائیکل ایجنٹ بہادر کی سفارش  
پر ہنگامہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر دیسرای کشور ہند سے  
نکل دی حسن خدمت ۱۲۷۰ء میں بطور اعزاز ذاتی خطاب  
خان صاحب کا بدیدہ سند عطا فرمایا گیا۔ شروع جنوری ۱۲۷۰ء  
میں بصلح حسن خدمات سابقہ و حال بطور دوامی معافی جائز بنات  
فرمائی اور اسی سال میں محمد نجف خان صاحب ممبر جوڈیشل  
کے دوامی رخصت پر ممبر کونسل صیغہ جوڈیشل مقرر ہوئے  
کہ اس خدمت کو فی الحال انجام دے رہے ہیں انکی عہدہ  
خدمات اور ذاتی لیاقت اور زہانت عادات اور اطوار تذکرہ کیا ہے  
کرل جی ڈیلوی میور فرزند سرولیم میور صاحب نے جو بائیکل ایجنٹ بہادر  
بارونی تھے اپنے ایک تحریر میں انکی نسبت لکھا ہے کہ کجایت  
و کھار میں بہ ایک سربر آوردہ ممبر اور پسندیدہ اطوار  
اور عہدہ تسلیم یافتہ روشیں خیال اور بڑے شریف  
خاندانی آدمی ہیں اور میں انکا اعتبار انکی عہدہ خدمات کے  
شکر گزار ہوں انہو نصبت بہادر اور انکی نایب ریاست کو بھی شکر

میر سحرین صاحب دہلی کشنوردی مورخہ ۱۷۰۱ء تک مستند  
 حسب الطلب نواب وزیر الدولہ بہادر کے ٹونک آگے  
 جہاں انہوں نے آخر زندگی تک باغراؤ اکرام ریاست کی  
 خدمتوں کو انجام دیا۔ مرزا محمد اکبر علیخان صاحب انکی بھائی  
 دہلی میں ایک مشہور اور مخزن آدمی ہیں۔ انکی دوسرے بھائی  
 مرزا محمد نواب علیخان صاحب محکمہ حاکمات ریاست  
 ٹونک کے آفیسر ہیں۔ ہمیشہ سے دہلی کے مشہور شریفانہ  
 میں انکی رشتہ داری رہی ہے فی الحال شہزادہ مختار شاہ بہادر  
 سی۔ سی۔ اے۔ ای نیر سلطان بیٹو مقیم کلکتہ سے بھی سلسلہ  
 رشتہ داری قائم ہوا ہے۔ انکے بڑے صاحبزادہ مرزا  
 محمود علیخان نے بقرہ ۱۹ سالہ اتھال کی جکی دائمی مفارقت  
 کا داغ انکے دل پر ہے۔ اب ایک دختر اور دو فرزند انکے بقید  
 حیات ہیں فقط

## جاوہر

مولوی سید الطاف حسین صاحب اکوٹنٹ جاوہر  
 آپ پچیسویں ربیع الثانی ۱۲۸۷ ہجری کو بمقام ساڈھو  
 ضلع انبالہ میں سادات کی بستی ہے پیدا ہوئے آپکے مورث  
 سلطان سید ابوالفتح وسطی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو تمام سادات  
 وسطی کے مورث اعلا ہیں ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔  
 انکی چند نسل کے بعد آپکے بزرگوں نے سادات ستاسیہ کی مدد  
 سے تحصیل کر آپر قبضہ کیا اور اسکا نام تاریخی شہر پریزب رکھا  
 محمد شاہ کے زمانہ تک قصبہ مذکور اس خاندان کے قبضہ اختیار  
 میں رہا۔ سکھوں کے عہد میں وہ قصبہ قیضہ سے نکل گیا۔ حرف  
 دو موصفات موضع سلیم پور موضع سکھ قصبہ میں باقی رہے جو اب تک  
 قبضہ تصرف میں ہیں آپکے بزرگ اکثر طریقہ مشایخ اختیار کرتے رہے  
 ایسے خاندان میں سید محمد ولی صاحب اسم ہاشمی ولی مادرزاد تھے۔ علاوہ  
 بہت سے حارقی عادات یہ فیض اب تک ان مرحوم کی قبر شریف سے  
 جاری ہے۔ کہ عورت کو روزہ ہو۔ اور بچہ پیدا ہونے میں  
 سخت تکلیف ہوتی ہو ان کے مزار کی ایک اینٹ اگر اس عورت  
 کے سر ہانے رکھی جائے تو اسی وقت بہت آسانی سے وضع حمل  
 ہو۔ سید صاحب کے والد نے پیشہ ملازمت اختیار کیا لیکن اپنے  
 اپنے آبائی طریقہ کو ہمیشہ پسند کیا اور اسی پر قائم رہے تو برس کی عمر

گدا رہنا چاہی۔ کرنل جی بلانف صاحب پولیس کلکٹ  
 ہاروی ٹونک اپنی ایک تحریر میں انکی نسبت لکھتے ہیں کہ جیل پر  
 یہ ہونا کام انجام دیتے ہیں اور جس دانشمندی اور سرگرمی کیساتھ  
 ریاست انکی خدمتوں کو انجام دیتے ہیں اسکی میں بوری  
 طور سے تعریف نہیں کر سکتا۔ حضور نواب صاحب بہادر  
 کے یہاں ان سے بہتر ملازم نہیں ہے۔ اسطرح کرنل البلف  
 اسی ٹونک میں صاحب پٹکل اینٹنٹ باروی غیر فراتی ہیں کہ  
 یہ اچھی بختہ سمجھا اور تجربہ کار ہیں۔ اور ریاست کے مفاد کو  
 ترقی دینے کی واسطے بہت سرگرم ہیں۔ اور نواب صاحب بہادر  
 کی کونسل میں ایک کارگذار ممبرین اسطرح اور برٹش افسروں  
 نے وقتاً فوقتاً انکی نسبت اپنی عمدہ رائے ظاہر کی ہے۔ جسکو  
 بحسنہ تحریر میں لانا خالی ازطوالت نہیں۔ خودوالہ صاحب بہادر  
 بالقابہ نے بہت سے موقعوں پر بزرگ پر یہ تحریر فرمائی کہ نسبت  
 اپنا اعتبار اور انکی اور انکی بزرگوں کی خیر خواہی اور تعریف کو اپنے  
 بالکینوالفاظ میں بیان کیا ہے جو قابل ملاحظہ ہیں۔ یہ سوتیر  
 خاندان مغلیہ سے ہیں انکی بزرگ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے  
 زمانہ میں ملک ترکستان اور ترکستان متحدہ ایران سے  
 آئی تھیں اور بڑی بڑی خدمتیں سلطنت کی اون سے متعلق  
 تھیں نواب علیہا مت بیگ خان رومی محافظ قلعہ جات  
 نواب ادین بیگ خان قصوبہ کشمیر مثل ازبک بھی باشندہ  
 رحمت آباد قلعہ بخارا۔ نواب حفیظ الدین مل جاکر دار بونی  
 نواح دہلی انکی بزرگوں میں ہیں۔ نواب سعادت یار خان بکین  
 میر تہک انکی بزرگوں میں مشہور آدمی ہیں۔ طالع یار خان صاحب  
 انکے حقیقی نانا نواب وزیر الدولہ بہادر کے استاد منظر جاگیر  
 یافتہ بالکی ذیل نشین اسی ریاست ٹونک میں ۱۲۷۳ء کے  
 ۱۲۷۳ء تک عمدہ خدمتوں پر ممتاز رہے۔ انکی والد فرزند  
 صاحب استاد امین بوجہ قدیم ملازمت شاہی بہادر شاہ  
 بلو شاہ تک ملازم شاہی رہے بعدہ برٹش گورنمنٹ کے  
 سلسلہ ملازمت میں داخل ہوئے اور صفیہ پولس اور  
 فوجدار میں عمدہ خدمتوں کے ساتھ خیر خواہ گورنمنٹ ثابت  
 ہوئے وخصہ ہر میں مخائب گورنمنٹ معائنہ دفتر بادشاہی  
 موجودہ قلعہ دہلی کی خدمت میں ہوئی۔ بعدہ مرزا تھوہر علیخان  
 بعد ترک تعلق ملازمت انگریزی بحصول شرفیکٹ صفی

سے جو میں برس کی عمر تک سفر و سیاحت سے تجربہ حاصل کیا۔ پھر  
طالب علمی کرتے رہے۔ بعد حصول علم علم ہری کے تصفیہ علوم باطنی  
میں مصروف ہوئے اور بزرگان دین کی خدمت میں فیض بھی حاصل  
کیا۔ اُس کے بعد حضرت سید علوی چشتی سید سلطان فیروز شاہ سیالانی  
بیجا پوری کے حاضر ہو کر چند سال تک اُن کی خدمت میں اکتساب  
کلمات کرتے رہے ۱۸۶۷ء میں بمقام ریاست جاوہر پیر ریاست علی  
صاحب کہ چوناب غوث محمد صاحب والی ریاست جاوہر کے استاد  
اور میر منشی بھی تھے۔ اُن کے صاحب زادے سید محمد غوث یحییٰ صاحب چشتی  
صاحب کی دختر سے ان کی شادی ہوئی اور تاتل کی وجہ سے مناسب  
معلوم ہوا کہ ریاست کی خدمات سے کوئی خدمت حاصل کی جائے  
چنانچہ اول ہی محکمہ عالیہ کا مداری ریاست موصوف میں ۱۸۷۷ء  
کو منتقل ہوئے۔ ۱۸۷۸ء میں عہدہ محافظ دفتری سے رفقہ فرستہ  
مستقل سرشتہ دار مقرر ہوئے۔ اور پھر اگوست جنرل ریاست پر  
سرفراز ہوئے۔ اب تک اسی عہدہ پر مستقل طور سے کام کرتے ہیں  
ہو رہے کار ہائے عہدہ سے ہمیشہ ریاست میں بہت اچھا نام  
پیدا کیا ہے۔ علاوہ اس سرفرزدت کے عہدہ پرسنل اسٹنٹ و  
انجنیر عمیر اسٹنٹ پر بھی سرفراز رہے۔

علاوہ اسکے نواب صاحب بہادر والی ریاست جاوہر کو مالی حسابات  
ریاست کے تعلیم دینے کا کام بھی آپ انجام دیتے ہیں۔ شہر جاوہر میں  
ملاووں کے واسطے کوئی کاروان سرسٹے نہ تھی۔ آپ کی حسن کارگزاری  
سے ایک کاروان سرسٹے مقبول تیار ہو گئی جس میں ہر درجہ کے مسافر  
بالا کر آرام سے رہ سکتے ہیں۔ اور سامان ضروری ستر بھی جسکے پاس  
نہ ہو سکتا ہے۔ باوجود اسلامی شہر اور دارالریاست ہونے کے کوئی  
مدرسہ اسلامی نہ تھا۔ جمیع مسلمانوں کے بچوں کو تعلیم دینی دیکھائی۔  
۱۸۷۸ء میں ایک مدرسہ آپ کی کوشش سے جاری ہو گیا۔ جس میں  
وینیات کی تعلیم بھی دیکھائی ہے اور وہ ہائی اسکول ریاست کی ایک  
شاخ بھی ہو گیا ہے۔ آپ کی توجہ اور محنت سے ایک یتیم خانہ بھی تدریس  
ہو گیا ہے جس میں یتیم بچے پرورش و تعلیم پاتے ہیں اُن کی خوراک  
پریشاک کا عہدہ انتظام ہوتا ہے۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں پاتی۔ یہاں  
ایسے ہیں جو آبکھانا نام نامی مدت دراز تک تعریف اور توصیف کے  
ساتھ باقی رکھیں گے۔

جو دھپور

راؤ بہادر پنڈت سنگھ لہو پشاہ صاحب لی اسے

سی گئی اسی تحصیل یافتہ قیصر ہند ولیم کوئل سٹی جو دھپور  
آپ کے بزرگ شیران رازو ر بار کشمیر بھگت شاہان بھو بیکر گرو گرو  
ماکھ مغربی و شمالی میں اگر آباد ہوئے اور آپ کے والد ماجد پنڈت  
شیو نرائن جوعلی۔ فارسی۔ انگریزی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔  
انالیق بہار راج سری جونت سنگھ دیوید ہمارا بھرت سنگھ  
کے مقرر ہوئے۔ اور آپ کی سند نشینی پر پرانیوٹے جگہ سری اور رکن  
اعلیٰ ریاست کے کچھ گئے۔ علیہ باگیر وغیرہ سے اعزاز برعایا  
آپ کے چچا پنڈت بھوانی پشاہ صاحب وکیل دربار بھوپال کو بصلہ  
حسن خدمات ۱۸۷۸ء میں نرائن غدر گورنٹ ہند کی سفارش سے  
منجانب ریاست بھوپال جاگیر و پرنسپل جتن عطا ہوئی۔ چونکہ  
وہ لاوہ تھے اس وجہ سے انہوں نے آپ کو اپنا تہنیتی لیا۔ آپ  
بمقام جو دھپور ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ اور آگرہ کالج میں  
تعلیم پائی ۱۸۸۷ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان  
کا امتحان پاس کر کے منجانب بہار راج جونت سنگھ صیغہ بندوبست  
میں لازم ہوئے۔ بوقت قیامی کو نسل دربار ماراوار جناب کرنل  
سر بہار راج پرتاب سنگھ جی سابق صاحب اعلیٰ راج نارواہ۔  
حال فرارٹے ریاست ایدر کے بااجازت ہنر یائینس بہار راج  
سری جونت سنگھ جی و سفارش کرنل پاٹوٹ صاحب بہادر  
سی۔ ایس۔ آئی۔ سابق ریڈرنٹ نارواہ آپ جمر کوئل دیویش  
سکرٹری مقرر ہوئے بصلہ مالی بندوبست خالصہ دیہات نارواہ  
۱۸۹۳ء کے آپ کو ۱۸۹۵ء میں گورنٹ ہند نے ماراوار کا خطاب  
عطا فرمایا۔ اسکے بعد آپ سکرٹری صاحب اعلیٰ وغیرہ و دیگر  
ریاست کے اعلیٰ اعمدوں پر ممتاز ہوئے جب ۱۸۹۵ء میں بعد  
وفات سری جونت سنگھ جی ایجنٹ ریاست بہار پرتاب سنگھ جی بہادر  
مقرر ہوئے۔ تو آپ نے حسب حکم بہار راج سردار سنگھ جی کو قواعد حکومت  
تعلیم کے نارواہ میں مختلف سکھوں کا چلن تھا کر پٹے کلدار سکھ سپرنٹنڈنٹ  
خوب کوشش کی اور وہ راج ہو گیا۔ ۱۸۹۹ء کے ماراوار سی خط  
کے انتظام میں گورنٹ ہند نے آپ کو طلائی تمغہ عنایت کیا۔ اسی  
سال میں جب سری دربار بہادر کو تادستی طبعیت کی وجہ سے تہیل  
آب دیوہ کی ضرورت ہوئی۔ اور بھوپور سے سندھ کا سفر اختیار کرنا پڑا  
اور انتظام ریاست کے واسطے ایک سپرنٹنڈنٹ کی پیشی قرار پائی اسکی  
اُسے تمغہ فرمایا کا انتخاب ہوا۔ ماراوار میں ہی اسے کی تعلیم شخص  
آپ ہی کی وجہ سے مقرر ہوئی۔ سری دربار کو معاملات ریاست میں اپنے

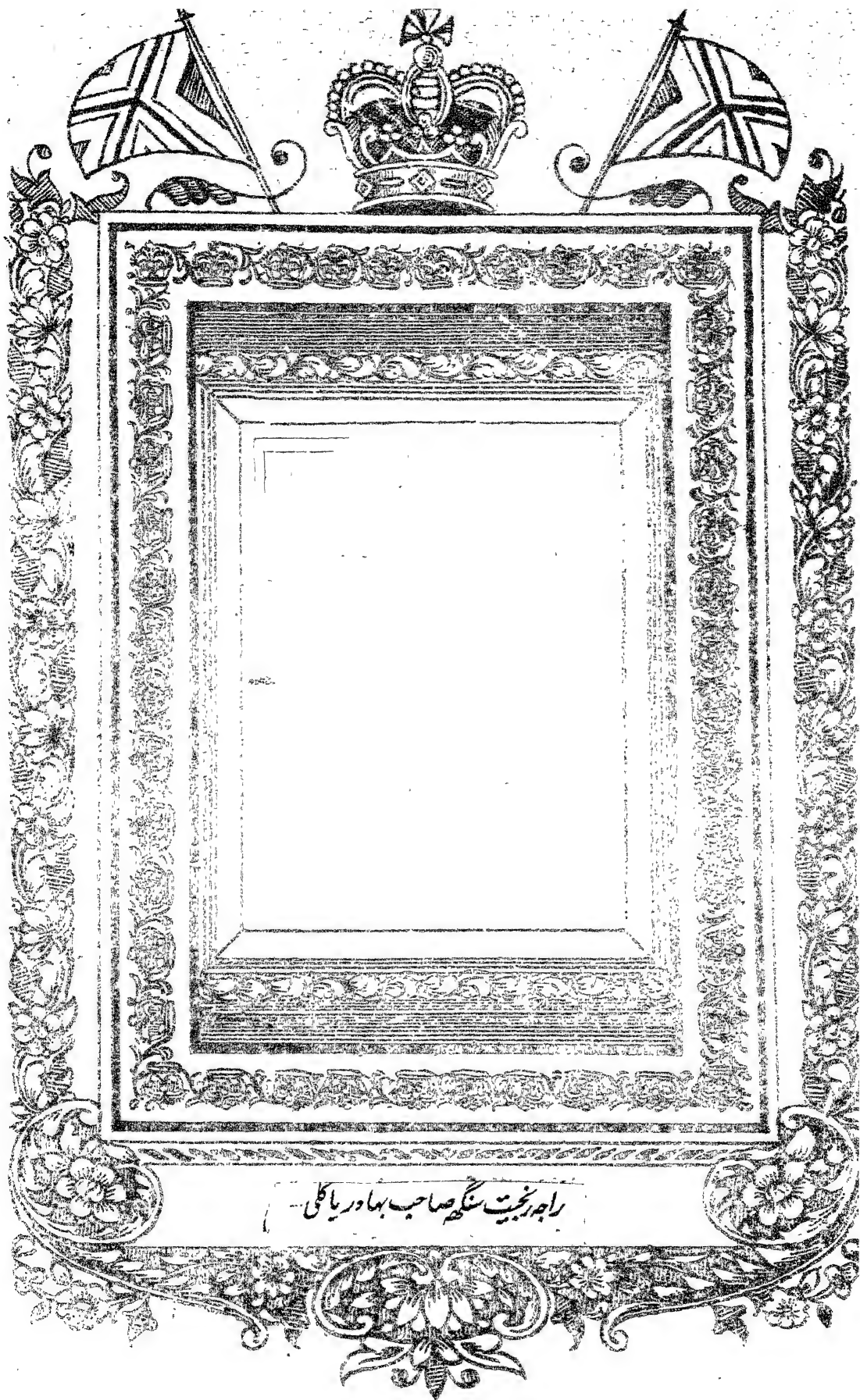




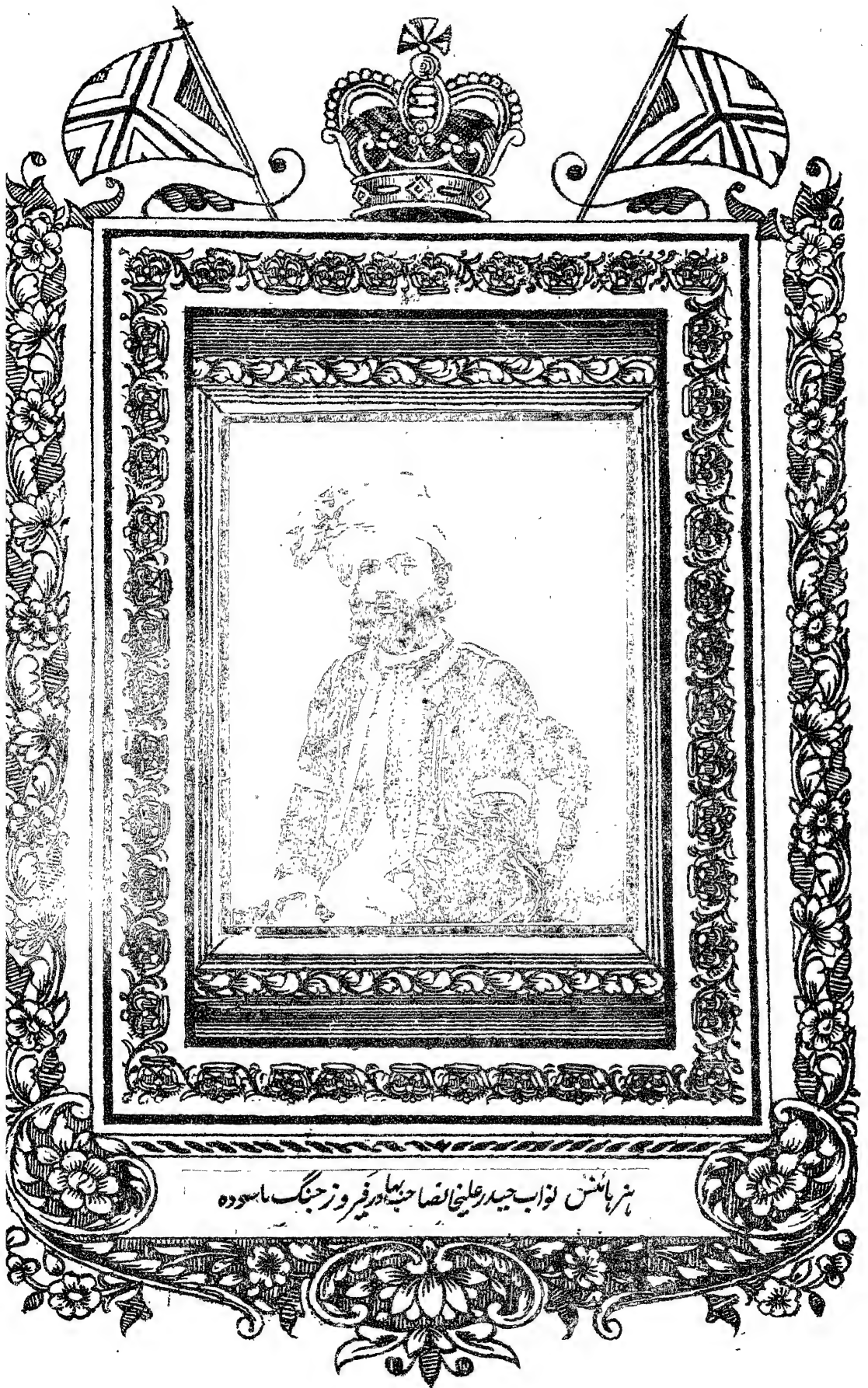












هنرمانش نواب حیدر علی خاں قضا حیدر آباد فیروز جنگ ماسوده



نہرواں کے حیدر علیخان صاحبہ فرزند سوریہ والی ریاست باسوہ  
آپ خاندان ورک زئی فرزند خیل سے ہیں آپ کے مورث اپنے  
نواب محمد زید خان خلف میر علیخان ابن فتح علیخان تھے جنہوں نے  
نہرواں میں اپنی تلوار کے جوہر دکھائے اور ریاست کی بنیاد  
۱۰۰۰ سال مال نواب میر علیخان صاحب بہادر کے فرزند ارجمند ہیں  
نواب میر علیخان صاحب نے اپنی عمر کا بڑا حصہ سیر و سیاحت میں  
صرف کیا۔ گلہ بندوستان، بالک، عرب و شام، مصر، عراق، عجم  
قطیف، روم، اندلس، فرانس، چین، جاپان، برما، اولڈین  
وغیرہ کی سیاحت کی اور ہر ایک سفر کے متعلق جدا جدا کتابیں تصنیف  
فرمائیں۔ روم، مصر، ہندوستان، سیاحت اور زاد و بوم شام و مصر  
و عراق و عجم، آئینہ سفر یورپ کے سفر کے حالات اور چین و جاپان  
دور ہما کے متعلق اثر نگ چین کی کیفیت اترام کی ہے۔  
نشر عشق، تحفہ الاحباب فی مسائل ستردالچا، و بدیدہ  
قیصری یعنی سحر بہ کامل زاد الرشید عربی، خاندانی تاریخ،  
لسان الترفی زبان اردو کیفیت اور قواعد مرقع تہذیب  
گلستان تہذیب ترجمہ گلستان سعدی، لبستان حکمت فصاح  
بوستان سعدی کا خلاصہ، سترہ ہند، انوار سہیلی کا خلاصہ،  
اخلاق یوسفی، غیبہ کلام میں آپ کی تصنیف سے ہیں طب میں بھی  
آپ کو مہارت تامہ تھی بہت سے مسائل اس فرامین تصنیف  
کئے اور اپنے عہد حکومت میں کمال مشہور نیکنام رہے دالی  
عالی انہیں کے فرزند میں بیکر ولادت ششہ اعم میں ہوئی آپ نے  
والد ماجد کے زیر سایہ آپس بہت سے علوم فنون میں مہارت  
کامل حاصل کی انگریزی میں حسب ضرورت آروہ، آئینہ عربی میں  
کامل دستگاہ ہے۔ بارہ برس کی عمر میں آپ کی پہلی شادی  
نواب کوردانی کی صاحبزادی سے ہوئی اونکے لا ولہ فوت ہوئے  
۱۰ سال کی عمر میں مقام محمد گڑھ آپ کا دوسرا عقد ہوا اور انھیں  
صاحبزادے میان ایوب علیخان و علیہد اور اسحاق علیخان اور  
مصدق علیخان اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں  
میاں ایوب علیخان نواب صاحب ممدوح کے مورثی میں پوری  
پوری مدد و نصرت ہیں اور انتظامی معاملات میں خاص دلچسپی بہ  
دو صاحبزادگان زیر تعلیم اور نہایت ذکی الطبع اور مہذب و  
ہوتے ہیں۔ ۱۱ جنوری ۱۲۴۰ء کو آپ کے والد ماجد نواب محمد

علیخان صاحب نے علت نرمائی، گورنمنٹ عالیہ نے انکو انکا جانشین  
قرار دیکر ۱۹ اکتوبر ۱۲۴۰ء کو حسب قاعدہ سند نشین کیا اسی آئینہ  
باسوہ میں ایک ہسپتال قائم کیا۔ انڈین میڈیکل کالج سے ایک  
اوٹ ایجنسی قائم کی باسوہ سے قرب ایک سٹیشن گنج باسوہ  
کے نام سے مشہور ہے اس واسطے حسب تجویز نواب صاحب بقضہ  
ہوا کہ بجائے نواب باسوہ کے حیدر گڑھ باسوہ نام رکھا جائے  
چنانچہ نجیوں نے بھی یہی نظر کیا تھا کہ جب ریاست کا نام بدلا جائے  
اور ریس کے نام اور ریاست کی راس ایک ہوگی تو ریاست کو  
ترقی اور سرسبز ہی حاصل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اگلے نصف سال  
گلشن ریاست پر بہار ہے۔ ریاست کا انتظام نہایت سنجیدگی  
اور تدبیر سے عمل میں آ رہا ہے۔ کیونکہ اپنے اپنے والد ماجد کی سیر  
سیاحت پر نشر و تحریف لپکاٹ کے وقت ریاست کا جزو کل کا انتظام  
فرماتے تھے انہیں کے عہد حکومت میں ایک پٹان ایل ایس پور صاحب  
بہادر پوٹھنکی ایجنٹ ملک ہو پال ۱۹۰۶ء میں سٹیشن گواچی  
لیاقت و فراست اور کل مہارت ریاست بوجہ حسن انجام دینے  
کی رپورٹ لکھی تھی جس سے واضح ہے کہ آپ جانشین کے وقت  
انتظام کی پوری قوت رکھنے کے باعث ایک تجربہ کار رئیس  
نائب ہوئے۔

۲۴ برس کی عمر میں آپ با اختیار سند نشین ریاست ہوئے آپ نے  
اپنی رعایا سے مخاطب ہو کر زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ  
”جیسا میں اپنے مذہب کا پابند ہوں اسی طرح سبکو جانتا ہوں  
لہذا کسی کو کسی سے بھی خیر نہ جان کر سب کو مساوی خیال کرو لگا  
سیر می خواہش ہو کہ ایک کونسل قائم کروں اور قوم اور مذہب  
کا ممبران کی طرف سے ہو جو اپنی اپنی قوم کے حقوق کا لحاظ رکھے۔  
میں نظام مہاراجہ اور باطنی رعایا کا خادم ہوں جو زمین کے حاصل جو  
میں لیکر جمع کروں گا وہ سب بنے وقت قضا وغیرہ میں تہنہ کر دوں گا  
اس وعدہ سے موافق زمانہ محظ میں محتاج خانہ، خیراتی مطبخ،  
نقد و غنہ بیوں سے مدد فرمائی، فتح پڑا سنوٹال کے موقع پر خوشنوی  
آپ نے گورنمنٹ پرنٹنگ کی اسپر گورنمنٹ نے اگست ۱۲۴۰ء نمبر ۲۴۳  
کے فریڈل میں اپنی تقریف فرما کر دفارمی کا اعتراف کیا۔ آپ نے بہ  
دلیاں ٹک سے بحفاظت مراتب مراسم و ملت رکھتے ہیں چنانچہ مہاراجہ  
گوایا نے انکو مہمان کیا۔ بلکہ صاحبہ ہجری پال سے رسوم پراوانہ کا  
سلسلہ جاری ہے۔





## نواب محمد قلیخان صاحب ریاست محمد گدہ

آپ دروابعب باسودہ ایک خاندان سے ہیں آپ نواب محمد خاں صاحب کی اولاد سے ہیں جو نواب حسن الدخان صاحب ہار کے دوسرے فرزند تھے اور اپنے والد ماجد کی آزدگی کی وجہ سے علیحدہ رہے اور بحال فرخ تبارغ قلعہ محمد گدہ میں انکو ریاست علیحدہ مل گئی فقیر دوست اور فقیر شریج آخر عمر میں لباس و طریقہ بیکل فقیرانہ اگر لیا تھا انتظام ریاست آپکی بیکر صاحبہ کرتی تھیں آپکی کوئی اولاد نہ رہی ایک دختر نکاح خرم چور انتقال کیا۔ آپکی بیوی بی بی جراحی صاحبہ کے لقب سے مشہور تھیں بہتو انتظام کرتی رہیں۔ آخر میں انہوں نے چاہا کہ حافظ قلیخان کو مستبدین ریاست کرین یہ بات فاضل محمد خان جاگیردار کے خلاف تھی کیونکہ وہ اپنے لڑکے کو محمد گدہ پر قابض کرنا چاہتے تھے انہوں نے پولیس کل ایجنٹ کو اطلاع کی کہ نواب صاحب آپکی کوئی اولاد نہ رہے شکوہ بی بی سے نہیں اس درخواست پر یہ مقدمہ نواب محمد اسد علیخان اولی باسودہ اور نواب محمد اکبر خان صاحبین و دولی گورانی کو تحقیقات کے لئے پیش ہووا۔ اور نواب صاحب آپکی رائے کی موافق ریاست محمد گدہ کے صدر نشین حافظ قلیخان صاحب منظور ہوئے آپکی شادی غلام محمد خان جاگیردار گدھی کی ہمیشہ سے ہوئی تھی جسے ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں نواب محمد قلیخان صاحب ۱۷ اکتوبر ۱۲۸۷ء کو بعد اپنے والد حافظ قلیخان صاحب کے مندرجہ آراء سے حکومت ہوئے۔ انتظام اچھا کر کیونکہ ہر امور میں بنفس نفیس کوشش کرتے ہیں رفاه عام کالچال پیش نظر رہتا ہے ہر صفت موصوف ہن۔

عن سواه الراغب في الدار الاخرى المولوب على الاعمال الصالحه والناجحة الفاخرة طهنا القلبي السيد محمد نصرة على ما انعم الله به من الاموال والبركات المعاليه الفاضل امام المناظر السيد ناصر الدين ابو المنصور الداعوى حفظه الله هذه الطريقة الجليله القادرية وليس للفرقة المباركة الكيلانية العلوية النبوية الالهية القدسية الربانية وتلقن مني الذكر الشريف واغن مني الصبح والواثق والتمت خليفته واجلسته على سجادة حصاة حدة سلطان الشفاء وتاج الاضياء غوث القليل ثابت السنين الشريفين السيد الشيخ محمد الدين محمد القادر الجليلي الحسيني الحسيني رضي الله عنه واخره ان يحسن لمن يطلب هذه الطريقة القادرية العالمية بشرط ان تكون في اهلية للخلافة اجازة واذن عام مطاعا كما اجرت وايضا اذنت له بجميع تلاوته الورد الشريف القادرية وان ياذن لمن يطلب منه ذلك۔

۱۵ اجزائی ششہ کو اس درشتہ حصال نواب نے انتقال فرمایا اس حاشہ سے زمانہ تاریک ہو گیا مگر یہ تاریکی بہت دیر تک نہ رہی کہ اسکے چند روز بعد نواب محمد قلیخان صاحب نے ریاست ہوئے۔ یکم جون ۱۲۸۷ء کو پولیس ایجنٹ صاحب نے ان صاحب معراج کو مطلع بخلت فرمایا اور دربار عام میں رسومات مندرجہ ذیل دارالکین گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے مال سے مرورید۔ سرچ مرصع۔ سیلہ۔ منڈیل۔ دو شالہ۔ اسپ باسامان فقرہ۔ فیل۔ مع جھول زربفت وغیرہ مرحمت ہوا۔ سند میں ان کے لاؤلفوت ہونے پر آپ (نواب محمد یعقوب قلیخان صاحب صاحب اور) اپنے بھائی کے جانشین ہوئے اور مثل اپنے نانا صاحب مدبر و منتظم دعا و مانع حیرشیم رعایا نواز دہنبر و برہین۔ انگریزی فارسی عربی میں عمدہ دستگاہ ہے۔ طبیعت میں شاعری کا مذاق ہے۔ رعایا آپ کے انتظام کمال غرض ہے۔

اس میں حکامین کہ آپکی خدا داد لیاقت اور ذہانت ضرور اس امر کے بہت پرچہ کرتی ہو کہ سرکار دولتمدار اس ریاست کی خیر خواہی اور فاداری کیساتھ انکی ذاتی لیاقت پر لحاظ فرما کر ان پر سلامی نواب بحال فرمائے۔ اور عطا سے خطاب سے ممتاز کرے

# جناب گرامر جن سنگ صاحب

## والی ریاست سوگمڑہ مالوہ

والیان سوگمڑہ کے خاندان کا سلسلہ دوڑیہ راجپوت سے ملتا ہے  
اس خاندان سے راؤ سورن سنگ ملک گجرات گڑھ ٹالندہ جت  
میں حکمران تھا۔ اسی جودھویں پشت میں راؤ سنگرام سنگ کے ایک  
وہ ملک جانا راؤ اور اسکے بیٹے راؤ کالوچی و دسولچی مالوہ میں آئے۔ یہاں  
سلطان ہوشنگ غوری شہنشاہی میں فسران اور دہشت  
اوی کی ملازمت میں بھلہ حسن خدمات دو سوتیرہ موضع حاصل کئے۔  
راؤ کالوچی نے سیونہ و سوگمڑہ میں راج دہائی قائم کی لیکن چند چٹو  
کے بعد ریاست تقسیم ہوتے ہوئے کم ہو گئی۔ تال۔ پلوہ۔ سنگ اول  
اس ریاست سے علیحدہ ہوئے۔ رادت پرنا سنگ کے دادا پوراجی  
وقت سے پورا دت قوم سے مشہور ہوئے۔ ٹھاکر چھپن سنگ کے زمانہ  
میں دربار گوالیار سے ٹالندہ وغیرہ کا انتظام ہوا کہ اس وقت اسے سر  
مالوہ پر قابض تھے۔ ٹھاکر نرسنگ لال دت تھے اس کے گھیری سنگ  
بذریعہ تنہیت گدی نشین ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں کیشو راؤ بہادر حکم  
مند سورن سوگمڑہ پر فوج کشی کر کے ٹھاکر صاحب کو کوہستان (پارا  
راجپوتانہ) میں بھگا دیا۔ انقلابات عظیم کے بعد شروع میں اختیار  
ٹھاکر صاحب کو تفویض ہوئے۔ مرزا احمد جان قاجار کالی نے اس  
ریاست کو نمایان ترقی دی اور ہر حکمران صیغہ میں تبدل و تغیر کر کے ایک  
ایک عہدہ بجا نہ پر قائم کیا۔ شہنشاہ میں ٹھاکر گھیری سنگ نے راجت  
اور اودن کے جانشین اودن کے فرزند ٹھاکر لال سنگ ہوئے اور انہوں نے بھی  
مرزا صاحب کے حسن انتظام سے شائستہ ہو کر ادوار و اعزاز و احترام کیا مرزا صاحب  
موصوفہ شائستہ پوری مطلق شہنشاہ میں راجت کی اور مرزا چٹا  
صاحب قاجار اودن کے فرزند قائم مقام (کمدار) ہوئے انہوں نے بھی اسی طرح  
خیر خواہی اور لیاقت سے کاروبار انجام دیا اور ۱۹۵۸ء بمقامی کے قحط عظیم  
میں خاص ریاست اور موضع تباہیان کو ڈاکوؤں کے حملے سے محفوظ رکھا  
اگست ۱۹۰۱ء میں ٹھاکر لال سنگ صاحب نے دو ٹھاکر انیان اور تین  
چوڑ کر انتقال کیا اور زمانہ حیات میں ٹھاکر راج سنگ کو گو ویکو مرزا صاحب  
پر دیا اس پر شہنشاہی میں بمقام ریاستوں اور بھائی بندوں نے بطبع

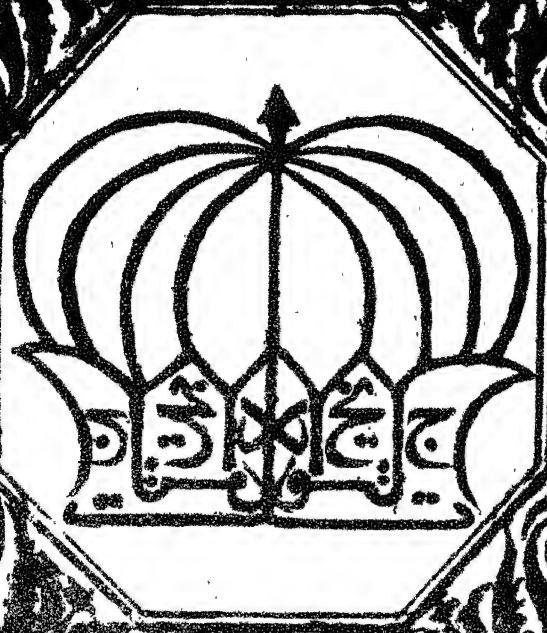
ریاست مخالفت کر کے غدری کا مقدمہ دار گرامر کے باعث اکثر اہل  
خزینہ قریب و سر درباری سوگمڑہ سے منحرف ہو گئے لیکن مرزا صاحب  
انقلاب میں بھی ریاست کے ہی خواہ ہو اور اپنی فاداری کا جوہر دکھا دیا  
ٹھاکرانی صاحبان نے انکو اپنا دھرم کا بھائی بنالیا اور راجپوتی و تہ  
کے موافق ان کے ماتھے میں رانگی بانجھی لگئی۔ باوجود مصروفیت میں  
آپا شئی تجارت جہات میں جدید اصلاحات کر کے ترقی دی ملازمان کی  
تخواروں میں راجی خاتم کر کے ماہ ماہ کلاس کر دیا جانا پور فرمایا۔ سارے  
قرضہ قسط و ادا ہوتا ہے۔ سواروں کا دستہ بھی عہدہ وردی و کاٹھی و  
وغیرہ سے آراستہ ہے۔ آمد و خرج کے جزیرہ قسط جات باہواری نہایت  
ترتیب دیئے گئے ہیں کاشتکاروں کو بڑے وصولیابی روپی کی باقاعدہ  
رسد فوراً دیا جاتی ہے۔ عملہ پولیس کا انتظام قابل ذکر ہے جو کہ ۱۹۵۸  
میں بھیلان کوہستان کی دستبرد سے اس نواح کا کوئی علاقہ محفوظ  
نہا لیکن مرزا صاحب کے اشاروں پر کام دینی والی پولیس کوئی  
واردات نہ کہ نفی اس علاقہ میں نہ ہونے دی مرزا صاحب کی ان  
نمایان کارگزاریوں کی تصدیق میں بہت سے سفیکٹ اور خوشنوی  
مزارج کے پروردے صاحبان پولیسکل بجٹ مالوہ دیگر حکام رانیا  
در بار گوالیار و حاکمان ضلع مندور وغیرہ موجود ہیں۔ اس ریت  
بڑی ٹھاکرانی عجیبہ پورا دت جی اور چوٹی کمان گنر کاندت جی نہایت  
لائق عقل و فہم ہیں اور امور ریاست با اتفاق اسے انجام دیتے ہیں  
انہیں ہر دو ٹھاکرانی صاحبان کی فوری بینی اور آل اندیشی سے باوجود  
استدخالفت کے ریاست کی بنیاد قائم رہی اور دن بدن ریاست کی  
کھیتی دن بدن سرسبز اور شاداب ہوتی جاتی ہے دربار و ریاست  
افتتاح ہونے والے ہیں۔ ارجن سنگ صاحب الی ریت حال کا مقدمہ  
در بار گوالیار صاحب گوالیار سے حسب مراد طے ہوئے اور الی۔ بار  
مرزا صاحب صوف ٹھاکر صاحب دربار کالج گوالیار میں تعلیم کئے  
کئے گئے۔ ٹھاکر صاحب کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی ہے نہایت ویر  
فہم اور اخلاق پرورد جوان ہیں۔ سوگمڑہ کے متعلق اکیس موضع  
رقبہ ساٹھ میل مربع اور مردم شماری ۵۲۲۶ ہے۔ آمدنی اندازاً ساٹھ  
ہزار ہے جس میں اکیس ہزار خام ٹالندہ دربار گوالیار کو ادا کیا جاتا ہے۔ علاقہ  
منربی مالوہ میں واقع ہے۔ ٹھاکر انجینی سے ماہ درسم اور اسلٹ ملاقات  
آمد و رفت وغیرہ دی مری ہے۔ چوڑ۔ چھری۔ نقارہ۔ نشان وغیرہ  
ماتہ تدبیری اور شاہی عہدہ میں اصل لقب مہس کا رادت جی ہے مگر  
ٹھاکر صاحب کے لقب سے ملقب ہیں ابھی آپ کی شادی نہیں ہوئی۔







۲  
مطبوعہ دارالعلوم دیوبند  
۲



۲  
مطبوعہ دارالعلوم دیوبند  
۲

مطبوعہ نصرت المطالع دیوبند







## مختصر حالات سلطین اودھ

میں روہیلہ کو فریب سے قتل کر کے اپنا قبضہ و دخل کیا۔ بعدہ مہمانوں اور  
روہیلوں نے یورش کر کے اودھ اور فرخ آباد کو تاراج کر ڈالا۔ صفدر جنگ  
نے مرہٹوں وغیرہ کی مدد سے قرار واقعی گوشمالی کر دی اور اودھ و اڑکھ  
کے صوبوں کا انتظام کر کے پھر شاہجہان آباد واپس گئے یہاں اراکین  
سلطنت نے صفدر جنگ کی طرف سے بادشاہ کو بظن کر دیا چنانچہ صفدر  
پریشان ہو کر فیض آباد میں آئے اکتوبر ۱۷۹۹ء میں بعارضہ ذہن دلت دفات  
پائی۔ لاش گلاب باڑی میں بہر ہوئی بعد اسکے دہلی میں لیا کر شاہ مردان فرنگی  
مرت ریاست ۷ سال تاریخ دفات ۹۹ھ گرفت منصور محلہ ماوے قطعہ  
چو آن صفدر عرصہ مردے زوار فنا گشت رطت گزین  
جنین سال تاریخ او شتر قسم کہ بادا مقیم بہشت برین  
صفدر جنگ کے زمانے میں سلطنت اسلام ہند کا زور برپا ہو گیا  
ہر ایک صوبہ دار بجائے خود حاکم و نواب ہو بیٹھا مرہٹوں اور سکھوں  
نے شورشین کین تمام ہندوستان پامال بنے انتظامی ہو گیا اور لاکھوں  
بندگان خدا کا گشت و خون ہوا۔

نواب جلال الدین حیدر خان طبرانی وزیر المملکت شجاع الدولہ بہادر  
تاریخ ولادت

ز دولت خانہ نواب منصور برآمد آفتاب از مطلع نور  
بعد وفات اپنے والد نواب صفدر جنگ بہادر کے ۱۲۳۳ھ مطابق  
۱۷۹۹ء میں منسلکین ہوئے مادہ تاریخ منسلکین دور و قن مسند  
ماہ وزارت ۱۷۹۹ھ منسلک عین کی شادی برہمی دھوم دھام سے شاہجہان آباد  
میں ہوئی جس میں ۴ لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اور بادشاہ خود معہ ارکان  
دولت شریک محفل تھے۔

نواب محمد قلی خان برادر زادہ صفدر جنگ کو صفدر راج حکومت بھارت کر ڈالا  
اسی نواب کے زمانے میں انگریزوں کے اقتدار نے ترقی پائی  
جوانی اور نشہ حکومت کے تقاضے سے ابتدا میں عیاشی و تن پروری  
کا مشغلہ ہو گیا تھا مگر بعد کچھ گسٹری و معدلت بڑھ ہی میں بڑا نام پیدا  
صوبہ اودھ کو بالکل خالی فہون کے خنجر سے پاک کر دیا تھا انگریزوں کو

## نواب سعادت خان بہادر برہان المملکت شاہجہان

یہ نواب صوبہ داران اودھ کے مورث اسلم بن اللہ بن محمد  
بہادر شاہ شاہجہان آباد آئے اور ۱۲۳۷ھ میں جبکہ دہلی میں جنگ منادشاہی  
گرم تھا اتفاق دقت سے مقرب بارگاہ محمد شاہ ہو گئے۔ بوقوع خدمات  
پسندیدہ وزیر صوبہ اودھ مقرر کیے گئے صوبہ اودھ اس وقت بالکل کش  
ہو رہا تھا کہ نواب برہان المملکت نے صلح و آشتی حسن تدابیر پورے صوبہ پر  
تسلط کر لیا آخر ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں ۹ سال وزارت کیے  
شاہجہان آباد میں بعد جنگ مناد شاہ دفات پائی اور وہیں دفن ہوئے  
نواب موصوف میر محمد پورست کی بیٹی سے منسوب اور راجہ کرسنگہ کار پر داز تھا تاریخ

وفات پیر ۱۲ زین رفت سعادت بہات

اسکے دو محل اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ بڑی صد جہان بیگم دوسری  
نور جہان بیگم تیسری ہا بیگم عرف بندہ کی بیٹی محمدی بیگم پانچویں آمنہ بیگم۔  
نواب سعادت خان کی بہن سے دو بیٹے تھے چنانچہ چھوٹے بیٹے مرزا

محمد مقیم کے ساتھ اپنی بیٹی صد جہان بیگم کی شادی کر دی تھی  
مرزا محمد مقیم نواب وزیر المملکت منصور علی خان بہادر صفدر

یہ نواب برہان المملکت کے داماد اور شہزادہ تھے بعد اسکے انتقال کے  
۱۲۳۷ھ میں محمد شاہ نے مرزا محمد مقیم کو خلعت عمدہ جلیلہ آباہی سے  
سرفراز کیا اور وزارت صوبہ اودھ کی بھی مرحمت ہوئی۔ جب محمد شاہ  
ابدالی کی شورش ہندوستان میں ہوئی اور مثل نادر شاہ کے ایک تملکہ  
اعظم ڈال دیا تھا تو نواب صفدر جنگ نے برفاقت شاہزادہ احمد برہی  
جائفتاشی اور سرفروشی کے ساتھ اپنی فیضیہ سے ابدالی کو شکست دی بعد  
فتح فیروزی شاہزادہ احمد شاہ کے ساتھ شاہجہان آباد آئے تھے کہ رشتہ  
محمد شاہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی اس وقت نواب موصوف نے تنہا  
تخت تاج دیکر اپنے ہاتھ سے چتر شاہی احمد شاہ کے فرق مبارک پر  
پھر لیا۔ تمام حضار اراکین نے تدرین دین اس وقت بادشاہ نے  
ازراہ کمال عطا فرمایا کہ یہیں یہ سلطنت اور تھیں اسکی وزارت  
مبارک ہو وہاں سے کوچ کر کے داخل شاہجہان آباد ہوئے ۱۲۳۷ھ

ان آئے دینے تھے اور باقی خود لیتے تھے۔

امت ازمانی بگم خاص محل نواب صاحب کی تھیں جیسا کہ خطب  
ہو بگم صاحب تھا جسے نواب آصف الدولہ پیدا ہوئے۔

کثرت ازواج ہزاروں تک ہو چکے تھے جنہوں نے اپنے خور و محل سے  
۲۵ بیٹے اور ۲۲ بیٹیاں تھیں۔

۱۲ ذیقعد ۱۱۸۸ھ میں وفات پائی اور فیض آباد میں دفن ہوئے  
پھر وہی محل میں لاش گئی مدت ۱۹ سال تاریخ وفات ہادی شہادت گم شد  
چون شجاع صفر منصور برہان جلال | رفت سکو کف فی زمین سر اسے بگم زند  
شد شجاعت کی سردار و سخاوت عزم | مات خود را بر زمین اگر گریہ و زاری نکند  
رئیٹ صاحب پھر پھیل صاحب پھر صاحب مارم صاحب

نائب محمد اسحاق بگم خان۔ راجہ جی بہادر محلہ شرجان محلہ علی خان نور علی خان  
نواب آصف الدولہ ولی علی خان بگم خان بہادر ہزر بگم  
ذیقعد ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۱ ذیقعد ۱۱۸۸ھ نواب آصف الدولہ فرزند  
شجاع الدولہ بہادر ہزر بگم خان فیض آباد میں ۲ برس کی عمر میں انتقال  
اٹھیں نواب کے عہد حکومت میں گھنوار حکومت قرار دیا گیا۔

فیاضی میں مشہور و معروف ہیں جسکو دے مولیٰ اسکو دے آصف الدولہ  
ابنک لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔ نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں  
رومی دروازہ و امام باڑہ قابل تعریف عمارتیں تیار ہوئیں۔ ریائے  
گوشتی کا بل بھی بنوایا اور اپنے بیٹے وزیر علی خان کی شادی میں تیس لاکھ  
روپیہ صرف کیا۔ نواب مختار الدولہ میر علی خان کو نائب کیا جسے

سعادت علی خان کو مسند وزارت پہنچا تھا قصہ کر لیا تھا اور بسنت علی خان  
کا بھی ہی دلی ارادہ تھا مگر وہ سعادت علی خان سے اڑھد ناراض تھا۔  
آخر الامراف بپا کہ بسنت علی خان نے جبکہ لشکر نواب آصف الدولہ کا کاموہ  
تھا مختار الدولہ کا کام تمام کیا اسی دن نواب آصف الدولہ بہادر کا بھی  
کام تمام ہو جاتا مگر وہاں ہونے میں وقت پر خبر دی پس اس کے قتل کا حکم دیا

اور راجہ نواز سنگھ نے فوراً باقر صاف کر کے اس کا کام تمام کیا اور  
سعادت علی خان کو بھی بتا دیا اور بھی اگر وہ اور کبھی کھلتے میں رہتے  
اور مگر میں سمجھتا ہوں کہ موقع پاکر وارث ریاست ہو بیٹھیں مگر کوئی تدبیر کارگر  
نہ ہوئی ہمارا جہد حکمت اسے کو دیوانی کا منصب عطا کیا مگر کسی عاقلین  
بلت سازش نظروں سے گر گئے اور جہاں و لال کو نیابت میں رکھنا چاہتے

تھے مگر انگریز اس کے خلاف تھے لہذا جہاں و لال کو عظیم آباد بھیجا دیا۔  
کتے ہیں کہ راجہ جہاں و لال کے فراق میں ۲۸ رجب الاول ۱۱۸۸ھ کو  
جمعہ کے دن انتقال کیا اور پھر رات گئے اپنے امام باڑہ کلان میں

دفن ہوئے و سخاوت عائد، مادہ تاریخ

قطعہ تاریخ وفات جو لوح مرت پر کندہ ہے وہ یہ ہے

گلشن عشرت تبارج خزان رفت از نیر | شام استقام حشرت بینا یاد از نسیم  
آصفی کاہن مدد صدت راکب شہوار بود | آن و شہوار رفت از دست عالم شہدیم  
گھنوار آصفی و آسمان بے آفتاب | شہر یونان بی مسج و طور سیدنا بکیم  
دارد آصف عشرتی در کشتن باغ خلہ | انبیا ہدم سلیمان ہفتین آصف نیک  
نقد رحمت رکن رفت و رفتش در بغل | عاصیان را جس غفاریست عطا کریم  
نقش بند کافنون بر تربت آصف تو | ہنار روح و بر جان و جنت نعیم  
۲۳ برس حکومت کر کے ۱۵ سال کی عمر میں بجا رہا استقامت کی۔

تاریخ وفات کا ایک دو ہرہ ہندی کسی نے یون کہ اسے  
ابن زرار آٹھ سو ست کا پرمان | سند بارہ سو بار ہجرت ہجرت  
رج الاول تھا میرا و رجوات مدووان | سدی پر یو اکر کی جیسا صفت بخیران  
تخلص آصف تھا چنانچہ یہ باغی | انھیں کی تصنیف ہزر باغی  
یون گرجہ فکر دل میں تجھے سو گئی رہے | پھر پڑ ہی کہ ادھر لو گئی رہے  
لٹنے لٹنے کا تو وہ مختار آپ ہے | پھر چھکو چاہے کہ نہ لگے دو گئی رہے

رئیٹ صاحب پھر پھیل صاحب بہادر۔ جان پرستو صاحب بہادر۔ مٹلن  
صاحب بہادر۔ جان جیری صاحب بہادر جان مسند صاحب بہادر  
نائب۔ مختار الدولہ علی خان۔ نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان  
نواب میر الدولہ جہد بگم خان علامہ نقض حسین خان۔  
دیوان۔ ہمارا جہد بگم۔

### نواب مرزا وزیر علی خان بہادر

بعد وفات نواب آصف الدولہ بہادر میرزا وزیر علی خان ۱۱۸۸ھ  
میں مسند نشین وزارت ہوئے۔ ۳۰ جینے کسی یوم کی حکومت میں وہ وہ  
مصلحتیں اور حرکات ناشائستہ اختیار کیں کہ تمام رعایا و اراکین ان کے  
ہو گئی۔ گورنمنٹ انگلیشیہ سے بھی بگاڑ پیدا کر لیا آخر کار گرفتار ہو کر کھلتے  
بھج دیئے گئے جہاں حیات قلعہ میں رہے۔ گورنمنٹ کا بہرہ رہتا تھا

اور کوئی ہندوستانی پاس نہ پاسے پاتا تھا آخر ۳۶ برس کے سن میں ۱۰  
جون ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۰ شعبان ۱۱۸۸ھ بجا رہنے تپ وغیرہ انتقال کیا  
۱۰ وزیر علی خان بہادر ۱۱۸۸ھ وفات ہوئے۔ اور قبر پر یہ قطعہ کندہ ہے  
وزیر ہند وزیر علی آصف جاہ | چو سوئے قلم بدین رفت زین سر غود  
دوم غوطہ بند رہائے فکر آرم | بدست گو ہزار بخت فوت آن مغفور  
گو شمع آمدہ ناگہ بشور و شون و شین | نو سہ دے دیار زمین انس و بطور

رئیٹ صاحب پھر پھیل صاحب بہادر لکھنؤ میں۔ جان جیری صاحب بہادر علی خان

نائب - تفعل حسین خان علامہ - تحسین علیخان خواجہ سرا  
دیوان - رائے جیسکے رائے -

نواب بین الدولہ ناظم الملک نے اسعاد علیخان اور مبارک جنگ  
نواب بین الدولہ سعادت علیخان - بعد وفات نواب آصف الدولہ  
بہادر ۳ - شعبان بروز بسنت ۱۲۸۵ مطابق ۲۱ جنوری ۱۸۶۹ء  
کو بنارس سے داخل لکھنؤ ہو کر مسند نشین ہوئے بنارس سے لکھنؤ  
آنکی تاریخ -

از مہدی بنارس باجاہ و کامرانی | در لکھنؤ چوماہ برج دھارت آمد  
تاریخ مقدسہ راجہ شہنشاہ | گفتا بگو سعادت با صد سعادت آمد  
تاریخ جلوس مسند وزارت

خداوند عالم بین الدولہ و ہر | حکومت راجہ دوسوی سال شد  
خرد سال جلوس مسند ش گفت | بجاہ و حشمت و اقبال باشد  
نواب سعادت علیخان فراست اور دانی بین اسطوئے  
وقت تھے - انھیں کے عہد میں بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر ہوئیں  
جو اب تک لکھنؤ کے نام کو روشن کئے ہوئے ہیں - اپنے عہد میں -  
عدالتیں مقرر کر کے عدل و انصاف کو خوب بنایا - بڑے صاحب  
ہمت و تدبیر تھے قریب سترہ کروڑ روپیہ کے خزانہ میں وفات کی وقت  
موجود تھا - گورنمنٹ انگلشیہ سے تنصیب مالک پر عہد نامہ ہو گیا اس طرح  
تفصیل ملک جو انگریزوں کو ملا -

چکھو گڑھ داتا خان	محلات رشر	فرخ آباد
بکھو گڑھ	اعظم گڑھ	شبول
گورکھ پور	صوبہ الہ آباد	چکھو پور
بانا وغیرہ	مال سہی تعلقہ آدور	میزان

تفصیل ملک جس سرکار میں بعد تقسیم باقی رہا	بیسواڑہ	چکھو گڑھ
چکھو گڑھ	صوبہ	چکھو گڑھ
چکھو گڑھ	چکھو گڑھ	چکھو گڑھ
چکھو گڑھ	دریا آباد وغیرہ	چکھو گڑھ

چکھو گڑھ	چکھو گڑھ	چکھو گڑھ
چکھو گڑھ	چکھو گڑھ	چکھو گڑھ
چکھو گڑھ	چکھو گڑھ	چکھو گڑھ
چکھو گڑھ	چکھو گڑھ	چکھو گڑھ

اس تقسیم کی پہلی یہ ہے  
خود بخود دارین دور در در گیری گرفت : ملک ز نواب فرنگی گرفت  
ایک روز یعنی موسم جو اہر علیخان خواجہ سرانے دیدی اُسے  
کام تمام کر دیا - ۲۳ ماہ رجب ۱۲۸۵ مطابق ۱۲ اگست ۱۸۶۹ء کو جنگ کے  
دن پہلوت گئے چراغ عیات کا گل ہوا - ۱۷ برس حکومت کی - عمل  
۴۴ برس کے - ۵ لاکھ تین تین -

### تاریخ وفات

ناگمان رحلت ازین عالم نمود | نہایت افزائش بد و وس بدین  
من شنیدم سال تاریخش غیب | آہ شد گنج سعادت در زمین  
دیگر مصرعہ ہائے تاریخ وفات  
دستور جهان نختت آمدہ : ہائے بافت گفت اہ شدہ لکھنؤ خراب  
نہایت - مسند صاحب بہادر - کر نیل ولیم اسکات صاحب بہادر  
کر نیل کانس صاحب بہادر سناناب نواب فیروز الدولہ محمد علیخان  
نواب شمس الدولہ دیوان رائے چو سنگھ رائے - راجہ دیا کرشن -  
نحشی الملک رائے مجلس رائے -

نواب فیض الملک نے فعت الدولہ غازی الدین حیدر بادشاہ  
۳۴ - برس کی عمر میں اپنے باپ کی جگہ پر مسند نشین ہوئے - تاریخ وزارت  
وزیر غازی دوران و دستم آفاق | رہے جلوس وزارت نمود بادشاہ  
غازی سید بافت بن کہ تاریخش | بلو سعید پور و اٹھا وزارت باد  
خود گفت جشن وزارت مبارک

سرکار انگلشیہ کو دربار محمد اکبر شاہ دہلی سے کچھ عناد ہو گیا اسوجہ سے اودھ کے  
لئے ایک دوسرے بادشاہ کی صلاح پٹھری اسوجہ سے ارکان دولت  
انگلشیہ نے نواب غازی الدین حیدر کو ۱۵ اذیکہ ۱۲۸۵ مطابق ۱۲ اگست ۱۸۶۹ء  
تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا خطاب ابو لطف محمد غازی الدین شاہ زمین  
شہرت پائی - تاریخ یہ ہے

بھلا کہہ کہ باقتبال و دانش | بہ تخت شہ جلوس شاہ گردید  
زمین و آسمان یک بزم عشق است | زماہی خرے تاماہ گردید

مبارک باداے افاق عالم  
نذاکد بگو شمشاد و دیارب  
پئے سال ہمایون جلوسش  
اور سکھ اونکا یہ جاری ہوا

سکرذ برسم وزیر افضل بن اسن غازی الدین حیدر علی شاہ تین  
یہ بادشاہ بہت نیک نیت عادل اور کمال سخی تھا نظم و نسق سلطنت  
عام نواب بہت الدولہ کے پڑتا جو روپیہ کہ نواب سعادت علی خان نے  
خون جگر کھا کھا کر ہزار تیرہ سو سے جمع کیا تھا نصف سے بھی زیادہ  
تعمیر عمارت شاہی مثل امام ہارہ شاہ نجف موتی محل شاہ منزل  
وغیرہ میں صرف ہوا اور بہت سا روپیہ ناچ و رنگ و تماشوں میں  
کوڑیوں کی طرح خرچ ہوا ۱۵ برس سلطنت کر کے ۲۷ ربیع الاول  
۱۱۸۰ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۷۶۷ء ۵۶ برس کی عمر میں بجاۃ  
اسہال خونی وفات پائی امام ہارہ نجف اشرف جس کا لب دریا  
بنوایا تھا دفن ہوئے ۴۷ محل ایک لڑکا ایک لڑکی تھی

### تاریخ وفات شیخ ناسخ

از وفات جناب شاہ زمن گو ہمہ عالمے ہلاک شدہ  
دھس گردید بسر ما دونخ بہ بہشت آن جناب پاک شدہ  
دیدہ باشد بامتش غمناک سینہ ہا آہ دردناک شدہ  
رفت و امان مبراز دستم جیب بھر و شکیب جاک شدہ  
گشت تاریخ مصرعہ استاد اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ  
مدت سلطنت و حکومت ۵۱ سال ۵ ماہ ۵ یوم - رزیدنٹ  
رزیدنٹ انیل جان بیگ متا بہادر لکھنؤ صاحب دار جان بخت  
بارونٹ کٹن صاحب بہادر

نائب نواب بہت الدولہ مرزا حاجی محمد آفرین - علی خاں خواجہ بہادر  
ریوان راجہ دیا کرشن راجہ ال کرشن افشار الدولہ میوہ رام

دہ دہ نیشن عظیم ارشاد شیر خاص مہر پادشاہ  
کیوان بارگاہ انکسار شرف انوار  
لارڈ مہر مست گورنر جنرل مہاراجہ لکھنؤ  
حاکم خرویدہ سرکار کپٹی انگریز بہادر و متفکر شہسودہ  
سلطنت شہسودہ

ابو النصر قطب الدین سلیمان جاو شاہ جہان نصیر الدین حیدر  
بادشاہ

بعد وفات غازی الدین حیدر کے ابو النصر قطب الدین  
سلیمان جاو نصیر الدین حیدر بادشاہ ۲۵ برس کے سن میں

۲۷ ربیع الاول ۱۱۸۰ مطابق دیوالی کے روز شمع افروز کا شانہ  
تحت سلطنت ہوئے تاریخ اونکے جلوس کی یہ ہے

### قطع

برقو اسے بادشاہ فیض رساں عالم تخت این مملکت ہند مبارکباد  
سال تاریخ جلوس طریقہ فرما بشنو جاودان سلطنت ہند مبارکباد  
تاریخ اردو

تحت پر ہے جلوہ فرما بادشاہ گنج بخش بین زمین پر شاہ آدم اور فلک مہر  
شوق شربت ہو عیاں اس صرغہ تاریخ سو اب ہوا مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ  
اس بادشاہ کے دو سنے جاری ہوئے پہلا سکھ یہ ہے  
سپر عرشہ شاہ جہان سلیمان جاو بدھر سکھ شاہی زدہ لطف اللہ  
بعد چند روز کے یہ سکھ یوں بدلا گیا -

سکھ زوریم وزیر افضل بن اسن نائب ممدی نصیر الدین حیدر بادشاہ  
اس سلطنت کے اب نڈ ہی معتمد الدولہ خانہ خراب عمدہ وزارت  
پر مامور تھے فقیر محمد خان اور مینڈ و خان وغیرہ رسالہ راجہ افغان  
سوار و پیادہ معتمد الدولہ کے مطیع و فرمان بردار تھے - چونکہ معتمد الدولہ  
بانی نساہ اور مکاتین طاق تھے اسوجہ سے بادشاہ اسکی حرکات سے  
کھٹکتے تھے اور بوجہ فتنہ و فساد برپا ہونے کے اسکا کچھ نہ کر سکتے  
تھے مگر اسکو دلیں دشمن خاندان تصور کرتے تھے ظاہر میں  
روز بروز صورتیں ترقی کی ظہور میں آتی تھیں ایک دن ۵۰ ہزار  
روپیہ نقد یک مشت خزانہ سلطانی سے ملا خلاصہ یہ کہ بادشاہ  
اور معتمد الدولہ نظام شہر و شکر تھے - موقع پاکر بادشاہ نے رزیدنٹ  
امادہ کر لیا کہ معتمد الدولہ کو قید کر لیوں چنانچہ ایک روز بظاہر  
انکیل معتمد الدولہ کو رزیدنٹ ہیسیجا اور وین قید ہو گئے بادشاہ نے  
آغا میر یعنی معتمد الدولہ کے تمام متعلقین و متوسلین کو گرفتار کر کے  
اونکے مکانوں پر چوکی بپرا بٹھادیا - آغا میر عزت و ابرو کے  
ساتھ تصدق صاحب کلان بہادر کے مع لن و بچہ و مال  
و اسباب گمنام سے کاپٹ ہو گیا اسباب اور جو اہرات وغیرہ کے  
ماسوا چالیس ہتھیار لیس ہیکے سے فقط اشرفی اور روپوں کے  
پہانے اپنے ساتھ لے گیا اور سرکار انگریزی نے چھین لیا  
وثیقہ اسے نام کر دیا -

یہ بادشاہ حجاز بڑا میسر شہر و دیوالی تھا سخاوت میں بے نظیر ہوا  
چار روپیہ کا ٹوکر تک اس عہد سلطنت میں امیر ہو گیا مہینوں  
تغواہ نہیں پاتے تھے لیکن سب طرح فارغ البال تھے

اس نے محلوں خصوص ملکہ زمانہ۔ محضرہ عالیہ تاج محل سلطان عالیہ و خزانہ عالیہ  
 بادشاہ محل کو اس بادشاہ سے بڑے بڑے مرتبے اور رتبے بخشے قدسہ محل کا اقتدار اس کے  
 زیادہ تھا اس محل نے کروڑوں روپیہ سخاوت میں صرف کر دیا جو کسی وجہ سے آخر کو  
 ہیرا کرا کر فضا کر گئیں بعد ازاں نواب قدسہ محل بادشاہ بہت پریشان رہتے تھے بے  
 اعتداد و حوشین آتی رہیں مگر طبیعت کی طرح بے بسی آخر نواب و شن الدولہ نے انکی  
 شادی بڑے دہوم دہام سے نواب بادشاہ جہان ممتاز الدوسر سے کرادی جو  
 بوجہ دانست طبع کنگلی محل کے نام سے مشہور ہوئیں حکیم حیدر علی خان عمدہ وزارت  
 پر سرور تھے اور تمام نظم و نسق انکے ہاتھ میں تھا لیکن بعد لوگوں نے بادشاہ  
 کے دل میں حکیم صاحب کی طرف شک واقع اور متوہ و معزول ہوئے شیخ امام بخش  
 تاج نے انکی معزولی کی یہ تاریخ لکھی۔

افتد حکیم از مراتب | تارخ ب طرز نور قسم کن  
 از حد حکیم بہشت بر گیر | سے مرتبہ نصف نصف کن  
 نواب روشن الدولہ نے بعد معزولی حکیم حیدر علی خان کے خلعت و زات پایا  
 جنگی کو کھٹی معروضہ یہ فقیر سپہ مشہور ہے تارخ بنیاد ہے ایک شک م پر گوی  
 اس عمدہ سلطنت میں راجہ درشن سنگ دروہ مختار سنگ بڑے ذی عزت و ذی  
 اختیار ہمارا راجہ مان سنگ مرحوم امین کی یاد گار ہے

اس بادشاہ نے نواب سعاد علی خان کا جمع کیا ہوا روپیہ جو بوضو  
 غازی الدین حیدر بادشاہ کے بانی رہ گیا تادمہ آمدنی ملک اور دینیوں کے  
 صرف کیا سو اسے سخاوت کے جرات و ہمت اور کرد و فری بود باغ میں سدا  
 تھی مزاج نہایت برقی تھا آخر میں بعض ٹکڑوں کی سازش سے بادشاہ  
 اور بادشاہ میں لال ہوا سلطان بادشاہ سنگ نے مناجان کو لیکر الماس باغ  
 میں ہتھامست اختیار کی اور کئی ہزار آدمی جدا گانہ نوکر رکھے اور گاؤں  
 جاری کی اس بات پر بادشاہ نے مناجان کے فرزند ہونے سے انکار  
 محض کوکہ بہت سے معاملات مناجان کے درمیں تھے بادشاہ نے مزاج  
 بخش چہر منزل چوڑ کر دکشائیں رہنا اختیار کیا اب بعد بادشاہ نے اپنی  
 عمر عیش و نشاط میں بسر کی مذہب سامیہ نے اوہن کے عمد میں ترے  
 پکڑی۔ گوشتی کے کنارے زمیہ دیگر مقامات پر بہت سے عمارتیں  
 اسی بادشاہ کے وقت میں بنی ہوئیں آخر میں دنیا مہرے نے زہر  
 دیدیا محض کہتے ہیں کہ بادشاہ کے حرکات صاحب زینت کو پلاندہ  
 ہوا واسطہ اس کے مار ڈالنے میں مشورہ ہوا ۳۳ ربیع الثانی ۱۱۸۸ھ  
 ۱۱۸۸ھ جمعہ کے دن ۳۴ برس میں وفات پائی اپنی کربلا میں کہ دیباؤ  
 گوشتی کے اوس پار تعمیر کی تھی دین ہلو سے مدت سلطنت (۱۱ برس  
 ۹۰ یوم ۹ محل تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تاریخ وفات یہ ہے۔

رفت شاہ جہان سلیمان جاہ | سوئے جنت ز بار گاہ او وہ  
 با تھے گفت از سر امنوس | بارم رفت بادشاہ او وہ  
 نہ ز میٹ نہ بارونٹ رکش حبیبہ اور | ٹھا اس باٹ نہٹک حبیبہ اور کرین  
 جان صاحب بہادر۔

نائب۔ نواب محمد الدولہ آقا میر منظم الدولہ حکیم مراد علی خان۔ عتقاد الدولہ  
 ضیاء الملک افضل علی خان بہادر سیادت جنگ۔ اقبال الدولہ بہادر۔ نواب  
 روشن الدولہ میر الملک محمد حسین خان بہادر قاج جنگ۔ منشی الملک فخر  
 الدولہ دیر الملک حسن سنگ بہادر جو شیار جنگ۔ ظہیر الدولہ مصلی الملک غلام  
 محمد خان قسیم جنگ منور الدولہ۔ شرف الدولہ مظفر الملک محمد امیر علی خان بہادر  
 مستقیم جنگ امیر الامراء امام وزیر الملک یار وفادار سپہ سالار مستقیم ہند  
 نواب میں الدولہ عمدہ الملک داد حسین خان بہادر ذوالفقار جنگ  
 دیوان۔ افتخار الدولہ۔ ہمارا حیدر رام۔ مشیر الدولہ ہمارا راجہ بالکرشن  
 فیض الدین حیدر۔ مرزا فریدون بخت بہادر عرف مناجان  
 نصیر الدین حیدر کے مرثیہ جنرل بادشاہ یکم مع مناجان الماس باغ سے باوجود  
 حکم مخالفت رزیدٹ بہادر کے باوجود کثیر لوگوں نے پھرات کی دروہت پر  
 آپس میں کینل جالو صلی بہادر جہر سے ہی سخت پیڑ ہوئے چنانچہ محافظان دروہ  
 بڑو کو حکم دیا کہ کوئی بدون اجازت اندر نہ آئے پائے اور روشن الدولہ سے تاکید  
 فرمائی کہ تم سدا باریقاً بادشاہ یکم کا کرد و سپاہ انگریزی سنڈیانوں سے طلب  
 کی مناجانکو ہر طرح ہتھائش کی گئی کہ یہ حرکت ہمارے باعث ہرادی مطلب  
 ہوگی مگر اوہنوں نے ایک نہ سنی اور بزور قیل و دروازہ ٹوڑ کر مکان سلطان فز  
 چلے آئے اور سنگ نے مناجان کو لاکھ تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور تمام انگریزوں  
 مخالفین نظر بند تھے اس عرصہ میں انگریزی فوج سنڈیان سے آپس میں جنگ  
 حرب ضرب گرم ہوا چھڑا چڑوئی لال باوری پیر پیر شروع ہوئی بادشاہ یکم  
 مع مناجان کہ ۱۴ برس کا سن تھا گرفتار ہو کر پڑی ذلت کے ساتھ  
 پہلی گارو میں مقید ہوئیں جس قدر رفیع الدین حیدر کے جوان مرنے اور  
 حسرت سے جان دینا بعد امنوس چرچا سے اس قدر مناجان کی نفسی  
 کا اور بادشاہ یکم کی کم فہمی کا بیان زبان ظہیر میں ہے چونکہ بادشاہ نے  
 ملال کی وجہ سے طیش میں آکر مناجان کو غضب و اوراق کرنے فرزند سے  
 خارج کر دیا تھا اسوجہ سے سرکار انگلیہ کو چشم پوشی کی بنا پر پہلی گارو سے  
 چنار گڑھ کے قلعہ میں مناجان مع بادشاہ یکم کی گمان کہ وہی جنگ  
 مثل والد ماجد شروع ہوئے مگر شرب مینہات ہوئے آخر انچہر سنگ  
 مطابق ہوئی ورنہ مگر مقامات سرگرمی وین عدو ہونے کے تاریخ وفات یہ ہے۔  
 "رہستی رفت" ۳۴ صفر ۱۱۸۸ھ بادشاہ یکم نے انتقال فرمایا آن تھا کر وہ ہے



شده عرض تمکین خلک اقتدار  
سردش از سرد دولت آواز داد

بجود و کرم سکے زد در جهان : محمد علی پادشاہ زمان  
اس بادشاہ نے خوب سرانجام خیر و کل امور سلطنت کا کیا اس حد سے  
کہ ترتیب یافتہ نواب سعادت علی خان کی بھی شن اور کار آزمودہ تھے  
آدمی کا مقبول انتظام ہوا ز کثیر اپنے عہد سلطنت میں جمع کیا اور باوجود  
اس کم سالی کے تمام کار و بار سلطنت کے خود کرتے تھے مگر بھی نیکو کار  
نے لاکھوں کا تحفہ کیا اپنے برادران عزیز و اقارب کے ساتھ ہر طرح کا  
سلوک کیا صاحبان صدر انکی روشن نیک سے بہت راضی اور خوش تھے  
عمارۃ حسین آباد انہیں کی یادگار ہو تہ محض نے ۶۸ برس کی عمر میں کام  
تمام کیا۔ ۵۔ ربیع الثانی ۱۱۵۸ھ روز سہ شنبہ کو وقت شب انتقال  
فرمایا اور حسین آباد میں دفن ہوئے انکے وقت میں ملک کی آمدنی۔  
ایک کروڑ چالیس لاکھ تھی تاریخ وفات یہ ہے۔

رفت شاه از در ملک قدس | و در روز پنج سال حکومت نموده شد  
شاه رحمت شاه  
روایت شد بنجل لوصاحب<sup>۱۲</sup> کافیلده صاحب -  
و نه را - نواب روشن الدوله - نواب منتظم الدوله حکیم میرعلیان

دیوان - بشیر الدولہ مہاراجہ بالکرتش مہاراجہ - فخر الدولہ مہاراجہ  
درتھنہ شیہ جنگ زخمی -

ابوالمظفر مصطفیٰ الدین تریجاہ سپہ مشکوہ سلطان عادل  
خاقان زمان محمد امجد علیشاہ یادشاہ عاز

۶۔ بیچ انسانی مشیت ناممکن گل کے روز پائی وراثت آباے کرام پر ۳۴ برس  
۷۔ مہینے ۲۰ دن کے سن میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا یہ تاریخ جلوس  
کی راہ الفت دے تختی لے گئی۔

شاہ فلک مرتبہ امجد علی  
داد دہ عدل چو نوشیروان  
باہر دین داغ کفر و ظلام  
پنجسم از ماوریج دوم  
ساختہ بر تخت خلافت جلوس  
ساختہ الفت ایے نابریخ فکر  
مصرعہ مرتبہ زبانت شنید  
از جلوس مہینت مانوس با صدشان  
اور سکہ اس بادشاہ کا یہ جاری ہوا۔

دو جہان زدہ سکے شاہی بتائید الا پے ظل حق امجد علی شاہ زمیں عالم تیار  
یہ بادشاہ بڑا دیندار اور راسخ الاعتقاد تھا سلطان العلماء و سید العلماء  
سیر نظام عدالت کے کاروبار کرتے۔ اسی وجہ سے دونوں کا بڑا درودورہ  
تھا۔ امین الدولہ کو انھیں نے خلعت نیابت دلویا۔ سید علی خان  
معین الدولہ جو یا دشاہ کے ماموں تھے انکو نظامت سپرد کی۔  
چونکہ مجتہد کے ہاتھ میں سلطنت کی یاگ تھی کوئی قابل ذکر واقعہ اس  
بادشاہ کے وقت میں نہیں ہوا۔ وزیر شیعہ جالو صاحب بہادر کو  
دقہر مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف محمد شاہ بادشاہ دہلی منسوب تھیں  
اسی سبب سے صاحب موصوف نے ایک لاکھ روپیہ صرف کر کے قہر  
میں دہرم سے کی تھی۔ ۱۰۶۷ء میں ۶۶۔ مسفریوم شیعہ یا شیخ تھے  
۹۹ برس کے سن میں بجا راضہ سلطان انتقال کیا اور میث و خان الدولہ  
کی جہاد دینی میں دفن ہوئے جنت مکان لقب پایا۔ تاریخ وفات خبتہ  
اسیر نے لکھی۔

شاه عادل نیک خلعت نیک میر نیکو | ترک و بنا کرد و در میانین شد خلق  
 از سر و ش غیب پریدم جو مانج وفات | گفت شد ای علی خب کان اصل بختی  
 خضر و یفر دو سس آمد  
 ۶۳ ۱۲

وزیر شریف جزل ٹاٹ صاحب۔ جزل پالک صاحب شکسیر صاحب  
طامس روڈیوٹس صاحب کرنل رحیم صاحب۔

وزیر نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان۔ نواب امین الدولہ  
نواب منور الدولہ۔

دیوان۔ مشیر الدولہ مبارک بالکرشن بہادر  
ابو المظفر ناصر الدین سکندر جاہ حضرت سلطان عالم محمد  
واجد علی شاہ

۱۰ صفر ۱۲۸۵ مطابق ۱۸۶۸ عیسوی میں تخت پر بیٹھے ابتدا میں نواب  
امین الدولہ وزارت پر مامور تھے اس بادشاہ کے عہد میں کئی بابتیں  
ظہور میں آئیں جو اب تک یاد ہیں۔

نواب امین الدولہ کا ساتھ مولوی امیر علی کا شہید ہونا ہنومان گدی  
کا دنگ اور مسناد عیاشی غفلت۔ نالائق اہلکاروں کا دخل تعمیر  
قیمتیں باغ۔

اول نواب امین الدولہ کا معرکہ بہت مشہور ہے چونکہ بادشاہ  
کا مزاج اتنے دیر پردہ مکر تھا اس واسطے خیال تھا کہ کسی دوسرے  
کو خلعت وزارت دیا جاوے لیکن روز صبح کو کئی پرہیزوار امین الدولہ  
جا رہے تھے کہ پانچ بیوہ معاش سرگ لگو گئے میں زبردیوار امام باڑہ  
نواب ملکہ زمانہ زوجہ فقیر امین حیدر بادشاہ بگھی سے نواب  
کی بیٹ لگے اور دو شخصوں نے امین الدولہ کو اتار کر زمین پر گرایا  
اور چہری سینہ پر رکھ دی اور بتیں آدمی قریبین لے ہوئے سر پر  
کھڑے کھتے تھے کہ جو کوئی پاس آئے گا ہم نواب کا کام تمام کر دیں گے  
اس وجہ سے کوئی دست اندازی نہ کرتا تھا بیڑے صاحب مع فوج  
شاہی وہاں آئے اور بولے تالیف قلوب اور طبع زر کے چارہ  
تدیکماہ ہزار روپیہ صاحب بہادر نے اونکو دیکر راضی کیا  
چنانچہ نواب بہا ہوئے وہ پانچوں بیوہ معاش آخر کار حکمت علی سے  
گرفتار ہو کر مارے گئے اور قید خانہ دیکھا اسکی تاریخ منشی مظفر علی  
اسیر نے یہ لکھی اور منشی احمد نے اس واقعہ خوب نظم کیا ہے

یوقت کینہہ او باش چند با نواب زمانہ گفت کہ یارب ذوا بجلال بحر  
اسیر سال وقوع نہاد کردستم رسیدہ بود بلاے وے آل بحر  
نواب ممدوح بن ہفتہ بن اسچہ ہوئے صحت پاستہ پرا دشاہ ستہ  
حکم معزونی لشکر پاس بھیج دیا اور اپنے چیا خمر نواب فی علی خان  
کو وزارت کا خلعت اور منشی احمد نے اس واقعہ کو خوب نظم  
کیا ہے۔

منشی

بیائے خامہ تارسم منشاہ  
بر آئے بندہ گان خاص داؤ  
خجور بجے کہ در عالم عیانیت  
خاتم شرح ابن جبال اکنون  
بعد بادشاہان انکشافات  
پس از فخر سیر از دست دشمن  
مگر بود انفسہ نہ تہمیریزدان  
بعد آصفی محنت اردو نہ  
بود اسباب قتل او نمودار  
شدہ ہنگامہ اکشہ امیران  
بہر یک بود و عوائے ریاست  
ازین ہنگامہ ہا زہر ہر یک  
مگر دیکھتہ از جور گردون  
کہ ازین رنگے گردون دون آہ  
امین الدولہ دستور معظّم  
بجسب عادت خود صبح گاہان  
بدیگر بکھش ہنگام رفتار  
بظاہر بیخ شش کس از سواران  
یکے نامہ دھیسے لنگیا بود  
دگر در مذہب خود بودہ ارشد  
سوم مشہور ہر بنا و پیراست  
چہارم بکسید میر میدان  
علی اورا ہمیشہ درامان داشت  
یہا چہند کس از حاضری دار  
یکے سر کردہ امن برہمن  
عرض بگھی بیل دور روا

ہما نیا چار کس از بد معاشان  
یکے فضل علی دو دیگر اکبر  
بہم ہر چہار کس کردند فریاد  
سم از مردمان راج پلٹن  
مرا دانستہ از حبش پیادہ  
شہید امین نالاجون نوابینچا

رقم سازم ز آشوب زمانہ  
رسد الام روحانی مقصد  
پے مومن بر آئے افغان  
برنگ منشی وطنہ مودون  
ہما ہند شد زینگونہ آفات  
بہر کہ مال سادات ہست شن  
میکافاسے ز خون بادشاہان  
شدہ مقول تجسّر در آگاہ  
بظاہر حیرم بد خواہی بسرکار  
بدلی چہین بعد از نجف خان  
باین اسباب شد بغض وداوا  
بثوت وجہ وقتے بودے شک  
بناشد فتنہ بے وجہ اکنون  
عجاب ساختہ روداد ناگاہ  
وزیر با کرم ثانی رستم  
روان شد از پے جرات سلطان  
شدہ ہمراہ معدودے جلودار  
یخسید ہمہ زنہاے میدان  
نجف نام شر بردے حیا بود  
خندان منداک آل محمد  
جوانان خوب باش شاہ میرست  
شہید عاشق شاہ شہیدان  
چون زندان خودماند بجان داشت  
بدست ہر یکے برقی شہیدار  
ہو لاس ہم و بدل مان بھمن  
بر میر مسجد سلک زمانہ  
بیاطن کا نہر نظام سلمان  
دو کس دیگر تفضل نام و حید  
کہ برما بیکان گردید بیدا  
کیدان بے سبب گردیدہ شون  
زینچہ ہم بسادے ندا وہ  
ازین فریاد ہر یک گشتہ آگاہ

بفرط رحم و عدل بذل شفاعت  
که تا که چون سگان سگها و وید  
هولاس آن چپا که بگی بیچار  
چون جرأت نموده آن دلاور  
سیک زان چاکر کندوق سرداد  
وگر سگ چون سگ دیوانه تپید  
در آن هنگام دستور معظم  
برزد دست بران نامرد ناپاک  
بهرامش باقبال خنداداد  
بسان ابن بلجسم دگر آه  
سیک دست کان نواب خرقام  
هلاس آن وقت کار شیر نر کرد  
قربانیک و گریه بار سرداد  
بضرب گله فوراً اشت بیجان  
شده بر قاتل خود جسمه آرد  
پس آنکه بر زمین از پا در افتاد  
سواران که اهل کشت مذکور  
شندم شاه میر آن دم مکر  
باین الفاظ می کرد آه و ناله  
سیک بردست آن مرد قهرامی  
در آن هنگامه لیکن سید پاک  
زبس شمشیر پیش نوکرش بود  
به لا چاری بسیار از سر زین  
دو کس را چند باشت دگر زد  
که داره کارد زیب کمر هم  
بدشمن می زد آن کار چو شیران  
بجفظ حربه چون باشد سپردست  
ردان شد مثل دریا خون سید  
بدل چون بے سلاسه نفس برست  
چو شد نواب بے بار و مددگار  
ولیکن از دیان پر شقاوت  
که اے نواب مثل تو دلاور  
شر اعدا خیال ظلم من نیست

عنان در کشید از روی اخلاق  
همه تازینه بگی رسیدند  
دوویک لیسان بر آن سید کار  
وگر شمشیر زد بردست چاکر  
برفته گله بندوق بر باد  
به بگی رفت بهر قتل نواب  
که در جرأت بود ثانی رستم  
که اواز صدمه اش افتاد بر خاک  
بروے سینه اش نواب افتاد  
بر دصربت بروے پشت ناگاه  
رسانده کار افتاده با تمام  
که بر نواب خود در اسپر کرد  
که آن بر سینه آن شیر افتاد  
ز جرأت لیکن او مانند شیران  
زده یک زخم شمشیر آن دلاور  
تصدق کشت ویر نواب جان داد  
ز خون جان خود گشتند معزور  
زیم جان آقا گشته مصنفر  
که از جان می رود نواب والا  
زده شمشیر بر یاد گاری  
لیسان شیر ز زبده عفت پاک  
تلاش نوکر و شمشیر بنمود  
نموده حمله آن مرد خوش آئین  
پس آنکه دقت سر در پا داشت آمد  
کشیده از کمر آنرا همسان دم  
شده خم کار د آن مرد میدان  
رسیده چار زخم تیغ بردست  
شده خم قامت موزون سید  
زده تکیه بدیوار و بر پشت  
نمود آن سگان اولر فستار  
همی کردند اسرار شجاعت  
ندیدم در جهان انده اکبر  
ز جرأت جبین قوشکن نیست

در اخالت و زیر از روی جرأت  
اگر درید قصد کشتن من  
خاندنیک در اندک زمانه  
اگر باشد طلب دیگر شمارا  
رستم تا که آن مطلب بانجام  
چو از کردار خود شرمیده بودند  
که اے هر کرم را بے بهادر  
چنین کس را اگر سازیم عجبان  
ز تو خواهم اے نواب والا  
پس آنکه گفت ان نواب دیکاه  
ازین هنگام جاسے برده مارا  
پس آن سگها ز راه پاس داد  
وزیر آنکه هر یک این صدا زد  
خبر وحشت اثر را چون شنیدند  
بیک دم در همان هنگامه  
فرزهم شد چو هر سو نوج سرکار  
بجای نازی همه بودند موجود  
اگر حفظ من دل خسته خواهید  
امیر الدوله چون بودند بی تاب  
بگفتا بایک زان بد معاشان  
امیر اهل ایمان ست نواب  
ز راه رحم اداوار با سید  
کلام من اگر سازید یا ور  
هم از روی حلف سازم ضمانت  
بگفت آن همه اهل شقاوت  
ناید از زبان خود چو استمرار  
همان دم صاحب و الاما تکیه  
وگر گون قصد دشمن را چوید  
اجازت خواستند زینهار زیلوت  
پس آنکه صاحبان را هم طلب کرد  
بگفت اول زور زخم نواب  
بر اے حاکم این شدت نباید  
بر اے بخیمه گر باشد اجازت

چنین سرمود با اهل شقاوت  
نمودم صبر را یک تیغ دگر  
بعالم از سمشا هرگز نشانی  
کند از راز خود آگاه مارا  
ازین شورش نباشد هیچ خوام  
پاسخ از خجالت لب کشوند  
بعالم نیست مثل تو بهادر  
نباشم از گروه مرد میدان  
امان جانهاے خوشین را  
مناسب نیست شورش زدن  
زمن سازید اطمینان خود را  
نشانند درد و کان قصاب  
که پیشم تیغ کس اکنون نباید  
امیر الدوله هم نوکر رسیدند  
بیاد هر یک انار کان دولت  
شده هنگامه محشر نمودار  
وے با هر سیک نواب فرمود  
به پیش مانکون هرگز نیاید  
نظر کرده بحسرت سوی نواب  
شاهستید آخر اهل ایمان  
زاید اے جرأت هست بی تاب  
بجایش پیش خود مارا نشانند  
وهم بجهان ناز صوره زار  
که تا جان شما باشد سلامت  
اگر صاحب کلان سازد ضمانت  
شوم زین فعل بجادست بر دل  
ز شفقت آمده با چند صاحب  
همه از روی دانش پاک خیزد  
برفته او لا ستار زینت  
زدشمن پر سش و به سبب کرد  
نهایت مصطر است و تحت بیت  
چنین کس را چنین اید انشاید  
نباشد دور داین شرافت

بگفت آن ہم بسیار بستر  
یکے بخیمہ زلے از تو چنانہ  
زده چون بخیمہ ما در زخم نواب  
دوسہ بار آب خاصہ نیز تطہید  
بہ انگریزی بگفتہ ڈاکٹر سیم  
بہ انگریزی جو البش داد صاحب  
از بڈنٹ آن زمان کردہ چنانہ  
کہ ایک ضامن جان شمام  
زرد قبولہ مسم محول فیلمان  
شودید اکنون سواہ منیل بازر  
غرض نواب را صاحب رہانید  
مع زند تارڈیڈٹی سبدرہ  
سوار پالکی جس گشتہ نواب  
بدولت خانہ از اقبال شاہی  
پس از دور و زکشتہ رویکاری  
بجرم آن سید کاران نظر کرد  
شدہ آن جلہیرون گشتہ جوس  
مگر جبرم ہمسہ نواب دیجاہ  
ولیکن بیخستردان بافی شمر  
ز خون وارشان خویش ناگاہ  
بجرم سابقہ در بند زندان  
بہر یک جرم نشان گردید ظاہر  
وزیر عظم از راہ عنایت  
ز راہ رحمہ دیا الطان جید  
خدا نواب ارادہ سلامت  
بافضال چند نواب والا  
ز بس از تنہ کین مجروح بودہ  
شدہ در عہد یک ماہ کامل  
بہر یک خلعت و زرخند عنایت  
بروز بخیمہ بعد یک ماہ  
عطا شد خلعت شامانہ پرند  
چونکہ اس بادشاہ نے نوجوانی میں  
دو اہل مقوی کھائیں لہذا عیسیٰ و رحمت نعمہ در باب کی گزشتہ

جہان دم آمدہ از لطف داود  
کہ نوان شخص استا و زمانہ  
شدہ نواب رہس خوش آب  
بجوش تشنگی نواب نوشید  
ذیک کار در فنن سے تو ائم  
نہا شدہ بن چین سرعت مناسب  
بگفتہ باہمسہ اہل شقاوت  
بدولت خانہ خود می نشانم  
طلب کردہ نواب فلک شان  
بجہ آریاز دل شکوہ اور  
بہ پشت فیمل اعدا را نشانید  
لبسہ ہنگام انگریزی سپردہ  
روان شد مثل خورشید جہانہ  
بیاد از عنایات الہی  
بجہ اللہ کہ از تائید باری  
ز کوٹھی صاحب ہمارا بد کرد  
زبان خویش بن بودند بایوس  
ز راہ مرحمت بخشید شدہ  
شدہ زمین گوہ چون احوال کثر  
ممود اکثر رعیت مالوہ  
شدند از حکم شاہی پا بچولان  
ولیکن رویکاری ہست دائر  
نیر انہامی کند اقام حجت  
طعام خاصہ خود می فرسید  
برای ہنگام است آب حمت  
رہا کردید چون از شر اعدا  
عارضہ ڈاکٹر صاحب نمودہ  
شفا از جملہ مکر و بات حاصل  
برسم تنہیت شد جشن عشرت  
چو آمد ہمسہ بایوس شمشاد  
بفیل و پالکی و غسل و گوہر  
چونکہ اس بادشاہ نے نوجوانی میں  
دو اہل مقوی کھائیں لہذا عیسیٰ و رحمت نعمہ در باب کی گزشتہ

نوجوانی طوائف اور میراثی خطاب پانے لگے اور بے حساب بیان  
نکاح و متعین آئین ایک سیلہ فیض باغ میں یہ پوشاک جو گیانہ  
حکم سلطانی ۱۳۰۰ ذیقعد کو ہوتا تھا جس میں چھوٹے بڑے  
امیر و عزیز سب جو گیا لباس پہنکر شریک ہوتے تھے سفید پوش  
اندرون جانے پاتا تھا۔ رنگریز امیر ہو گئے۔ اس بادشاہ کو شاعری  
سے ہی لگاؤ تھا تخلص اختر تھا۔ اسناد عشق و دیار عشق و خلعت  
اور چند دیوان اور شہزادے اور سالہ موسیقی وغیرہ بادشاہ کی۔  
تصفیہ و تالیف مطبع سلطانی میں چھپی تھیں بادشاہ کے  
چالیس شہزادے اور ۳۳ شہزادیائیں تھیں جنکی مفصل فہرست آفرینی جہ  
نواب بادشاہ محل عرف خاص محل سے یث فرزند تھے اول مظاہر  
نوشیروان قدر محمد حیدر علی بہادر جو دیوانے مشہور تھے  
دوم فلک قدر مرزا جاوید علی بہادر۔ سوم کیوان قدر مرزا  
محمد عابد علی بہادر۔

فریدون قدر مرزا ہزیر علی بہادر ملکہ تاج النساء نواب عشق محل  
صاحبہ سے اور برہیس قدر مرزا محمد رمضان علی بہادر نواب  
حضرت محل صاحبہ سے تھے

سلیم صاحب زبید نے حکام و ولایت کو شکایت کی کہ  
منافع کئی برس سے داخل خزانہ سرکاری نہیں ہوتا ہے اور  
انتظام میں ابتری ہے لہذا گورنمنٹ کا یہ حکم ہوا کہ شاہ اودہ  
اور اس کے خاندان کے وظائف مقرر ہوں اور انتزاع سلطنت  
عمل میں آوے۔ بعد سلیم صاحب کے جنرل اوٹرم صاحب نے  
ہوئے۔ اوٹرم کے زمانہ میں موکوئی امیر علی صاحب شہید ہوئے  
اوسکا واقعہ مختصر یہ ہے کہ حجت مذہبی سے مولوی صاحب  
آمدہ استیصال ہوا مان گڑھی کے پہوئے ہر چند اراکین سلطنت  
شاہی نے سمجھا یا نہ مانا آخر کار ضلع دریاباد کے مقام پر ہندوؤں کو  
مسلمانوں کا معرکہ ہوا جس میں فوج شاہی نے اودہ ہر قافہ تباہ کیا  
اور ہندو تہذیب و تمدن کو تباہ کیا مقابہ میں آئے اس طرح مولوی صاحب  
سعد دیکر بھر ایسے شہید ہوئے ہتھوری ۱۷۵۷ء کو سپاہ بزار  
گورہ ہندوستانی نے کاینور سے آکر لکھنؤ کا محاصرہ کیا و اجعلیٰ غلام  
ٹیپا بروج بھیجے گئے جسکی تار بج رہی تھی شاہ ماز لکھنؤ فوج شد  
وقت انتزاع سلطنت محلات مطہر کرام نور ان سلطنت کا منتظر  
عبت کا قبلائے آفت نظر آنا امید و بیم کی حالت عیب بخش سامنا جسکی تار بج  
”مرگ انہوہ باز جین نشاط دارد“

از بسکه حضرت سلطان عالم کو شاعری میں بھی دخل تھا لہذا ان کا وہ قصیدہ جو مدح لغت گورنر مرسل بہادر میں بوقت رونق افروزی لکھتا ہے بعد زوال سلطنت انشاء فرمایا تھا جرت ناظرین کیلئے فیصلہ التوازیج سے نقل کیا جاتا ہے۔

قادرو ذوال اسحال ریاض دولت و اقبال آریکے ازلے سلطنت و جنت رونق سرشور کعب و عظمت را یا بہا سے سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خندان و مختصر زمان دارد۔

اما بعد برضیہ شیریں خیل نظیر خوشی و خجندیہ بخت نصیرین چند شعور مدح ذات باریکات آن ستودہ معاصی نشا نمودہ براسے ملاحظہ عالی ارسال میدارد مگر قبول افتد نہ ہے عز و شرف +

قصیدہ ۵

شیر خاص ہشاہ انگلستان بحر و بر  
وزیر صاحب تدبیر دیات و قریہ و باج و  
ہر سالار دلاور سپہ آصف منش خاتم  
نگین بانی ہر نام پاک سے کیا سپہ شج  
از طور سے و کسری عدل رستم تن فرزند  
مسن برہو سی قد ہو و نہر ملکہ عالم  
کرو میدان میں دنی پر زلال کو زینت  
بنانار و جان بخشش ناک نشین ملک نام  
ہلال و مرواہ کو گب خور خرم و متاب  
سپر رخصت اوج ہار نور بہنستان  
سریر آرا سے ہفت کلاہ و کوشاہ انگلستان  
ظفر بایں ظفر ہو ظفر کردار و فاج ہو  
ندیت فکرین تھامہ خوان شکوہ کو کیا ہو  
و این یہ مطلع خوش خوش کلک فکر سے کیا

مطلع

سکندر جاہ و کیا کوس نوثر دان عالم ہو  
و اسطوغم دا فاطون نش حاتم سے ہر دم ہو

و در صفت شمشیر  
وہ دھار اسکی ہر جیسے تار کاٹا کھنڈ ہو  
جہان میں ہر شے کو کھنڈ کر کے کھنڈ کر کے  
غصبت گر کھنڈ میدنیم و حدت بہرین  
تھار کی کج کا سایہ صیا پر گھر چلائے  
کھل آئے میان سے وقت زہم و گنج ہو

جو قصہ ہو سوچ کا تو بھل است سجاد ہو  
اگر تو بھنچے گھوڑے پیا اسکو و فکشت  
عدودن کیلئے کجی کا نام اس حیان ہو  
مشتبہ ان مثال گل میں جلتے ہر شمن  
دلاک مطلع خوش صفت توسن بن رف کر کو

مطلع

چھلا دایا پری یا حور باصر ہو آدم ہو  
کے گرشوار اسکو کرنا پک سارے عالم کو  
سراک سرپ ہر اسکا ہنچن مغرب شرق  
وہ آہ چشم ہر ارکان جیسے تم کی جان  
وہ سم جیسے ہرن کے کھڑے پین لپی کی ہوتی  
جوئے لو باقر میں پانی نہ پلے وقت چھلکے  
فنا کلت سے اسکی عدوئے ستیزین دین

در صفت گاہری

گی بن گھوڑیان اسمن کہ بران گشاہان  
دلاک مطلع خوش منیل خوش منی انشاکر

مطلع و صفت قیل

سیاہی اتالی اچھی کی رنگت سے کین ہو  
فلک کوہ و شکوہ گندہ اختر سپر صورت  
وہ خطوم اسکی اسو گھٹا سادوں جی ہو  
وہ دندان اسکے جیسے شمع کا فوری برقیق  
بلندی اسکی ایسی ہر کہ جیسے جرجی کا عظمت

در عرض حال خود

ترا میں گھبرن لاکش خوائے ات تو ہوں  
جو دامن تیرا پکڑا ہوں تو پوری دستگیری کر  
جو مار دیکھ نہیں چارہ جلاؤ مجھ کو یہ  
زن فرزند اسباب و ریاست مال و دولت

مطلع

اماعت شج کی اسوقت میں کی گندہ عالم  
یہ چھوٹے چھوٹے بچے نخی جانن کی گندہ  
مقدم سب پیو میری رہائی سیٹھا ہو  
دل شاہ او وہ دیتا ہو کجاوہ و عا ہر دم  
رے حکم و حکومت ملکہ عالم کی دنیا میں



ماہ جون ۱۲۵۷ء میں فوج بانی ہوئی اور جس قدر کہ مستند حکومت میں تھا کر ابتدا  
 کیا۔ تاریخ یہ ہے کہ رکن دین کو ان مکان پر جس قدر احاطہ کیا  
 طرح نو زمین فوج سرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کارخانہ ہو گیا  
 انگریزی فوج کی پہنچی اور سب معاملہ درہم برہم ہو گیا مرزا پر جس قدر خیال  
 چلے گئے اور کل ملک پر تسلط کرانے کا ارادہ کیا جس سے تو قاتلون  
 قدرت کے اظہار کو یہ انقلاب کافی دلیل ہے جیسا کہ فرمانروایان  
 المصنوعین سے بنیاد اس حکومت کی منصور علیخان کے وقت سے  
 آغاز اور ابوالمصنوع ناصر الدین واجد علی شاہ کی وقت میں تمام ہوئی اور  
 یہ سب نویشین ہوئے جن پر نویشین تین طبقوں میں تقسیم کیا گیا  
 پہلے طبقہ میں نویشین گزرتین منصور علیخان۔ مدت حکومت  
 ۱۴ سال۔ تیج الدولہ۔ مدت حکومت ۱۹ سال آصف اللہ ولہ  
 مدت حکومت قریب ۲۴ سال کہ ان سب کا زمانہ حکومت ۶۲  
 برس رہا بعد اسکے وزیر علیخان سچہ کہ قریب چار جینے مستند ہوئے  
 خلیج کے گئے اور سعاد علیخان کی مستند نشینی کے وقت ملک دھار گیا۔  
 دوسرے طبقہ میں نویشین گذرتین سعادت علیخان مدت  
 حکومت ۱۱ سال۔ غازی الدین حیدر مدت حکومت ۱۱ سال  
 نصیر الدین حیدر مدت حکومت ۱۱ سال ان سب کا زمانہ حکومت  
 ۱۱ برس رہا یعنی طبقہ اول میں سے دو کے زمانہ حکومت کے  
 برابر اور بعد اسکے سنا جان ہم گنتہ تخت پر بیٹھ کر اوتار دے گئے  
 اور محمد علی شاہ سے عہد نامہ حسب مرضی گورنمنٹ انگریزی لکھا  
 لیا گیا۔ پھر  
 تیسرے طبقہ میں نویشین گذرتین محمد علی شاہ۔ مدت حکومت  
 ۵ سال۔ امجد علی شاہ مدت حکومت ۵ سال۔ واجد علی شاہ  
 مدت حکومت قریب ۱۱ سال ان سب کی سلطنت ۱۱ برس  
 رہی اور اس تیسرے بار کی آفت نے حکومت کا خاتمہ کیا۔ اور  
 اس طبقہ ثالث کا زمانہ سلطنت طبقہ ثانی میں سے ایک کے  
 برابر تھا۔  
 واجد علی شاہ نے دو سال سلطنت کی تھی کہ برخلات اور  
 سب حکمرانان ملک اودھ انہیں کے ولیعہد نے قضا کی اور  
 اسکے بعد سات برس تک لندن میں ملک اودھ چھین لیتے  
 کی تنخواز ہو کر وہ ملک ضبط کر لیا گیا۔ بعد وسمت برداری سلطنت  
 بادشاہ موصوف الصدیق ۱۱ سال کلکتہ میں مقیم رہے۔ ۱۲۵۷  
 شمسہ مطابق ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۵۷ء میں راجہ عالم بھاہو سے اس

واقعہ کے بعد نواب گورنر جنرل بہادر کشور سند نے لغز میں شغل جاری  
 اور انتظام خاندان شاہی نیا قانون جاری فرمایا جسکی وجہ سے  
 امن قائم رہا اگرچہ بادشاہ مرحوم کی اولاد میں نزاع پیدا ہوئی  
 مگر کسی کو کسی کی ذات سے تکلیف نہیں پہنچی نہ کسی کی جگہ  
 ہونے یا کسی خواتین شاہی اور اولاد شاہی کی تنخواہ میں بطور متنازع  
 مقرر ہوئے بادشاہ مرحوم کی نفس ملکیت مبیاع میں دفن ہوئی  
 فرست ازواج و اولاد جو کلکتہ میں بعد بادشاہ کے موجود ہے۔

اسماء شاہزادگان اسماء محلات تنخواہ	اسماء شاہزادگان اسماء محلات تنخواہ	اسماء شاہزادگان اسماء محلات تنخواہ
خسرو وقتدار امیر محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
نوشیروان قادر نواب محمد علی	محمد عابد علی بیاد صاحبہ	محمد عابد علی بیاد صاحبہ
مرزا محمد علی بیاد	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
ابوالمحب فقیر جاد	حسن مرزا بیاد صاحبہ	حسن مرزا بیاد صاحبہ
خاقان چشم صاحبہ	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
مرزا محمد عابد علی	محمد جوی بہادر محل صاحبہ	محمد جوی بہادر محل صاحبہ
قمر قدر محمد عالم	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
مرزا محمد عابد علی	محمد جلال بہادر محل صاحبہ	محمد جلال بہادر محل صاحبہ
بہادر	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
صاحب عالم نیکان نواب رشک	مرزا بہادر محل صاحبہ	مرزا بہادر محل صاحبہ
جاہ مرزا کاظم علی عالم صاحبہ	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
بہادر	جاہ مرزا محمد علی محل صاحبہ	جاہ مرزا محمد علی محل صاحبہ
صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	بہادر	بہادر
خوش بخت بہادر	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
جنرل فرید و قد نواب مشوق	کاظم مرزا محل صاحبہ	کاظم مرزا محل صاحبہ
مرزا محمد علی محل صاحبہ	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
بہادر	گہ مرزا قائم علی صاحبہ	گہ مرزا قائم علی صاحبہ
صاحب عالم مرزا	بہادر	بہادر
احمد مرزا ہجیاء	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
علی بہادر	مسعود علی بہادر محل صاحبہ	مسعود علی بہادر محل صاحبہ
صاحب عالم مرزا نواب حضرت محل	صاحب عالم نواب لفرزد	صاحب عالم نواب لفرزد
برجیس قمر بہادر صاحبہ	جہان بیور محل صاحبہ	جہان بیور محل صاحبہ
صاحب عالم نواب محمد علی	مرزا کاظم علی بیاد	مرزا کاظم علی بیاد
قرا حسن مرزا بیگم صاحبہ	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی	صاحب عالم مرزا نواب محمد علی
بہادر	ابو نواب بہادر محل صاحبہ	ابو نواب بہادر محل صاحبہ

[illegible]



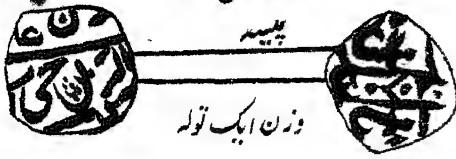


# سکہ ہائے شاہان اودہ

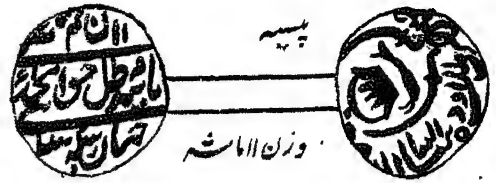
امجد علی شاہ



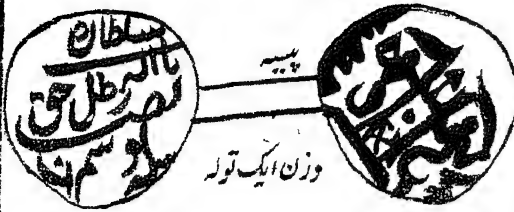
واجد علی شاہ



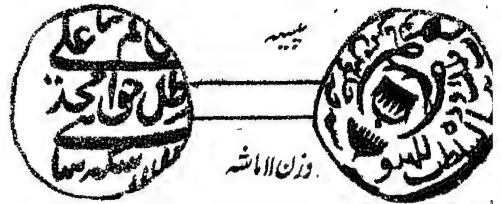
پیشہ



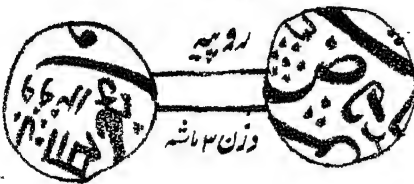
پیشہ



پیشہ



پیشہ

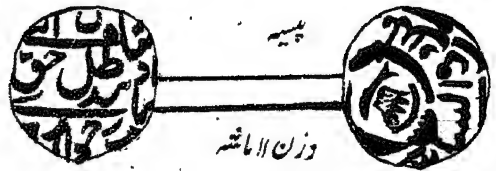


وزن امانتہ

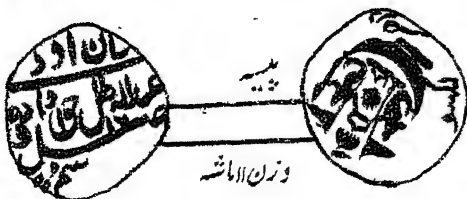
واجد علی شاہ



پیشہ

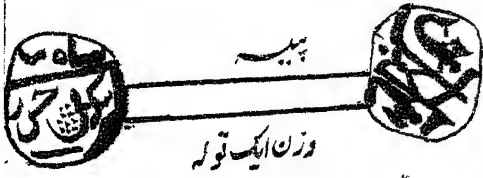


پیشہ

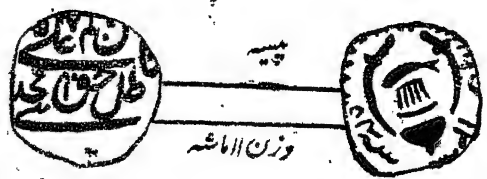


وزن امانتہ

پیشہ

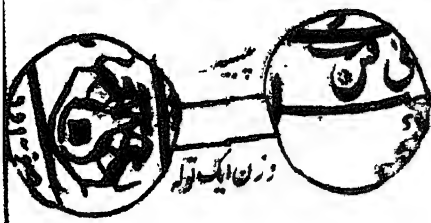


پیشہ

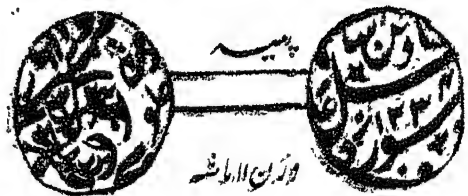
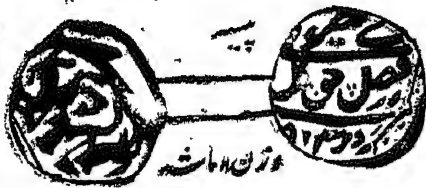




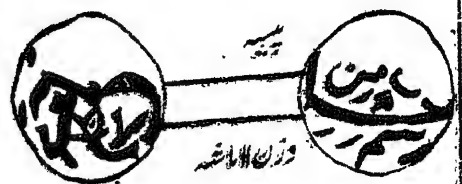
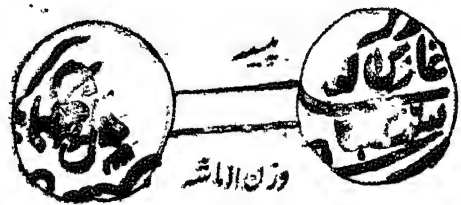
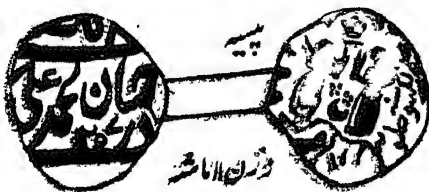
بیکه باکے شاہان اوودہ غازی الدین جید



نصیر الدین جید



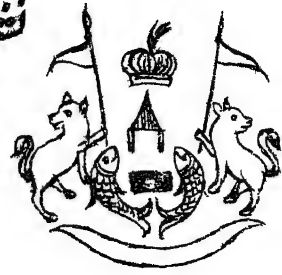
محمود علی شاہ



# نشاطات شایان اوده



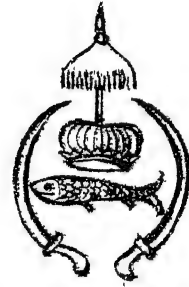
نصیر الدین محمد پادشاه



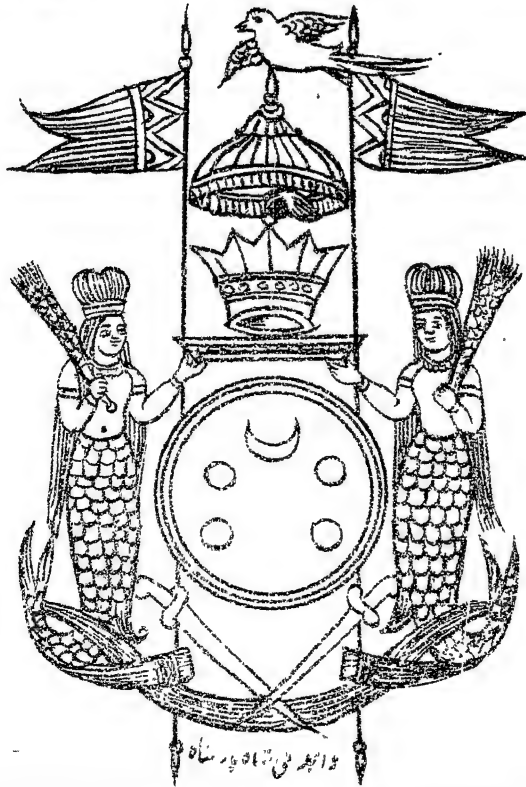
غازی الدین خیدر پادشاه



محمد علی شاه

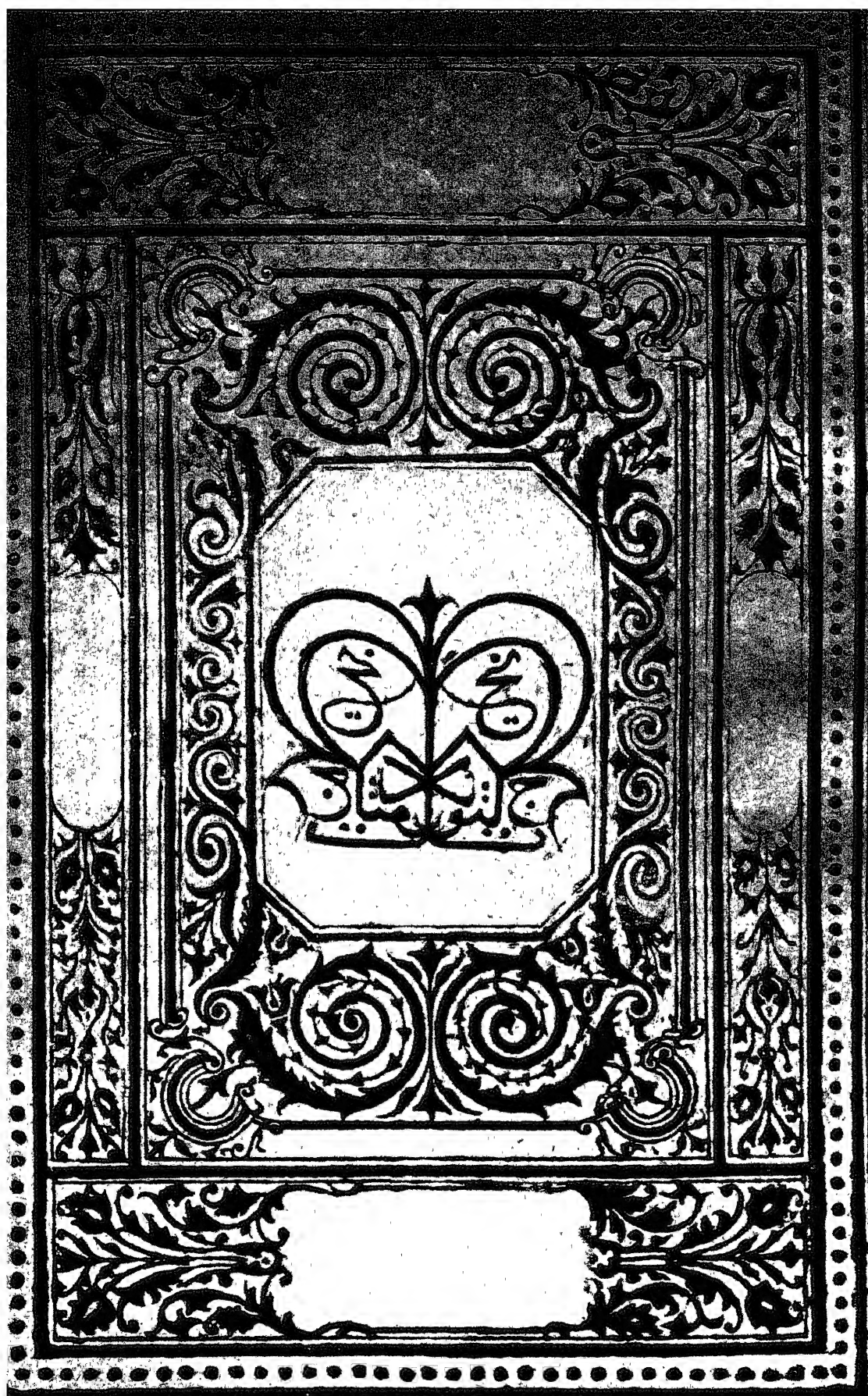


محمد علی شاه پادشاه



ولایت افغانستان













## سرکار کینی انگلیش کے متسلط ہونے کا حال

عہد شہنشاہ اکیس یورپ سے ہندوستان میں اول پرتگالی اور  
فرانس بطریق سوداگری آمدورفت رکھتے تھے۔ انگیزیوں نے  
جب یہ دیکھا کہ پرتگال اور فرانس و غیرہ فرنگستانی آدمی  
ہندوستان میں جاتے ہیں اور یہاں کی تجارت سے زیادہ  
نفع اٹھاتے ہیں تو پھر ان سے خاموش نہ رہا گیا۔ چنانچہ انہوں  
نے بھی اپنے مال کے جہاز بھیجنے شروع کئے۔ ۱۵۹۹ء  
میں دہلی سے پہلے سے ان کے ایک کشتیوں حصہ داروں نے ستر ہزار  
روپیہ جمع کر کے ان میں تجارت کرنے کے لئے ایک کوٹھی قائم کی اور وہ  
ہی برس وہاں کی ملکہ انگریز سے چند شرطوں پر اس امر  
کی اپنے نام سند لکھوائی کہ سوائے اس کینی (چندرکار) کے  
دوسرے کوئی یورپین ہندوستان میں اگر تجارت نہ کرنے  
پائے۔ مگر جب اس ملک میں ان لوگوں نے اپنا عمل اور  
دخل کرنا شروع کیا۔ تب ۱۶۰۰ء میں ان کو سوداگری  
کرنے کی ممانعت ہوئی بلکہ تجارت کے لئے عام اجازت  
ہو گئی وہ روک ٹوک جاتی رہی اور یہ کینی ایک سرکار کے  
خطابے نامزد ہو گئی۔ انگیزی زبان میں چند شرکت کرنے  
والوں کو کینی کہتے ہیں۔ اس واسطے ان سب سے سوداگروں کا  
نام بھی ایسٹ انڈیا کینی رکھا گیا۔

جب انگلستان میں یہ کینی قائم ہوئی تو اس زمانہ میں یہاں اگر  
پادشاہ تخت نشین تھے۔ ہندوستان میں اول اول انگیزیوں  
کی کوٹھیاں ۱۶۰۰ء میں سورت احمدیاد کھجیات اور  
گھوٹکے میں کھولی گئیں۔ اور ۱۶۰۲ء میں بنگالہ کے اندیشور  
اور اس کے دو سال بعد مدراس میں بھی ۱۶۰۳ء میں پرتگال  
کے پادشاہ سے یہی کا پالیا گیا۔ اور ۱۶۰۳ء میں بنگالہ کے  
صوبیدار نے کلکتہ گوبند پور اور جھوٹاٹی یہ تینوں دیہات  
انگریزوں کو حوالہ کر دیئے۔ اور کلکتہ میں ایک قلعہ بھی جس کا  
نام اب فورٹ ولیم ہے بنانے کی اجازت ملی۔ ان دنوں  
کلکتہ کل ستر جھونپڑیوں کا ایک گانہ تھا۔ ۱۶۰۳ء میں  
بنگالہ کے صوبہ دار نواب سراج الدولہ نے اس بات پر کہ  
انگریزوں نے ہمارے ایک ملزم کو جو ڈاک سے کچھ تیرا  
لے کر بھاگا تھا پناہ دی ناراض ہو کر کلکتہ پر قبضہ کر لیا۔

اور ۱۶۰۶ء یورپین کو جو اس وقت وہاں موجود تھے۔  
تنگ و تار کو ٹھہری جس کی کشادگی سات گز مربع سے زیادہ  
تھی اور جس کو ایک انگریز بلیک ہول رکالی بل پکارتے ہیں  
قسمت کر دیا کہ دوسرے دن ان میں سے ۳۳ زندہ بچے  
کرئیل کلا یو صاحب یہ خبر سنتے ہی مدراس سے فوسو گورے  
اور چندرہ سوتلنگے لے کر کلکتہ میں آئے اور اس پر قابض ہو کر  
خاص ہرشد آباد پر دھاوا کر دیا۔

۱۶۰۷ء کی ۲۳ جون کو پلاسی کی جنگ میں سراج الدولہ کی  
فوج جو ستر ہزار کے قریب تھی پاپا ہوئی۔ نواب بھاگا۔  
اسی دن گویا ہندوستان میں انگیزی عملداری کی بنیاد قائم  
ہوئی۔ پھر ۱۶۰۸ء میں شاہ عالم بادشاہ نے جو اس وقت دہلی  
تحت پر تسلط تھا صوبہ بہار بنگالہ اور اڑیسہ تینوں صوبوں کی  
دیوانی کا پروانہ کینی کے نام لکھ دیا کہ جس سے دو کروڑ روپیہ آمد  
کا وسیلہ ہو گیا۔ اور وزیر آصف الدولہ نے روہیلوں کی جنگ میں  
مدد لینے کے لئے ۱۶۰۸ء میں بنارس کا علاقہ دروہست ان کا  
دیدیا۔ ان دنوں ہندوستان کی بادشاہت کا عجیب حال تھا۔  
آپس کی نا اتفاقی اور ہمیشہ کی لڑائی بھڑائی کے باعث خاندان  
تیموریہ کے قلعہ فتح پور ہاتھا تھا۔ پادشاہ شطرنج کے مہرے کی طرح لوگوں کے  
ہاتھ میں پڑ کر مات ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۶۰۸ء میں نادر شاہ  
ایرانی اور پھر چند روز بعد شاہ درانی نے جو سابق نادر شاہ کے  
سرداروں میں تھا ایسی ایسی سخت پورش اس ملک پر متواتر کیں  
کہ یہی ہی قوت بھی دلی کی جاتی رہی۔ یہ رنگ دیکھ کر صوبہ داروں  
نے پادشاہ کی فرمانداری کا عیشیہ اپنے کندھوں سے اتار دیا۔  
جس کے باپ دادا نے چاہا کہ بھرنے پر دخل نہ پاتا تھا اس نے بھی  
ہندوستان کی پادشاہت کو حلوائے بے دودھ سمجھ کر ہاتھ دوڑایا  
خلاصہ یہ ہے کہ ادھر تو دہلی کے صوبیدار نظام الملک نے جید آباد  
میں اپنی حکومت مستحکم کی اور ادھر نواب وزیر نے آدھ کے صوبہ  
کو اپنا ملک تصور کر لیا۔ اگرے تک مرہٹوں نے خازنگری کر کے  
دھنیکامشی سے چوتھ لینا شروع کر دیا اور سکھوں کی پورش  
سرحد تک ہونے لگی۔ بھرت پور کے جاٹ بھی متمرد بنے  
ہوئے تھے۔ روہیل کھنڈ کے روہیلے جدا خود مختار بن گئے تھے۔  
پادشاہ اگرچہ برائے نام دلی کے قلعہ میں بیٹھا تھا۔ لیکن وہاں بھی  
انہیں کوئی بیٹھا رہنے نہیں دیتا تھا۔ دہلی کی نوبت یہ تھی کہ آج

وہاں اندونون شاہ عالم پادشاہ قلعہ کے اندر سینہ ہیا کی قید میں پڑا تھا۔ لارڈ ولزلی نے پادشاہ کو قید سے چھوڑا اگر ایک لاکھ روپیہ جینے سے زیادہ ان کی خواہ۔ تھر کر دی۔ کچھ دنوں بعد نیپالیوں نے اپنی حدود سے باہر قدم نکالا۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ کانگریس تک چلے آئے۔ جب پہاڑ سے اوتر کر ترائی میں رعایا سے انگلشیہ کو پریشان کرنے لگے تو سرکار نے اُن کی بھی گوشمالی کرنا مناسب خیال کیا۔

۱۸۱۷ء میں ملون کے قلعہ پر ان کی فوج کو پاپا کر کے کالی ندی کے پچھم رخ کے پہاڑ تو اپنے قبضہ میں کر لیے اور یورپ کی طرف اُن کا دخل رہنے دیا۔ اگرچہ باجی رائے نے اپنی بکسی کے وقت میں انگریزوں سے معاہدہ کر لیا تھا۔ لیکن دل میں دغا کی چال چلا چاہتا تھا جسے کرائس نے ۶ نومبر ۱۸۱۷ء کو پونا کے درمیان دھڑکی میں آگ لگا دی اور انگریزی سپاہی جو تھوڑے سے وہاں متین تھے اون کا مقابلہ کیا۔ اور ادھر سے سینہ ہیا کا خط بھی راجہ نیپال کے نام ایسا گرفتار کیا گیا جس سے اُس کی قلبی عداوت انگریزوں کے ساتھ ثابت ہو گئی۔ پنڈاروں نے بھی قریب پچیس ہزار سوار کے فرائم کر کے تمام ملک میں غارتگری شروع کر رکھی تھی۔ ہلکے کے کارور بھی سرکار کے مخالفوں کی جانب داری کرتے تھے۔ امیر خان واسے ٹوٹیک اپنے ٹھکانوں کے ہمراہ راجپوت کو بباد کر رہا تھا۔ ہندوستان میں بھروسہ خاندانی آگ بھڑکتی چلی جاتی تھی۔ سکر لارڈ ہیسٹنگ صاحب جو اس زمانہ میں گورنر جنرل تھے انہوں نے ہوشیاری سے سب کا انتظام کر لیا اور اپنی فوج کو چاروں سمت اس طرح دوڑایا کہ ادھر تو سینہ ہیا کو جو کچھ سرکار نے ڈرایا سب تسلیم کر کے راجپوتانہ سے اپنا اقتدار بالکل اٹھالینا پڑا اور ادھر امیر خان اپنا تو بچانہ سرکار کے سپرد کر دیا۔

باجی رائے پیشوا نے بھی سرکاری خزانے سے آٹھ لاکھ روپیہ پیش کر کے پٹھوں میں لگا کو سینا اختیار کیا اور ہلکے کی فوج نے مہید پور میں شکست کھا کر سرکار ذوی الاقتدار کی فرمانبرداری اختیار کی۔ پھر توناگ پور کا راجہ خود کردہ پشیمان ہو کر مارے دہشت کے اپنی ریاست سے بھاگ گیا۔ چنانچہ سرکار نے اُس کا کسی قدر ملک لے کر باقی اُس کے وارثوں کو عطا کر دیا۔ پنڈارے اسقدر مارے گئے استے قتل ہوئے کہ اُن کی نمود

ایک پادشاہ تخت پر بیٹھا۔ کل کسی دوسرے نے اُس کا سر کاٹ کر سکے خطبہ اپنے نام جاری کر لیا۔ ابھی تلوار کا لہو خشک ہونے نہیں پایا تھا کہ قیسرے نے اُس کو بھی موت کا فرو کچھا دیا۔ اور سلطنت پر شکن ہوا۔ کبھی پادشاہ مرہٹوں کی قید میں پڑ جاتا تھا اور کبھی رنجو کے پیچھے میں گرفتار رہتا۔ غرض شہنشاہ جب اکبر کے پر پوتے اورنگ زیب عالمگیر پادشاہ نے انتقال کیا تھا کہ ام ٹیک نے شاہ عالم کے روز اول جلوس تک تریس برس کے اندر پادشاہ اور امیر شاہ کے ماسوا جو وہ پادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے اور اگر ان میں سے محمد شاہ کی سلطنت کے تیس سال نکال ڈالے جائیں تو ۲۳ برس کی مدت میں تیرہ پادشاہ گزر گئے۔

پس خیال کرنا چاہیے کہ پادشاہوں کی حالت جب ہرہو شہر کی کسی ہو تو بباط سلطنت کیسے قائم رہ سکتی ہے۔

جیدر علی کی بیٹے سلطان شیونے پہلے انگریزوں کے ساتھ دشمنی پر کرماندھی۔ اور لڑائی اودھائی۔ جیدر علی میسور کو راجہ کو آکر لین دربار سے تھا۔ موقع پا کر اُس کا سارا ملک واپس لیا۔ پونا کا وائسٹو کے ادبہار سے یہ قصد ہوا کہ انگریزوں کو دکن سے نکال دے کئی برس کی لڑائی میں آخر کو ۱۷۹۹ء میں شری رینگ پٹن کے محلے کے ضلع میں وہ انگریزی فوج کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ملک اس کا بہت سرکار کے قبضہ میں آیا۔ اسی زمانہ میں سرکار کو مرہٹوں کی طرف سے کٹھک پید ہوا۔ فرسیدیوں کو وہ بھی فوکر رکھنے لگے۔ تب لارڈ ولزلی صاحب گورنر جنرل نے ان کے پیشوا باجی رائے سے دوستی کرنی چاہی۔ اس نے اس وقت تو دولت رائے سینہ ہیا کے اغوا سے نہانا۔ لیکن جب جسونت ہلکے نے اُس پر دانا کیا۔ تب سرکار سے قول و قرار لیا۔ اور بند بکھٹن کا علاقہ بھی حوالہ کر دیا۔ یسٹ انڈین کمپنی نے نشان بغاوت بلند کیا۔ اور دل میں سمجھا کہ ناگ پور واسے سے متفق ہو کر کچھ خاندان پر کرے۔ لیکن ادھر تو لارڈ ولزلی صاحب نے ٹوٹیک اور سواری اور دہلی اور ادھر جنرل ولزلی نے آسانی اور ارکانو کے مقابلوں میں ہلکے اور سینہ ہیا کے ایسے حوصلہ پرست کے کڑا خوکوستان ۱۸۰۷ء میں ناگ پور کے راجہ نے ٹوٹیک کا ضلع اور سینہ ہیا نے بالکل انتر پیدا کیے گنگا اور جتنا کے پچ کا ملک دیکر انگریزوں سے اپنا چھاپا چھوڑا۔ اب جاریہ علاقوں پر قابض ہونے سے انگریزوں کی حکومت دہلی تک پہنچ گئی۔

نہ رہی جو کچھ بچے وہ لوٹ مار سے تائب ہو کر زراعت کا پیشہ کرنے لگے۔ غرض ۱۸۵۷ء میں مرہٹوں کی جنگ جہاں تمام و کمال فتح کے ساتھ ختم ہوئی۔ اور سب طرف سے سلامتی کی راہ کھلی۔ کابل کی جنگ کے وقت سندھ کے امیروں نے کراچی اور ٹھٹھا سرکار کی تفویض میں دے دیا۔ اور سندھ ندی کی راہ سے محصول اٹھانے کا اقرار چند شرائط کے ساتھ سرکار سے کیا تھا۔ لیکن خلافت معاہدہ کی۔

تب ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ برطانیہ نے ان کو بھی اس ملک سے نکال کے دہان بالکل اپنا عمل دخل کر لیا۔ اس کے بعد ۱۸۵۷ء کے آخر میں سکھوں نے تلج پور اتر کر سرکار پر یورش کر دی لیکن آخر کار منہ ہٹ کر لکھا۔

پہلے تو سرکار نے ۱۸۵۷ء میں ان کا صرف چاند ہر دھاب اور سٹیج کے اس طرف کا ملک ضبط کر لیا تھا اور قصور معاف کیسے دلیپ سنگھ کو لاہور کے تخت پر بجال رکھا اسی پر بھی یہ لوگ جنگ جہاں سے باز نہیں آئے اور ایک مدت تک لڑتے رہے۔ تب ۱۸۵۷ء میں سرکار نے تمام و کمال ضبط کر کے اپنی عمارتوں میں شامل کر لیا۔

وردیپ سنگھ کو پنجاب سے خارج کر کے دس ہزار روپیہ ہینہ اس کے گذارہ کے لئے مقرر کر دیا۔ اب زمانہ موجوڈ میں ملک سے نکلتے ہوئے بالکل انگریزی عمارتوں میں اور چالیہ سے سمندر تک انہیں کا ڈک لکچ رہا ہے۔ اس کے فضل و کرم سے سرکار کی حکومت اس قدر بڑھی ہوئی ہے جو باستان و ملک روس پر عظیم یورپ سے بڑا ہے۔ افغانستان نیپالی اور بھوٹان برطانیہ عزا کو تسلیم کرنے والے ہیں۔ بلوچستان میں کار قہ ۱۲۰۰۰۰ میل مربع ہے اور کشمیر و ممالک متعلقہ نل چترال ہنزہ و دیگر اس کے حدود میں داخل ہیں۔ شمال و مغرب میں کچھ عرصہ سے سرحدی صوبہ قائم ہوا اور چان ایک حد کی اجاک صراحت نہیں ہوئی۔ اس کے شمال و شرق کی جانب چند قطعات ہیں جسں مختلف جرگے آباد ہیں جن پر پولیس اقدار سے حکومت ہوتی ہے گو ابھی تک واقعی طور پر یہ قطعات گورنمنٹ ہند کے ماتحت نہیں ہیں۔ ہندوستان کی ملکی حد فارس کے ساتھ سمندر سے دو انفاز تک جو دریائے ہرود پر واقع ہے چلی گئی ہے اور وہاں سے اسی سلطنت کے کنارے

کنارے جو بموجب اقرار نامہ ۱۸۵۷ء کے قرار پائی تھی اور اس ملک اور وہاں سے اس کے ساحل تک نیچے کی شاخ کے ساتھ ساتھ جھیل و کٹوریٹیک اور جھیل و کٹوریٹیک کے مشرقی کنارے سے لے کر اس خط کے ساتھ جو ۱۸۵۷ء میں سلطنت چین تک تگم باش پامیر تک قرار پائی ہے پھیلی ہوئی ہے اس مقام سے ہند چین کو نکراتی ہوئی جاتی ہے۔ خصوصاً ہالیہ بہاڑ کی چوٹیوں سے۔ حتیٰ کہ فرانسیسی علاقہ کے حدود جو اسی ملک پر واقع ہیں آجاتی ہے۔ ہندوستان کی سرحدیں ملک سے چل کر ملک آسام میں ملتی ہوئی چلی جاتی ہے اور سمندر تک نصف جزیرہ نمایا لایا ملک پہنچ جاتی ہے۔ سمندر میں پرے سلطنت ہندوستان میں جس نے انڈیاں و نکو یار۔ لکھا پ۔ عدن۔ یرم ریاست شمالی دریاست سکوترا۔ بحرین اور مختلف ریاستیں جو عدن کے خلیج فارس تک ساحل پر واقع ہیں مل گئی ہیں۔ ہندوستان مع بلوچستان کے شمالی عرض البلد کی آٹھویں ڈگری (نشان) سے سینتیسویں ڈگری تک چلا گیا ہو کر پانچ سے طول البلد میں سو ڈگری (نشان) پھیلا ہوا ہے اور خود کلکتہ مشرقی طول البلد کی اٹھاسی ڈگری میں واقع ہندوستان کا کل قصبہ سرحدی سرحد لاکھ میل مربع شمار کیا جاتا ہے جس میں چھ لاکھ اسی ہزار مربع میل پر دیسی ریاستیں قابض ہیں اور باقی برطانیہ اعظم کے تحت حکومت میں ہے۔ ہندوستان کی آبادی بموجب مردم شماری ۱۸۵۷ء ۱۸۶۱ء ۱۸۷۱ء ۱۸۸۱ء ۱۸۹۱ء ۱۹۰۱ء کی آبادی ریاست ہائے شان شامل ہیں اور بلوچستان کی آبادی اور شمالی ہند کے سوا حل کی آبادی جو سرکار انگلشیہ کے زیر حفاظت ہے شامل نہیں ہیں۔ پیش اندازی کی آبادی ۱۸۵۷ء ۱۸۶۱ء ۱۸۷۱ء ۱۸۸۱ء ۱۸۹۱ء ۱۹۰۱ء جس میں سے ۱۸۵۷ء ۱۸۶۱ء ۱۸۷۱ء دیسی ریاستوں کی ہے اور اس دس سال میں جو توفیر ہوئی وہ بحساب ۱۰ فیصدی ہے۔

اب ہم کو یہ بھی آگاہ کرنا ضرور ہے کہ ہندوستان میں کس قدر زبانیں بولی جاتی ہیں

زبان ہائے ہندوستان



علاوہ ان زمین جو زبانی چندہ گستان میں بولی جاتی ہیں وہ باسٹنٹائے انگریزوں کے جو ایک ہزار سے کم افراد بولتے ہیں تعدد میں ۱۴۰۰ ہیں جن کی متعدد شاخیں ہیں اور جن میں سے ہمیں زبانی جو پانچ شاخوں سے متعلق ہیں ایک لکھنؤی ہر ایک زبان بولتے ہیں۔ باسٹنٹائے صوبہ برہما جو طبع بنگالہ کے مشرقی سمت واقع ہے اور جو جزیرہ تاسے ہندوستان کا کوئی حصہ نہیں ہے ملک کو حساب جغرافیہ یا تقسیم ارضی کے لحاظ سے تین حصوں پر تقسیم کرتے ہیں یعنی مالک قریب کوہ پچا شمالی دریاؤں کے میدان اور جنوبی سطح مرتفع اول حصہ میں سلسلہ کوہ ہمالہ اور ان کی جنوبی شاخیں شامل ہیں یہ حصہ قلمرو برٹش کی حد سے پرے واقع ہے اور جس کو ضرور ہندوستان کی شمالی قدرتی حد خیال کرنا چاہئے اور اس کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میں دو عظیم الشان سلسلہ کوہ شامل ہیں جو شمال مغرب سے جنوب مغرب کو پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں بیشمار بڑی بڑی گھاٹیاں ہیں۔ جنوبی سلسلہ جو دلدل والی زمین سے گنگا کے شمال میں اور اس کی گزرگاہ کے متوازی چلا گیا ہے میدان سے میں ہزار فٹ کی اونچائی پر ہے اور سب سے بلند چوٹی تصور کی جاتی ہے جس سے اونچی کوئی اور چوٹی کرہ دنیا پر آج تک پیمائش نہیں کی گئی۔

کوہ ایورسٹ ۲۹۰۰ فٹ بلند کچھ گنگا ۲۸۸۰ فٹ وہو ایگری ۲۶۰۰ فٹ اور کوہ گودون اوسٹن ۲۸۲۵۰ فٹ قریب انصال پہاڑ ہندو کش سلسلہ پہاڑ کے وسط میں ہیں۔ مگر ہمالیہ پہاڑ نہ صرف بچاؤ کی ایک دیوار ہے بلکہ پانی کا منبع اور ذخیرہ ہے جو ہندوستان کے میدانی گرم ملکوں کو سیراب اور شاداب کرتا ہے۔ ہمالیہ پہاڑ کے اطراف سطح زمین کے مختلف قدرتی منطقہ نمایاں ہوتے ہیں یعنی منطقہ بارہ و منطقہ معتدلہ و منطقہ منجمدہ۔ جوں جوں نیچے کے میدانوں سے اوپر کے رخ چلتے جاؤ کوہ ہمالہ کے علاقہ کی پیداوار سے مختلف اقسام کے نباتات شامل ہیں مثلاً مصالحہ۔ دیودار۔ باجر اور دیگر ترکاریاں وغیرہ۔ اور بیشمار ویسی اقسام کی اور تواریسی نسل کی ہیں اور دونوں قوم کے میل کی نسل بھی پائی جاتی ہے۔ شمالی بحری میدان جو ہمالہ کے دامن میں

واقع ہیں اور جو سمندر سے سمندر تک پھیلے ہوئے ہیں ان میں وہ سرسبز ارضیات شامل ہیں جو بجا رنگا اور بجا رسدھ اور جونی برہمپتر اور معاونوں سے سیراب ہوتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ پر چار دریا کوہ ہمالہ سے نکلنے ہیں جن میں سے دو پہاڑ شمالی سمت سے یعنی سندھ جو غرب کی طرف بہتا ہے۔ اور برہمپتر اعراف سنگیہ شرق کی طرف بہتا ہے باقی دو دریا شمالی ڈیلان پر ہیں۔ یعنی ستلج جو چاند مغرب اور جانب جنوب مغرب نو سویل تک بہہ کر اور ان کے ساتھ بہت سی ندیاں میٹ کر دریائے سندھ میں شامل ہو جاتا ہے اور دریائے گنگا جو اپنے جنوب مشرقی راستہ میں سولہ سویل تک چلی گئی ہے بنگال کے وادی سیراب کرتی ہے ساتھ ہی اس کے برہمپتر جو شمال کے رخ پہاڑوں سے ہو کر بہتا ہے ہمالہ کے مشرقی سرے تک پہنچ کر ایک جنوب کی طرف ٹر جاتا ہے اور پھر مغرب کی سمت اور سب سے اخیر دریا سے گنگا میں جا ملتا ہے اور یہ دونوں دریا ملکر خلیج بنگالہ میں گرتے ہیں دریائے سندھ ۸۰۰ میل اور برہمپتر ۱۵۰۰ لانہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ کوہ ہمالہ کا تمام پانی جو اس کے شمالی اور جنوبی جھیلوں پر لکھنا ہوتا ہوا ہندوستان میں آتا ہے اور یہ نتیجہ زمین کے خاص طور پر واقع ہونے پر موقوف ہے اور اسی سبب سے نہ صرف ہندوستان میں ہر قسم کی افراط اور دولت پیدا ہو گئی ہے بلکہ یہ ملک بہت سی صدیوں سے غارت گردوں اور حملہ آوروں کا شکار گاہ بن گیا ہے نہایت سرسبز اور آباد حصہ ہندوستان کا ان تینوں دریاؤں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ جس کا کل رقبہ گیارہ لاکھ چھپیس ہزار مربع میل سمجھنا چاہئے۔ ان میں سے ہر ایک دریا اس ملک کے لئے جسکو وہ سیراب کرتا ہے ایک بہت بڑی دولت ہے خصوصاً گنگا اس دولت کا باعث ہے۔ دریائے گنگا نہ محض بنگالہ کا جسکی راستہ ہے بلکہ مختلف اطراف میں آبپاشی کرنے والا دریا ہے۔ بغیر دریائے گنگا کے تجارتی مال کی آمد برا بہت دشوار ہوتی اور یہ صوبہ بالکل ریگستان نظر آتا۔ گنگا کی گھاٹی اس قدر سرسبز ہے کہ ۶۰ ملین کی کل زراعت پیشہ آبادی کا گذر اس پر موقوف ہے اور فی مربع میل ۷۰ آدمی آباد ہیں۔ جو پڑاویہ کاشتکاری اوقات بسر کرتے ہیں درحالیکہ انگلستان اور ویلٹ کی اوسط گنجائش فی مربع میل پانچو آدمیوں کی ہے

اور اندر کی جانب سے قابل گذر ہے اور تجارت اور دیگر بندہ  
 من اس علاقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ اس علاقہ  
 کے پہاڑی ڈیلو خاص کر مغربی گھاٹ کے گرم ملکوں کے  
 قدیمی وادی کو خوشنما نباتات اس وقت تک ہیں۔ تن۔ آبنوس  
 اور ہندوستانی۔ مہاگنی زیادتی سے ہوتا ہے۔ اسی طرح سفید  
 اور سیاہ لکڑی۔ مندل اور بنس لوچن کے درخت۔ تہوہ وان  
 کثرت سے بویا جاتا ہے اور چاوا اور سنکونا کی بھی پیداوار ہوتی  
 ہے۔ مانتی۔ شیر۔ ارنایہینا۔ تیندو۔ ہرن۔ میٹر۔ مختلف قسم کے  
 چھوٹے چھوٹے شکار۔ حیدلکن کے لئے ایک عجیب و غریب پیدا  
 کرتے ہیں۔ وادی (گھائی) میں اور اونچے اونچے میدانوں میں  
 کثرت سے انواع انواع قسم کی پیداوار ہوتی ہے۔ خاص کر وہ  
 پیداوار جو دریائے گنگا کے جنوبی میدانوں میں ہوتی ہے جنوبی  
 سطح مرتفع زمین سے گذشتہ زمانوں کے معدنیات جہیں  
 سونا بھی شامل ہے حاصل ہوتے ہیں اور جو معدنیات اب پائی جاتی  
 ہیں۔ وہ کوئلے۔ چوہنے اور لوہے کی قسم سے ہیں اور سیور کے علاقہ  
 میں کامیابی کے ساتھ سونے کی کاشت بھی نکلتی ہیں۔ جزیرہ نما کے  
 مغرب کی طرف اقلیم ہند میں پہاڑی خیر علاقہ ہیں اور کم آباد  
 اور بوچھان کا کچھ آباد علاقہ ہے۔ جس میں کوئلے اور پٹرولیم کی معدنی  
 دولت کسی قدر موجود ہے جزیرہ نما کی مشرقی سمت یہاں کا بڑا صوبہ  
 ہے جسکو دریائے رافٹی اور اس کے معاون اور دریائے سالوین  
 سیراب کرتے ہیں۔ دریائے وائے کے قریب ہموار میدان ہے اور  
 ملک کے اندر کی طرف جا کر پہاڑیان اور اونچے نیچے ٹیلے ہیں۔  
 اور شمال میں بالکل پہاڑ ہے۔ سب سے بڑی پیداوار چاول  
 ہے۔ روئی۔ سرسوں۔ تاکو کثرت سے جاتے ہیں جھگلات  
 خاص کر کن کے ہیں۔ جس کی بہت کچھ دسامہ باہر جاتی ہے اس  
 صوبہ میں جس قدرت کی زیادہ ترقی ہو سکتی ہے وہ چاؤ کی کثرت  
 ہے کیونکہ چاؤ کا درخت یہیں پیدا ہوتا ہے۔ برہما میں کاشت  
 کثرت سے ہیں۔ لعل پنا وغیرہ معدنیات سے برآمد ہوتے ہیں۔ اور  
 سونا چاندی بھی موجود ہے۔ تین سے تیل نکالنے کے کوئلے بھی  
 جاری ہیں۔ کوئلہ۔ تانبا۔ مین۔ سیسما بھی پائے جاتے ہیں۔  
 اقلیم ہند کا ۳ حصہ بالکل برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اور  
 انتظامی لحاظ سے آٹھ بڑے بڑے صوبوں میں منقسم ہے۔ یعنی  
 بنگال۔ مالک۔ متحدہ اکرہ و آودھ۔ صوبہ پنجاب۔ صوبہ متوسط

چند ذرا سمجھنا اسلئے میں جن میں بنگال فی مرل میل نو سو  
 سے زیادہ کی آبادی ہے جنوبی بنگال میں بیس روز کے اندر تین  
 فصلیں ہوتی ہیں۔ مگر وائل مختلف تخمینہ جی اپریل اور مئی میں کٹے  
 جاتے اور شروع چاول کی فصل ستمبر میں اور بڑے چاول کی فصل  
 دویا میں ماہ بعد۔ شمال مغربی بنگالہ کی ترکاریوں کی پیداوار۔ آم  
 انناس اور املی ہیں اور اس کی مختلف شاخوں میں جو ارضی ہے  
 اس میں چاول۔ بانس۔ اور قسم قسم کے ناریل اور کھجوریں وغیرہ  
 پیدا ہوتی ہیں۔ شمال میں گیہوں۔ کئی۔ جوہر۔ اور چوپا ہوتا ہے  
 اور جنوب میں نیل۔ روئی۔ گنا۔ تاکو اور مثل کشمش۔ انگور  
 گوند۔ خرپوزہ۔ چاؤ۔ آبیون۔ پوست شہتوت اور جوٹ کی  
 بھی کاشت ہوتی ہے۔ جبکہ کوہ ہمالہ جانب شمال اور کوہ  
 سلیمان جانب شمال مغرب ہندوستان کے پیدا کی ترقی  
 روک ہیں۔ اسی طرح بنیاد چل پہاڑ جو بالکل مشرق اور مغرب  
 رخ خلیج گیمات سے چلا گیا ہے۔ شمال ہندوستان کی جنوبی  
 روک بنتا ہے۔

جنوبی ہندوستان یا دکن مثلث شکل کا ایک اونچا مقام ہے  
 اور اس کی ارضی ساخت نہایت پرانے زمانہ کی ہے۔ اور  
 اس کے حدود یہ ہیں کہ دونوں طرف ساحل مالابار اور ساحل  
 کورونڈل جو اس کاری پر ختم ہوتے ہیں اور قسری جانب  
 بندیا چل پہاڑ جو دریائے زبدا کے شمال میں ہے۔ مشرق اور  
 غربی گھاٹ سلسلہ کوہ کی مثلث نما صورت کو پورا کر دیتے ہیں  
 جن سے یہ علاقہ محصور ہے غربی گھاٹ ساحل سمندر قریب واقع  
 ہیں کہ ان میں سے ان دریاؤں کے جانے کو راستہ نہیں ملتا  
 ساحل مالابار پر ہم کو کوئی نہی یا نالہ نہیں ملتا۔ تمام دریا جو بے تعدد  
 اور بڑے بڑے ہیں۔ مشرق کی سمت بہتے ہیں اور مغرب کی  
 گھاٹ کی غاروں اور دروں سے گذرتے ہیں اور خلیج بنگال  
 میں جا گرتے ہیں۔ چار بڑے دریا یہ ہیں۔ مہاندی بالکل جانب  
 شمال مشرق ۵۲۰ میل لمبا گوداوری ۹۰۰ میل لمبا اور  
 کشنا ۸ سو میل لمبا راکا دیوی ۴۲ میل لمبا ہے دریائے  
 زبدا اور دریائے تاپتی کے درمیان ست پڑہاڑ واقع ہے۔  
 جنوبی ہندوستان کا قدرتی جغرافیہ قابل دید ہے یعنی جنوب مغربی  
 ساحل جو پہاڑوں سے مسدود ہے بہت پرانے زمانہ کا ہے۔  
 جنوب مشرقی حصہ نہایت کشادہ ہے اور سمندر کی طرف سے

سرزمین برطانیہ کی ہو۔ لیکن ضرورت کے وقت اس بات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس کی مثال ملکہ وکٹوریہ کے شوہر پرنس البرٹ تھے قدیم زمانہ میں ایسے مشیر جب تک بادشاہ زندہ رہتا تھا اپنے منصب پر بحال رہتے تھے مگر اب بادشاہ کی وفات کے بعد ماہ تک اپنے منصب پر قائم رہتے ہیں اور ایک مقررہ مدت کے موافق انہیں نئے بادشاہ کے تحت نشین ہونے پر اپنے منصب کے تحفظ کے لئے دوبارہ حلف اٹھانا پڑتا ہے۔

انگلستان کی موجودہ مجلس وزراء کی پیدائش اسی مجلس شوریٰ سے ہوئی ہے۔ مگر قانون کی منظوری سے نہیں اور اب بھی قانون کا کوئی اختیار وجود نہیں ہے۔ اس حیثیت سے مجلس وزراء کو ممبران بادشاہ کو مشورہ دینے کا بھی استحقاق حاصل نہیں رکھتے۔ اور نہ یہ اصرار کرنے کا کہ اس کے مشورے پر عمل کیا جائے۔ قانون میں پریوی کونسل کے نام سے اس کا وجود پایا جاتا ہے نہ کہ مجلس وزراء کے نام سے۔ لارڈ میڈ کاٹے کی تحریک کے موافق مجلس وزراء کی پیدائش طبع ہوئی کہ پریوی کونسل صدیوں تک شانان انگلستان کے مشیر بنے رہے لیکن اس جماعت کے ممبروں کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث امور مملکت رازداری اور سرعت کے ساتھ انجام نہیں پاسکتے تھے۔ اس نئے بادشاہ کل مجلس سے مشورہ کرنے کی بجائے صرف چند منتخب ممبروں سے مشورہ لینے لگا۔ جس کی رائے اور ذات پر ان کو کامل اعتبار تھا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ پریوی کونسل ایک عضو محفل ہو گئی اور اس کی جگہ ایک چھوٹی سی جماعت نے لے لی۔ چونکہ بادشاہ اس جماعت سے خلوت میں مشورہ لیا کرتا تھا۔ اس لئے تحقیقاً اس کا نام کینٹ پر گیا۔ مگر اس زمانہ میں تو انگلستان کی حکمرانی اسی مجلس کے ہاتھوں میں ہے۔ تاہم اس مجلس کے ممبروں کے نام سرکاری طور پر شائع نہیں کئے جاتے اور ان کے جلسہ اور تجاویز کی کوئی مثل رکھی جاتی ہے۔ ایک اہم تبدیلی یہ ہو گئی ہے کہ پریوی کونسل کے اجلاس میں تو بادشاہ بذات خود شریک ہوا کرتا تھا۔ لیکن کینٹ کے اجلاس میں اس کا شریک ہونا خلاف قانون سمجھا جاتا ہے۔

### مجلس وزراء کی ترتیب

مجلس وزراء کے ممبروں کی تعداد ہمیشہ ایک نہیں ہوتی۔ اس میں دس ممبر تو اعلیٰ درجہ کے سرکاری منصبوں پر مامور

نہ ہند۔ آسام، بہار، اور چھوٹے صوبے۔ باقی پانچ حصہ میں بہت سی دیسی ریاستیں شامل ہیں۔ جن کے والیان حضور شاہنشاہ ملک مظہر ایڈورڈ ہفتم کے ماتحت اور دیگر میں حضور مدوح کے جانشین کو ویرلے و گورنر جنرل کہتے ہیں اور ویرلے کے تعلقات گورنمنٹ انگلستان کے درمیان بموجب ایکٹ (۱۱) و (۲) وکٹوریہ ۱۰۶ کے قائم ہیں۔ جن کے ذریعہ سے سکریٹری آف سٹیٹ فور انڈیا مشورہ کو نسل پندرہ ممبران بجاسے سٹیٹ انڈیا کمپنی و بورڈ آف کنٹرول کے اب کارکن ہیں۔ بموجب ایکٹ مقررہ ۱۸۵۷ء کے سکریٹری آف سٹیٹ کو اجازت ہے کہ وہ اپنی کونسل میں پانچ عہدے غیر معمولی جو کہ بعض ناظرین جو دروازہ ولایت اور کونسل کی ذمہ داریوں سے پوری واقفیت نہیں رکھتے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کی مجلس وزراء ابتدائی نشو و نما مجلس وزارت کی ترتیب و اصول اور پارلیمنٹ کی حکمرانی حقوق اور دستور العمل کی بھی شرح کریں۔ تاکہ ناظرین پہلے یہ سمجھ سکیں کہ کونسل کیا چیز ہے اور ہند کی مملکت کے تعلقات کس قدر وسیع ہیں۔

### مجلس وزراء کے انگلستان کا آغاز اور ترقی

انگلستان میں پہلے ایک پریوی کونسل یعنی مشیران سلطنت کی مجلس تھی اور مشیروں سے یہ حلف لیا جاتا تھا (۱) وہ بادشاہ کو ایک صلاح دیں گے۔ (۲) بلا لحاظ و خوف اور طرقداری مشورہ دیتے وقت بادشاہ کی عزت و نفع اور عوام الناس کی بھلائی کو ملحوظ رکھیں گے (۳) بادشاہ کے راز اور مصلحت کو اور جو معاملات کہ مجلس میں پیش ہوں گے ان کو محفوظ رکھیں گے (۴) جو معاملہ مجلس میں پیش ہوگا اس میں بددیانتی کو روانہ نہ کریں گے (۵) جو امور مجلس میں تجویز کئے جاویں گے۔ ان کی تکمیل میں مدد دیں گے اور نفاذ کے لئے کوشش کریں گے۔ (۶) جو لوگ اس مجلس شوریٰ کی مخالفت کریں گے وہ ان کا عقاب اور مخالفت کریں گے (۷) جو باتیں کہ ایک صادق اور نیک وزیر کو بادشاہ کے لئے کرنی چاہئیں۔ ان کا لحاظ رکھیں گے۔ انہیں قائم رکھیں گے اور ان کو پورا کریں اور انجام دیں گے۔ اس قسم کا حلف اس زمانہ میں بھی مجلس شوریٰ کے ممبروں سے لیا جاتا ہے۔ اس مجلس میں وہ شخص شریک ہو سکتا ہے جس کی پیدائش

نگرانی میں سدا انجام ہوتے رہتے ہیں۔ وزیر نوآبادیہائے عہدہ شائع میں ممالک متحدہ امریکہ کی نوآبادیوں کے کاروبار کے باعث قائم کیا گیا۔ اس وقت محکمہ کا نام امریکن پارلیمنٹ تھا۔ اس وزیر کو سلطنت برطانیہ کے نوآبادیوں کے معاملات کا انتظام و انصرام کرنا پڑتا ہے۔ وزیر جنگ مجلس وزرائیں ایک خاص اور بڑا کارکن شخص ال کیا جاتا ہے اگرچہ اسکو کوئی فوجی آدمی نہیں کہتا۔ تاہم اس کا نائب عموماً فوجی ہی محکمہ سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور وہی وزیر جنگ کو ہر قسم کی اطلاع اور مشورہ دیتا ہے۔

یہ منصب ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف کامنز دونوں کے ممبروں کو مرحمت ہوتا ہے۔ مگر بیشتر ہاؤس آف کامنز کے ممبر اس منصب پر مامور کئے جاتے ہیں۔

وزیر خداس کے متعلق ہندوستان کے معاملات کا انتظام انصرام ہے اور پارلیمنٹ میں اسے اپنے فرائض کی جواب دہی کرنی پڑتی ہے۔ یہ اسمی مشلہ میں قائم کی گئی تھی۔ اور لارڈز اسلیری کی آخری وزارت کے زمانہ میں اس عہدہ پر لارڈ جارج ہلٹن صاحب مامور تھے یہ وزیر دونوں ہاؤس آف کامنز میں ہو سکتے ہیں محکمہ بحری کے تعلق بحری جنگی محکمہ کا کام رہتا ہے اس منصب پر دونوں ہاؤس کے ممبر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور اگر وزیر بحری ہاؤس آف کامنز والوں میں سے ہوتا ہے تو اسے بحری محکمہ کے اخراجات کا تخمینہ پیش کرنا اور اس کی تائید کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر وہ ہاؤس آف لارڈز کا ممبر ہوتا ہے تو ہاؤس آف کامنز میں سے پارلیمنٹ میں ایک شخص اس کے مشیر کی حیثیت سے اس کا قائم مقام جگہ ان باتوں کی تکمیل کرتا ہے۔

دس وزیر ہڈ کورل صدر جو ہمیشہ مجلس وزراء کے اجلاس میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے ممبر بھی اس مجلس میں شریک ہیں۔

وزیر عظم پارلیمنٹ کے جس ممبر کو چاہے جس اسمی پر مامور کر سکتا ہے اور چاہے تو مجلس وزراء میں شریک کر سکتا ہے اور نہ چاہے تو نہیں۔ دیوان خاص کے تحت میں چونکہ کوئی کام نہیں۔ اس لئے اسے خواہ بھی نہیں ملتی۔ لیکن آج کل جو صاحب اس عہدہ پر بیکم ہیں۔ انہیں دو

ہوتے ہیں اور ان کو ہمیشہ مجلس وزراء کے اجلاس میں شریک ہونا پڑتا ہے۔ ان کے علاوہ اور ممبر بھی جن کی تعداد چار سو دس تک ہے شریک ہوتے ہیں اور یہ ممبر مجلس وزراء کے اجلاس میں شریک کئے جاتے ہیں اور یہیں بھی۔ مجلس وزراء کے پہلے دستبرد یہ ہیں۔

(۱) دی فرسٹ لارڈ آف ٹریژری یعنی ہتھم اعلیٰ خزانہ شاہی (۲) دی چیف کلرک آف ایکیچیکر یعنی وزیر خزانہ دیوان خاص (۳) دی لارڈ پریسیڈنٹ آف دی کونسل یعنی صدر مجلس شاہی (۴) دی لارڈ کانٹریولر یعنی قاضی القضاۃ۔ (۵) دی فرسٹ لارڈ آف ایڈمیرلٹی یعنی دیوان محکمہ بحری۔ (مجلس وزرائیں یہ پانچ وزیر شال ہیں)

(۱) وزیر معاملات داخلہ (۲) وزیر معاملات خارجہ (۳) وزیر نوآبادیہائے (۴) وزیر جنگ (۵) وزیر ہند۔ یاچوں منصب رفتہ رفتہ یا ضرورتاً قائم کئے گئے تھے۔ وزیر ہند کا منصب مشلہ میں قائم کیا گیا تھا۔ ان یاچوں وزیروں میں سے کم از کم ایک ہاؤس آف لارڈز کا ممبر ضرور ہونا چاہیئے۔ اور ایک وزیر کو ہمیشہ لارڈن میں رہنا پڑتا ہے۔ وزیر نوآبادیہائے۔ وزیر معاملات خارجہ سے ہو سکتے ہیں اور وزیر ہند یا تو ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ہوتے ہیں اور یا ہاؤس آف کامنز کے اور وزیر معاملات داخلہ تو ہاؤس آف کامنز کے ممبر ہوتا ہے۔

وزیر وفاق کو مختلف قسم کے کام کرنے پڑتے ہیں وہ محکمہ پولیس کا انصرام اعلیٰ ہے اور حفظ امن اور حفاظت جان مال کا ذمہ دار ہے۔ جیل خانے اسکے تحت میں ہوتے ہیں یاوشاہ کو جو معافی دینے کا حق حاصل ہے۔ اسے عمل میں لانے کی صلاح دیتا ہے وہ جرمیوں کو ایک عدالت سے دوسری عدالت کے حوالہ کرنے کا وارنٹ جاری کرتا ہے اور غیر ملکیتوں کے نام و نشان کا اندراج کرتا ہے۔ کانون اور تمام کارخانوں میں جب باقاعدہ کام کرانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو قوانین بناتا ہے۔ وہ کونسل کی کانون اور پاگلوان کا معائنہ کرتا ہے۔ اور بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں۔ وزیر معاملات خارجہ اس وزیر کے تحت میں غیر ممالک کے معاملات وزیر اعظم کی نگرانی اور برائے نام بادشاہ کی

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دراصل وزیر اعظم مجلس وزراء کے ممبر نہیں منتخب کرتا بلکہ ماؤس آف کانٹر کے ذریعے عوام الناس منتخب کرتے ہیں جب وزیر اعظم مجلس وزراء کے لئے ممبر منتخب کر چکا ہے تو لندن گزٹ میں یہ تو شائع کر دیا جاتا ہے کہ وزارت کے لئے اتنے اور فلاں فلاں ممبر منتخب کر لئے گئے مگر یہ شائع نہیں کیا جاتا کہ مجلس وزراء کے لئے کتنے اور کون کون سے ممبر منتخب کئے گئے ہیں۔

وزیر اعظم کبھی تو ماؤس آف کانٹر کا ممبر ہوتا ہے اور کبھی ماؤس آف لارڈز کا۔

### مجلس وزراء کے اصول

مجلس وزراء کے ممبر پارلیمنٹ کے ممبروں میں سے لئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ اور اس ذریعے میں سے جس کا ماؤس آف کانٹر میں غلبہ ہوتا ہے وہ ملکی امور میں باہد گریک دوسرے سے متفق ہوتے ہیں اور پارلیمنٹ کے روبرو حاضر ہونے سے پیشتر ایک خاص حکمت عملی قائم کر لیتے ہیں۔ ان پر ایک ممبر جسے وزیر اعظم کہتے ہیں۔ حکمرانی کرتا ہے۔ مگر جب ان پر سے پارلیمنٹ کے زیادہ تر ممبروں کا اعتبار اٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جاتے ہیں۔

### مجلس وزراء کے متعلق امور دیگر

وزیر اعظم کو مجلس وزراء اور بادشاہ کے درمیان ایک رشتہ سمجھو۔ جب کوئی معاملہ مجلس وزراء میں فیصل ہو جاتا ہے تو فوراً وزیر اعظم اس کی اطلاع بادشاہ کو دیدیتا ہے۔ وزیر اعظم ہی کی وساطت سے سرکاری کاغذات بادشاہ تک پہنچتے ہیں مگر وہ بھی محض ضابطہ پڑی کے طور پر دستخطوں کے لئے۔ اور بادشاہ کو مجبوراً دستخط کرنے پڑتے ہیں۔ اگر بادشاہ کو وزیر اعظم کی حکمت عملی سے اتفاق نہ ہو۔ اور وزیر اعظم کو مستعفی ہونے پر مجبور کرے تو اسے ماؤس آف کانٹر پر حکمرانی کرنے والا آدمی دنا مشکل سے بہم پہنچے گا۔

وزیر اعظم کے ذریعے میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے روزنامہ مباحثوں کا خلاصہ بادشاہ کے حضور میں گزارے۔ لیکن جب وزیر اعظم ماؤس آف لارڈز کا ممبر ہوتا ہے تو جو شخص کو ماؤس آف

وزیر پرنسپل سالانہ ملتے ہیں۔ نائب ملک آئر لینڈ اپنے وزیر داخلہ کی ہدایت کے موافق مجلس وزراء میں اصولاً آئر لینڈ کے معاملات کا انتظام و انصرام کرتا ہے مگر اس کا یہ کام دراصل اس کا سرکاری انتخاب دیتا ہے۔ نائب ریاست برٹش سلطنت کی شان و شوکت کے کاموں رسوم اور جلسوں میں آئر لینڈ کی طرف سے شریک ہوتا ہے مگر کام سرکاری کرتا رہتا ہے اس لئے اسے میں ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ مگر سرکاری کو اس کی چوتھائی سے بھی کم۔

مجلس وزراء کے ممبروں کی شمار ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ شاہ جارج اول کی پہلی مجلس وزراء میں آٹھ ممبر تھے۔ مگر پھر اس تعداد کا اضافہ ہوتے ہوئے زمانہ حال میں موجودہ مجلس وزراء کے ممبران کی تعداد میں تک پہنچ چکی ہے۔

مجلس وزراء اور وزارت دونوں جداگانہ چیزیں ہیں وزارت مجلس وزراء سے زیادہ وسیع ہے کیونکہ وزیران میں سے صرف چند ممبر مجلس وزراء کے ممبر ہوتے ہیں۔ مگر وزارت میں علاوہ مجلس وزراء کے ممبروں کے اور ممبر بھی شامل ہوتے ہیں۔

وزیر اعظم کو بادشاہ انتخاب کرتا ہے اور وہ اپنی اس کے موافق دیگر وزیروں کو جن کی منظوری برائے نام بادشاہ سے لینا پڑتی ہے اصولاً تو بادشاہ جسے چاہے وزیر اعظم بنا سکتا ہے۔ مگر عملی طور پر اور امور ملکی کے لحاظ سے وہ ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے جس کے جانب وار ماؤس آف کانٹر کے ممبر زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے مننے یہ ہیں کہ بادشاہ کو ایک وزیر اعظم کے مستعفی ہونے پر اس کی مخالف جماعت کے پیشوا کو منتخب کرنا چاہیے۔

جس طرح بادشاہ وزیر اعظم منتخب کرتا ہے۔ اسی طرح وزیر اعظم اپنی مجلس وزراء کے ممبروں کو۔ مگر وہ ایسے لوگوں کو انتخاب کرتا ہے جو اس کے خیریت کے پیشوا ہوں اور جن کی امداد ماؤس آف کانٹر کر سکے۔ جب ۱۸۹۵ء میں لارڈ راسبری وزیر اعظم متبرک رکئے گئے تو انہوں نے اس بنا پر رٹائر ہو کر وطن لوٹ گئے اور سرکاری

کس بچ صاحب کو مجلس وزراء میں منتخب کیا۔ کہ بیئرٹن کے ان کی طاقت کمزور رہتی تھی۔ اور کہنے لگے کہ لارڈ وزیر اعظم بنائے جاتے تو وہ بھی جان مور جس برائے اور ہنری کیبل ہنری کو مجلس وزراء میں ضرور شریک کرتے۔ یہ بالکل درست ہے کہ مجلس

وزیران ایسے پیشواؤں کو شریک کئے بیئرٹن پر ماؤس آف کانٹر کا اعتبار ہو۔ کوئی وزارت اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام نہیں دیتے



آؤن کانٹراکٹ پیشوا ہوتا ہے۔ وہ خلاصہ تیار کرتا ہے۔

جب مجلس وزراء کے ممبر بطور خود مستعفی ہوتے ہیں تو وہ شاہی محل میں جمع ہو کر پادشاہ کو گنجیان۔ عصا، جہیز اور دیگر اشیاء حوالہ کر دیتے ہیں۔ جو ان کے قائم مقام کو دینے جاتے ہیں۔ سو اسے دیوان خاص کے ہنر مند کو دو ہزار سے ۲۰ ہزار روپے سالانہ تک تنخواہ ملتی ہے۔ اعلیٰ مہتمم خزانہ شاہی وزیر خزانہ کو پانچ ہزار پونڈ سالانہ۔ شیر آئر لینڈ کو ۱۰ ہزار پونڈ سالانہ۔ ۱۰۔ ہزار اور نائب ریاست آئر لینڈ کو ۱۰ ہزار پونڈ سالانہ۔ مجلس وزراء کے ممبروں کو ایک ہزار سے دو ہزار پونڈ سالانہ عطا کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ کم از کم چار سال ملازمت کی ہو۔ اور اپنے منصب سے علیحدہ ہوتے وقت اسے یہ بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے وسائل آمدنی اس کے اخراجات کے لئے کفایتی نہیں۔

### پارلیمنٹ میں مجلس وزراء کی ذمہ داری

مجلس وزراء کو پارلیمنٹ اور بالخصوص ہاؤس آف کامنز میں جوابدہی کرنی پڑتی ہے۔ جب تک مجلس وزراء پارلیمنٹ آؤن کانٹراکٹ اختیار کرتا ہے۔ تب تک وہ قائم رہتی ہے۔ اگر جب ہاؤس آف کامنز اس پر سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ جب ہاؤس آف کامنز اس کے خلاف کوئی رائے دیتا ہے یا اس پر الزام لگاتا اور اس کی کارروائی یا حکمت عملی کو پسند نہیں کرتا یا اس کی تجویز کو منظور نہیں کرتا۔ یا اس کی صلاح اور مرضی پر نہیں چلتا تو وزارت یا تو مستعفی ہو جاتی ہے یا قوم سے وادخواہ ہوتی ہے وزارت کو برطرف کرنا ایک اہم کام ہے۔ اس لئے اس میں عجلت یا کسی تفسیق کی طرف زاری کو روا نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے جو لوگ وزارت کے خلاف رائے زنی کرتے ہیں ان کو لیشٹر ضرورت جدید مجلس وزراء قائم کرنے اور امور ملکیت انجام دینے کے لئے مستعد رہنا ہوتا ہے۔

اگر ممبران ہاؤس آف لارڈز مجلس وزراء کے خلاف کوئی ووٹ پاس کرتے ہیں تو ممبران مجلس وزراء اس پر توجہ ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اگر ممبران ہاؤس آف کامنز اس کرتے ہیں تو پارلیمنٹ ٹوٹ جاتی ہے اور جدید مجلس وزراء منتخب کی جاتی ہے۔ بعض اوقات کل مجلس وزراء مستعفی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا وہ

ممبر جس کے خلاف ووٹ دیا گیا ہو اور اس طرح ہاؤس آف کامنز کا اطمینان کر دیا جاتا ہے۔

اگر وزیر کسی اہم اور ضروری معاملہ میں شکست پاتے ہیں تو وہ فوراً مستعفی نہیں ہوتے۔ بلکہ ملک سے وادخواہ ہو کر لارڈز طلب کرتے ہیں۔ اور جب اس قسم کی درخواست منظور ہو جاتی ہے تو پارلیمنٹ فوراً ٹوٹ دیک جاتی ہے۔ اور ضروری امور کے انجام دینے کے لئے وزارت کے مخالف وزراء کے دوست بن کر اس کی مدد کرنے لگتے ہیں۔ لیکن ہر معاملہ پر وادخواہی اور واد طلبی کی درخواست منظور نہیں کی جاتی۔ بلکہ جب تک اس امر کے یقین کرنے کی کافی وجہ نہیں ہوتی۔ کہ ہاؤس آف کامنز میں سارا ملک کی مرضی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اس وقت تک ایسی درخواست منظور ہی نہیں ہو سکتی اور بلا معقول وجوہات کی وادخواہی کی درخواست کرنے سے ان وزراء پر جن کے افعال کے باعث مجلس وزراء کے خلاف ووٹ دیا گیا ہو الزام آتا ہے اور ساری قویں انہیں الزام لگاتی اور ملازمت کرتی ہیں۔

جب ایک وزارت کو شکست ہو جاتی ہے تو مخالف گروہ کا پیشوا بلا جاتا ہے۔ اسے پارشاہ کی طرف سے وزیر اعظم کا منصب عطا کیا جاتا ہے اور وہی باقی ممبران مجلس وزراء کو منتخب کرتا ہے بعدہ ہاؤس آف کامنز کے وہ ممبر دوبارہ تنفیذ کئے جاتے ہیں جو مجلس وزراء میں شدید یک کئے جاتے ہیں۔

شکست خوردہ مجلس وزراء کے ممبروں کو اپنے جانشینوں کو متالا کی حالت سمجھانی ہوتی ہے۔ سرکاری کتب۔ رجسٹر خطوط۔ مسودے اور نشانات منصب نئے ممبروں کو حوالہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جب نئے ممبر بادشاہ کے دست مبارک کو بوسہ دیکھتے ہیں تو نئی مجلس وزراء کا انتخاب مکمل ہو جاتا ہے نئی پارلیمنٹ میں جس فریق کو شکست ہوئی تھی وہ اسپیکر کے بائیں ہاتھ کو بیٹھتا ہے۔ اور نئے گروہ کی مخالفت اور تہنیتیائ کرتا ہے۔ اور نیا گروہ جس کے سپروئی پارلیمنٹ سے پہلے مخالفت اور تہنیتیائ کا کام تھا۔ اتنا۔ اسپیکر کے دائیں ہاتھ کو بیٹھتا ہے۔

بعض اوقات مجلس وزراء کو شکست ہوئے بغیر پارلیمنٹ خوشی کے ساتھ توڑ دیک جاتی ہے۔ مدت پارلیمنٹ سات سال ہے اور اگر شکست ملنے کی حالت میں مجلس وزراء قوم سے وادخواہی

نہ کرے تو وزیر اعظم اس مدت کے اندر کسی مناسب وقت پر پارلیمنٹ کو ختم کر سکتا ہے۔ پارلیمنٹ پورے سات سال ویسی بھی قائم نہیں رہتی۔

## مجلس نواب کا پارلیمنٹ میں حشر

ممبران مجلس نواب دو نوٹن ہاؤس پر چکر لانی کرتے ہیں۔ ہر اجلاس کے افتتاح پر تخت کی جانب سے ایک ایچ دی جاتی ہے وہ ان کی توجہ کے مستحق ہوتی ہے۔ اور جس روز اسپرچ دی جاتی ہے۔ اسی روز اس کے جواب میں پارلیمنٹ سنے طرف سے ایک ایڈریس دیا جاتا ہے دو نوٹن ہاؤس بلکہ اس ایڈریس کو طیار کرتے ہیں۔ ہاؤس آف کامنز کا پیشوا دو شخصوں کو منتخب کرتا ہے۔

مجلس نواب کا سب سے ضروری کام آئین و قوانین سازی ہے (ہاؤس آف لارڈز کا آئین وضع۔ اور اختیارات و قوانین خاندانی امر کی انگلستان میں بڑی قدر و منزلت کی جاتی ہے خاندانی امر کی زیادہ عزت و توقیر کی وجہ سے۔ کہ ان کو کسی کی ابتدا معلوم نہیں۔ یہ خلافت اس کے سنے امر کی وقعت اس واسطے ہے کہ ان کی اصل سے ہر کس و ناکس واقف ہے۔

تاریخ انگلستان سے واضح ہوتا ہے کہ انگلستان میں قومی مجلس کا وجود ہمیشہ رہا ہے خواہ کسی نام سے یا دیکھا گیا۔ اہل انگلستان اہل جبرستی کی نسل ہیں۔ جب یہ سرزمین برطانیہ میں وارد ہوئے۔ تو اپنے ساتھ سیاسی خیالات بھی لائے۔ جس طرح کہ زمانہ بعید میں جب اہل انگلستان نے امریکہ میں نوآبادیان قائم کیں۔ تو اپنے ساتھ خیالات سیاست لے گئے۔ برطانیہ کو فتح کرنے کے بعد انگریزوں نے قوم نے جو انجلس۔ سیکرٹس اور جیوش فرقوں سے مشغول تھی۔ اس مجلس کا نام مجلس عقلا رکھا۔ اور اسی مجلس سے ہاؤس آف لارڈز کا آغاز ہوا۔ پس جس جماعت کا آغاز ایسا قدیم ہو۔ اس کا اثر اور رسوخ بھی زیادہ ہونا چاہیے رہا ہاؤس آف کامنز سے انگلستان میں اس کی بنیاد ۱۲۹۵ء میں قائم ہوئی۔

۱۲۹۵ء میں انگلستان میں ہاؤس آف لارڈز میں

ممبر تھے۔ ڈیوک ۲۲۔ مارکویٹ ۲۳۔ ایل ۲۴۔ وائیکونٹ ۲۵۔ بیرن ۳۰۸۔ آئر لینڈ کے قائم نواب ۲۸۔ اسکاٹ لینڈ کے قائم نواب ۱۶۔ اسقف ۲۲۔ صدراعقت ۲۔ لارڈ آف ایل (۱۷) جو بچوں کی خدمات ادا کرتے ہیں ۴۔ شاہی خاندان کے شہزاد ۳۔ کل ۵۹۹۔ سرورست ان میں سے دو آسامیوں کے لئے نزاع

درپیش ہے اور بارہ آسامیوں کے حقدار صغیر سن ہیں۔ ان ۵۹۹ امرا میں ۵۰۲ ایسے ہیں جو خاندانی امر کہلاتے ہیں۔ اہل علیہ الامور پارلیمنٹ میں شریک رہتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا یا دیگر جائز وارث بشرطیکہ ان کی برس کا ہو۔ ان کی جگہ منتخب ہوتا ہے۔ ان میں سے تین شاہی خاندان کے شہزادے۔ منجملہ ان کے ایک پرنس آف ولز بھی ہیں۔ اور یہ تینوں شاہی خاندان کے قائم مقام کی حیثیت سے ہاؤس آف لارڈز میں شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسکاٹ لینڈ کے ۱۶ قائم مقام نواب وہ ہیں جن کو اسکاٹ لینڈ کے کل نواب منتخب کرتے ہیں۔ لیکن ان کی مجلس کی میعاد صرف ایک پارلیمنٹ کا زمانہ ہے پارلیمنٹ کے ٹوٹتے ہی وہ بھی برطرف ہو جاتی ہیں ان دو نوٹن ملکوں کے امرا کا منصب ان کے ورثا کو نہیں ملتا ہاؤس آف لارڈز میں تین طرح کے امرا شریک کئے جاتے (۱) خاندانی امرا (۲) امرا جو عمر بھر کے لئے یا ایک پارلیمنٹ کی میعاد کے لئے مثلاً آئر لینڈ اور اسکاٹ لینڈ کے امرا۔ (۳) ورثا کو ان کا منصب نہیں دیا جاتا۔

(۳) وہ لوگ جو یا اعتباراً اسے ان منصب کے شریک کئے جاتے مثلاً ۲۶۔ اسقف اور چار بپ۔ مگر ان کے وارثوں کو بھی ان کا منصب نہیں مل سکتا۔ حالانکہ وہ خود عمر بھر کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ لیکن اسقفوں اور بچوں میں فرق یہ ہے کہ اسقف تو مستعفی ہونے کے بعد ہاؤس آف لارڈز میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن بچ ہو سکتے ہیں۔

نواب کا خطاب اور جاگیر جن خدمات کے صلہ میں مرحمت کئے جاتے ہیں۔

نواب اور ایسے کا خطاب ہر وقت عطا کیا جاتا ہے۔ لیکن پادشاہ کی سالگرہ۔ جوہلی۔ تبدل وزارت اور نوروزیہ موقعے عطا کئے خطاب کے گویا خاص موقع سمجھے جاتے ہیں۔ انگلستان میں نواب یا امیر کا خطاب ملنا بڑی وقعت ہے۔ کیونکہ وہ

شریک نہیں ہو سکتا۔ لیکن آرلینڈ کا نواب اگر وہ ہاؤس آف لارڈز میں منتخب نہ کیا جائے تو آرلینڈ کے باہر کسی مقام سے قائم مقام کی حیثیت سے ہاؤس آف لارڈز میں ممبر نہیں منتخب ہو سکتا اور کسی کے انتخاب کی رائے دیکھتا ہے۔

دینی پیشوا اگرچہ ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ہوتے ہیں تاہم نواب نہیں ہوتے۔ ان کی تعداد ۳۶ ہے مگر ان میں صرف وہ اسقف شامل ہیں جو قانون کے رو سے پارلیمنٹ میں شریک کئے جانے کے مستحق ہیں۔ کنٹری اور یارک کے صدر اسقف اور لندن کے اور دو بپتر کے اسقف تقرری کے بعد ہی پارلیمنٹ میں شریک کر لئے جاتے ہیں۔ رہے باقی اسقف وہ اپنے عہدے یا عمر کے لحاظ سے داخل کر لئے جاتے ہیں۔ سوڈر اور جزیرہ مان کے اسقف بطور ڈیلیگٹ کے شریک کئے جاتے ہیں۔ لیکن کسی کارروائی میں حصہ نہیں لیتے۔ اکثر اسقف صاحبان مباحثوں میں گراگرمی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ وہ ہاؤس آف لارڈز کی عدالت میں اپنا منصب لباس پہن کر جاتے ہیں اور ایک سمت کو بیٹھتے ہیں اسقف کو تقرری اور استحکام کے بعد پادشاہ سلامت کے روبرو فرمانبرداری اور وفاداری کا حلف اٹھانا پڑتا ہے۔ اور جب وہ ہاؤس آف لارڈز میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے دو اسقف پیش رو لے جاتے ہیں۔ اسے لارڈ چیپلر کے روبرو دو زانو ہو کر اچھٹا پروانہ پیش کرنا پڑتا ہے جبکہ بعد اسے اس کی جگہ پر بیٹھا دیا جاتا ہے۔

ہاؤس آف لارڈز جو ڈسٹل حیثیت سے سلطنت برطانیہ میں سب سے بڑی عدالت اپیل ہے اس میں ہاؤس آف لارڈز کے تمام جج شامل ہیں۔ لیکن کام صرف چند ممبر کرتے ہیں جو علی درجہ کے قانونی آسامیوں پر مقررہ چکے ہوں۔

آج کل اس مجلس میں لارڈ چیپلر اور چار معمولی لارڈ شریک ہیں یہ چاروں یا تو دو سال تک اعلا قانونی آسامی پر رہ چکے ہوں یا پندرہ سال تک قانونی پیشہ کرتے رہے ہوں۔ ان میں سے تین ممبروں کی حاضری پر عدالت کا اجلاس ہو سکتا ہے۔ آج کو چھ ہزار نو سو سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ وہ میرن ہوتے ہیں ان چاروں میں سے اگر کوئی ایک جج کے منصب سے مستعفی ہو جاتا ہے تو عمر بھر میرن اور ہاؤس آف لارڈز میں شریک رہتا ہے مگر اس کا منصب اور خطاب اس کے وارث کو نہیں مل سکتا۔

حسن خدمات کے صلہ میں لائق لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے سلطنت برطانیہ میں پادشاہ بے قعدا و نواب اور امیر شاہ کتا ہے۔ لیکن اسکاٹ لینڈ کے لئے ایک خاص تعداد امیروں اور نوابوں کی مقرر ہو گئی ہے جس میں آئینہ کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ آرلینڈ کی ۳ نوابیاں خالی ہونے پر ایک نواب مقرر کیا جاتا ہے تاکہ گھٹنے گھٹنے وہاں کے نوابوں کی تعداد سورہ جائے۔

جب کسی شخص کو نواب کا خطاب عطا کیا جاتا ہے تو اسے ایک سند نوابی کی معہ ایک پروانہ بنام ہاؤس آف لارڈز کے عطا کی جاتی ہے۔ جب وہ پہلے پہل ہاؤس آف لارڈز میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے اس کے دو ہم مرتبہ نواب پیچ میں لیکر جاتے ہیں۔ اس کے آگے نقیب۔ عصا بردار اور پوری ہوتے ہیں۔ وہ جاتے ہی لارڈ چیپلر کے آگے ایک گھنٹا ٹیک کر مندر اور پروانہ پیش کرتا ہے۔ جنہیں پڑھنے کے بعد ہاؤس آف لارڈز کے رجسٹروں میں درج کر لیا جاتا ہے۔ اس رسم کے آدھونے کے بعد اسے اس کی جگہ پرے جا کر بیٹھا جاتا ہے۔ اگر کوئی خاندانی نواب داخل ہوتا ہے تو اسے اپنے باپ کی شادی اپنے پتسلہ وراپنے باپ کی وفات کی نسبت شہادت پیش کرنی ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسرا وارث جھگڑا نہیں کرتا۔ تو اسے فی الفور داخل کر لیا جاتا ہے۔ ورنہ فیصلہ کے بعد جو تحقیقات اور ٹیک گیٹی کی رپورٹ پر کیا جاتا ہے۔

جب جدید پارلیمنٹ انتخاب کی جاتی ہے تو اسکاٹ لینڈ کے نواب اور امرا ہولی ٹروپس ایڈینبرا میں جمع ہو کر ۶ نوابوں کا انتخاب کرتے ہیں جس کی اطلاع وہ ہاؤس آف لارڈز کے میرنٹی کو کر دیتے ہیں اگر اسکاٹ لینڈ کے کسی نواب کو سلطنت متحدہ برطانیہ کے نوابوں میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کی آسامی خالی ہو جاتی ہے جس کے لئے کوئی نیا شخص منتخب کیا جاتا ہے۔

اگر آرلینڈ کے کسی قائم مقام نواب کو سلطنت متحدہ برطانیہ کے نواب یا امیروں میں داخل کر لیا جاتا ہے تو اس کی آسامی خالی نہیں ہو سکتی کیونکہ اسکاٹ لینڈ یا اسکاٹ لینڈ کے نوابوں اور امیروں سے زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کا کوئی نواب یا امیر ہاؤس آف کامنٹین

کس کی بجائے سنی چاہئے اور کس کی نہیں۔ اگر ایک ساتھ دو ممبر  
ہو گئے ہوتے تو جس ممبر کی تقریر دیگر ممبر سنی چاہتے ہیں۔ اس کی  
فہمیتیں مگر دوسرے کی نہیں بعض اوقات اگر لارڈ چینسلر  
اس وقت تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے جبکہ دیگر ممبر بھی  
کھڑے ہوتے ہیں تو اسے فوقیت دی جاتی ہے۔ ہاؤس آف  
کامنٹز میں مباحثہ کرنے والے اسپیکر سے مخاطب ہوتے ہیں۔  
لیکن ہاؤس آف لارڈز میں خود ہاؤس سے نہ کہ لارڈ چینسلر  
اہم معاملات کا فیصلہ دونوں ہاؤس میں ڈویژن کرتا ہے۔ جو لوگ  
کسی بات کی موافقت میں رائے دینا چاہتے ہیں وہ پیش والاں میں  
دائیں ہاتھ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ انکو کونٹینس *Conten-*  
کے کہتے ہیں۔ مگر مخالفت میں رائے دینے والے جنہیں ٹون  
کونٹینس *Contra* کہتے ہیں پیش والاں میں بائیں ہاتھ  
کی طرف جاتے ہیں۔ جو لوگ کسی طرف رائے دینا نہیں  
چاہتے۔ وہ اجلاس کے باہر چلے جاتے ہیں۔ پھر صدر انجن  
دو آدمیوں کو رائیوں کے شمار کرنے پر مقرر کرتا ہے۔ ان کو ٹیلر  
کہتے ہیں۔ میر مجلس کی رائے سب سے پہلے لی جاتی ہے۔ مگر سادات  
کی حالت میں وہ رائے نہیں دیتا۔ اس سے مخالف غلبہ حاصل  
کر لیتے ہیں۔ یہ سادات اسے پہلے لارڈز ٹون کے قایم مقام انکی  
طرف سے رائے دیتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد میں یہ قاعدہ  
منسوخ کر دیا گیا۔  
لارڈز ٹون کو بہت سے حقوق حاصل ہیں۔ مثلاً جب وہ  
پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہوں تو سوائے سنگین جج ٹائم  
کے اور کسی خطا کے عوض نہیں گرفتار کئے جاسکتے۔ انکو مباحثوں  
میں آزادی کے ساتھ تقریر کرنے کا حق حاصل ہے اور افراد  
فرادہ شاہ معظم کے پاس جاسکتے ہیں۔ برخلاف اس کے کہ  
ہاؤس آف کامنٹز کا کوئی ممبر نہیں جاسکتا۔ حالانکہ مجموعی حیثیت  
سے ممبران ہاؤس آف کامنٹز کو بادشاہ تک باریابی ہوتی رہتی  
ہے۔ انگلستان میں جاہلاد والوں کی ہمیشہ سے قدر و قیمت  
ہوتی رہتی ہے۔ اور امرائے انگلستان بڑی بڑی جائیدادوں  
کے مالک ہیں۔

## ہاؤس آف کامنٹز کا آغاز و عروج

مارن خاندان کی حکمرانی کے بعد چند صدی تک انگلستان کی

عدالت اپنی عورت فکر۔ سنجیدگی اور شان و شوکت کے ساتھ  
اور قانون کے موافق اپنی کی ساعت کرتی ہے  
ہاؤس آف لارڈز کے ممبر پارلیمنٹ میں اپنے درجہ کے لحاظ  
سے بٹھاتے جاتے ہیں۔ مثلاً پہلے پرنس آف ویلز پھر دونوں  
ڈیوک جو شاہی خاندان سے ہوتے ہیں۔ ان کے بعد صدر  
اسقف کٹریری۔ لارڈ چینسلر۔ صدر صاحبان۔ مارکویس  
صاحبان۔ ارل صاحبان۔ والگوٹ صاحبان تو اپنی جگہ بیٹھتے  
ہیں۔ لیکن دیگر ممبر اس کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ سرکاری  
نواب امیر اسپیکر کے دائیں ہاتھ کو بیٹھتے ہیں اور جو مخالف  
فریق سے تعلق رکھتے ہیں وہ بائیں ہاتھ کو۔ اور جو دونوں فریق  
سے علیحدہ رہنا چاہتے ہیں وہ درمیان میں مقابل سمت کو  
ہاؤس آف لارڈز میں جو نابالغ ہوتے ہیں یا جن کو کسی قسم کی  
سزا عدالت سے یا ہاؤس آف کامنٹز سے دی جاتی ہے۔ لیکن  
اپنی مدت سزا کے بعد دوبارہ شاہ سے معافی حاصل کر کے  
پھر پھر شریک ہو سکتے ہیں۔

ہاؤس آف لارڈز میں سب سے معزز لارڈ چینسلر ہے وہ  
مجلس دزاکامبر اور کل ہاؤس کا میر مجلس ہوتا ہے۔ اگر وہ  
تقریری کے وقت نواب نہیں ہوتا ہے تو نواب بنا دیا جاتا ہے  
لیکن اختیارات کے لحاظ سے وہ ہاؤس آف کامنٹز کے اسپیکر  
کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد دوسرا جٹ ایٹ آرٹس  
کا درجہ ہے جو لارڈ چینسلر اور شاہی عہدے کا محافظ ہوتا ہے جو  
پارلیمنٹ کی کارروائیوں کی مثل رکھتا ہے۔ اس کے بعد میئر  
کا درجہ ہے اور اس سے گھٹ کر ایک افسر ہوتا ہے۔ جسے  
جنٹلمین آف آرمی بلیک راؤ کہتے ہیں۔ جب کبھی ہاؤس  
آف کامنٹز اور ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ایک جگہ بیٹھ کر کوئی  
کام کرتے ہیں تو وہ ممبران ہاؤس آف کامنٹز کو ہاؤس آف لارڈز  
میں لاتا ہے۔ میجرس کی سزا یا بی کے متعلق احکام کی تکمیل کرتا  
ہے۔ نئے نوابوں کو ہاؤس آف لارڈز میں داخل کرنے کی  
کارروائی میں مدد دیتا ہے اس کے نائب کو ٹوین اشہر  
کہتے ہیں۔

ہاؤس آف کامنٹز میں اسپیکر کو مباحثوں اور مباحثہ کرنے والوں  
پر عورت اختیار حاصل ہوتا ہے مگر لارڈ چینسلر کو ہاؤس آف لارڈز  
میں اس قسم کا اختیار حاصل نہیں ہوتا خود ممبر فیصلہ کر لیتے ہیں۔

پارلیمنٹ

اس وقت ۷۷ ممبر ضلعوں۔ ۳۸۴ شہروں اور قصبوں اور  
۹ یونیورسٹیوں کی طرف سے منتخب کئے جاتے ہیں جن میں  
آبادی ۵۰ ہزار سے ۵۰ ہزار تک ہے ان میں ایک ممبر جن کی  
آبادی ۵۰ ہزار سے ایک لاکھ ۶۵ ہزار تک ہے ان میں سے دو  
ممبر لئے جاتے ہیں۔ اور ہر ۴۰ ہزار آبادی کے لئے ایک اور  
ممبر انتخاب کیا جاتا ہے۔

شہروں اور قصبوں کے ممبروں کے علاوہ نو ممبر یونیورسٹیوں  
سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اکسفورڈ یونیورسٹی سے دو ممبر  
یونیورسٹی سے ڈولنٹن یونیورسٹی سے۔ ایک ڈبلن یونیورسٹی  
سے ایک ایڈنبرا اور سینٹ اینڈریو کی یونیورسٹیوں سے ایک  
گلاسگو اور ایبیرڈین کی یونیورسٹیوں سے۔ ایک ان سب یونیورسٹیوں  
سے ممبر جس میں اول کے عہد سے منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور  
ان کو یونیورسٹیوں کے گریجویٹس منتخب کرتے ہیں گیمبرج سے  
۶۸۸۶ اکسفورڈ سے ۶۲۲۱۔ لندن سے ۳۴۳۳۔ گلاسگو  
اور ایبیرڈین سے ۹۳۹۷ ایڈنبرا اور سینٹ اینڈریو سے  
۹۳۸۷ اور ڈبلن سے ۴۶۶۹۔ گریجویٹس پر اسے دست  
یہ گریجویٹس جن مقام پر رہتے ہیں یا جس مقام پر ان کی جائیداد  
ہوتی ہے اسی مقام سے وہ اسے دیکھتے ہیں۔ ۹ یونیورسٹی  
ممبروں میں سے چھ ممبر کنسروٹو ہیں۔ اور تین ممبر لبرل یونیٹ  
ہیں۔ سوائس ڈبلن یونیورسٹی کے باقی یونیورسٹیوں کے ممبر  
یہ مخالفت منتخب ہو جاتے ہیں۔ البتہ ڈبلن یونیورسٹی کی ممبری  
میں مخالفت اور مقابلہ ہوتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز کے ممبروں کی آسامیاں استعفاء کے ذریعے  
خالی نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اور وجوہات سے۔ کیونکہ یہ بات قرار  
پا چکی ہے کہ جب کوئی شخص ہاؤس آف کامنز کا ممبر ہو جائے۔ تو  
اس سے مستعفی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو ممبر کہ مستعفی ہونا چاہتا  
ہے۔ وہ کسی سرکاری عہدے پر مامور کئے جانے کی درخواست  
کرتا ہے اور یہ درخواست منظور ہو جاتی ہے اور جب عہدے پر  
مامور کئے جانے کی غرض پوری ہو جاتی ہے تو وہ ممبر اس سے  
مستعفی ہو کر دوسرے ممبر کو جو ہاؤس آف کامنز کی ممبری سے مستعفی  
ہونا چاہتا ہے اسے ارادہ کے پورا کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اگرچہ  
یہ کوشش کی گئی کہ ہاؤس آف کامنز کا ممبر براہ راست مستعفی ہو سکے۔  
لیکن کنسروٹو پارٹی نے اسے کبھی پسند نہیں کیا۔

سرکار میں پادشاہ ایک زبردست رکن رہا۔ اور پارلیمنٹ اپنی  
کمزوری کے باعث اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن قرون  
اوسط سے پادشاہ کے اختیار کم ہوتے اور پارلیمنٹ کی  
ترقی کرتے گئے۔ حتیٰ کہ مثلاً ۱۷۰۱ء کے انقلاب کے بعد اس کے  
اختیارات پر اسے نام نہ رہ گئے۔ اور تمام سلطنت کی حکومت  
پارلیمنٹ یا لون کھنا زیادہ مناسب ہو گا کہ ہاؤس آف لارڈز  
سے منتقل ہو کر ہاؤس آف کامنز کے ہاتھوں میں آگئی۔ اور ۱۷۰۱ء  
میں تو ہاؤس آف کامنز مختار کل ہو گیا۔ اس وقت سے لیکر آج تک  
عنان حکومت اسی کے ہاتھوں میں رہی ہے۔ اور اس کی مرضی  
ایک طرف تو پادشاہ اور دوسری طرف ہاؤس آف لارڈز  
کی مرضی پر غالب رہی۔

ہاؤس آف کامنز کی بنیاد شاہ ہنری سوم کے عہد میں ۱۲۶۵ء  
میں ارل سائین ڈی مانٹفورڈ کے ہاتھوں سے پڑی تھی۔  
اس نے پادشاہ ہنری کے مظالم مٹانے کے لئے ایک پارلیمنٹ  
مقرر کر کے ۴ جنوری ۱۲۶۵ء میں ہر ضلع۔ ہر شہر ہر قصبہ  
دو دو قائم مقام اسپین شپک کر کے رعایا کو بھی شامل کر لیا۔ تین  
سال کے بعد یہ پارلیمنٹ ملک کی پوری قائم مقام ہو گئی۔  
جس کے ممبر ایک ہی جگہ بیٹھ کر دسویں صدی کے وسط تک  
کارروائی کرتے رہے۔

۱۲۶۵ء میں ہاؤس آف کامنز میں ۴۷ ممبر تھے۔ ملک  
الزبتھ کے عہد میں ۴۶۲ ہو گئے۔ ۱۲۷۵ء میں ایکٹ آف  
یونین تھا اس کا لٹنڈ کے روسے ۴۵ ممبر کا اضافہ ہونے پر کل  
تعداد ۵۰۸ ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۲۸۵ء میں ایکٹ آف  
یونین تھا آئرلینڈ کے روسے سو ممبروں کا اضافہ ہو کر کل تعداد  
۶۰۸ ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۲۸۵ء میں ایک قانون کے نفاذ  
کے باعث کل تعداد ۶۷۰ کر دی گئی جو اس وقت تک چلی  
آتی ہے۔

۱۲۹۳ء میں ۵۰۸ ممبروں میں سے ۳۵۴ کو پندرہ ہزار سے  
کم انتخاب کرنے والوں نے منتخب کیا تھا اور یہ بھی یا تو گورنمنٹ  
اور یا ۹۱ بارونز اور میونسپلٹیوں کی سفارشات سے منتخب کئے  
گئے تھے۔

ہاؤس آف کامنز کے ممبر تین درجوں میں تقسیم کئے گئے ہیں جو  
ضلع شہروں یا قصبوں اور یونیورسٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں



آمدنی کے قابل ہو وہ اسے دیندہ ہو سکتا ہے۔

ایک شخص جو ایک مقام پر ذاتی مکان اور دوسرے پر راضی رکھتا ہے۔ تو وہ دور اسے دیکھتا ہے۔

سجود میں اذان پانچ مرد۔ نواب جو ہاؤس آف کامنر کے ممبر ہوں  
نیشن خوار عہدہ دار۔ غریب الوطن۔ مادر زاد دیوانہ۔ اور  
جلسا سبزی یا بغاوت کا سنا یافتہ بشرطیکہ کسی کو معافی نہ ملی ہو  
وہ لوگ جن کو سال کے اندر خیرات یا کسی قسم کی مدد سوس  
طبی مدد کے دی گئی ہو۔ محرم گماشتے۔ پیغمبر وغیرہ اسے  
دیندہ نہیں ہو سکتے۔

انتخاب کے بعد ہاؤس آف کامنر کے ممبروں کو حلف اٹھانے  
وقت یہ جملہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں اور قسم  
کھاتا ہوں کہ میں از رو سے قانون پادشاہ اور ان کے ورثاء  
یا جانشینوں کا سچا وفادار اور عزائم دار رہوں گا۔ اسیں  
خدا میری مدد کرے۔

حلف اٹھانے کے بعد امیر دار کو حلف نامہ پر دستخط کرنے پڑے  
ہیں اور ممبروں کے حلقہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اجلاس شروع ہونے سے پہلے جو دعائی جاتی ہے جو  
ممبر اسیں شریک ہو جاتے ہیں۔ وہ ایک کارڈ پر یہ الفاظ لکھ کر  
کہ میں دعائیں حاضر تھا۔ اپنی جگہ بیٹھنے کی اشدت میں جو خانہ بقا  
ہے اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اس سے انہیں اس جگہ بیٹھنے  
کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ممبر کسی جگہ پر کاغذ  
یا دستارے یا دیگر چیز رکھ کر اسے اپنے لئے مخصوص کر لیتے  
مگر ایسا از رو سے استحقاق نہیں۔ بلکہ از رو سے رسم کر سکتے ہیں  
ہاؤس آف کامنر کا اجلاس ششہ ۶ سے۔ پیر۔ منگل۔

جمعرات۔ اور جمعہ کے دن تین بجے۔ سہ پہر کو اور بدھ کے  
دن ۱۲ بجے دو پہر کو شروع ہوتا ہے۔ اجلاس سینچر او۔  
اتوار کے دن نہیں ہوتا۔ شنبہ کے دن پارلیمنٹ عوام الناس  
دیکھنے کے لئے کھلا رہتا ہے۔

ہاؤس آف کامنر کا اجلاس کارروائی ۴۰ ممبروں کے کو۔ کم  
شروع کر سکتا ہے۔ جب تک ۴۰ ممبر فراہم نہ ہوں اسپیکر کو  
انجی منہ پر بیٹھنا نہیں چاہیے۔

اگر اسپیکر کو شروع میں معلوم ہو جائے کہ کورم پورا نہیں ہے  
تو وہ یا تو منشی کی کرسی پر بیٹھ جاتا اور یا دیوان عام کے باہر چلا جاتا

ہاؤس آف کامنر کے بعض ممبروں کو اعزازی طور پر لارڈ کا خطاب  
دیا جاتا ہے۔ ایسے نواب جن کو خطاب ہوں ان کے بیٹوں کو  
بشرطیکہ وہ ہاؤس آف کامنر کے ممبر ہوں۔ ان کے دوسرے  
خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ لارڈ جان رسل کو محض  
تعلیم کے طور پر لارڈ کہا کرتے تھے۔ ورنہ سرکاری کاغذات  
میں تو وہ محض کونزبل کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔

کلیسائے انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے پادری اور رومن  
کیتھولک پادری قانون ہاؤس آف کامنر کے ممبر نہیں ہو سکتے  
لیکن ششہ ۶ کے مجریہ قانون کے لحاظ سے کلیسائے انگلستان  
کے پادری بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو پادری کے عہدے سے  
محروم کریں۔ ہاؤس آف کامنر میں ممبر منتخب ہو سکتے ہیں۔ اور ایسا  
چند بار ہو چکا ہے۔

سرکاری عہدہ دار اور رسول سروس کے عہدہ دار اور سفیر جو  
نیشن خوار ہوں ہاؤس آف کامنر کے ممبر نہیں بنائے جاسکتے۔  
محکمہ پبلک ورکس کے ٹھیکہ دار بھی ہاؤس آف کامنر کے ممبر  
نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ انتخاب کنندہ یا ممبر کی حیثیت سے جتنے  
دن ہاؤس آف کامنر میں شریک ہوں۔ اتنے ہی دن کا انہیں  
۵۰ پونڈ فی یوم کے حساب سے جرمانہ دینا ہوگا۔

سنہ یافتہ اشخاص اور دیوانے بھی ہاؤس آف کامنر کے ممبر نہیں  
ہو سکتے یا جن لوگوں پر رشوت ستانی کا جرم عاید ہو جائے وہ  
بھی کچھ عرصہ تک ہاؤس آف کامنر کے ممبر نہ رہ سکیں۔ ذیل تصور  
ممبری سے خارج کر دئے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف بغاوت  
میں شریک ہونے۔ قریب جلسا سبزی اور حلف دروغی۔ خیانت  
سرکاری روپیہ کے تغلب کرنے پر۔ قریب وہی کی سازش میں  
شریک ہونے۔ انصاف پروری اور سرکاری ملازمین رشوت روا  
رکھنے اور ایسا چال چلن اختیار کرنے پر جو انسان اور سرکاری  
حاکم کی شان کے شایان نہ ہو۔ عدول حکمی پر۔ ازالہ حیثیت  
عرفی پر۔ اور ہاؤس آف کامنر کا مقصد کرنے پر۔

انگلستان کی آبادی سنہ ۱۹۰۶ء میں ۳۱۲۵۲۲۱ تھی۔ اسیں  
۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۶ء آدمی اسے دیندے ہیں جو شخص چالیس  
سال تک سالانہ کی آمدنی کی راضی یا کاشتکاری کا مالک ہو  
جس شخص کا قبضہ ۱۰ پونڈ کی سالانہ کی آمدنی کی راضی یا  
کاشتکاری پر ہو۔ یا جس شخص کا مکان ۱۰ پونڈ کی سالانہ

مالکان جہاز ۱۱- حکیم و جراح ۹- پروفیسر و معلم ۱۲- کانوں کے مالک ۸- سرکاری ہنڈی کے والے ۷- مختلف قسم کے انجنیئر ۸- پیر کشید کرنے والے ۶- ریلوے اور نہروں وغیرہ کے ڈائریکٹر اور انجیئر ۹- ٹھیکہ دار ۵- آٹکار ۵- حکام محکمہ بحری ۳- جہاز بنانے والے ۳- کتابیں چھاپنے اور شائع کرنے والے ۲- کاشتکار ۲- بیمہ کرنے والے ۲- قانونی طلباء ۴- مالکان گودام ۲- جہاز دان ۱- گھوڑوں کی نسل بڑھانے والا ۱- ایک - دواساز ایک - ناخدا ایک - اوسط رکھنے والا ایک - گھوڑ دوڑی گھوڑوں کا مالک ایک ہٹل کا ٹھیکہ دار ایک - چھاپہ خانہ کا مالک ایک - فنانس نوٹس ایک آلات نوکچہ برسر لازم ریلوے ۱- کاغذ و قلم و سیاہی وغیرہ کا انجیئر کانوں میں کام کرنے والے - معمار - مزدور ۱۱- وہ لوگ جو کوئی پیشہ نہیں کرتے ۶۹ - میزبان کل ۷۷۰ -

### پارلیمنٹ کی حکومت - حقوق اور دستورات

پارلیمنٹ انگلستان کو مجموعی حیثیت سے ایسے خواص اختیار حاصل ہیں جو اس کے دونوں ہاؤس میں سے فرداً فرداً نہ تو ہاؤس آف لارڈز کو حاصل ہیں اور نہ ہاؤس آف کامنز کو۔ اس لئے گورنمنٹ انگلستان کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے دونوں ہاؤس کا مجموعی حیثیت سے مختصر بیان کیا جاتا ہے۔ سلطنت متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ کی پارلیمنٹ میں - پادشاہ - امراء عوام الناس اور پیشوایان دین شامل ہیں - چونکہ پیشوایان دین اور امراء دونوں ایک ہی طبقہ میں شمار کئے جاتے ہیں - اس لئے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس میں پادشاہ امراء - اور عوام الناس شامل ہیں -

پارلیمنٹ کو کل برٹش سلطنت پر حکمرانی حاصل ہے اس نے سلطنت میں کل انگریزی مقبوضات میں سے خلائی کی رسم کو اٹھا دیا تھا۔ اس کے اختیارات اس قدر مستقل و ناقابل تردید ہیں کہ ان کی کوئی حد مقرر نہیں کیا جاسکتی۔ لیکن اسکے اختیارات ایک حکمران جماعت کے اختیارات کی مانند لوگوں کے رضائے ہو جانے پر یا مزاحمت کرنے کے اختیار و طاقت پر محدود ہیں۔

انگلستان کے اصول قوانین ریاست کے موافق اسے یہ

ہے وہ ٹھیک ۴ بجے پھرتا ہے اور اپنی کرسی کے پاس لپٹے چبوترہ پر کھڑا ہو کر ممبروں کی شمار کرتا ہے اور اگر کوئی ممبر نہ ہو تو اجلاس کسی دوسرے وقت کے لئے ملتوی کر دیتا ہے۔ سوائے ممبران مجلس وزراء اور چند دیگر ممبروں کے ہاؤس آف کامنز کے کسی ممبر کو تنخواہ نہیں دی جاتی۔ علاوہ ان چند ممبروں کے جن کو سدر کار سے تنخواہ ملتی ہے۔ کچھ ایسے ممبر بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً ہوم رول پارٹی کے ممبر اور مزدوری پیشہ لوگوں کے ممبر جن کی تنخواہ کا انتظام مختلف ایجنسین کرتی ہیں۔ اگر یہ بات نہ جوتی تو بہت سے لوگ ہاؤس آف کامنز کی ممبری کو قبول نہ نہ کرتے۔

ہاؤس آف کامنز کے اسپیکر کا منصب نہایت معزز اور پرانا ہے۔ اس کی ابتدا ۱۳۷۷ء میں ہوئی تھی۔ اسپیکر ہاؤس آف کامنز کا جتنی اہم و عرصہ بگ ہے۔ اس کا انتخاب ایک پارلیمنٹ کی مدت کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور جب ایک پارلیمنٹ ٹوٹ جاتی ہے تو دوسری میں بھی اس کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ ہاؤس آف کامنز کے اسپیکر کے اختیارات ہاؤس آف لارڈز کے اسپیکر سے زیادہ ہوتے ہیں۔

اسپیکر تمام ممبروں سے زیادہ فنی و فار سمجھا جاتا ہے اور جب اپنے منصب سے مستعفی ہوتا ہے تو اسے نشن دی جاتی ہے اور نواب کا خطاب عطا کیا جاتا ہے۔ اسپیکر قد آور - وجیہ - سنجیدہ مزاج اور نڈر ہو۔ اس کی آواز بلند ہو۔ اور اس کے پاس روپیہ وافر ہو۔ لوگ اس کے مداح ہوں۔ اور اس کا انداز تقریر موثر ہو۔ اسپیکر کے بعد سارجنٹ ایٹ آرمز کلرک اور اس کے دونائون کا درجہ ہے۔ سارجنٹ امن قائم رکھتا ہے اور کلرک تمام کارروائیوں کی مثل تیار کرتا ہے۔ ہاؤس آف کامنز میں دوزبردست فریق ہیں۔ ایک لیبرل دوسرے کنسرویٹو جو تاریخی لحاظ سے بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان اختلاف کا سب سے بڑا باعث ہوم رول کا مسئلہ ہے

۱۹۰۷ء کے انتخاب سے واضح ہوا کہ ہاؤس آف کامنز میں بیرسٹر وکیل اور مختار ۱۵۲ - ممبر ۱۲ - سوداگر ۵۶ - دستکار (سوقی - اونی - آہنی اشیاء وغیرہ کے) ۵۹ - فوجی حکام ۴۵ - اخبار نویس ۱۰ - مہاجن ۱۵ - مالکان آراضی یعنی زمیندار ۱۱ -

اعتماد حاصل ہیں کہ جس قانون کو چاہے منظور کرے اور بے جا ہے نامنظور۔ اور قانونا کسی شخص یا جماعت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کے قانون کو منسوخ کر سکے اور انگلستان میں کوئی ایسی اعلیٰ عدالت ہے جو اس کے قانون کو بے کار قرار دے سکے۔

از روئے قانون پارلیمنٹ کا اجلاس ہر تیسرے سال منعقد ہونا چاہیے۔ لیکن علی طور پر ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ کیونکہ اخراجات ملکی کے لئے ہر سال رائے دی جاتی ہے اور اہم امور انجام دینے ہوتے ہیں۔ اس کا اجلاس وسط سہ ماہ میں شروع ہو کر وسط اگست تک ختم ہو جاتا ہے۔

ممبران پارلیمنٹ اجلاس پارلیمنٹ سے نہ چالیس دن پہلے اور نہ چالیس دن بعد تک اور نہ ایام اجلاس میں گرفتار کئے جا سکتے ہیں۔ نہ صرف ممبران ان کے ملازم بھی پوچھ کر گرفتاری سے بری ہیں۔

پادشاہ اور پارلیمنٹ میں بھی تادمہ و پیام ہوتے ہیں۔ فی زمانہ پادشاہ پارلیمنٹ کے اجلاسوں میں سوائے خاص خاص موقعوں کے اور کبھی تشریف نہیں لاتے۔ اسلئے وہ یا تو کسی وزیر کی معرفت یا شاہی خاندان کے کسی شخص کی معرفت پیغام روانہ کر دیتے ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز کے جس ممبر کے پاس پیغام ہوتا ہے وہ اس کا اعلان کر دیتا ہے۔ جسے سنتے ہی ٹوپیان اُتار دی جاتی ہیں۔ اور لارڈ چینسلر اس پیغام کو پڑھ کر سنا دیتا ہے۔ ہاؤس آف کامنز میں جس ممبر کے پاس پیغام ہوتا ہے وہ اعلان کرتا ہے۔ جسے سنتے ہی ٹوپیان اُتار دی جاتی ہیں۔ اور پیغام اسپیکر پڑھ کر سنا دیتا ہے یہ پیغام کسی ضروری معاملہ کی نسبت ہوتا ہے بعض اوقات اس پیغام کو ذرا صرف زبانی طور پر سنا دیتے ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز میں جو ممبر کسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ وہ لفظ "گون ٹینٹ" کہتے ہیں اور جو مخالفت کرتے ہیں وہ لفظ "ٹون کون ٹینٹ" کہتے ہیں۔

اس وقت لارڈ چینسلر کہتا ہے کہ فلاں فریق خواہ موافق ہو یا مخالف اس معاملہ کو اٹھائے۔ اگر ممبروں کو منظور ہوتا ہے تو وہ ایسے ممبران کی رائے سے اس تجویز کو منظور کرتے ہیں ہاؤس آف کامنز میں تائید کرنے والے لفظ "ایسے" اور مخالفت کرتے وقت لفظ "نئے" اس وقت اسپیکر کی تائید

کے طور پر رہے لیتا ہے۔ اور اگر مخالفت نہیں کی جاتی تو وہ تجویز منظور ہو جاتی ہے۔ اگر معاملہ فیصل نہ ہو سکے تو ڈویژن کے ذریعے فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ اس وقت ہر ممبر کو وہی رائے تحریری دینی پڑتی ہے جو اس نے زبانی دی تھی۔

جب کوئی قانون کسی ہاؤس میں پیش کیا جاتا ہے تو ایک مرتبہ بلا اعتراض یا نکتہ چینی سکوت کے ساتھ سن لیا جاتا ہے۔ اور دوسری سماعت کے وقت ہاؤس اس کے اصول کو یا منظور کر دیتا ہے یا نامنظور۔ اگر منظوری کے قابل ہوتا ہے۔ تو یہ محرک پیش کی جاتی ہے کہ تیسری بار قانون آج سے تین یا چھ ماہ بعد پڑھا جائے۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ قانون قابل منظوری نہیں ہے اور نامنظوری کا یہ بہتر طریقہ ہے۔

دونوں ہاؤس میں تقریروں اور مباحثوں کے لئے قواعد مقرر ہیں۔ ہاؤس آف لارڈز کے ممبر کل ہاؤس کو مخاطب کرتے ہیں مگر ہاؤس آف کامنز کے ممبر صرف اپنے اسپیکر کو۔ کسی ممبر کو دستی لکھی ہوئی اسپیچ پڑھنے کی اجازت نہیں۔ البتہ یادداشتیں استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ ہر ممبر کو اپنی اسپیچ اسی واقعہ کے متعلق جسکے اسپیکر میں متعلق ہوتی ہے۔ انتخاب کے طور پر بہت سی باتیں بیان کرنے کی اجازت ہے۔ ہر ممبر کو (اگر تیار یا کسی اور وجہ سے معذور نہ ہو) تو کھڑے ہو کر اور ٹوپی اُتار کر تقریر کرنی ہوتی ہے۔

اگر ہاؤس آف کامنز کے چند ممبر تقریر کرنے کے لئے ایک دفعہ کھڑے ہو جائیں تو اسپیکر اس ممبر کو اجازت دیتا ہے جو پہلے کھڑا ہوتا ہے۔ اگر ہاؤس آف لارڈز میں اس ممبر کی تقریر سنی جاتی ہے جس کو کل ہاؤس سنا چاہتا ہے۔ البتہ تین ممبر کو دوسرے ممبروں پر ترجیح دے کر اس کی تقریر پہلے سن لی جاتی ہے۔ کسی ممبر کو ایک ہی سوال پر دوبارہ تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

دونوں ہاؤس نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ بحث میں کسی ممبر کا نام لے کر نہ مخاطب کیا جائے۔ بلکہ اس کے عہدہ یا خطاب سے مخاطب کیا جائے۔ اگر کوئی شخص پارلیمنٹ کی کارروائی میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرے تو اسے بھی روانہ نہیں رکھا جاتا۔ ان باتوں کی سزا معطلی یا قید ہوتی ہے۔

ممبران کو اس سے نہ ملے۔ کسی ممبر کو سوائے دستور العمل کے جو روز شائع ہوتا ہے۔ کتاب۔ اخبار۔ یا کاغذ نہ اندر جانے کی ضرورت ہے اور نہ اس کے پڑھنے کی اور نہ کچھ لکھنے کی۔ ممبر اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں اور فضول ادھر ادھر نہیں پھرتے پارلیمنٹ کا ہر ممبر حسن اخلاق ہوتا ہے مگر گل ہاؤس سخت مزاج اور وحشی ہے ہر ممبر کو جب وہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو اپنے مخالف کو برے سے برے الفاظ اور کلمات کہنے کی اجازت ہے مگر وہ کھڑا ہو کر اور تقریر کرتے وقت اسپیکر الفاظ میں حملہ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ایسا کرے تو اسے فی الفور روک دیا جاتا ہے اور اس سے معافی منگوائی جاتی ہے۔

جب اسپیکر یعنی ہاؤس آف کامنز کے لیڈر کا انتخاب کیا جاتا ہے تو ہاؤس آف لارڈز کے ممبر ایسا لباس پہنکے آتے ہیں۔ اور ایک پیغامبر ہاؤس آف کامنز میں بھیجا جاتا ہے۔ جسے جٹلیں اُٹھاتے ہیں۔ ایک ریلیک راؤ کہتے ہیں۔ جب ہاؤس آف کامنز کے دروازے پر پہنچتا ہے تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ اس کے حقوق میں مداخلت کرنے آیا ہو دروازہ بند کر دیا جاتا ہے مگر تین بار کھٹکھٹانے پر کھول کر اسے اندر داخل کر لیا جاتا ہے۔ وہ اسپیکر کی کرسی کے قریب جا کر آداب بجالاتا ہے اس وقت اس کے لئے اور رائے کی غرض کا اعلان کر دیا جاتا ہے اس وقت ممبران ہاؤس آف کامنز کو بیان اُتار کر تمام کام ملتوی کر دیتے ہیں اور اگر پادشاہ پارلیمنٹ میں التشریف فرما ہو تو وہ یہ کہتا ہے کہ ممبروں کو پادشاہ سلامت نے یاد کیا ہے اور اگر وہ بذات خود التشریف فرما ہو بلکہ اس کے قائم مقام۔ تو وہ یہ کہتا ہے کہ پادشاہ سلامت کا پیغام سننے کے لئے ممبروں کی طلبی ہے۔ یہ سنتے ہی چیف کلرک موجود تمام ممبروں کے ہاؤس آف لارڈز میں جاتا ہے جہاں وہ ہنجر کشای ارشاد دیتے ہیں۔ وہاں واپس آکر چیف کلرک اس ممبر کی طرف تین انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے جو اسپیکر کو نامزد کرتا ہے وہ ممبر اٹھ کر مختصر تقریر کے بعد اس شخص کا نام پڑھتا ہے جسے وہ اسپیکر کے منصب کے لئے نامزد کرتا ہے ایک ممبر اس کی تجویز کی تائید کرتا ہے اور نامزدگی عمل میں آجاتی ہے جو ممبر نامزد ہوتا ہے وہ دوسرے وقت ہاؤس آف لارڈز میں حاضر ہو کر نامزدگی کی بابت شاہی نظریہ حاصل کرتا ہے جو عطا کر دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی گرفتاری بھی بری کر دیا جاتا ہے

پارلیمنٹ ٹیکسوں کو مقرر کرتی اور اخراجات۔ لٹنٹ کی منظوری دیتی ہے پادشاہ مجلس وزیر کی معرفت روپیہ طلب کرتا ہے۔ ہاؤس آف کامنز اس کی منظوری دیتا ہے۔ اس منظوری کی منظوری ہاؤس آف لارڈز سے ہوتی ہے۔ شاہی خاندان کو حسب ذیل اخراجات دیجاتی ہیں۔

پادشاہ سلامت کا جب خراج ۱۱۰۰۰ پونڈ۔ شاہ معظم کا خانگی خراج دیگر وظائف ۱۲۵۸۰۰ پونڈ۔ شاہ معظم کا خاص خانگی خراج ۱۹۳۰۰۰۔ عمارت کا خراج ۲۰۰۰۰۔ شاہی زیارت وغیرہ ۱۳۲۰۰۔ محرمین اخراجات ۸۰۰۰ پونڈ۔ میزان کل ۲۷۰۰۰۰ پونڈ۔

شاہی خاندان کے دیگر لوگوں کو حسب ذیل سالانہ وظائف دیئے جاتے ہیں۔ پرنس آف ویلز ۲۰۰۰۰ پونڈ۔ پرنس آف ویلز ۱۰۰۰۰ پونڈ۔ شاہزادیاں ۱۸۰۰۰۔ ڈیوک آف کمٹ ۳۵۰۰۰۔ پرنس کریچین شلیوگ ہوٹسٹین ۶۰۰۰۔ پرنس لوسی ڈیچر آف ارگائل ۶۰۰۰۔ پرنس ہنری آف مین برگ ۶۰۰۰۔ ڈیچر آف ارگائل ۶۰۰۰۔ پرنس ہنری ۶۰۰۰۔ ڈیچر آف البینی ۶۰۰۰۔ ڈیچر آف میکلیں برگ اسٹریلز ۳۰۰۰۔ ڈیوک آف کیمریج ۱۲۰۰۰۔ میزان کل ۱۱۸۰۰۰ پونڈ۔

فی زمانہ صرف ہاؤس آف کامنز ہی انگلستان کی حکمران عجت تصور کی جاتی ہے۔ کیونکہ انتظام امور سلطنت اسی کے ذریعہ سے انجام کو پہنچتے ہیں اس لئے اس کا اجلاس اکثر ہوتا ہے جو تین تین دن کے شروع ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ۶۷۰ ممبروں میں سے عام اجلاسوں میں صرف ۱۵۰ یا ۲۰۰ ممبر حاضر ہوتے ہیں۔ مگر جب کسی معاملہ پر رائے لی جاتی ہے یا کسی اہم معاملہ پر بحث ہوتی ہے تو زیادہ ممبر شریک ہوتے ہیں اور کورم صاف چالیس ممبروں کا ہوتا ہے۔

ہاؤس آف کامنز میں سوائے ممبروں کے کسی اجنبی کو فرش پر کھڑا ہونے یا اندر جانے کی اجازت نہیں اور نہ تو رسولوں اور پیغامبروں کو اگر کوئی نوکر یا پیغامبر ضرورتاً کوئی کارڈ یا خط لیکر جاتا ہے تو پاس والے ممبر کو دیدیا جاتا ہے جو مختلف ہاتھوں میں گزرتا ہوا پائے والے۔ کہ پاس پہنچ جاتا ہے یا اس وقت تک کہ شہرے کے باہر کھڑا رہتا ہے جینک کہ کوئی

## استقامی صیغہ گورنمنٹ ہند

ہندوستان کی الگ ذاری کا رویہ بلا مشورہ کی سکرٹری آف ایڈمنسٹریشن ہند کو کنسلر جنرل نہیں ہو سکتا۔ اور کی قانون میں معاملات خارج رہے۔

یہاں تاہم یہی بلا مشورہ کی کو کنسلر کے اپنے اختیارات برت سکتا ہے اور بہت سے دیگر معاملات میں گورنمنٹ ہندوستان پر اپنے احکامات جاری کر سکتا ہے اور انڈیا آفس میں ہندوستان کے معاملات سر انجام پاتے ہیں۔ ویسے یہ گورنر جنرل۔

گورنر ان بھی۔ مدراس۔ کراچی۔ راجستھان۔ گورنر جنرل و گورنر ان بھی۔ مدراس کی کو کنسلر کے معمولی ممبروں کی تقرری شہنشاہ معظم یا سکرٹری آف ایڈمنسٹریشن کے اختیار میں ہے۔ نیز پرنسپل ہائیکورٹ کے ججوں کی تقرری و صاحبان لفٹنٹ گورنر کی تقرری گورنر جنرل بہادر فرماتے ہیں۔ مگر اسمیں سکرٹری آف ایڈمنسٹریشن کی منظوری لینی ہوتی ہے ان عہدوں کا زمانہ ملازمت بائشاکر جج صاحبان کے بالعموم پانچ برس ہے۔ فوجوں کی کمان کے لئے چار لفٹنٹ جنرل گورنمنٹ آف انڈیا کی سفارش سے مقرر ہوتے ہیں جنہیں سے دو انگلستان کی فوج میں سے انتخاب کئے جاتے ہیں اور دو ہندوستان کی فوج میں سے۔ ہندوستان میں گورنر جنرل یا اجلاس کو کنسلر سے اعلا اختیار رکھتے ہیں۔ مگر سکرٹری آف ایڈمنسٹریشن کے ماتحت میں گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کو کنسلر میں سات ممبر ہوتے ہیں جنہیں گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف شامل ہیں۔ بموجب انڈین کو کنسلر ایکٹ ۱۸۵۷ء حکمہ تعمیرات کے لئے قطعی ایک ممبر کی تقرری ضروری نہیں رہی۔ گورنر اور لفٹنٹ گورنر بھی اس وقت زیادہ ممبر قرار دیئے جاتے ہیں جبکہ کو کنسلر کا اجلاس ان کے صوبہ جات میں ہو۔ ہندوستان کی اعلا گورنمنٹ کے تمام ایکٹ گورنر جنرل یا اجلاس کو کنسلر کے نام سے جاری ہوتے ہیں۔ مگر گورنر جنرل کو اختیار ہے کہ کو کنسلر کی کثرت اسے کو متبرہ کر دے۔

ویسے اسے کی کو کنسلر میں جب یہ قانون مرتب کرنے کی غرض سے منعقد ہو۔ علاوہ مذکورہ بالا ممبران کے اور زیادہ ممبر بھی قانون مرتب کرنے کے لئے شامل کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی ایجنٹوں کو کنسلر مدراس۔ بمبئی۔ بنگال۔ مملکت متحدہ آگرہ و اودھ۔ پنجاب اور برہما میں موجود ہیں بموجب انڈین کو کنسلر ایکٹ ۱۸۵۷ء میں چند ہندوستانیوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ مالی معاملات میں نکتہ چینی کریں

اور بہتر قرار یہ تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا کام مفصل ذیل محکموں میں منقسم ہے۔ محکمہ مال و تجارت۔ معاملات متعلق انگلستان۔ محکمہ زراعت و مالگاری۔ محکمہ وضع قوانین۔ محکمہ تعمیرات۔ محکمہ معاملات متعلق ممالک غیر۔

ہر ایک محکمہ ایک سکرٹری کے سپرد ہے نیز سپریم کو کنسلر کا ایک ممبر خاص صدر پرائس کا ٹکڑا ان ہے جو چھوٹے چھوٹے روزمرہ کے معاملات کو طے کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور جو معاملات گورنر جنرل اور ان کی کو کنسلر کے غور کے قابل ہیں ان کا اقتباس کرتا ہے۔ گورنر جنرل خصوصیت سے ممالک غیر کے پولیٹیکل معاملات پر غور کرتا ہے۔ محکمہ تجارت و مال کے متعلق مفصلہ ذیل امور رات ہیں۔ مال۔ اسٹامپ۔ آبکاری۔ چنگی۔ اور ایسے معاملات جن کا نچ لیتھ دوام سلطنت کے ذمہ ہے۔ نیز وہ معاملات جو ملک کی تجارت سے متعلق ہیں۔ نہایت ضروری امور رات جو محکمہ کاشت و مالگاری سے متعلق ہیں یہ مالگاری۔ جنگلات و زراعتی ترقیان۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے یہ محکمہ قطع رکھتے ہیں۔ تعلیم۔ ڈاکٹری۔ حفظان صحت۔ معاملات متعلق گرجا و عدالت۔ میونسپلٹی۔ پولی بورڈ۔ جیلخانجات۔

پولیس و دیگر معاملات۔ فارن ڈیپارٹمنٹ میں سرکاری تعلقات افغانستان۔ فیلیپ اور دیگر ممالک سے جن کی سرحد ہندوستان سے ملتی ہے طے پاتے ہیں۔ نیز یہ محکمہ اپنے پولیٹیکل ریڈیٹ اور ایجنٹوں کی معرفت و ایسی ریاستوں کے انتظام کی نگرانی کرتا ہے۔ اور ان کے تعلقات گورنمنٹ سے مضبوط کرتا ہے۔ اس کے ایجنٹ علیج فارس مرقط اور عرب میں ہندوستانی تجارت کی ترقی کو زیر نظر رکھتے ہیں۔ محکمہ تعمیرات میں۔ ریل۔ تار۔ شریک نہیں عمارت وغیرہ ہیں۔ بحری و بری فوج۔ خدمت جنگی محکمہ کے متعلق ہے۔ پولیٹیکل ممبر کے چارج میں وہ رستے میں جو کو کنسلر وضع قانون میں پاس ہوتے ہیں۔ مدراس و بمبئی پریزیڈنسی اور بنگال کی نقشہ کے لئے (جس میں آسام بھی شامل ہے) اور ممالک متحدہ آگرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ہائیکورٹ قائم ہیں۔ اور یہاں پنجاب میں چیف کورٹ ہے۔

ممالک متوسط اور براہ سندھ اور پریہا میں ایک ایک جوڈیشل کمشنر ہے اور رنگون میں ایک ریکارڈر ہے۔ ہندوستان کی پریزیڈنسی آف کل غلطی میں ڈالنے والی ہے۔ یہ فقرہ اس وقت







حضرت آیت الله العظمیٰ محمد باقر

نہیں ہیں بلکہ جزائر انڈمان ان میں سے خاص کوکل و سیٹیل  
کونامالی وانظامی آزادی حاصل ہے۔ گورنران مدراس اور  
بمبئی کو اوروں کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے چنانچہ  
انہیں اختیار حاصل ہے کہ بعض جزوی معاملات کے متعلق  
براہ راست سکرٹری آف اسٹیٹ سے خط و کتابت کر  
سکتے ہیں۔ کلرکس انڈیا اضلاع میں منتظم ہیں جہاں نظام  
علیحدہ علیحدہ ایک ایک کیٹواؤنر کے متعلق ہے۔ جو کلرک  
محکمہ ریٹ باؤنڈری کمشنر کہلاتا ہے (اکثر صوبیات میں یہ  
کمشنروں کی ماتحتی میں ہیں) انہیں کوکل اختیار حاصل ہے  
اور صوبہ کے گورنر کو اپنے انتظام کی جواب دہی کا خود اختیار  
ہے۔ برٹش انڈیا میں کل ۲۵۹ اضلاع ہیں۔

سید محمد

کیتان آر۔ جی۔ ٹی۔ میکرا۔ رالف برٹ  
نقشہ سی وگرام۔ اٹھارویں ترونا بنمرز  
کیتان آنریبل آر۔ ایچ نیڈ سے ۲۰ ویں -  
نقشہ دی۔ ایس۔ کیلی۔ اٹھارویں ترونا بنمرز

کونسل گونہ جزل

[illegible]

اکثر روئیری و دیگر پرزیدینوں کو روئیں کی جگہ اوتے صوبہ میں کونسل سٹیج  
ابنسل حمزہ زعفرانی ضلع قانون (سرکاری) سے ڈبل کو کونسل سے ایس آئی

۲۰۰۰ ہرجٹ ووم کارڈٹف - سی۔ آئی۔ آئی۔  
 ۲۰۰۰ سکرٹری - ایچ۔ ایچ۔ ریلی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ای۔ ایس۔ آئی۔  
 ۲۰۰۰ ڈبلو۔ ایس۔ میرس۔  
 ۲۰۰۰ سکرٹری جے۔ ویس۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ قائم مقام۔  
 ۱۲۰۰ ایل۔ رابرٹسن۔  
 ۲۰۰۰ وکرس سکرٹری۔ ای۔ این۔ بیکر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔  
 ۲۲۵۰ ار۔ اے۔ مینٹ۔  
 ۲۰۰۰ سکرٹری میجر جنرل ای۔ ڈی۔ براٹھ۔ سی۔ آئی۔ آئی۔ آئی۔  
 ۲۰۰۰ سکرٹری۔ کرنل۔ ایچ۔ بی۔ واکس۔  
 ۲۰۰۰ لفٹنٹ کرنل۔ ایچ۔ ٹی۔ کنی۔  
 ۲۰۰۰ سکرٹری ریلوے برانچ۔ سی۔ ڈبلو۔ ہاؤسن۔  
 ۲۰۰۰ آپاشی " سٹڈی پرنٹن سی۔ آئی۔ ای۔  
 ۲۵۰۰ سکرٹری وڈ انٹرکٹر ریلوے ٹرانک کرنل جی۔ ایف۔ ویس۔ ریل انجیر۔  
 ۲۵۰۰ غیر ریلوے۔ ای۔ ایل۔ ٹینڈرولٹ۔  
 ۲۵۰۰ ٹ جنرل۔ آر۔ این۔ ہرن۔  
 س آرکشیٹ۔ جے۔ رینسم۔  
 ۲۵۰۰ ڈیپٹی جنرل۔ اے۔ ایف۔ کاکس۔ سی۔ ایس۔ آئی۔  
 ۲۲۵۰ ٹ ٹیگن وڈ کنی۔ ڈی۔ ای۔ میک کریکن۔  
 ۲۵۰۰ جنرل ٹانجا نجات ہندو سرگودیشا۔ کو سی۔ ہائی۔ ای۔ ایس۔ ایس۔ آئی۔  
 ۲۰۰۰ نزل ٹیلیگراف۔ ایس۔ ایچ۔ سی۔ جینسن۔  
 ۲۰۰۰ سال ہاسٹری کلکتہ۔ کرنل۔ مر۔ بی۔ اسکاٹ۔ آر۔ ای۔ جی۔ آئی۔ ای۔  
 ۲۰۰۰ سٹریٹس۔ میجر ڈبلو کارڈو۔ آر۔ ای۔  
 ۲۰۰۰ آف انڈیا۔ لفٹنٹ کرنل ایف۔ بی۔ نگ۔ آر۔ ای۔  
 ۱۶۵۰ نزل اسٹیشن ٹیکس۔ جے۔ اے۔ رابرٹسن۔  
 ۱۵۶۰ نزل سروے۔ ٹی۔ ایچ۔ ہالینڈ۔ ایف۔ آر۔ ایس۔  
 ۱۸۵۰ میل سرو۔ میجر ڈی پرین۔ ایم۔ بی۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ وائل۔ ڈی۔  
 ۱۸۰۰ جنرل تعلیم۔ ایچ۔ ڈبلو۔ آرنج۔  
 ۱۶۰۰ جنرل آف جولا جی۔ جے۔ ایچ۔ مارشل۔  
 ۱۵۰۰ جنرل ایڈریکٹ۔ جے۔ ڈبلو۔ مایسن۔  
 ۱۲۵۰ ڈیپٹی سکرٹری اسٹیشن ہوسا۔ بی۔ کاوٹر۔

سنیٹری کمشنر - میجر جی ڈبلیو مکی - آئی ایم ایس  
 مسٹر الاجل رپورٹر - جی ڈی - واکر  
 رپورٹر اکاؤنٹ برادر کسٹ - جے ایچ - برکل  
 سپرنٹنڈنٹ نیشنل میٹری - مینوریم - میجر اے ڈبلیو نکاک سی  
 ایف - آر - ایس  
 انسپکٹر جنرل سول ٹرنری ڈیپارٹمنٹ - ورنری لفٹ کرنل  
 ڈبلیو - اے - مارگن  
 چیف انسپکٹر انیس (کان) ڈبلیو - ایچ - پکریگ  
 ایڈیٹر امپریل گزٹیر ہند - ڈبلیو - ایس - پیر  
 سپرنٹنڈنٹ ٹکنوٹک سرو - ڈاکٹر جی - اے گریسن سی - آئی ای  
 لائبریرین امپریل کلبکٹ - جے - میکفیلین  
 ایڈوکیٹ جنرل - جے ڈی - اوڈارف  
 گورنمنٹ سالیٹر - ایچ - سی - اگار  
 ایجنٹ گورنمنٹ جنرل سنٹرل انڈیا میجر ایچ - ڈبلیو - سی - آئی ای سی - ایس ڈی  
 راجہ تانہ - سر جے ڈی مارٹنڈیل - سی - ایس ڈی  
 بلوچستان  
 ریڈیٹ چید آباد - لفٹ کرنل بر - ڈی - ڈبلیو - کے بار - کے سی ایس ڈی  
 میسور - سر - جے - اے - بورڈین - کے سی - ایس ڈی  
 کشمیر - ای - جی - کالون  
 بروہہ - لفٹ کرنل - ایم جے ریڈ - سی - آئی ای  
 نیپال - لفٹ کرنل - سی - ڈبلیو - ریو نشا  
 گوالیار - لفٹ کرنل - سی بربرٹ  
 جے پور - لفٹ کرنل - ڈی - سی - پیرس  
 اندور - اودھی بوز کوٹ  
 پولیٹیکل ریڈیٹ ضلع فارس لفٹ کرنل سی - اے کیمل سی - آئی ای  
 عدن - بریگیڈیر جنرل - ایم - مین - آئی ای  
 پولیٹیکل ایجنٹ وکٹس جنرل بغداد میجر - ایل - ایس نیو پاج  
 مسقط - کپتان - ڈبلیو - جی گرے  
 انسپکٹر جنرل امپریل سروس ٹروپس - کرنل - سی - ایس ٹین - سی  
 گیارہویں بنگال لیئرز











100













## جزائر انڈمان نکوبار

رقبہ اس کا ۳۱۴۳۳ مربع میل اور آبادی ۲۴۲۲۹ ہے۔ نیلیج بنگال کے مشرقی حصے میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کا سلسلہ ہے۔ یہ سلسلہ دو حصوں میں منقسم ہے ایک بڑا انڈمان اور دوسرے کو چھوٹا انڈمان کہتے ہیں۔ ان میں نباتات بکثرت ہوتے ہیں۔ اور نگریٹس قوم آباد ہے۔ اور دل بدن نابود ہوتی جاتی ہے ۱۸۵۸ء سے برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کے سربراہان قیدی یہاں بھیجے جاتے ہیں۔ گویا کالا پانی ہے۔

پورٹ بلیر کا بندر گاہ بہت وسیع اور محفوظ ہے۔ اور جنوبی انڈمان میں واقع ہے جہاں مجسم رکھے جاتے ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں مجرموں کی تعداد ۲۷۲۲۲ تھی۔ جزائر انڈمان کے جنگلوں میں بہت قیمتی لکڑی پیدا ہوتی ہے۔ چاء۔ چنا۔ ہندوستانی اناج لینے کئی لوگ وغیرہ کی بھی خوب کاشت ہوتی ہے۔ کافی کو کیل وغیرہ بھی بویا جاتا ہے۔ کل آبادی کا پچھلے حصہ جو قریب ۱۵ ہزار کے قریب مجرم ہیں۔ مجرموں کا کافی الحالی کام ہے کہ وہ آئندہ آئیوا لے قیدیوں اور بدچلنوں کے لئے قاعدہ طرز میں بنائیں۔

جزائر نکوبار۔ انڈمان کے ٹھیک جنوب اور جزیرہ سائر کے شمال مغرب میں واقع ہیں۔ ان کا تعلق پہلے ڈنمارک سے تھا۔ لیکن ۱۸۶۹ء میں انگریزوں کے ہاتھ آئے۔ اور اسی وقت سے بڑا انڈمان کے چیف کمشنر کے ماتحت ہیں۔ ان میں ۱۲ آباد ورسات غیر آباد جزیرے ہیں ان میں سب سے مشہور کار نکوبار ہے اور انتہائے شمال میں واقع ہے۔ اور کل جزیروں کی نصف آبادی اس میں شامل ہے۔ یہاں سے باہر کو بہت سامان جاتا ہے۔ قریب نصف کے یہاں بحر روانہ ہوتا ہے۔ کریٹ نکوبار میں جو انتہائے جنوب میں واقع ہے۔ آہ سے زیادہ رقبہ ہے۔ یہاں کی زمین عمدہ ہے۔ اور اخروٹ بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہاں کی آبادی قریب سات ہزار کے ہے۔ باشندے یہاں کے ملائیںس کے ہیں اور طاقتور ہوتے ہیں۔ لیکن صحت اور کال بہت ہوتے ہیں۔ ان کی نسل وسطی اور جنوبی جزیرے میں کم ہوتی جا رہی ہے۔ ڈین کے باشندوں نے ۱۸۵۸ء

اور ۱۸۵۸ء میں ان جزیروں کو آباد کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ہندوستانی۔ پرتگالی۔ نواگو کا شہر بالا بار کو مٹ پڑا ہے اور یہ گوا کا دار السلطنت ہے۔ اور حقیقتاً پرتگال والوں کے جقدہ رقبے اس امید کے مشرق میں۔ سب کا پایہ تخت ہے۔

گوا۔ بہی سے جنوب و مشرق کی طرف قریب ۲۶۵ میل کے ہے۔ اور لڈ گوا چوپانچ یا چوپل میں ہے دن بدن غیر آباد ہوتا جاتا ہے۔ لیکن نواگو یا جو بندر گاہ کے قریب ہے۔ ایک بہت ہی اچھا شہر ہے۔ جس کے چاروں طرف ضیل ہے اور آنجل تجارت اور گورنمنٹ کام کر رہے۔ غیر ملکوں سے ماسخی دانت۔ کچا ریشم دھوا اور اون وغیرہ بہت آتی ہے۔ سن۔ چھالیہ۔ اور وغیرہ باہر کو جاتے ہیں۔ گوا کا کل ملک ۶۰ میل طولا۔ اور ۳۰ میل عرض ہے۔ رقبہ قریب ایک ہزار اسی مربع میل ہے۔ اور آبادی اکٹھ ہزار تین سو چالیس ۱۸۵۸ء میں تھی۔

مغربی ہندوستان میں پرتگال والوں اور قبیلے دمان میں ہیں۔ خاص شہر کی آبادی ۲۶۹۶۴ ہے۔ اور کل حصہ کی تریلٹھ ہزار دو سو چالیس ہے۔ یہ بھی کے شمال میں واقع ہیں۔

ڈکو۔ ایک شہر اور قلعہ ساحل گجرات سے کچھ دور واقع ہے۔ اس کی آبادی بارہ ہزار سات سو اٹھاون رقبہ ۵۲ مربع میل ہے۔ پرتگال والوں کے مقبوضات کی آمدنی بہت کم ہے۔ اور خرچ دولت کم تو بڑا زیادہ ہے۔ برہنیت پہلے کے اب فسادات میں بہت کمی ہے۔ اور رعائے گورنمنٹ کا ہر ایک انسان اپنی زندگی امن و آمان کے ساتھ بسر کر رہا ہے۔

گورنمنٹ کی جملہ مقبوضات ہند میں سے وسطی جس میں شہنشاہی دربار منعقد ہوا۔ اپنی آبادی۔ فنون۔ وضع۔ اور تجارت سے خصوصاً دار السلطنت ہونے کے اعتبار سے زیادہ ممتاز ہے۔ باوجودیکہ چند مرتبہ اجڑا اور ویران



## ضلع دلی

اس شہر کا نام پیشتر اندر پرست تھا۔ یہ دریائے جمنا کے گوشہ جنوب مشرق میں لاہور سے ڈھائی سو میل پر واقع ہے۔ چونکہ راجہ دہلو نے اس کے متصل ایک اور شہر آباد کیا تھا اس واسطے اس کا نام دلی رکھا گیا۔ کچھ روز بعد یہ شہر ویران ہو گیا۔ پھر شاہ جہاں بادشاہ نے اس کے قریب لیکنیا شہر بسایا اس کا نام شاہجہان آباد رکھا۔ رفتہ رفتہ دلی بھی شاہجہان آباد کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اس واسطے اس کا اصلی نام شاہجہان آباد ہے۔ اس کے تین طرف پتھر کی اونچی فصیل ہے اور ایک طرف لال قلعہ۔ یہاں کے پانچ بازار نہایت مشہور ہیں دیہہ۔ جوہری بازار۔ چاندنی چوک۔ چاورٹی۔ لال کنواں۔ صدر بازار۔ پچی بڑی رونق کی جگہ ہے۔ شہر میں آبادی ۵۰,۰۰۰ تھی اس کے ۱۹۰۰۰ کے مطابق ۵,۵۰,۰۰۰ ہے ہاشمشر ہے۔ اس ضلع میں زیادہ تر ہندو اور مسلمان آباد ہیں۔ قوم ہندو میں سرائیکی۔ پشتون۔ برہمن۔ کھتری۔ کالیہند۔ جاٹ۔ یکے۔ گجر۔ گوروے راجپوت اور بہرہ۔ ہمارے مغزین شاید ان چار قوموں سے واقفیت نہ رکھنے چوگے۔ جاٹ یہ قوم بہت مضبوط اور قد آور ہوتے ہیں۔ لڑائی کے وقت بہت سہل لال سے حربہ کیا تھا بلکہ کہتے ہیں۔ گوجر یہ بھی جبینہ جاٹوں کی طرح طاقتور اور مضبوط ہوتے ہیں۔ گوروے دیکھو۔ یہ لوگ کاشتکاری کرتے ہیں۔ اور سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ قصبوں اور دیہاتوں میں رہتے ہیں۔ اہل اسلام ہیں۔ شیخ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ بلوچی اور مختلف ریلز نوین بھی ہوتی ہیں۔ جو قریب قریب ہر شہر میں پائی جاتی ہیں تجارت۔ شہر میں ہر قسم کی ہوتی ہے۔ خصوصاً گوشت کناری۔ کپڑے۔ جواہرات۔ لوہے۔ کاغذ اور انگریزی اسباب کی بہت بڑی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ چند سال کے عرصہ میں کمی کارخانہ تیار ہو گئے ہیں جن میں کلوں کے ذریعہ سے کپڑے۔ بیکٹ۔ بول رونی۔ برنس۔ تانبے۔ پتیل وغیرہ کے برتن بنتے ہیں۔ ان کارخانوں کی بہت ترقی ہے اور ہر روز ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔

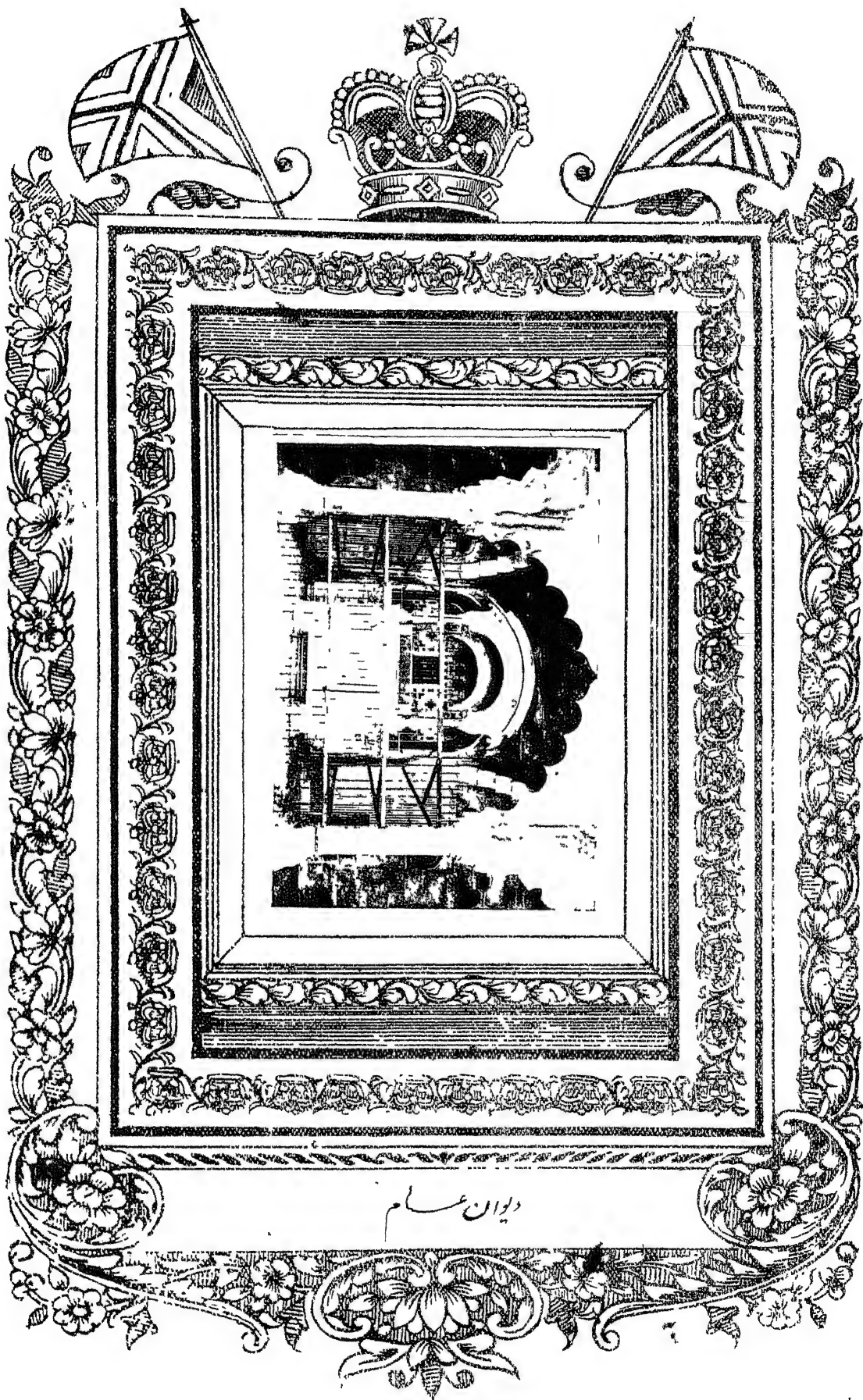
میلے۔ یہاں سات میلے نہایت مشہور ہیں۔ قطب صاحب کا میلہ۔ رام لینا۔ کانکا جی کا میلہ۔ نظام الدین اودیا کی سترھویں اور میلے ہر عید کے چھڑ۔ رتھ چاترا۔ ان میں سے تین میلے نہایت بارونق اور پر تکلف ہوتے ہیں۔ قطب صاحب کا میلہ جو پچول والوں کی سیر کے نام سے مشہور ہے۔ دلی سے اسیل کے فاصلہ پر قطب صاحب کی درگاہ

میں ہوتا ہے۔ یہ میلہ سال بھر میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اور تین روز تک رہتا ہے۔ دلی کے مالی فاصلہ اس میلے کے بانی ہیں۔ ہر قسم کے دوکاندار یہاں جمع ہوتے ہیں اور تین روزہ جشن رہتا ہے۔ رام لینہ یہ میلہ کیا یہ روز تک رہتا ہے۔ دوسرے کے دن اس میلے میں بڑی رونق ہوتی ہے کانکا جی کا میلہ یہ میلہ دلی سے چھ میل کے فاصلہ پر کانکا کے مندر میں سال میں دو مرتبہ ہوتا ہے ایک چیت میں اور دوسرا سوچ میں۔ زیادہ تر رزول اقوام کے لوگ ترکیب ہو کر حین کرتے ہیں اور ہر قسم کی چیزیں بطور چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ اس شہر میں یہ منسل مشہور ہے کہ آٹھ بارہ نو تہوار یعنی اس شہر میں ہمیشہ میلے ہوا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کا ان تمام نکار رہتا ہے۔ ریلوے۔ اس شہر سے چھ لینیں مختلف سمت کو جاتی ہیں جن میں مسافرات دن سفر کرتے۔ خطوط اور پارسل وغیرہ آتے جاتے ہیں۔ شیار کی درآمد برآمد سے تجارت کو از حد نفع پہنچتا ہے جو ہندی کا باعث ہو عمارت یہاں کی اکثر قابل اور لائق سیر میں مگر وجہ طوائف صرف مندر۔ دلی عمارت کا حال لکھا جاتا ہے۔

## لال قلعہ

اس قصر عالی و شاہجہان بادشاہ دلی نے تیار کیا تھا اس کا نام لال عمارت تکمیل کو پہنچی تھی یہ قصر ہندوستان میں آپ۔ ای اپنی نظیر تھا۔ اس کے صناعوں کی نازک خیالی اور صنعتیں دیکھ کر ہند کی شان نظر آتی ہے پتھر کی کچی کاری کا کام سونے اور چاندی کے گنگا جمنی کام کا لطف دکھائی تھی۔ سگرافٹس کہہ کر کاری کے علاوہ اس کے بعض انگریز حکام نے اس عمارت کے بہت اجزا مسمار کر دیئے اور وہ مکانات جن میں جلدت ہوئے انسان کے پاؤں ٹھہرتے تھے گوروں کی خانگاہ اور گھوڑوں کے مضبوط بنائے گئے چوہہ کاری کے صنعت کو بالکل پوشیدہ اور نامعلوم کر دیا گیا تھا۔ مرنے والے منصف مزاج حکام نے توجہ فرما کر اس ٹوٹی پھوٹی عمارت کو زانیہ کی دست غلامت سے بچ رہی تھی قائم رکھا جو اور اس کا نظارہ بھی خدا کی قدرت کا ثناء دکھاتا ہے۔ بیرو میں سیاحوں نے بھی اس کی بہت کچھ تعریف تحریر کی ہے۔ تخت طاووس۔ اس قلعہ میں رکھا تھا اس کی قیمت کا اندازہ ایک یورپین جوہری سیلح نے سو کروڑ پانچ لاکھ روپیہ کیا ہے اور بھی اس مورخ نے بہت کچھ حالات اس کے درج کئے ہیں جو خیالی طوائف علم انداز کے کئے۔





دیوان عام

## جامع مسجد

یہ تبرک عمارت آپ اپنا نظریہ خوب میں دوسری مسجد اس کے برابر نہیں۔ ایک بلند بچاڑی پر واقع ہے۔ شہنشاہ میں شاہجہاں بادشاہ نے اس کی تعمیر کے واسطے حکم صادر فرمایا اور پانچ ماہ تک جعفر خان نے اس کی مرمت کا انتظام کیا دو سال تک خلیل اللہ خان بہتم تعمیر ہے ان کے بعد سعد اللہ خان وزیر نے تین برس پانچ ماہ بند و بست کیا پھر روح اللہ خان نے اندر چہ سال کے اس کاراہم کو کمال خوش سلیقگی انجام دیا اس مسجد کا تعمیر میں پانچزار مرد و روزمرہ تمام دن کام کرتا تھا دس لاکھ روپیہ اس کی تعمیر میں صرف ہوا۔ ۳۴ سیڑیاں طے کر نیچے بعد آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اس میں تین دروازے بہت ہی عالیشان ہیں مشرقی دروازہ بہ نسبت جنوبی اور شمالی دروازہ کے رفیع اور خوبصورت بنایا ہے بیرونی حصہ میں سنگ سرخ لگایا گیا ہے اور اندر سنگ مرمر کا فرش ہے اور موصلی کی شکل خوبصورت سنگ موسے سے محراب و ربنائی لگی ہے اور صحن میں سنگ سرخ کا فرش ہے وسط میں ایک مربع حوض ہے جس کے کنارے سنگ موسے و سنگ مرمر کے ہیں اور حوض کے بیچ میں ایک ٹولہ ہے جس کے گرد لائین ہیں اسی حوض کے غریبی کنارے پر ایک مختصر کثرت سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جو کچھ پتھر بنی بادشاہی محلی نے تعمیر کیا تھا اور یہ کتبہ ہے۔

و کوثر محمد رسول اللہ ﷺ اور اس کے آگے یتیم ہیں رسول ویدہ ہند استجدی و آل اللہ سبحانہ و تعالیٰ سنگ ہم رنگ بنائے گئے ۴۰ سال پتھر بنی آفرین ہاقت ۴ جگہ احاطہ جانشینت سولہ مسجد کے چار جانب تعمیر الیسی ہے جو نہایت خوشنما ہے و الا ان میری اور فرحت خیز مقامات بنائے گئے ہیں۔ ۱۸ اگر اس مسجد کا طول اور۔ اگر عرض ہے مسجد کے رفیع گنبدوں کے پہلوؤں میں دو بچی منار سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں یہ منار ۳۴ فٹ اونچی ہیں اور ان میناروں کے اوپر جانے کو سیڑیاں بہت ہی چوڑی بنی ہوئی ہیں اس مسجد کی تاریخ اس مصرعہ سے نکلتی ہے۔

مسجد شاہ جہاں قبلہ حاجات آمد

اس مسجد کے گیارہ درہیں اور وسط میں ایک بہت رفیع در ہے اسی در کے سامنے میدہیاں بنی ہوئی ہیں اور ہر ایک در پر عید

ذیل لکھی جوتی ہے۔  
کتبہ اول

امیران شہنشاہ جہاں بادشاہ زمین و زمان گہیاں خدیو کو تیرا گیتی خداوند گردوی تو ان سوسنس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت پیار و ان عالی فطرت قصا فرمان قدر قدرت فرخندہ رائے نخبہ منظر فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت انجم پاد خورشید عظمت خلک کا گاہ۔

## کتبہ آخر

صدائے تسبیح میحاش راہنگاہ آراے ذاکران جامع ملکوت زمرہ تہلیل مہلباش راٹاٹا آفراسے پر معنکھان جوامع جبروت دارا دور روشن منابر معورہ جہاں را بختیہ دولت جاوید طرازین بادشاہ داوگر۔ دین پرورد کریماسن ذات مقدس مبارکش الواہ امن و امان بروے روزگار کشتادہ است آہستہ و آہدہ و بختی الحی و اہل۔ کتبہ نور اللہ محمد۔

مگر افسوس کر زمانے کی دست یروے یہ اللہ کا گہ بھی نہ چکا اس کی حالت بہت کچھ قابل مرمت ہو گئی تھی۔ چنانچہ نواب صاحب بہادر راہپور نے ایک لاکھ روپیہ اس کی مرمت کے واسطے عطا کیا لیکن مرمت الیسی بے عنوانی سے ہوئی جسے اس کے پیش طاق کو بالکل خراب اور بد نما کر دیا ہے جو چوٹے چوٹے ٹھوسے سنگ سرخ کے لگائے گئے ہیں وہ الیسی بری طرح جھانکے ہیں کہ بالکل خراب علیحدہ معلوم ہوتا ہے اس سے اور بھی بد نما ہی معلوم ہوتی ہے مرمت کی یہ تعریف کہ جوڑیں جوڑ ملجائے اور تمام عمارت میں میل کھانا مرمت جہاں جہاں جوڑی صاف معلوم ہوتی ہے اور وہ بھی بد نما ہی کیا کھانہ رقم مرمت کی کوئی الیسی معذرت نہ گونہی مگر بہت کم بھی نہ تھی اگر قاعدے سے حج کی جاتی تو معقول طریقہ سے مرمت شکست و ریخت ہو سکتی تھی اور ایک مدت کے واسطے کافی ہو جاتی۔ اس کے شمالی اور جنوبی مینار بجلی کے صدمے سے منہدم ہو گئے تھے چنانچہ شمالی مینار کی مرمت نو سو کار لاکھ شیبہ نے کر دی تھی اور جنوبی مینار نواب صاحب بہادر راہپور کے روپیہ سے طیار کرایا گیا ہے اور ابھی حال میں یہ مرمت ہوئی ہے اس احتیاط کیواسطے کہ آئندہ بجلی سے نقصان نہ پہنچے بجلی کا تار لگا دیا گیا ہے۔ اس مسجد میں نمازیوں کی کثرت بھی الیسی ہوتی ہے کہ یہ وسیع مسجد ہر جاتی ہے اور پیش نمازی کی آواز کل نمازیوں تک نہ پہنچے کیوجہ سے شاہنوازہ سلیم ابن بادشاہ عرش آرا مگاہ نے

بیچ کے دو میں ایک مکبر سنگ باسی کا بہت ہی خوش قطع ہوا ہوتا ہے تاکہ مکبر اس پر کٹر ہو کر با آواز بلند تکبیر کہتا اور اس کی آواز غازیوں کے کان تک پہنچ جاتی ہے اس مسجد کے شمال مغرب کی طرف تختینا دو سو گز کے فاصلے پر ایک مسجد زمر لوگیاں کا ہے یہ عمارت بھی نہایت عمدہ ہے علی الخصوص اس کا دروازہ قابل دید ضرور ہے۔ شہداء میں مندر کی تعمیر شروع ہوئی۔ اور سات برس میں بحال ہو کر شش احتتام کو پہنچی پانچ لاکھ کا تخمینہ اس کی تعمیر میں کیا جاتا ہے۔ لالہ برہکدہ رائے اور لالہ موہن لال اس کے بانی ہیں۔ ایک مختصر مندر جو اس کے قریب ہے اس کو بھی بہت سے سروگروں نے متفق رہے ہو کر تعمیر کرایا ہے اور شمال و مشرق کی سمت لارڈ فرن کا مشہور ہسپتال تعمیر ہوا ہے اور اس کے سامنے دریہ کا وسیع بازار ہے اسی بازار کی حد پر خوشی دروازہ مٹھا جہاں زمانہ ناداروں میں قتل عام ہوا تھا اس دروازہ کے دو بیرو مشرق و شمال میں شمع کی سیگم کی کوٹھی اور باغ ہے اس میں لندن بینک بھی ہے خوشی دروازہ سے کوٹوالی تک پھول کی منڈی کھلائی جتنی اس کے ختم پر چوتھری محلہ شروع ہوتا ہے اور چوتھری محلہ کے بعد وہی بے نظیر چاندنی چوک جبکی آرائش و زیبائش کے بیان سے چند کتا میں مزین ہیں واقع ہے اسی چاندنی چوک کے خوارے کے سامنے مغرب کی جانب محمد شاہ بادشاہ کے نجینی روشن الدولہ کی ستھری مسجد چیر اشعار مندر جہاں کتبہ ہیں در زمانہ خورشید سیر | ظل حق ماہ زمین شاہ زمانہ ناصر الدین کر محمد شاہ است | تیغ و کفر شکن در واران شرف الدولہ بنا فرمودہ | مسجد و مدرسہ عالی نشان ابن و بیت الشرف علم و عمل | ہجوں سعدین فلک کروقران سال تاریخ بنا گفت خسرو | قبلہ حج ارادت کیشان یہ وہی تو مسجد ہے جہاں مسئلہ اصرہاں نادر شاہ نے بیچکر قتل عام کا حکم دیا تھا اور ملک الموت کو نوٹھڑے زمانہ میں اس کے ٹھکانے پر بہت سی روہیں قبض کر نیک اتفاق ہوا تھا اور بہت سے رفیع مکانات جلانے گئے تھے اور قلعہ تمام شاہی خزانے اور زیورات فرمانروائے ایران کے قبضہ میں بچو چکے تھے ۳۴۸ برس کی جمع شدہ دولت کی قیمت کا ایک دم میں فیصلہ ہو گیا تھا۔ کوٹوالی کے سامنے عین بازار میں پہاٹیاں

اگر کسی ہوئی تھیں جہاں ملزمان قدر شہداء کو پہانسی دی گئی تھی تو اب جہاں عبدالرحمان خان اور راجہ بلب گدہ کو غدار کے جلدی تھیں پہانسی دی گئی تھی۔ اس عبرت خیز مقام پر تین مغز شاہنشاہ کو گولیاں ماری گئی تھیں۔ جہاں آرا سیگم و ختر شاہ جہاں جنگا لقب شاہ سیگم بھی ہے۔ اون کی کاروان سراسر مندم ہو گئی ہے۔ بلکہ اسی جگہ اب گنڈہ گہر بنایا گیا ہے۔ اس سر کی بہت کچھ تعریف اکثر سیاحوں نے کی ہے جنہیں سے ایک کا یہ بھی قول ہے کہ پارس دار الامارۃ شاہی کے ہم پلہ یہ سر بھی اس کی مثال کی جانب سیگم کا باغ بھی تھا جو نو سو ستر گز طویل اور دو سو چالیس گز عرض تھا۔ اس باغ کی خوش قطع اور عالیشان عمارتیں اب باقی نہیں ہیں بلکہ اب بجائے اسکے اس میں کچھ زمین بڑھا کر ایک انگریزی طریقہ کا باغ بنایا ہوا ہے جو ملک معظم کے نام نامی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور ملک معظم کی تصویر سنگ مرمر کے چوتھڑے پر نصب ہے۔ اس کے عقب میں ٹون ہال کی رفیع عمارت ہے جسکو سیریل کٹی نے ایک لاکھ تیس ہزار چار سو شانہ روپیہ خرچ کر کے بنایا ہے۔ ملک کی باغ کی حد بشیش رہیوے تک ہے اس باغ میں ایک سنگ مرمر کا باغ بھی رکھا ہوا ہے اس باغ کی کیفیت یہ کہ کسی زمانہ میں قلعہ کے دلی دروازہ پر دو باغی سنگ مرمر کے بنا کر کڑے کے گئے تھے ایک کا نوپہ نہیں چٹا اور ایک موجود ہے اس کو بحال حفاظت یہاں رکھا ہے اور اس کی مضبوطی کیواسطے ٹرے ٹرے بندوبست کر دئے گئے ہیں بلکہ اتنی وقتا فوقتا اس کے استحکام کے واسطے تھپاٹ کے چالے ہیں گنڈہ گہر کے دو بیرو فتح پوری کا بازار ہے اور اسی بازار میں مسجد فتحپور بھی تعمیر ہے۔ یہ مسجد جہاں کی ہوئی تو اب فتحپوری بیگم نے تعمیر کرائی ہے اس مسجد کا طول ۴۵ گز کا اور عرض بائیس گز کا ہے یہی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس کی چوٹی کا برج چودہ ماری دار بنا ہوا ہے اور وہاں سے چوبیس گز بلند ہیں مسجد کے سامنے صحن ۴۵ گز لمبا اور ۳۵ گز چوڑا سنگ سرخ کا ہے صحن کے آگے سو گز گزست چودہ گز کا حوض ہے اس مسجد کے چاروں طرف طلباء کے رہنے کے واسطے مکانات بنے ہوئے ہیں۔ اس مسجد کے تین دروازے ہیں یہ مسجد شاہجہاں آباد کی آبادی سے پیشتر کی بنی ہوئی ہے ۱۹۹۹ء ہجری میں تیار ہوئی چھ سال میں کام ختم ہوا۔ لب شرک کشمیری دروازہ کے پاس فخر المساجد بنی ہوئی



ہے یہ ایک چوٹی سی نہایت خوش نما مسجد تعمیر ہوئی ہے گڑھی میں کئی دوکانیں ہیں۔ مسجد کی روکار سنگ مرمر کی ہے اوس میں سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنی ہوئی ہیں۔ برجوں پر سنہری کلسن چڑھے ہوئے ہیں اندر کا فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ رخ کا بنا ہوا ہے اور دالان ہی سنگ رخ کے بنے ہوئے ہیں مسجد فاطمہ فخر النساء بیگم زوجہ شجاعت خان کے اپنے نام کی یادگار میں بنائی ہے سنگ مرمر میں بنائی گئی ہے۔ کتبہ اس مسجد کا یہ ہے

خان دین پرورش شجاعت خان بخت یافت جا  
بار خدائے حق لعل از طفیل مرتضیٰ  
سدر خا تو نان کینز فاطمہ فخر جان  
یادگار ش ساخت این مسجد بفضل مصطفیٰ

اس کے سامنے کرپل جیسے اسکر کا گر جائے اس کی تعمیر انہی روپیہ صرف ہوئے اور اسی کے سامنے کرپل جیسے اور فریڈر کی قبر بنی ہوئی ہیں جو سنہ ۶۰ میں بمقام دہلی قتل ہوا تھا اسی مقام پر سنہ ۱۸۵۷ء کی بھی قبر ہے جسے کیس کی عمارت بنائی تھی۔

### محل سروان علی خان

جو شرک یہاں سے لال قلعہ اور جامع مسجد کی جانب گئی ہے اوس کے ایک جانب کنارے پر محل مردان علیاں کا تھا جہاں اب ہاسی سکول ہے سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد ریزیدینٹ دہلی ایک مدت تک مقیم رہے تھے اور دہلی کالج بھی قائم تھا سنہ ۱۸۵۷ء میں بند کر دیا

### سرکاری ڈاک خانہ

اس کے بعد سرکاری پوسٹ آفیس کی عمارت ہے اس مقام پر غدر شاہ میں بہت اہلکار سرکار نہایت بہادری سے آخر وقت تک کام کرتے رہے ان کی یادگار اسی مقام پر بنائی گئی ہے یہاں سے شرک ریل کے پل سے گزرتی ہوئی قلعہ کے نیچے ہو کر لاہوری دروازہ اور وہاں سے فیض بازار میں جا ملی ہے اسی جگہ دہلی دروازہ کے سامنے دو مہنتی آگرہ سے لا کر کہہ سکتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ چوڑے کے بت خانے کے بت اون پر سوار کئے جاتے تھے ان باتیوں کے کچھ اجزا قدمیں لٹے تھے اوس سے ایک ہاتھی بنا کر ملک معطر کے بارغ میں کھڑا کیا گیا ہے۔

### جواو خاں کی سنہری مسجد

دہلی دروازہ کے سامنے سنہری جواو خاں کی سنہری مسجد

واقع ہے یہ شخص قد سیکم والدہ احمد شاہ کا مشیر کا رہتا اس نے یہ مسجد سنگ باسی کی تیار کرائی تھی اس کے دو مینار سنگ باسی کے بنے ہوئے ہیں اور ستون و برج کا کھڑے ہیں تانبے کے پتروں پر سونا چڑھایا گیا ہے مسجد کی بائیں جانب کچھ تبرکات رکھے ہوئے ہیں اوس پر یہ کتبہ کندہ ہے۔

شکر حق در عبد احمد شاہ غازی شاہ خلق پروردار گرشا بان عالم را پنا  
مسجد مکروہ بنا نواب قدسی غوجاہ | بادایم فیض عالم آن ملائک سجہ کا  
سعی نواب بہادر صاحب لطف کرم | ساخت تعمیرتین جاوید عالی سنگاہ  
سال تابخش چرخم یافت از اللہ تعالیٰ مسجد بیت مقدس مطلع نورالہ

### زینت المساجد

خیراتی دروازے کے قریب زینت المساجد ہے جبکہ زینت المساجد و خیراتی اور سنگ زینت تعمیر کیا تھا انکا مدفن بھی اسی مسجد کے شمالی جانب ہے اس کے سات درہیں۔ پچ کا دربر اور اور چھوٹے ہیں یہ مسجد تمام کمال سنگ رخ کی بنی ہوئی ہے معینا سے بہت بلند اور نہایت خوشنما ہیں اور یہ کتبہ اس پر کندہ ہے

مولیس مادر لحد فضل خدا تنہا بس ہست

سایہ از ابر رحمت قبر پوش مال بس ہست

### روشن الدولہ کی سنہری مسجد

فیض بازار میں قاضی داڑے کے پاس روشن الدولہ کی سنہری مسجد ہے۔ جس کے تین منبر برج اسی کا مال مصداق لیکر روشن الدولہ نے کوٹوالی کے پاس سنہری مسجد تعمیر کرائی تھی اس پر یہ کتبہ کندہ ہے

سال تابخش رسائی یافت از اللہ تعالیٰ مسجد چون بیت اقصیٰ بہت نورالہ  
فیض بازار میں جس کے چیم چاندنی چوک کی ہزیمتی ہے اسکا نام فیض ہنر ہے اس راستہ میں اولیٰ مسجد واقع ہے جو سنہ ۱۸۵۷ء کی بنی ہوئی ہے اس کے آگے درے کی مسجد ایک برج کی شکلہ اح میں بنائی گئی تھی اسی کے قریب ترکمان دروازہ ہے چلی قبر ہے جو سید روشن کی کمالاتی ہے اور میر محمدی صاحب مرزا سلیم ابن اکبر شاہ کی قبر بھی ہیں۔ اس سے ہٹوڑے ہی فاصلہ پر غلام علی شاہ کی خانقاہ ہے یہاں مرزا مظہر جانجانا کی قبر ہے اس کے آگے ترکمان دروازہ ہے جہاں ترکمان شاہ کا مزار ہے پھر سیا بانی کے مزار ہے ایک کھانہ میں آچا مزار ہے جس کے گرد سنگ مرمر کا کھرا لگا ہوا ہے ٹھوڑی دھنگ مرمر کا فرش ہے باقی سنگ رخ کچھا ہوا ہے۔

## مسجد رفاعی صاحب

اسی سبت میں سید رفاعی صاحب کی مسجد ہے جو بہت عرصہ کی بنی ہوئی ہے چونکہ غدر سے پہلے یہاں سید صاحب مقیم تھے اونکے نام سے مشہور ہو گئی۔ سید صاحب کے ہاں حضرات میں مردوں میں بحالت و جد چہرے چلا کرتے تھے پر کوئی زحمت نہ ہوتا تھا اگر چہ چٹا تھا تو سید صاحب لب لگا کر اچھا کر لیتے تھے مجلس میں عورت کا حکم نہ تھا۔

## رضیہ سلطانہ کا مزار

بلیلی خانہ کے پاس رضیہ بیگم سلطانہ کا مزار ہے اس کے گرد ایک مختصر سا حاطہ ہے جو بہت خراب حالت میں ہے قبر کا تعویذ بھی باقی نہیں رہا۔ دوسری قبر بیگم کی ہے۔ برجی چھی کی کہلاتی ہے

## کالی مسجد

بلیلی خانہ اور ترکمان دروازہ کے درمیان کالی مسجد ہے شاید اصل میں کلان مسجد اس کا نام ہوا اور شیر فیروز آباد کی یہ جامع مسجد بنی ہوئی ہے۔ یہ مسجد ٹنگی ہرگز میں پانچ پانچ در کی تانہ جہاں جہاں ابن خان جہاں نے بعد فیروز شاہ ۸۵۰ھ ہجری میں تعمیر کرائی۔ اس کی کرسی بہت بلند ہے اور ۳۳ میٹر یہاں اسکی میں طول ۱۷ فٹ اور عرض ۱۱ فٹ کا ہے نقش و نگار اس پر خوبصورت بنے ہوئے ہیں کتبہ پر عبارت نشر میں کندہ ہے۔ اونکا تاریخ و سن یہ ہے۔ ہم ماہ جمادی الاخر سنہ ۱۰۷۱ھ و ثانیین و سبع مائت ہجری۔

## تعمیرات بیرون شہر

کشمیر پر دروازہ کے باہر قدسیہ باغ ہے۔ چار دیواری پختہ اس کی توڑ ڈالی گئی ہے۔ پہلے بہت خوبصورت اور بڑی تیاری کا باغ تھا مگر اب صرف ٹوٹا ہوا پھانک باقی رہ گیا ہے اس کے ایک گوشہ میں سنگ سنج کی بہت خوش نما مسجد ہے جسے غدر کی گولہ باری کے نشان موجود ہیں اور جنوبی گوشہ میں جہن کلن کی قبر بنی ہوئی ہے۔ قدسیہ باغ سے آگے پہاڑی ہے جہاں غدر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ اس پہاڑی پر زمانہ غدر کی یادگار بنا رہی ہوئی ہے جس جگہ جو انگریز ہلاک ہوا ہے وہاں پر میٹارہ بنا ہوا ہے اسی مقام پر فیروز شاہ کی شکار گاہ بھی ہے جسکو کوشک شکار کہتے ہیں اپ۔ اس کی علامات و نشانات بہت کم باقی ہیں اس کے باہر ایک چوڑی مسجد ہے جو اب بھی شکستہ حالت میں ہے

ایک باولی ہی یہاں بنی ہوئی تھی جو اس کے قریب شمال و مغرب کی طرف ایک میل پر شمالاً مار باغ واقع ہے اس باغ کو شاہ جہاں بادشاہ نے ۱۶۵۰ھ میں تعمیر کرایا تھا یہ بھی ویران ہو گیا ہے اسکی تمام بادشاہ نے خانہ عیش و عشرت رکھا تھا جواب بالکل نامعلوم ہوتا ہے۔ شمالاً مار سے شہر کی طرف آتے ہوئے ایک باغ ہے جسکا نام مبارک باغ تھا۔ اس کے آگے روشن آرا باغ ہے یہاں سے ایک راستہ سبزی منڈوی ہوتا ہوا کشن گج کو آیا ہے جہاں عشاء کی ٹری سخت لڑائی میں کپتان بارنٹ مارے گئے تھے اسی مقام سے کچھ فاصلہ پر سرسندی مسجد سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے یہاں ایک سرائے بھی تھی جو مندم ہو گئی اس کی تاریخ کسی نے خوب کہی ہے۔

امشب کرنے کن لبہ کرام

لاہوری دروازہ سے جنوب و مغرب میں عید گاہ ہے یہاں ہی ایک سرائے بنی ہوئی ہے جو قابل دید ہے جسکے جنوب میں عید گاہ بنی ہوئی ہے اس سے تھوڑے فاصلہ پر سید حسن رسول ٹھکانی درگاہ ہے آپ کا مزار کھلا ہوا ہے جس پر شعر کندہ ہے۔  
حسن رسول نما افتخار آل حسن بدو ایش قرنئی ثانی و ثالث حسین اس کے پہلو میں قدم شریف ہے قدم شریف کے پاس خواجہ باقی باللہ کی درگاہ ہے اس درگاہ کے ستون سنگ ابری کے ہیں اوپر یہ کتبہ کندہ ہے۔

خواجہ باقی آن امام اولیا عارف باللہ سرار نہفت سال تاریخش وصال خروی باقی باللہ نقش بند وقت گفت اس کے تھوڑے فاصلہ پر غازی الدین خان کا مدرسہ ہے جس میں مسجد اداون کی قبر بھی ہے۔

## پیرا تاقلعہ

شروع میں بہاؤں بادشاہ نے اور آخر میں شیر شاہ نے ہندوؤں کی قدیم اندپرست کی جگہ تعمیر کیا تھا۔ اندرست موضع ان پانچ موضع میں ہے جہاں مشہور جنگ جہاں بھارت کی ہوئی تھی اس قلعہ کا نام دین پناہ رکھا گیا تھا اسی مقام پر شیر شاہ کی ایک بنائی ہوئی مسجد بھی ہے اس کے گوشوں پر آیات پاک قرآنی کندہ ہیں اس مسجد کی بہت نادر تعمیر ہے اور ایک بیش قیمت حوض بھی بنا ہوا ہے۔

## نبی چتری

نبی چتری نواب نوبت خان کا مقبرہ ہے جو دربار اکبری کے مشہور

اس میں شمالی دروازہ بہت ہی عمدہ ہے اور دہری آفتابی قابل دیدہ  
اس میں ایک قبر حضرت الدولہ اور ایک مسجد بھی ہے۔

### عیسے خان کا کوئلہ

یہ ایک مسجد ہے جو عیسے خان کا کوئلہ کہلاتا ہے جسکو عیسے خان حجاب نے  
بہرہ سلیم شاہ ۹۷۵ھ میں تعمیر کیا تھا۔ یہ مسجد تہرہ اور چونے کی بنی ہوئی  
ہے اور حجاب میں سنگ سرخ لگا ہوا ہے اسی کے سامنے عیسے خان  
کا مقبرہ ہے یہ مقبرہ بطور ایک برج کے بنا ہوا ہے اور اطراف و جنوب  
میں مکانات بھی تعمیر میں عمارت کی ساخت ہشت پہل ہے خود عیسے خان  
نے اپنے واسطے تعمیر کیا تھا مقبرے پر یہ عبارت کندہ ہے۔  
بنادر این روضہ جنت بنا درود و عہد و ملت اسلام شاہ بن شیر شاہ  
خدا ملکہ و سلطانہ مسند عالی عیسے خان ابن میان اخوان حجاب خاص  
بنایند ہند و پنجاہ و چہار انجہت ۹۷۵ھ

### لال محل

اس کے نیچے لال محل ہے جو چلی بادشاہوں کے وقت کی عمارت ہے  
اب محل کی عمارت کا تو نام و نشان نہیں ہے مگر موجودہ عمارت کو جیہر  
چند قبور ہیں لوگ لال محل کہتے ہیں یہ بھی خیال ہے کہ یہ عمارت علا الدین  
بادشاہ نے شاہ نظام الدین کے فروکش ہونے کے واسطے بنوائی ہو  
کیونکہ جناب موصوف کا ہے کہ یہ آیا کرتے تھے اس کے جنوب میں  
ایک بڑی مسجد ہے جسکو کلاں مسجد یا کالی مسجد کہتے ہیں۔

### تنگہ خان کا مقبرہ

درگاہ کے مغربی دیوار کے باہر تنگہ خان کا مقبرہ ہے اسکا اصلی نام  
شمس الدین محمد خان غزنوی ہے۔ اور لقب اعظم خان تھا آپس میں شہمی  
ہو گئی تھی اس بنا پر اعظم خان کو ادبہم خاں نے اگر کے قلعہ میں مار  
ڈالا۔ اگر شاہ نے اس خون کے قصاص میں ادبہم خان کو قلعہ سے  
گرداگر مار ڈالا۔ اعظم خان کے بیٹے کو کھٹاش خاں نے یہ سنگی مقبرہ  
بنو کر ایسی منبت کاری کا کام کرایا کہ اسکا حجاب ہندوستان بہر  
میں نہ تھا اس مقبرے میں تمام سنگ سرخ و سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔

اور یہ عبارت اوپر کندہ ہے۔

قَمْتُ هَذِهِ الْعِمَارَتِ الشَّرِيفَةِ فِي أَوَّلِ سِنَةِ سَبْعِينَ وَتِسْعَ مِائَةٍ  
بِإِتْمَامِ سَاحِرٍ قَلْبِي۔ اس احاطہ کے مغربی دیوار پر چینی کا کام کیا ہوا تھا  
جواب کی قدر باقی رہ گیا ہے۔

### چوتھو حصہ

میان سے جنوب و مشرق کی طرف چوتھو حصے کی عمارت ہے یہ عمارت سر

اسی کے پاس ایک شاہی محل بنا ہوا تھا جس پر کتبہ کندہ تھا۔  
اگر سالہ بنالیش شود سوال تراہ حساب کن جسے محل خاص جو بہ  
قلعہ کبندہ اور نظام الدین کے درمیان سید عابد کا مقبرہ ہے۔

### ہمایوں کا مقبرہ

مقبرہ کے باغ کے دروازے کی اس قدر بلند کرسی رکھی ہے جس سے  
شان مقبرہ کی اور زیادہ بڑھ گئی ہے دروازے پر متحدہ مکانات  
بھی بنے ہوئے ہیں جن پر چائیکے واسطے دو طرف دروازہ کے  
نیز بنایا ہوا ہے اس مقبرے میں یہ کمال کیا گیا ہے کہ سنگ سرخ میں  
دو دیاسنگ رخام اور سنگ مرمر کا کام بنایا گیا ہے ایک دروازہ  
جانب دکن ہے جو اس سے بہت چوٹا ہے چارہشت پہل چیاں  
ہیں وسط میں ایک پراج ہے اس عمارت کی نسبت بھی مثل عمارت  
تاج محل کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اپنا شہنشاہی کھتی ہے واقعی بنیظ  
ہی ہے اس مقبرے میں شاہی خاندان کا قبرستان بھی ہے اکبر  
بادشاہ نے ہندو لاکھ روپے کی لاگت سے سولہ برس میں اس  
عمارت کو بنوایا تھا۔

### خانخانان کا مقبرہ

چارہ پلہ کے پاس یہ عمارت واقع ہے کہتے ہیں کہ یہ مقبرہ اپنی بیوی  
کے واسطے بنوایا تھا بہت زیادہ میں خانخانان صاحب برس کی عمر  
میں فوت ہوئے اور اسی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ کل سنگ مرمر جو  
اس میں لگا ہوا تھا سب نواب آصف الدولہ بہادر وزیر اودہ  
نے اکوڑوا کر لکھنؤ منگوایا تھا اس کی عمارت دروازہ اب بھی  
قابل دیدہ ہے۔

### یارہ پلہ

یہ پل بھی قابل دیدہ ہے اس کی عمارت کی صنعت و یکجہ انسان کی  
عقل حیران ہوتی ہے یہ پل آغا جان نے سلسلہ نادر میں بنایا تھا  
اور وہ زمانہ جاگیر کی سلطنت کا تھا اس پر بطور تکر کے غونڈ  
ایک کتبہ کندہ ہے جس کے آخری شعر کو سننے لگدیا ہے۔ وہو ہذا  
گفت بردر خامرو بنویس۔ سب ازراہ جہد بانی پل

### عرب سرائے

مقبرے ہمایوں کے دروازے کے پاس عرب سرائے بنی ہوئی  
ہے اسکو حاجی بیگم ہمایوں بادشاہ کی چاہتی بیگم نے تعمیر کیا تھا اوپر  
عرب حرمین الشریفین سے لاکر یہاں آباد کئے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان پر  
سو آدمی نسل سادات اور سو متابع کبار اور ایک سو عوام انسان تھے

پاؤں تک سنگ مرمر کی ہے مزار عزیز کو کھٹاش خان نے شہنشاہ  
میں تعمیر کرائی تھی۔ عمدہ جاگیر میں بمقام احمد آباد گجرات انکا انتقال  
ہوا کھٹا یہاں لا کر دفن کئے گئے اور بھی اکثر ممبر اس خاندان کے  
اس قبر سے میں مدفون ہوتے۔

### درگاہ حضرت سلطان نظام الدین لیا

درگاہ شریفیہ کا بیرونی دروازہ شہنشاہ عین فیروز شاہ نے بنوایا تھا  
اور باولی کی دوسری جانب بھی اوسی بادشاہ کا بنوایا ہوا دروازہ  
سوجود ہے اکبر بادشاہ کے عہد میں شہر میں فریدوں خان  
نے مزار مبارک کے گرد بارہ ستون ایستادہ کئے اور گنبد بھی  
بنوایا اور دروں میں سنگ مرمر کی جالیاں بنائیں اور آپ کے  
سر پائے ایک پتھر چند اشعار کندہ ہیں۔ اس کے بعد شہنشاہ میں  
یعنی عہد جاگیر بادشاہ میں فریدوں خان نے جنہوں نے فرید آباد  
بسیا ہے نہایت عمدہ سیپ کی پچکاری کا کام بنوایا اور اوسی  
صفت میں یہ اشعار تحریر کئے ہیں وہ ہوا۔

شیخ وھلی نظام را دو فرید  
بیک فریدش مقام فانی داد  
مرتضیٰ خان مزار مرقد او  
قبر چون سپہر بر پا کرد  
ابر قیروزی از جہاں بر خاست  
در بیک دانہ در صدف جا کرد  
ہر جہاں کعبہ مربع او  
چادر از چہار حدو اکرو  
عشرتہ مرقد مبارک او  
برزین کار عشقش اعلیٰ کرد  
عرش در پائے چار قائمش  
چار بکریے محابا کمرود  
سال تاریخ ابن بنا جستم  
قبر شیخ عقیل القا کرد  
قدر بائے اور فیع کساد  
آنکہ این بہشت سقف حفرا کرد  
مولانا خضر الدین نے غلام گروش کے سنوٹوں کو سنگ مرمر کا بنو  
دینا چاہا مگر انکا انتقال ہو گیا اس کام کو لو اب احمد بخش خاں  
والی فیروز آباد نے انجام دیا۔ فیض الدین خان بگلش نے چیت تاج  
کی بنوادی سپہر الاجر دی کام تھا۔ اکبر شاہ ثانی نے بجائے  
چونے کے برج کے سنگ مرمر کا برج بنوادی۔ کھارنگ صاحب  
نے غلام گروش کی چیت بنوادی۔ سلطان علاء الدین خلجی کے  
یعنی خضر خاں نے مسجد کا بیچ کا دروازہ معبر بڑے گنبد کے طیار  
کرایا یہاں تک کہ ایک ستھر کٹورہ لگا ہوا ہے۔ سلطان محمد  
تغلق خوی نے اس درجہ کے اوپر اوپر دو درجہ اور بنوادیئے  
بلکہ چار اور بیچ بھی۔ درگاہ کا بھی سنگ مرمر کا خلیشاہ کا بنوایا

ہوا ہے۔ اس مقام پر تین محرابیں۔ ایک میں جہاں آرا گیم و منتظر  
شاہ جہاں مدفون ہیں اس میں سنگ مرمر کی بہت خوشنما بنی ہوئی  
ہے لوح مزار پر یہ شعر کندہ ہے۔

بیر سترہ نو شد کے مزار مرا بد کہ قبر پوش غریباں ہیں گیاہیں است  
الفقرۃ الغانیہ جہاں آرا میرہ خواجگان چشت بنت شاہ جہاں  
اس حجر کے پاس محمد شاہ کا حجر ہے یہ بھی نہایت عمدہ سنگ مرمر کا  
بنا ہوا ہے اور دروازہ صحت سنگ مرمر کا ہے اس میں بادشاہ کی  
قبر کے پاس صاحب محل اورنگی بیوی اور اونکی پوتی کی قبر ہے اور ایک  
قبر اس شاہزادی کی ہے جسکا عقد ناور شاہ کے ساتھ ہوا تھا محمد شاہ  
کا انتقال شہنشاہ میں ہوا تھا۔ اس کے قریب مزار جاگیر خلف اکبر  
شاہ ثانی کا حجر ہے درگاہ کے صحن کی جانب جنوب جہاں آپ مد  
میران رونق افروز ہوئے تھے اوس جگہ امیر خسرو کا مزار ہے محمد  
عماد الدین سنواری نے شہنشاہ میں حجر اور گنبد سنگ مرمر کا طیار  
کر دیا تھا اور سنگ سرخ کی جالی لگائی تھی باہر شاہ کے عہد میں تھی  
خواجہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح پر یہ تاریخ کندہ کر اگر لکھا ہی تھی  
جسکے ماوہ تاریخ کا مصرعہ ہے

شہر عدیم المثل یک تاریخ او بد دیگرے شد خطوے شکر منقال  
ایک باولی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے جسکو محمد شاہ نے پتھر کر چیت بنوا  
دیا ہے باولی آپ کی حیات ہی میں طیار ہو گئی تھی واللہ اعلم

### موضع مبارک شاہ پور

مرکز سے نصف میل مبارک شاہ کا مقبرہ اور مسجد ہے مقبرہ بہشت  
پہل ہے اور گرد میں محراب دار غلام گروش اور مقبرہ سنگ خارا کا بنا  
ہوا ہے احاطہ کے باہر ایک تین گنبد کی مسجد ہے گاؤں کے باہر  
مرضہ کی عمارت ہے اوسکے بڑے برج کو لوگ خضر خان کا مقبرہ بتاتے  
ہیں اس سے میل بھر فاصلہ پر موضع کی مسجد ہے یہ مسجد سکندر شاہ لودھی  
نے شہنشاہ میں طیار کرائی تھی۔

### موضع شاہ پور

اس مسجد سے جانب جنوب نصف میل پر قلعہ سیری کے گنبد نہایت  
کی راہ میں ایک بہشت عمدہ باولی ہے جسکو سکندر لودھی نے بنوایا  
تھا اور اوسی کے پاس ایک بڑی مسجد ہے قلعہ سیری کے قریب ایک  
احاطہ ہے اس کا دروازہ ہندوئی وضع کا ہے اس میں ایک گنبد  
مسجد ہے۔ یہاں سے کچھ فاصلہ پر موضع کا مقبرہ ہے اور تاریخ منبرہ  
پر کندہ ہے

حکیم پوری صاحب

نظر آتی ہیں۔ یدیع سترلی نہایت بلند ہے۔ کیا عجیبے کہ یہ مکان محمد  
تعالق کے قصر ہزار ستوں کا ایک حصہ ہو ایک بلند برج پر چار دروازے  
کا مکہ بنامو اسے اوسکی دیوار میں سے اوپر بنانے کا بہتہ ہے جہاں  
ایک سنگین بارہ درسی کے کچھ نشان باقی ہیں یہ بارہ درسی فیروز شاہ کی  
بنائی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ اس مکان سے حوض خاص تک ایک  
لقب لگی تھی۔

سیکیم پور کی مسجد

[illegible]

چنچین شمال تاریخ اوسندرقم چ کہ بلادامقہ بہشت برین  
یہ مقبرہ تین لاکھ روپیہ میں طیارہوا ہے اور مسلمانوں کی بہت  
سی آخری عمارتیں ہیں معماروں نے اگرہ کے تاج محل کی نقل اوتارکا  
ہے مگر بہت کچھ اختلاف ہے اسیکے شمال میں سنگ سرخ کی مسجد ہے  
احاطہ میں ایک مکان بنا ہوا ہے جبکہ موتی محل کہتے ہیں اور جانب  
غرب دوسرا مکان ہے اوسکو جنگی محل مقبرہ کے چار طرف  
چارہرین ہیں فی الحال یہ باغ بہت آراستہ شرفالے دہلی کی گیارہویں

منصور کے مقبرہ سے تھوڑی دور پر جنت منتر کی عمارت قابل دیدہ ہو  
یہ رصد گاہ راجہ جے سنگ والی جے پور کی بنائی ہوئی ہے ۱۶۷۸ء  
میں بنائی گئی ہے۔ اور سب تو خراب ہو گیا مگر مقیاس لےنے قوس  
معدن النہار اب تک باقی ہے یہاں سے جانب شرق اریل  
پراوگر سین کی یاد ملی نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے۔

۱۵

[illegible]

بیچے منتظر

شکر کے پاس ایک مقبرہ ہے بائیں ہاتھ بدیع منزل کی بلند تعمیر  
نظر آتی ہے اوس کے پاس گیم پور کی مسجد ہے اوسکی سیاہ دیواریں



چڑا اور ایک سو بیالیس فٹ لانا ہے اس کے مشرقی اور شمالی دروازے اب بھی موجود ہیں باقی اور مہدم ہو گئے۔ مشرقی ستونوں کے پیچھے کلا دروازے پر پہلے تو لیسیم الدین نے بعد ازاں سلطان محمد بن تغلق نے دیکھا کہ کان امانا عن الغلیلین نیچے کی سطح میں متواتر فی شہر و سقہ و شان و شخص مائتہ دروازوں کے آگے بڑی محراب پر سلطان قطب الدین ایک کا نام لکھا ہوا ہے اور یہ عبارت کندہ ہے خیرت ہذہ العمارت العالی امر السلطان المعظم مغل الدین والدین محمد بن سام ناصر امیر المومنین فی شہر سقہ اثنی و تسعین لکھا ہے اس مسجد کے صحن کے وسط میں ثلاث ٹوٹ کی گڑھی ہے یہ ثلاث زمین سے ۲۲ فٹ بلند ہے اور صرف تین فٹ زمین سے نیچے ہے چار منکرت کی سطریں اوپر کو دی گئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ واپا یا راجہ بہاؤ کے عہد حکومت میں بنی ہے۔ پھر اس مسجد کی سلطان التمش نے بنی تھی اور بڑھتے اسی طرح سے اور سلاطین مثل علاؤ الدین خلجی وغیرہ اس مسجد میں عمارت زیادہ کرتے گئے مگر باوجود اس کے اب تک تکمیل اور طیارہ کی کوئیں نہیں ہوئے اس کی بابت متفق رائے تھے کہ جب یہ طیارہ ہو گی تو دنیا میں لاجواب ہو گی۔ قطب الدین اور التمش نے جو محرابیں قبلہ کی طرف بنائیں وہ ان کا دنیا میں نظیر نہیں ہے۔ اسی طرح سلطان علاؤ الدین خلجی نے التمش کے مسجد کو اور بھی بڑھا دیا اس نے ستونوں کو لاٹ سے آگے بڑھا کر ایک بہت ہی خوبصورت اور شاندار دروازہ بنایا جو بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اسی علاؤ الدین نے ایک اور مینار بنانا شروع کیا تھا مگر وہ ناتمام رہ گیا۔ ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ یہ مسجد خوبصورت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہے۔ جس بت بنانے کی یہ مسجد بنائی گئی ہے اور بیکے چوتھے ستون سے انگریزی گولڈ نے بھی اس کی مرمت کرائی ہے۔ کہتے: سمعہ اخی نے ایک بچی بنائی جو اب بھی لاٹ کے نیچے رکھی ہوئی ہے۔ فیروز شاہ کے عہد میں بھلی سے دو کھنڈ گڑے تھے جنکو ازسر نو بادشاہ نے بنوا دیا۔ چوتھا کھنڈ سنگ۔ مرمر کا ہے نیچے کے کھنڈ سنگ سرخ کے بتے ہوئے ہیں نیچے کا کھنڈ چروانوے فیٹ بارہ اچھ کا ہے۔ دوسرا کھنڈ چاس فیٹ چار اچھ کا ہے اسکی تفصیل کے سرے پر پرانی دہلی کی عید گاہ کی سیاہ دیوار نظر آتی ہے۔ بیگم پوری بھی مسجد کی سیلویا نظر آتی ہے۔ اس مقام سے صعد جنگ کے مقبرہ کا چمکتا ہوا برج نظر آتا ہے اور اسی سیدہ پر جامع مسجد کے برج اور مینار دکھائی دیتے ہیں۔

اسی مقام سے شاہ نظام الدین اولیا کی درگاہ اور جہانوں کا مقبرہ اور جنوب میں کالکا کا مندر اور قطب شہک مشرق کی طرف تعلق آیا اور علول آباد معلوم ہوتے ہیں مسجد قوت الاسلام کے شمال اور مغرب میں سلطان شمس الدین التمش کا مقبرہ سنگ سرخ معلوم ہوتا ہے۔ یہ مقبرہ رضیہ سلطانہ نے اپنے باپ کے واسطے بنایا تھا مگر پورا نہ بن سکا جو دروازہ سلطان علاؤ الدین نے اپنی مسجد کا بنوا دیا وہ بھی لاجواب اور بے نظیر ہے علاوہ دروازے سے مشرق کی طرف امام خناسن کی قبر ہے جو سنگ مرمر اور سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے۔ یہ مقبرہ سنگ مرمر میں طیار ہوا تھا۔ فیروز شاہ پتھر کرتے ہیں کہ سچلہ اور نعمات کے جو خداوند کریم نے مجھے عطا فرمائیں ایک یہ بھی نعمت ہے کہ میں نے بہت سے مقبرے اور مساجد بنوائی ہیں تاکہ علما اور درویش اون میں خدا سے وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کریں۔ میں نے اون لوگوں کے اخراجات کے واسطے رتین معین کیں کہ اون کو روزمرہ کی تکلیف نہ ہو علاوہ اس کے اس بادشاہ نے پچھلے بادشاہوں کی پورانی عمارتیں جو زمانے کی دست برو سے مہدم ہو گئیں تھیں ان کی مرمت کرائی بلکہ ازسر نو زندہ کر دیا۔ مغل الدین سام کے مقبرے کی دیوار ٹوٹ گئی تھی دروازہ بھی گل گیا تھا اس نیک بادشاہ سے اس دیوار کو ازسر نو بنوا دیا اور دروازے میں حندل کے تختے لگا کر طیار کیا۔ قطب صاحب کا مینار بھلی کے حذر سے گر گیا تھا اسکو طیار کر دیا غرض کہ صد ہا پورانی عمارتیں اس بادشاہ نے نہایت عمدہ طور پر بہت روپیہ صرف کر کے طیار کرائیں جو اسکی یادگار ہیں۔

**درگاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ علیہ**  
اوہم خان کے مقبرے سے جنوب و مشرق میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمت اللہ کی درگاہ ہے۔ درگاہ کے مغربی دروازہ کے پاس حسن الدخان کی مسجد ہے اس کے پاس شاہی محل سے بہت نہایت عمدہ دروازہ ہے درگاہ کے مغربی دروازہ کے اندر داخل ہو کر صحن میں پہنچے ہیں جس میں ایک مسجد اور مراہجت نہ عالم ثانی کی بامیں جانب قبر ہے اور دہائی طرف موتی مسجد اور دیگر شاہان دہلی کی مقابر ہیں اس کے قریب ہی بہار شاہ انرشاہ دہلی کے ولیعہد مرزا فخر کی قبر ہے جس پر سبزہ لوگا ہوا ہے صحن کے آگے اندرونی دروازہ درگاہ کا ہے اس کے آگے پر صحن ہے جبکہ جنوب میں جناب خواجہ صاحب کا مرقد ہے۔ اسی صحن میں بامیں ہاتھ معتمد خان کی قبر اور مسجد ہے صحن کے دست راست کی طرف گلی پر

جسکی دونوں جانب سنگ مرمر کی دیواریں اور فرش پر مزار شریف کے گرد سنگ مرمر کی جالیوں اور دروازہ فرخ سیر و شاہ کا بنوایا ہوا ہے وہاں ایسا شمار کنندہ ہیں فرسخی کترین غلاموں مشہور ہے۔ با اعتقاد محکمہ کامل الاعیار رفقہ قدسیں بدینا بہشت عدن و تاریخ یافتہ حصا بہشت عدن مزار شریف خام ہے ہوسکے گرد سنگ مرمر کا کٹھن ہر چار رنگ مرمر کے ستونوں پر شامیانہ تنہا ہوتا ہے اطراف میں اور بزرگان بن کی مقابر میں مزار شریف کے مغربی بواہر پر دو اور منبر جنتی کا کام کیا ہوتا ہے کہ اسے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے بنوایا ہے بعض کا قول ہے کہ اورنگ زیب نے یہ طیار کر لیا ہے وہاں اعلم اور دروازہ وغری پر یہ کتبہ ہے جسکا آخر شعر یہ ہے

انعمہ چلویم رقم تاریخ شمس ۴۰ رصوں بدر و مدار و زینت گفت احاطہ طائرینج کی جانب جو دروازہ ہے اوپر جو کتبہ ہے اوسکا آخری شعر یہ ہے چون تاریخ نام کروم عرض یہ گفت در گاہ خواجہ افتاب احاطہ کے جنوب مشرق کے گوشہ میں حضرت کی مسجد پر جسکی مرمت قناتوقا بہت لوگوں نے کی ہے اس مسجد کا درجہ اول خام ہے جسکو حضرت قطب نے اپنی دست مبارک سے معمر میدان بنایا تھا اس کے بعد اسلام شاہ نے دوسرا درجہ چھتہ بنوایا اور چار دیواری پختہ تعمیر کی پھر فرخ سیر نے جب سنگ مرمر کی بجائے بنوایں تو ایک جادو اور صفا دنیا او سپر یہ کتبہ ہے جسکا آخری شعر یہ ہے

بامروش غیب ہا لفت گفت در گوش خروہ سال تاریخ نالیش بیت ربی تجاب مسجد کے آگے حافظہ او کی بنوائی ہوئی بالو کی جسکی تعمیر نے ابھی ختم ہوئی مسجد کے پیچھے مولانا فرید الدین کی سنگ مرمر کی بنی ہوئی قبر پر یہ کتبہ کندہ ہے

سال وصال آل مر از غیب چون بختم و تاریخ گفت ہا لفت شمس و وجہانی مسجد کے سامنے بالو کی کے کنارے پر ایک قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے جسکو دایہ جی کی قبر کہتے ہیں یہ بالو بہت عمدہ بنی ہوئی ہے مگر اندیشہ ہے کہ اس میں بالی نہیں نہیں تہا

بالو کے سرے پر ضابطہ روہیلے کی قبر کے سامنے اوسکا بنایا ہوا مجلس خانہ ہے در گاہ شریف مشرق کی طرف ایک پورانا مقبرہ ہے جسکو محکمہ جیسٹ نے اپنے رہنے کیلئے دست کر لیا تھا یہ مقبرہ لال کوٹ کی فیصلہ واقع ہے یہ علی قیناں برادر و ہم خان کے ہے جو اکبر بادشاہ کے کوکا تھے اسکی رنگ آمیزی قابل تعریف ہے اس مقبرے سے پانسو گز کے فاصلہ پر بالی کی دیوار گاہ مسجد پر یہ خوبصورت عمارت مسلمانوں کی تعمیر ہے گو کہ انگریزوں نے اسکی عمدہ مرمت کر دی ہے مولانا شیخ فضل اللہ جمالی کی قبر مسجد کے صحن میں شمالی طرف واقع ہے اس عمارت میں صحن کا عمدہ کام کیا ہوا ہے اور اشعار کندہ ہیں اس مقام سے تھوڑے فاصلہ نماظر کا باغ ہے جسکو نماظر روزا قرون محمد شاہ کے عہد میں تعمیر کیا تھا پھر کا آخری شعر مادہ تاریخ یہ ہے

یہ تاریخ سالن گفت ہا لفت در گاہ سے باہر مہارنگ ہس باغ کی بارہ درمی سنگ رخ کی ہر در گاہ سے باہر جنوب کی طرف حلی کا بازار ہے اور اوسکے مغربی کنارہ پر خوش شمس ہے جسکو سلطان شمس العین الشمس نے بنوایا تھا یہ خوش کسی وقت میں بہت خوبصورت ہوگا مگر اب اوسکا بڑا حصہ مٹی سے بٹ گیا ہے صرف تھوڑے سے حصہ میں پانی رہتا ہے یہ خوش بھی سنگ رخ کا بنا ہوا تھا اور اوسکے پیچ میں ایک برجی ہے اس کے گرد بہت سی عمارتیں بنی ہوئی ہیں بلخی شہزادے کا باغ بن الدین زمریوں کا خراش و جہ الدین کا خراش شادی کا باغ چاندنی ہے چوڑے مسافت محمد شاہ اندیسر یا باغ مزار خواجہ سہار الدین جو مولانا جامی کے پر تھے چمن چمن چمن من بارانی چوڑے تکیہ دین علی شاہ خالقہ عنایت اللہ خان بیکل عمارت سنگ رخ کی بنی ہوئی تھیں اس نے اوسکو لال محل بھی کہتے ہیں۔ دوسرے اسی تالاب کے کنارے اولیا مسجد ہے ماہ بہادوں کی کوٹھی کو قطب صاحب نے برآمد ہوا تھا یہ ایک سلطان غازی کا مقبرہ ہے یہ مقبرہ لکڑی کے محو شاہ ابو الفتح مجاہد کا ہے سلطان الشمس کے بڑے بیٹے تھے یہ اپنے باپ ہی کے سامنے مر گئے تھے جس نے میں انتقال کیا تھا اوسوقت میں آپ ذہاب کے صوفی تھے اور سی بہت مقبرے کے دروازہ پر یہ لفظ کندہ ہے کہ مالک ملک اللہ الشرف اوس مقبرہ کا احاطہ سنگ لاکا کیا ہے جس کا قبر و شاہ نے اپنی وقت میں سکی مرمت کی ہو دروازہ اسکا نمایاں بصورت بنا ہوا ہے در گاہ کے دروازہ پر یہ کتبہ ہے

ذالبت المبارک السطان المنظم شمس شاہ الاعظم الممالک رقابہ فی العالمین سلطان السلاطین الشمس الدنیا والدن المخصوص لغایت رب العالمین ابو الفطر الشمس السلطان الناصر لیرلمین خلد اللہ ملک فی سنتہ تسع و عشرين ستمائے خورخندہ در گاہ ہی بہت نادار و لفین سے سلطان کن الدین اور سلطان مغل الدین فانی کی قبر پر دو برجیاں بنی ہوئی ہیں مقبرے کے سامنے بہت سی عمارتیں بنوائیں کی بنوائی ہوئی ہیں جنہیں سے ایک مسجد رہنمائی ہے خوبصورت ہے قطب صاحب نے شرف کی طرف پانچ میل پر تعلق آیا کا قلعہ اور شہر ہے اور وہاں و سکا وہ عمدہ مقبرہ جہیں تعلق شاہ اور اوسکا قاتل بنیاد و لون مدقون ہیں اسید طرف آدھے ل کے فاصلہ پر آمینہ کے درخت کے باغچے ہیں اس کے پاس موضع ٹکڑی ہے جسکی کالی دیواریں درختوں میں سے دکھائی دیتی ہیں یہ مسجد و مندر ہے نیچے کی منزل آیر ایک سو آٹھ گھنٹہ یاں میں جسکی چٹول میں ڈاٹ لگی ہوئی ہیں ہر کوئی نو فتنہ بلخ ہے علامہ ان کو ہر کوئی شہر و دروازہ میں ہر ایک کو ہری ہے اور چاروں کالوں کی برجی نیچے چار کوٹھریاں ہیں یہ سب ٹکڑے ایک بارہ کوٹھریاں ہیں ہر کوئی ہر کوئی ہر کوئی منزل میں جانے کے واسطے تین دروازے ہیں چاروں کالوں کے برج ہیں پچاس فیٹ بلندی میں ساری مسجد تہہ چاروں کوٹھریوں پر اور سیاہ استرکاری ہے



## ہندوستان کے اعلیٰ عهدوں کی تقریریں

برٹش انڈیا کی ملکی حکومت چار ذرائع سے ہوتی ہے۔ اول امتحان مقابلہ جو انگلستان میں ہوتا ہے۔ دوم ہندوستانی افواج۔ سوم سکریٹری آف ایسٹس کی سرپرستی۔ چارم لوکل گورنمنٹوں کی سرپرستی

### سول سروس

سول سروس انڈیا کا امتحان آئندہ یکم اگست ۱۹۵۰ء کو لندن میں ہوگا۔ اسامیوں کی تعداد (۵۰۰) لوکل گورنمنٹوں کی ضرورت پر موقوف ہے۔ امیدواران کی عمر جنوری تک ۲۱ سال سے اوپر ۲۲ سال سے کم ہونا چاہئے اور صحت اور چال چلن بے نقص ہو۔ ۱۹۵۰ء کا امتحان میں عمر کی قید یکم اگست تک ۲۲ سے ۲۴ سال تک ہوگی۔ ۱۹۵۰ء میں کسی اہم تبدیلیاں ہوں گی جس میں مضامین امتحان کا انتخاب حسب پسند امیدوار ہوگا۔ داخلہ امتحان کے لئے درخواستیں یکم جولائی تک یا اس سے پیشتر دینا چاہئے۔ یہ درخواستیں لون فارموں پر ہوں گی جو یکم دسمبر کے بعد بروقت سکریٹری سول سروس کمیشن لندن سے مل سکتے ہیں۔ فیس امتحان ۱۰ پونڈ مقرر ہے منتخب شدہ امیدوار انگلینڈ میں ایک سال تک پرورشین کے طور پر رکھا جائیگا اور ۱۰ پونڈ الاؤنس اور ۱۰۰۰ روپے میں ملے گا جبکہ وہ اس کے بعد کسی یونیورسٹی یا کالج مقررہ سکریٹری آف ایسٹس ہند میں کامیاب ہو اور لیاقت کا ثبوت دے۔ آخری امتحان ہندوستان کے قانون زبانوں وغیرہ میں ہوتا ہے۔ ملازمت میں چھوٹائی بڑائی کا خیال اس فہرست کے لحاظ سے ہوگا جس میں امیدوار کے امتحان مقابلہ و آخری کے نمبر درج ہوں گے۔ منتخب شدہ امیدوار کو سواری جانا لازمی ہے۔ اسامیوں اس طرح تقسیم ہوتی ہیں (۱) ممالک متحدہ پنجاب و ممالک متوسط میں (۲) بنگال اور آسام میں (۳) مدراس (۴) بمبئی (۵) برہما۔

پاس شدہ امیدواران ان صوبہات میں مختلف حالات کے لحاظ و نیز ان کی پسندیدگی سے مقرر ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر سرکاری ضروریات مد نظر رہتی ہیں۔ جو وقت امیدوار ہندوستان پہنچے تو ان کو بتانا چاہئے کہ آیا وہ اگر کمیشنوں میں رہنا پسند کرتا ہے یا جوڈیش لائن میں۔ اول لڈ لائن میں صوبہ کے لفٹنٹ گورنری تک اور آخری میں ہائی کورٹ کی ججی تک ترقی ممکن ہے۔ سول عہدہ دار کی تنخواہ ۲۸۰۰ روپہ سالانہ سے شروع ہوتی ہے۔ ہندوستان میں

آجکل قریب ۱۱۰۰ سولین ہیں۔

### ہندوستانی افواج

زیادہ تر افروں کی کمیت ہندوستانی افواج میں ہوتی ہے لیکن کل ۳۴۰۰۰۔ افروں میں سے پانچو ملکی صیغہ میں ملازم ہیں۔ ہندوستانی فوجوں میں کچھ اسامیاں شاہی فوجی کالج کو پاس ہونے کی نذر ہوتی ہیں۔ کننگرہ کیڈٹ دھکی ناخروگی سکریٹری آف ایسٹس جنگ کرتے ہیں، کننگرہ انڈیا کیڈٹ اور آئری کننگرہ کیڈٹ دھکیو سکریٹری آف ایسٹس ہند ناخرو کرتے ہیں، کو اختیار ہے چاہے وہ شاہی فوجی کالج میں تعلیم چاہیں کریں تاکہ افواج ہندوستان میں مقرر ہوں۔ یا برٹش کیولری یا انفنٹری کمیشن لین ڈیوی ڈیپارٹمنٹ انڈیا آفس سے ان کے قواعد و خواست کرتے پر مل سکتے ہیں۔

جب ان کیڈٹ کو جگہ مل لیتی ہے تو باقی اسامیاں ہندوستانی فوج میں ان کامیاب امیدواروں سے پر کجیا جاتی ہیں جو سینئر برسرٹ کے فائنل امتحان میں پاس ہوئے ہوں۔ تقریری انتخاب قطعی ہوتا ہے بعد کو تبدیلی غیر ممکن ہے سوائے اسکے کہ آفس میں دو شخص اپنا تبادلہ کر لیں۔ جب پاس شدہ امیدوار کمیشن مل جاتا ہے تو اس کو ہندوستان آئیے کے لئے زادراہ وغیرہ ملتا ہے ایک سال تک کسی برٹش رجمنٹ میں رکھا اور سکائیاں لائیو رجمنٹ میں بطور دوسرے درجہ کے کپتان کے ہوتا ہے۔ ہندوستانی فوج میں تقریری کے تین سال بعد اگر وہ خاص زبان یا انگریز کے امتحان میں کامیاب ہو تو موقوف کر دیا جائیگا۔ وقتاً فوقتاً اگر سینئر برسرٹ کے افروں کی ضرورت ہو تو وہ کیولری انفنٹری لائن سے چند شرط پر لئے جائیں گے۔ لفٹنٹ کی تنخواہ ۲۰۰۰ روپہ سالانہ سے شروع ہوتی ہے۔

### سیلک و ریس ڈیپارٹمنٹ

اس محکمہ میں کوپرل کالج اور ایمل انجینئرنگ بورڈ میں اور انجینئرنگ کالج ہند ہندوستانی لوگ داخل ہیں۔ انجینئرنگ سے کوپرل کالج میں تھیں کیلئے توڑ دیا جائیگا اس کے بعد انجینروں کا انتخاب ملک سے ہو کر انجینئرنگ نسبت ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ امیدوار کو چاہی کہ سکریٹری آف ایسٹس و سیلک ڈیپارٹمنٹ انڈیا آفس کے پاس اپنی درخواستیں بھیجیں ہندوستان کو اسٹنٹ انجینروں کی تنخواہ ۲۲۰۰ روپہ سالانہ سے شروع ہوتی ہے۔ ۱۹۵۰ء میں ۲۵۰۰۔ اسامیاں ہوں گی ان میں وہ بھی شامل ہیں جن کا







۱۰

عليه السلام

مکتبہ طبع و نشر اسلام آباد

[illegible]











